



أَقْوَارُ الْمُتَّقِينَ شرح رياض الصالحين
المعروف

فِيضَانِ رِيَاضِ الصَّالِحِينَ

دار الحديث
(مجمع إسلامي)
شعبه ليسانس حدیث



دونوں جہاں کی سعادتیں پانے کے مدنی پھولوں پر مشتمل
شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی
(متوفی ۷۶۷ھ)
کی مشہور زمانہ کتاب

رِیَاضُ الصَّالِحِیْنَ

کا اردو ترجمہ و وضاحت بنام
اَنْوَارُ الْمُتَّقِیْنَ شرحُ رِیَاضِ الصَّالِحِیْنَ
المعروف

فیضانِ ریاضِ الصالحین

پیش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
(شعبہ فیضانِ حدیث)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

وَعَلَىٰ آلِهِ وَالصَّالِحِينَ يَا نُورِ اللَّهِ

﴿ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب : **رياض الصالحين**

مؤلف : **أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي عليه رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي (المتوفى ٦٤٢)**

ترجمہ و وضاحت بنام : **أنوار المتقين شرح رياض الصالحين المعروف**

فيضان رياض الصالحين

پیشکش : **المدينة العلمية (شعبہ فیضان حدیث)**

پہلی بار : **رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، جولائی 2013ء**

تعداد : **10000 (دس ہزار)**

ناشر : **مکتبۃ المدینۃ فیضان مدینہ محلہ سوآگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی**

تصدیق نامہ

تاریخ: ۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

حوالہ نمبر: 179

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”رياض الصالحين“ کے ترجمہ و وضاحت بنام **أنوار المتقين شرح رياض الصالحين**

المعروف فيضان رياض الصالحين

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب و مفادِ ایم کے اعتبار سے مقدر و مجرہ ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)



07-09-2012

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ! فَاغُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”فیضانِ ریاضِ الصالحین“

کے 17 حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 17 نیتیں:

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: نَبِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ۔ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ 6/ 185، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و (2) صلوٰۃ اور (3) تعوذ و (4) تسمیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) (4) رضائے الہی کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا (5) حَسْبِيَ الْوَسْطُ اس کا باؤ ڈھو اور (6) قبلہ رُو مطالعہ کروں گا (7) قرآنی آیات اور (8) احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا (9) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (10) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پڑھوں گا۔ (11) شرعی مسائل سیکھوں گا (12) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (13) حضرت سیدنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ كَمَا قَوْلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةِ لِيَعْنِي نَبِيكَ لَوْغُونَ كَمَا فِي وَقْتِ رَحْمَتِ نَازِلٍ هُوَ فِي هِيَ۔ (جلية الاولياء، ۷/ ۳۳۵، رقم: ۱۰۷۵۰) پر عمل کرتے ہوئے ذِکْرِ صَالِحِينَ کی برکتیں لوٹوں گا۔

(14) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

(15) اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔

(16) کتاب مکمل پڑھنے کے لئے بہ نیت حصولِ علم دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علم دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا۔

(17) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی

بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

ضمینی فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
113	باجامعت نماز کا ثواب حدیث نمبر 11	4	الْمَدِينَةُ الْعِلْمِيَّةُ كَاتِرَاتُ (ازبانی دعوت اسلامی امیر اہلسنت علامہ محمد الیاس عطار قادری مَدُّطْلَةُ الْعَالِي)
124	ایک کے بدلے سات سو سے بھی زیادہ نیکیاں حدیث نمبر 12	5	پیش لفظ
138	نیک اعمال کا وسیلہ باب نمبر: 2 توبہ و استغفار کا بیان	10	تعارف مؤلف
162	حدیث نمبر 13	20	مقدمہ
164	استغفار کی اہمیت حدیث نمبر 14	24	باب نمبر: 1 إخْلَاصُ أَوْ رِيئْتِ كَابِيَان
164	توبہ کسے کہتے ہیں؟	26	حدیث نمبر 1
167	کبھی کریم کے استغفار کرنے کی توجیہات کتنی مرتبہ معاف کیا جائے؟	37	ثواب کا دار و مدار شیئوں پر ہے حدیث نمبر 2
173	حدیث نمبر 15	50	ہر شخص اپنی ریت پر اٹھایا جائے گا حدیث نمبر 3
179	توبہ کرنے والے پر رضائے الہی کی برسات حدیث نمبر 16	71	جہاد و ریت حدیث نمبر 4
186	وست رحمت	75	بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب حدیث نمبر 5
186	اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جَسْمٌ سَءِءٌ حدیث نمبر 17	81	سرورِ دو جہاں کا فیصلہ حدیث نمبر 6
187	سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ قبول ہے حدیث نمبر 18	91	اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے حدیث نمبر 7
196	مرتے وقت توبہ حدیث نمبر 19	99	اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رُلُوں كُو دِي كِهْتَا هِي حدیث نمبر 8
217	طالب علم کا مرتبہ و مقام حدیث نمبر 20	104	سچا مجاہد کون؟ حدیث نمبر 9
235	سو قتل کرنے والے کی توبہ		قاتل و مقتول دونوں بہنمی حدیث نمبر 10

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
369	بینائی ختم ہونے پر صبر حدیث نمبر 35	249	حدیث نمبر 21 حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کا بیان افروز واقعہ
377	جنتی عورت حدیث نمبر 36	269	حدیث نمبر 22 اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر جان کی قربانی
383	پتھر مارنے والوں کو دعائیں حدیث نمبر 37	277	حدیث نمبر 23 حرص مال کی مذمت
390	گناہوں کا کفارہ حدیث نمبر 38	286	حدیث نمبر 24 قاتل جنت میں کیسے گیا؟
392	بخار سے گناہ جھڑتے ہیں حدیث نمبر 39	298	باب نمبر: 3 صبر کا بیان
395	مصیبت بھلائی کی علامت ہے حدیث نمبر 40	303	حدیث نمبر 25 نیک اعمال کے فضائل
397	موت کی تمنا نہ کرو! حدیث نمبر 41	310	حدیث نمبر 26 سوال کرنے سے، صبر کرنا بہتر
405	ظلم پر صبر حدیث نمبر 42	318	حدیث نمبر 27 مومن کو اچھا ثابت کرنے والا عمل
416	صبر مصطفیٰ حدیث نمبر 43	326	حدیث نمبر 28 موت کے وقت صبر
423	بڑی مصیبت پر بڑا اجر حدیث نمبر 44	333	حدیث نمبر 29 اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب
428	صبر و رضا کا انوکھا انداز حدیث نمبر 45	339	حدیث نمبر 30 آگ کی خندق
436	بڑا پہلوان کون؟ حدیث نمبر 46	346	حدیث نمبر 31 مصیبت کے وقت صبر
441	غصے کا علاج حدیث نمبر 47	354	حدیث نمبر 32 صابر کی جزا جنت ہے
445	غصہ پینے کا انعام حدیث نمبر 48	358	حدیث نمبر 33 طاعون پر صبر کرنے کا ثواب
450	رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ کی وصیت		حدیث نمبر 34

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
545	حدیث نمبر 61 نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے	457	حدیث نمبر 49 مصیبت زدہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے
550	حدیث نمبر 62 بچی نیت کا بدلہ	459	حدیث نمبر 50 قرآن سن کر غصہ جاتا رہا
556	حدیث نمبر 63 صحابہ کرام کی احتیاطیں	464	حدیث نمبر 51 ناپسندیدہ امور پہ صبر
561	حدیث نمبر 64 اللہ عزوجل (اپنے شایان شان) غیرت فرماتا ہے	464	حدیث نمبر 52 حوض کوثر پر ملاقات
566	حدیث نمبر 65 بخل کا انجام	471	حدیث نمبر 53 عافیت کی دعا مانگو!
573	حدیث نمبر 66 عقل مند کون ہے؟	476	باب نمبر: 4 صدق کا بیان
578	حدیث نمبر 67 اسلام کی خوبی	477	حدیث نمبر 54 سچ جنت کی طرف لے جاتا ہے
583	حدیث نمبر 68 اپنی زوجہ پر سخی کا حکم	485	حدیث نمبر 55 سچ میں اطمینان ہے
588	باب نمبر: 6 تقویٰ و پرہیزگاری کا بیان	491	حدیث نمبر 56 سرورِ دو جہاں کا حکم
590	حدیث نمبر 69 سب سے زیادہ عزت والا کون؟	500	حدیث نمبر 57 شہادت کی سچی طلب
596	حدیث نمبر 70 دنیا کا سب سے پہلا قتنہ	507	حدیث نمبر 58 خیانت کا انجام
605	حدیث نمبر 71 تقویٰ و پاکدامنی کی دعا	514	حدیث نمبر 59 سچ باعثِ برکت ہے
612	حدیث نمبر 72 بہتر کام کرنے کے لئے قسم توڑنا	517	باب نمبر: 5 مراقبہ کا بیان
621	حدیث نمبر 73 جنت میں لے جانے والے اعمال	519	حدیث نمبر 60 حدیث جبریل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدينة العلمية

از: شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ اِحْسَانِهِ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَبْلِيغِ قُرْآنِ وَسُنَّتِ كِي عَالَمِکِیْرِ غَیْرِ سِیَاسِیِّ تَحْرِیْکِ
 ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصْتَم رکھتی ہے، ان تمام
 اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی
 ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیان کرام کَثَرَهُمُ اللهُ تَعَالَى پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا
 بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- (۱) شعبہ کتبِ علیحضرت (۲) شعبہ تراجم کتب (۳) شعبہ درسی کتب
- (۴) شعبہ اصلاحی کتب (۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج

”المدينة العلمية“ کی اولین تریج سرکارِ علیحضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پر دانہ
 شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین و ملت، حامی سنت، حامی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعِثِ خَیْرِ وَرَدِکِت، حضرت علامہ مولانا الحاج
 الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ اَوْسَعِ
 سہل اُسْلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون
 فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بِمُؤْمَل ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں اور رات
 بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اِخْلَاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں
 زِیْرَ گَنَدِ خَضْرَا شَہَادَات، جَنَّتِ البَقِیْعِ مِیْنِ مَدَیْنِ اور جَنَّتِ الْفَرْدُوسِ مِیْنِ جَلَدِ نَصِیْبِ فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

انسان کا مقصد حیات، ربّ کائنات کی عبادت کے ذریعے اس کی رضائے دائمی کا حصول ہے، جو اس مقصد میں کامیاب ہو گیا وہی حقیقی کامیاب ہے۔ محسن کائنات، شاہ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انسانوں کی رُشد و ہدایت کے لئے دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے افعال و اقوالِ راہِ حق کے مُتلا شیوں کے لئے نورِ ہدایت ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۗ تَرَجُمَةُ كَنْزِ الْإِيمَانِ: بيشك تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے

(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

صَدْرُ الْإِقَابِ حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْهَادِي اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”(یعنی) ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دینِ الہی کی مدد کرو اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر چلویے بہتر ہے۔“

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ.“ (ابن عساکر، ۳/۴۳۱/۹) ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ”جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھا تا تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۵۵/۱، حدیث: ۱۷۶)

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِین نے مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کیں اور اصلاحِ اُمت کے عظیم جذبے کے تحت اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی کے ہر پہلو کو عملی و تحریری طور پر لوگوں کے سامنے لائے تاکہ ان اخلاقِ کریمہ کو اپنا کر ربّ کریم عَلَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کی جائے۔

امام أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنِ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَهُوَ عَظِيمٌ بَازِغٌ هُنَّ جَنُودٌ نَزَعَتْهُنَّ آقَاؤُهُ وَوَجَّهَتْهُنَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِي أَعْيَانِ وَأَقْوَالِ وَأَعْمَالِ وَأَقْوَابِ مَا يَرْتَضِيهِ رِيَاضُ الصَّالِحِينَ“ میں بہت ہی احسن انداز سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں کہیں مُنْجِيَات (یعنی نجات دلانے والے اعمال) مثلاً اِخْلَاص، صَبْر، اِيثار، تَوْبَة، تَوَكُّل، قَنَاعَت، بُرْذُبَارِي، صِلَة رَحْمِي، خَوْفِ خَدَا، يَاقِين اور تَقْوَى وغیرہ کا بیان ہے تو کہیں مُهْلَكَات (یعنی ہلاک کرنے والے اعمال) مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ کا بیان۔ یہ کتاب راہِ حق کے سَالِكِينَ کے لئے مَشْعَلِ رَاہِ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی میں ہے اس کی اِفَادِيَت کے پیش نظر تَبْلِيغِ قُرْآن و سُنْت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دَعْوَتِ اِسْلَامِي“ کے ذمہ داران نے ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کے مقدس جذبے کے تحت اس کا اردو ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ عوام اور اردو خواں طبقہ بھی اس نہایت ہی قیمتی علمی خزانے سے مالا مال ہو سکے۔ لہذا یہ کام ”دَعْوَتِ اِسْلَامِي“ کے ایک نہایت ہی اہم علمی و تحقیقی شعبے ”المَدِينَةُ الْعِلْمِيَّة“ کو سونپا گیا۔ المَدِينَةُ الْعِلْمِيَّة کے ”شَعْبَةُ فَيْضَانِ حَدِيث“ کے اسلامی بھائیوں نے خالق کائنات پر بھروسہ کر کے اس کتاب کا نہ صرف اردو ترجمہ کیا بلکہ ہر حدیث کی موضوع کے مطابق اکابرین کی شروحات کی مدد سے اصلاحی انداز میں وضاحت بھی کی۔ رَّبِّ كَرِيمِ کے فضل و کرم سے اس شعبے کے مدنی علماء کی کوششیں رنگ لائیں اور ”رِیَاضُ الصَّالِحِينَ“ کا ترجمہ مع وضاحت جس کا نام امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةُ نے ”اَنْوَارُ الْمُتَّقِينَ شَرْحُ رِیَاضِ الصَّالِحِينَ الْمَعْرُوفِ فَيْضَانِ رِیَاضِ الصَّالِحِينَ“ رکھا ہے، اس کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب علمائے کرام، مُبَلِّغِينَ، مُعَلِّمِينَ، طلبہ اور عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

”ریاض الصالحین“ میں امام نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِيمِ نے مختلف موضوعات پر تقریباً 1896 احادیث مبارکہ بیان کی ہیں اور انہیں 372 ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ہم نے ”اَنْوَارُ الْمُتَّقِينَ شَرْحُ رِیَاضِ الصَّالِحِينَ الْمَعْرُوفِ فَيْضَانِ رِیَاضِ الصَّالِحِينَ“ کی اس پہلی جلد میں 6 ابواب بیان کئے ہیں جو 73 احادیث پر مشتمل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ! اس کتاب پر المَدِينَةُ الْعِلْمِيَّة کے شعبہ فَيْضَانِ حَدِيث کے ان مدنی علمائے

کرام كَفَّرَهُمُ اللَّهُ السَّلَامَ كوكام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی: (۱) سید ابوظلم محمد سجاد العطاری المدنی (۲) سید منیر رضا العطاری المدنی (۳) محمد عدیل رضا العطاری المدنی (۴) سید محمد عابد العطاری المدنی (۵) محمد عرفان العطاری (۶) محمود اعظم جیلانی العطاری المدنی۔ اور اس کتاب کی شرعی تفتیش و دعوتِ اسلامی کے ”دارالافتاء اہلسنت“ کے اسلامی بھائی محمد کفیل رضا عطاری مدنی نے کی ہے۔

اس کتاب پر کام کا انداز

- (۱) ریاض الصالحین میں جہاں آیات بیان کی گئی ہیں ہم نے مستند تفاسیر سے ان کی مختصر تفسیر بیان کر دی ہے۔
- (۲) احادیثِ کریمہ کا آسان اردو ترجمہ اور ہر حدیث کی باب کے مطابق مستند کتب سے توضیح و تشریح کی گئی ہے۔
- (۳) امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اس کتاب میں اصلاحی انداز اختیار کیا ہے اس لئے ہم نے بھی احادیثِ مبارکہ کی توضیح و تشریح میں دقیق علمی و فنی اجاث کے بجائے اصلاحی انداز اختیار کیا ہے۔
- (۴) امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی مسلکِ شافعی تھے اس لئے انہوں نے فقہی مسائل میں امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکِنَانِی کا موقف اختیار کیا۔ ہم نے حسبِ ضرورت احناف کا موقف واضح کر دیا ہے۔
- (۵) حسبِ ضرورت مشکل الفاظ پر اعراب کا التیزام کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر مفید حواشی دیئے گئے ہیں۔
- (۶) آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مبارکہ، توضیحی عبارات، فقہی جزئیات اور دیگر مواد کی مکمل تخریج کی گئی ہے۔
- (۷) آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ کنز الایمان شریف سے لیا گیا ہے۔
- (۸) حسبِ موقعِ امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اور امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ اور دیگر علمائے اہلسنت دَامَتْ فِیوْضُہُمُ کے اشعار بیان کئے گئے ہیں۔
- (۹) ہر حدیث کی وضاحت کے آخر میں اہم مدنی پھول بطور مدنی گلدستہ بیان کئے گئے ہیں۔
- (۱۰) کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کی وضاحت اس کے موضوع کے اعتبار سے ہو لیکن کئی مقامات پر ضمناً دوسری مفید باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔
- (۱۱) موقع کی مناسبت سے تزیینی و تریبی اور دعائیہ کلمات ڈالے گئے ہیں۔

(12) احادیثِ مبارکہ اور ان کی وضاحت میں عنوانات قائم کئے گئے ہیں تاکہ مطالعہ کرنے والوں کی دلچسپی برقرار رہے اور ذوق بڑھے۔

(13) عنوانات و موضوعات کی ضمنی و تفصیلی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ایک ہی نظر میں کتاب کے مضامین کا علم ہو جائے اور مطالعہ کرنے والے آسانی سے اپنے مطلوب تک پہنچ سکیں۔

تشریح و توضیح میں مشکلات

ریاضُ الصّالحین میں امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے خالصتاً اصلاحی انداز اختیار کیا اور اسی انداز سے ابواب بندی کی ہے۔ کسی حدیث میں ایک لفظ بھی موضوع کی مناسبت سے مل گیا تو آپ نے اسے اس باب کے تحت ذکر فرما دیا حالانکہ وہی حدیث دیگر کتبِ احادیث میں کسی اور باب کے تحت ہوتی ہے۔ ایسی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ریاضُ الصّالحین کے بابُ الاخلاص کی ایک حدیث، بخاری شریف کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، میں ہے۔ بابُ التَّوْبَةِ کی حدیث بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار میں ہے۔ بابُ الصَّبْرِ کی حدیث مسلم شریف کتاب الطہارة، باب فضل الطہور میں ہے۔ باب الصدق کی حدیث ترمذی شریف کتاب صفة القيامة والرفاق، باب ماجاء فی صفة اوانی الحوض میں ہے۔ باب المراقبة کی حدیث ترمذی شریف کتاب البر والصلوة، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس میں ہے۔ باب التقوی کی حدیث مسلم شریف کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار، میں ہے۔ الغرض تقریباً تمام ہی ابواب میں یہی صورت حال ہے۔

جب معاملہ ایسا ہو تو پھر کسی حدیث کی موضوع کے مطابق توضیح و تشریح کرنا کس قدر مشکل و محنت طلب کام ہے اسے وہی اہل علم حضرات سمجھ سکتے ہیں جن کا تصنیف و تالیف سے گہرا تعلق ہو۔ اس دشواری کے حل کے لئے ہم نے بہت سی متعلقہ مستند شروحات کا متعدد مقامات سے عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهِ کتبِ علمائے کالمیلین کے بحرِ خَآر میں غوطہ زن ہو کر جو دُرِّ نایاب ہم پُچن سکے وہ پیشِ خدمت ہیں۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کی عطاؤں، اولیائے کرام رَحْمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ کی پُرْخُلُوصِ دَعَاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہی کا دخل ہے۔

حصولِ تقویٰ و علمِ دین، اطاعتِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاتِّبَاعِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ پر اِسْتِقَامَتِ پانے اور اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا مُقَدِّسِ جَذْبِہُ اُجَاگَر کرنے کے لئے خود بھی اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور حسبِ استطاعت دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ سے ہدیہ حاصل کر کے دوسروں کو بالخصوص مفتیانِ کرام اور علمائے اہلسنت کی خدمت میں تحفہٴ پیش کیجئے۔

ہم نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ یہ کتاب خوب سے خوب تر ہو لیکن پھر بھی غلطی کا امکان باقی ہے اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مفید مشوروں اور قیمتی آراء سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور اس کتاب میں جہاں کہیں غلطی پائیں ہمیں تحریری طور پر ضرور آگاہ فرمائیں۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہماری بخشش و نجات کا ذریعہ بنائے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ

شعبہ فیضانِ حدیث

مجلس المدینة العلمیة

ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

بمطابق فروری 2013ء

امامِ نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی كَاتِعَارُف

نام و نسب

کنیت: أَبُو زَكْرِيَّا. لَقَب: مُحْيِي الدِّين. نام: یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن حزام بن

محمد بن جمعہ الحزامی نووی حورانی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی

ولادت باسعادت و پرورش

امامِ نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کی ولادت باسعادت مُحَرَّم الحَرَام کے درمیانی عشرے میں ۶۳۱ ہجری میں

دَمَشْق کے ایک علاقے حوران سے متصل ایک بستی نووی میں ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ نووی کہلائے آپ کے آباء و اجداد حزام سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے تھے۔

تعلیم و تربیت

شیخ یاسین یوسف مرّا کَشِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ یحییٰ بن شرف

نووی کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریباً دس برس کے تھے۔ بچے انہیں اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے بلارہے تھے لیکن وہ کھیلنے کو تیار نہ تھے۔ جب بچوں نے زبردستی کی تو وہ روتے ہوئے قرآن پڑھنے لگے۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے استاد سے ملاقات کی اور کہا: اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے! امید ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم و زاہد بنے گا اور لوگ اس سے فیضیاب ہوں گے۔ یہ سن کر استاد نے کہا: کیا تم نجومی ہو؟ (جو آئندہ کی خبر دے رہے ہو) میں نے کہا: میں نجومی نہیں ہوں بلکہ جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھ سے کہلویا میں نے وہی کہا ہے۔ اس کے بعد استاد ان کے والد صاحب سے ملے اور انہیں (امام) نووی کے متعلق بتایا تو انہوں نے اپنے فرزند کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ اور اس بات کی شدید حرص کی کہ میرا بیٹا بالغ ہونے سے پہلے پہلے قرآن کریم ناظرہ ختم کر لے اور پھر واقعی امام نووی نے بالغ ہونے سے پہلے ہی ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا۔

راہِ علم میں مشقتیں

آپ 659 ہجری میں دمشق آئے اور یہاں شافعی مذہب کی کتاب ”تنبیہ“ سناٹے چار ماہ میں حفظ کر لی اور شافعی مذہب کے بقیہ مسائل کی کتب اسی سال کے بقیہ حصہ میں پڑھیں۔ آپ دن رات میں مختلف علوم و فنون کے بارہ (۱۲) اسباق مختلف اساتذہ سے اچھی طرح سمجھ کر پڑھتے۔ زمانہ طالب علمی میں اسقدر مشقت برداشت کی کہ دو سال تک آرام کے لئے پہلوزمین پر نہ لگایا۔

زُہد و تقویٰ

آپ صرف ایک مرتبہ عشاء کے بعد تھوڑا سا کھانا کھاتے اور سحری کے وقت صرف پانی پیتے۔ برف کا ٹھنڈا پانی نہ پیتے حالانکہ وہاں کے لوگوں میں اس کا عام رواج تھا۔ آپ نے بالکل سادہ زندگی گزاری، بہت سادہ موٹا لباس پہنتے۔ دمشق کے پھل کبھی نہ کھاتے، جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہاں کے اکثر باغات اوقاف اور ان اُملاک سے متعلق ہیں جن میں ہر کسی کو تصرف کی اجازت نہیں ہوتی اور یہ پھل شبہ سے خالی نہیں ہوتے پھر میرا دل کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ میں انہیں کھاؤں۔

عَلَامَهُ رَشِيدُ الدِّينِ حَفْصِيُّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوِي فرماتے ہیں: جب میں نے امام نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوِي کو دیکھا کہ دُنیوی آسائشوں سے بالکل دور رہتے اور انتہائی سخت مُجَاهَدَات کرتے ہیں تو میں نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ ایسی بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں جو آپ کو دینی خدمات سے روک دے۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص نے اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ کی اتنی عبادت کی کہ اس کی ہڈیاں خشک ہو گئیں۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں ہماری دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ انہیں انکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔

جب آپ کے پاس کوئی اَمْرَد (خوبصورت لڑکا) پڑھنے کے لئے آتا تو آپ منع کر دیتے۔ (تہذیب الاسماء، ۱/۱۴)

امام نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوِي کو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ نے تین ایسی عظیم خوبیاں عطا فرمائی تھیں کہ اگر ان میں سے کوئی

ایک خوبی بھی کسی میں پائی جائے تو وہ اس لائق ہو کہ دو دراز سے سفر کر کے اس کی زیارت کی جائے۔ (۱) علم و عمل (۲)
 زُبدِ تقویٰ (۳) اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائیوں سے منع کرنا)
 آپ حصولِ علم میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ نوافل، مسلسل روزے، زُبد و وَرَع، عبادت و ریاضت میں اپنے
 استاد کی پیروی کرتے، استاد کے وصال کے بعد عبادت و ریاضت میں آپ کا اِشْتِغَال مزید بڑھ گیا تھا۔

خوفِ خدا

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْفَتْحِ حَنْبَلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے جامعِ دمشق میں
 امام نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي کو ایک ستون کے پیچھے اندھیرے میں انتہائی خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ پر غم
 و حُزْن کی کیفیت طاری تھی اور بار بار یہ آیتِ کریمہ پڑھ رہے تھے۔

وَقِفُّوْهُمْ أَنَّهُمْ مَسْتَوْوُونَ (پ ۲۳، الصُّفْت: ۲۴) ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ٹھہراؤ، اُن سے پوچھنا ہے

ان کی درد بھری آواز میں قرآنِ کریم کی تلاوت سن کر مجھے ایسی روحانیت نصیب ہوئی کہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔

عاجزی و انکساری

آپ کی طبیعت میں عاجزی و انکساری تھی۔ حُبِّ جاہ سے خوب بچتے تھے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے کہہ
 رکھا تھا کہ سب ایک ساتھ مل کر میرے پاس نہ آیا کرو کہیں طلباء کی کثرت کی وجہ سے میں حُبِّ جاہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں
 کیونکہ نفس تو لوگوں کے ہجوم سے خوش ہوتا ہے۔

لوگ بادشاہوں سے ملنا اپنے لئے بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ اُمراء و حُکّام سے ہمیشہ دور رہتے۔ ایک
 مرتبہ آپ صحنِ مسجد میں درس دے رہے تھے اتنے میں اطلاع ملی کہ ”بادشاہ مسجد میں نماز کے لئے آ رہا ہے“ آپ فوراً درس
 موقوف کر کے وہاں سے چلے گئے اور پھر پورا دن اس مسجد میں نہ آئے تاکہ بادشاہ سے ملاقات نہ کرنی پڑے۔

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا جن کا تری گلی میں

علمِ طب کیوں چھوڑا؟

امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ مجھے علمِ طب کا شوق ہوا چنانچہ، میں نے ”اللقانون فی الطب“ کتاب خریدی اور ارادہ کر لیا کہ اس علم میں خوب کوشش کروں گا۔ بس اسی دن سے میرے دل پر تاریکی چھا گئی اور کئی دن تک میری یہ حالت رہی کہ کسی بھی چیز میں دلجمعی نصیب نہ ہوتی۔ میں اس صورت حال سے بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ میری یہ حالت کس وجہ سے ہوئی ہے؟ پھر مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے الہام ہوا کہ اس کا سبب مُرَوَّجَہ علمِ طب میں تیری بے جا مشغولیت ہے پس میں نے فوراً وہ کتاب فروخت کر دی اور اپنے گھر سے ہر وہ چیز نکال دی جس کا تعلق طب سے تھا۔ پھر اللہ عزوجل کا کرم ہوا کہ میرا دل روشن ہو گیا اور میری پہلی والی کیفیت لوٹ آئی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

ابلیس لعین کا حملہ

امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے بخارتھا اور میں اپنے والدین و دیگر احباب کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ رات کے پچھلے پہر اللہ عزوجل نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں اپنے آپ کو پرسکون محسوس کرنے لگا۔ پھر میں ذکرِ الہی عزوجل میں مصروف ہو گیا، کبھی کبھی میری آواز کچھ بلند ہو جاتی تھی۔ اتنے میں میں نے ایک خوبصورت بزرگ کو حوض پر وضو کرتے دیکھا وضو سے فراغت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے بچے! تو ذکرِ الہی موقوف کر دے کیونکہ اس طرح تیرے والدین اور دیگر گھر والوں کو تکلیف ہوگی۔ میں نے کہا: اے شیخ! تو کون ہے؟ کہا: اس بات کو چھوڑ کہ میں کون ہوں؟ بس میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ یسن کر میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ ضرور ابلیس لعین ہے۔ میں نے ”اعوذُ باللہ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ“ پڑھی اور پھر بلند آواز سے ذکر کرنے لگا۔ اب ابلیس لعین مجھ سے دور ہوا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔ اتنے میں میرے والد محترم اور دوسرے لوگ جاگ گئے۔ میں دروازے کی طرف گیا تو اسے بند پایا، ہر طرف دیکھا لیکن مجھے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا: اے بچے! کیا ہوا؟ میں

نے صورت حال بتائی تو سب کو تعجب ہوا۔ اور پھر ہم سب مل کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے لگے۔

وقت کی قدر

وقت کے قدر دان کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیْ کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہ کرتے تھے نہ دن میں نہ رات میں حتیٰ کہ راستے میں آتے جاتے ہوئے بھی کسی کتاب کا مطالعہ یا تکرار جاری رکھتے۔ اس طرح آپ نے کئی سال تحصیل علم میں گزارے۔ آپ نے اوقات کی تقسیم بندی کی ہوئی تھی۔ تمام وقت خیر کے کاموں میں ہی صرف ہوتا تھا۔ تصنیف و تالیف، تدریس، نوافل، تلاوتِ قرآن، اُمورِ آخرت میں غور و فکر، اور اُمُرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) کے لئے آپ کے اوقات مقرر تھے۔

وسعتِ مطالعہ

امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیْ کے کثرتِ مطالعہ کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ کمال رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ”الْبَدْرُ السَّافِرُ وَ تَحْفَةُ الْمَسَافِرِ“ میں فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِیْ کی مشہور کتاب ”الْوَسِیْطُ“ میں کسی مسئلے پر امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیْ سے میرا اختلاف ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھ سے اس کتاب کے مسئلے میں جھگڑتے ہو جس کا میں نے چار سو مرتبہ مطالعہ کیا ہے!

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا سو بار کٹا جب عقیق تب نگلیں ہوا

آپ نے علمِ فقہ ابوالبراہیم اسحاق بن احمد بن عثمان مغربی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیْ سے حاصل کیا آپ ان کا بہت زیادہ ادب و احترام کرتے۔ انہیں وضو و طہارت کے لئے پانی بھر کر دیا کرتے۔ آپ ان سے جو کتب پڑھتے زمانہ طالب علمی میں ہی ان کی شرح لکھتے اور مشکل مقامات حل کرتے۔ جب استاد نے آپ کی علمی کوششیں اور دنیا سے بے رغبتی دیکھی تو آپ پر خصوصی شفقت فرمائی اور آپ کو اپنے حلقے کا ”مُعَبِّدُ الدَّرَسِ“ بنا لیا۔ یعنی آپ استاد سے پڑھا ہوا سبق حلقے میں دُہرایا کرتے۔

امام نووی کی چند مشہور کتب

(۱) ریاض الصالحین (۲) کتاب الاذکار (۳) شرح البخاری (۴) المنہاج شرح صحیح مسلم
 (۵) نکت التنبیہ (۶) الابضاح فی مناسک الحج (۷) التبیان فی آداب حملة القرآن (۸) تحفة الطالب
 النبیہ (۹) تنقیح شرح الوسیط (۱۰) نکت علی الوسیط (۱۱) التحقیق (۱۲) مهمات الاحکام (۱۳) العمدة فی
 تسهیل التنبیہ (۱۴) التحریر فی لغات التنبیہ (۱۵) المنتخب (۱۶) دقائق الروضة (۱۷) طبقات الشافعیہ (۱۸)
 مختصر الترمذی (۱۹) قسمة القناعة (۲۰) مناقب الشافعی (۲۱) التقرب فی علم الحدیث (۲۲) املاء حدیث
 انما الاعمال بالنیات (۲۳) مختصر مبهمات الخطیب (۲۴) شرح سنن ابی داؤد (۲۵) رؤوس
 المسائل (۲۶) الاصول والضوابط (۲۷) الاربعین (۲۸) مختصر التنبیہ (۲۹) المسائل المنثوره (۳۰) نکت
 المہذب (۳۱) المنہاج مختصر المحرر (۳۲) مختصر التبیان (۳۳) جزء فی الاستسقاء (۳۴) بستان العارفين (لم
 يتم) (۳۵) تہذیب الاسماء واللغات (۳۶) الخلاصة فی الحدیث (۳۷) الارشاد (۳۸) المجموع شرح
 المہذب (۳۹) جزء فی القيام لاهل الفضل

بیماری پر صبر

جب آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ سے حج کے لئے حَرَمَیْنِ طَیْبِیْنِ روانہ ہوئے تو آپ کو بخارا آ گیا جو
 عَرَفَہ تک جاری رہا لیکن اس شدید تکلیف کے باوجود آپ نے کبھی بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا۔ زیارت حَرَمَیْنِ طَیْبِیْنِ
 کے بعد جب آپ دِمَشْقِ آئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ پر علم کی برسات فرمادی۔ آپ کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب
 ہوئی۔

تعظیمِ اولیا

امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیْ اولیائے کرام رَحْمَتُ اللّٰهِ السَّلَامُ کا ذکر نہایت ادب و احترام اور تعظیم کے ساتھ

کرتے اور ان کے فضائل و مناقب بیان فرماتے۔

متعلقین کے لئے خوشخبری

ایک مرتبہ امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کے رُفقاء نے آپ سے عرض کی: بروزِ قیامت ہمیں بھول نہ جانا۔ آپ نے فرمایا: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہاں کوئی مقام و مرتبہ عطا فرمایا تو میں اس وقت تک جنت میں ناجاؤں گا جب تک اپنے جاننے والوں کو جنت میں داخل نہ کروالوں۔

با ادب بانصیب

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شیخ حضرت سَیِّدُ نَاکَمَالِ اِبْنِ اَبِی عَلَیْبِہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے ایک بار اپنے ساتھ کھانے کیلئے بلایا تو آپ نے عرض کی: یَا سَیِّدِی! میری معذرت قبول فرمائیے کیونکہ میرے ساتھ ایک عذر ہے۔ شیخ نے معذرت قبول فرمائی۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا عذر تھا۔ فرمایا: مجھے خوف تھا کہ کھانے کے دوران شیخ کسی لقمے کو کھانے کا ارادہ فرمائیں اور لاعلمی میں، میں اسے کھا جاؤں۔ (اور یوں مجھ سے بے ادبی صادر ہو جائے) (لسواقح الانوار

القدسیة فی بیان العہود المحمدیة ص ۳۱)

ایک مرتبہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کسی مالکی شخص نے بحث کی اور سختی سے پیش آیا مگر آپ نے کوئی جوابی کاروائی نہ کی۔ جب کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس کے امام میرے امام کے شیخ ہیں اس لئے اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا اس کے امام کے ساتھ ادب سے پیش آنے کی مانند ہے۔ (المنن الکبری ۲۷۶)

امام نووی کی کرامات

آپ کے والد محترم حضرت سَیِّدُ نَاشَرَفِ بْنِ مَرْمَرِہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میرے بیٹے کی عمر تقریباً سات سال تھی رمضان المبارک کی ستائیسویں شب وہ میرے ساتھ سویا ہوا تھا کہ اچانک اٹھ بیٹھا اور مجھے جگا کر کہا: اے میرے والد محترم! یہ نور کیسا ہے جس نے پورے گھر کو روشن کر دیا ہے؟ آواز سن کر سب گھر والے جاگ گئے لیکن ہم میں

سے کسی کو بھی کوئی روشنی نظر نہ آئی۔ میں سمجھ گیا آج شبِ قدر ہے۔ (اور میرے بیٹے پر اس کی نشانی ظاہر ہو گئی ہے)

انوکھے درندے

ملکِ شام کے گورنر نے جامع اُموی کے خزانے میں رکھی ہوئی کتابیں بلا دُعم میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ نے اسے سختی سے منع فرمایا۔ گورنر کو غصہ آ گیا اور اس نے آپ کو پکڑنا چاہا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ نے اس کے فرش پر درندوں کی بنی ہوئی تصویروں کی طرف اشارہ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے ان تصویروں نے اصلی درندوں کا روپ دھار لیا اور وہ انوکھے درندے گورنر پر حملے کے لئے تیار ہو گئے یہ دیکھ کر گورنر اور اس کے ساتھی وہاں سے بھاگ گئے پھر اس گورنر نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ سے معافی مانگی اور قدم بوسی کی۔ (المنن الکبریٰ، ص ۱۶۱)

مرض جاتا رہا

شَيْخٌ وَ لِيُ الدِّينِ أَبُو الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ”میں نَقْرَس (یعنی پاؤں کے جوڑوں میں درد) کے مرض میں مبتلا ہوا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور صبر کی تلقین کرنے لگے۔ جیسے جیسے وہ صبر کے متعلق بیان فرما رہے تھے میرا مرض دور ہو رہا تھا یہاں تک کہ درد بالکل ختم ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کی برکت سے ہوا ہے۔“

راتوں رات رَوَاحِيَه سے مکہ مکرمہ

مَدْرَسہ رَوَاحِيَه کے بَوَّاب (چوکیدار) کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کو مدرسے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ جب آپ دروازے کے قریب پہنچے تو دروازہ بغیر چابی کے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا۔ کچھ ہی دیر میں ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ نے طوافِ وسیعی کی، پھر دوبارہ طواف کیا اور واپس چل دیئے میں بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا اور کچھ ہی دیر میں ہم رَوَاحِيَه پہنچ گئے۔

دل کی بات جان لی

شَيْخُ أَبُو الْقَاسِمِ مِزْي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ مزہ میں بہت سارے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں اور خوشی کا سماں ہے۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ آج رات یَحْيٰى بْنِ شَرْفِ نَوَوِي کو قطب بنایا جائیگا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یَحْيٰى نَوَوِي کون ہیں اور نہ ہی میں نے کبھی یہ نام سنا تھا۔ چنانچہ، میں ان کی تلاش میں دِمَشْق پہنچا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یَحْيٰى بْنُ شَرْفِ نَوَوِي یہاں کے استاذ الحدیث ہیں۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے فرمایا: ”میرا راز اپنے پاس ہی رکھنا کسی کو نہ بتانا۔“

وِصَالِ پُرِ مَلَالِ

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ دِمَشْق میں گزارا جہاں آپ تعلیم و تصنیف، نقلی عبادت، تدریس اور اُمُرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) میں مشغول رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے آبائی گاؤں نوئی جانے سے پہلے دمشق میں مدفون اپنے تمام شیوخ و اساتذہ کے مزارات پر حاضری دی اور اپنے متعلقین سے ملاقات کی۔ نوئی جا کر آپ بیمار ہوئے اور بدھ کی رات 24 رَجَبُ الْمُرَجَّبِ 672 ہجری میں یہ عظیم مُحَرِّث اس دنیائے فانی میں اپنی زندگی کے تقریباً 44 سال 6 ماہ گزار کر دائمی و اُخْرَوٰی منزل کی جانب کوچ کر گئے اور یوں گلشنِ اسلام میں ایک اور گلِ زیبا کی کمی ہو گئی لیکن اس کی خوشبو سے آج بھی عالمِ اسلام مُعَطَّرٌ وَ مُعْتَمِرٌ ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے۔ آپ کی وفات کا مسلمانوں کو بہت غم ہوا، اپنے پرانے سب ہی پر اُداسی چھا گئی۔ آپ کا مزار پُر انوار آپ کے آبائی گاؤں نوئی میں ہے۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كِي أَنْ يَرْحَمْتَهُ هُوَ وَأَنْ كَيْ صَدَقْتَهُ هَمَارِي بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِهِ هُوَ۔

أَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بعدِ وصال خواب میں زیارت

نفس کی مخالفت پر انعامِ خداوندی

جب آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے وصال کا وقت قریب آیا تو سب کھانے کی شدید خواہش ہوئی۔ جب سب لائے گئے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے نہ کھائے۔ بعدِ وصال اہل خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللهُ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے تمام اعمال قبول فرمائے اور میری مہمان نوازی کی گئی اور مجھے سب سے پہلے جو چیز کھانے کو دی گئی وہ سب تھے۔

ولی کی بے ادبی کا انجام

ایک شخص امامِ نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي کی قبر پر آیا اور ہاتھ سے اشارے کر کے کہنے لگا: تم وہی ہو جو امامِ اوزاعی سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ”میں اس مسئلہ میں یہ کہتا ہوں“ ابھی وہ شخص اپنی جگہ سے کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ اسکے پاؤں پر پچھونے ڈنک مار دیا۔ (اور یوں اسے ایک ولی کی گستاخی کی سزا ملی)

بلی نے زبان کھینچ لی

ایک شخص آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے خلاف بہت زیادہ باتیں کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو جس جگہ اسے غسل دیا جا رہا تھا وہاں ایک بلی آئی اور اس کی زبان کھینچ لی۔ اس طرح یہ واقعہ لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اولیائے کرام رَحْمَةُ اللهِ السَّلَام کی گستاخی و بے ادبی سے محفوظ رکھے۔ ان کے فیوضِ برکات سے مُسْتَفِيض فرمائے۔ ان کے صدقے ہمیں دینِ متین کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ملخصاً از منهاج السوی فی ترجمۃ الامام النووی ملحق تہذیب الاسماء واللغات)

اٰمِنٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

مُقَدَّمَةُ الْإِمَامِ النَّوَوِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي

تمام تعریفیں اُس خدائے بزرگ و برتر کی تھار، غالب و بخشش فرمانے والے کے لئے جو اہل دل و اہل نظر کی نصیحت و یاد دہانی اور عقلمندوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کی عبرت کے لئے رات کو دن سے بدلنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں اس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے نیک بندوں کو خوابِ غفلت سے جگا کر انہیں دنیا سے بے نیاز، اپنی یاد و فکر میں لگن، دائمی ذکر کرنے والا اور نصیحت قبول کرنے والا بنا دیا۔ احوال اور طریقوں میں تبدیلی کے باوجود انہیں اپنی عبادت کے طریقے، جنت کی تیاری، اپنی ناراضی اور جہنم کو واجب کرنے والے امور سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں اس خدائے بزرگ و برتر کی بلیغ، پاکیزہ، اشمَل اور کامل ترین حمد کرتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبود نہیں جو مہربان، کریم اور رءوف رحیم ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے، اس کے رسول و حبیب و خلیل، صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والے اور دینِ قَویم کی دعوت دینے والے ہیں۔ اُن پر اور تمام انبیائے کرام، انکی تمام آلِ پاک اور تمام صالحین پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

اما بعد!

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ نَعَى ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی

لئے بنائے کہ میری بندگی کریں، میں ان سے کچھ رزق نہیں

مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ

يُطِيعُونِ ﴿٥٧﴾ (الناربات: ۵۶-۵۷)

اس آیت میں تصریح ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، لہذا اُن پر لازم ہے کہ جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس کا اہتمام کریں اور زہد و تقویٰ کے ذریعے دُنوی لذات سے گناہ گش

ہو جائیں۔ بے شک یہ فنا ہونے والا گھر ہے اسے بٹھا نہیں، یہ منزل تک پہنچنے کی سواری ہے دائمی خوشیوں کا گھر نہیں، ختم ہو جانے والا راستہ ہے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ دنیا میں رہنے والوں میں سے سمجھ دار وہ ہیں جو عبادت گزار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہیں جو متقی و پرہیزگار ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ
السَّمَاءِ فَأَخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ
النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا
وَأَثْرَيْتَتْ وُكِّلَ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِ سُورُوا عَلَيْهَا
أَنبَهَاءً أَمْرًا نَائِلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا
كَانَ لَمْ تَعْنِ بِالْأَمْسِ ۖ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ
لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۷﴾ (ب: یونس: ۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھٹی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یادن میں تو ہم نے اسے کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں۔ اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا فُطِنًا
نَظَرُوا فِيهَا فَلَمَّا عَلِمُوا
جَعَلُوهَا لِحْجَةً وَاتَّخَذُوا
طَلَقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتْنَةَ
أَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيِّ وَطَنًا
صَالِحِ الْأَعْمَالِ فِيهَا سُفْنًا

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سمجھ دار بندے ایسے ہیں جنہوں نے فتنے کے خوف سے دنیا کو چھوڑ دیا ہے، جب انہوں نے اس

میں غور کیا تو جان گئے کہ یہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے تو انہوں نے دنیا کو (گہرے سمندر کی) موج قرار دیا اور اعمالِ صالحہ کو اس میں کشتی بنا

لیا۔

(امام نووی فرماتے ہیں) جب دنیا کی حالت یہ ہے جو میں نے ابھی بیان کی اور ہمارا حال اور مقصدِ حیات وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا تو مکلف پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھوں کے راستے پر چلائے اور اصحابِ بصیرت کے طریقے اپنائے۔ اور اس کا اہتمام کرے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ اس ضمن میں اس کے لئے بہترین اور سب سے زیادہ ہدایت والا راستہ یہ ہے کہ اولین و آخرین کے سردار، سابقین و لاحقین میں سب سے زیادہ مُعَزَّزِ نَبِیِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے جو آداب صحیح طور پر ثابت ہیں ان کو اپنائے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى

ترجمہ کنز الایمان: اور نیکی اور پرہیز

گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(پ: ۶: المائدة: ۲)

شافع امت، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔“ (مسلم، کتاب الذکر والمدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر، ص ۱۴۴۷، حدیث ۲۶۹۹) ایک جگہ ارشاد فرمایا: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مثلِ ثواب ہے۔“ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ، ص ۱۰۵۰، حدیث ۱۸۹۳) اور فرمایا: جس نے نیکی کی طرف بلایا اس کے لئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة..... الخ، ص ۱۴۳۸، حدیث ۲۶۷۴)

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْکَرِيم سے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری،

کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۵۳۴/۲، حدیث ۳۷۰۱)

میں نے چاہا کہ احادیثِ صحیحہ پر مشتمل مختصر ایک ایسی کتاب تالیف کروں جو اپنے پڑھنے والے کے لئے

آخرت کا زادِ راہ اور طاہری و باطنی آداب کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ اور وہ کتاب ترغیب و ترہیب اور سَالِکِیْن کے تمام آداب کی انواع مثلاً زُہد، ریاضتِ نفس، تہذیبِ اخلاق، دلوں کی پاکیزگی، دلوں کے علاج، اعضا کی حفاظت اور ان کی کجی کے ازالے اور ان کے علاوہ دیگر اُن باتوں کو جامع ہو جو عارفین کا مقصدِ حیات ہیں۔

میں نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اس میں صرف وہ صحیح احادیث کریمہ ذکر کروں گا جو حدیث کی مشہور کتابوں میں موجود ہیں۔ اور ابواب کی ابتدا آیاتِ قرآنی سے کروں گا، جہاں ضبطِ حرکات یا شرح کی ضرورت ہوگی وہاں حرکات لگا دوں گا اور نفیس تشریح کر دوں گا۔ جب میں کسی حدیث کے آخر میں ”مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ“ کہوں تو اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِمَا) نے روایت کیا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ گئی تو جو لوگ اسے اپنائیں گے ان کے لئے نیک اعمال کی رہنمائی، برائیوں اور مُہْلِکَات سے اجتناب کا باعث بنے گی۔ جو مسلمان بھائی اس سے نفع حاصل کریں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے میرے والدین، اساتذہ، احباب اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کریں اللہ کریم پر ہی میرا اعتماد ہے اور میرا سب کچھ اسی کے حوالے ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ عَزَّوَجَلَّ غالب و حکمت والے کی عطا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔



باب نمبر: 1

إِخْلَاصٌ أَوْ رِئَاسَةٌ
كَا بِيَانٌ

اخلاص اور نیت کا بیان

باب نمبر: 1

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کا مقصد حیات نیک اعمال کے ذریعے اپنے رب کریم کی رضا کا حصول ہے، جسے یہ نعمت نصیب ہوگی وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا، **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** اُس عمل سے راضی ہوتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور جو عمل اس کے غیر کے لئے کیا جائے وہ نامقبول ہے۔ کس عمل میں اخلاص ہے اور کونسا عمل اخلاص سے خالی ہے؟ یہ جاننے کے لئے نیت کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے۔ ”رِیَاضُ الصّٰلِحِیْنَ“ کا یہ باب ”نیت و اخلاص“ کے بارے میں ہے۔ حضرت سیدنا امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی دِمَشْقِیِّ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ النّووی نے اس باب میں 3 آیات کریمہ اور 12 احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں، ہم اس باب میں نیت کی تعریف و حقیقت، فضیلت و اہمیت، نیت سے متعلق مزید آیات کریمہ اور ایمان افروز روایات و حکایات بیان کریں گے۔

اخلاص کے بارے میں حکمِ خداوندی

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ
الدِّينَ حَقَّاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا
الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

(پ ۳۰، البینۃ: ۵)

حضرت سیدنا اسماعیلؑ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ النّووی تفسیر ”رُوحُ البیان“ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بعض بزرگوں نے فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ تیرے عمل پر سوائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اور کوئی مُطَّلِع نہ ہو اور نہ ہی اس میں تیرے نفس کو دخل ہو بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مہربانی ہے کہ اس نے تجھے اپنی عبادت کا اہل بنایا اور تجھے اپنی عبادت کی توفیق بخشی اب اس سے

عبادت کا اجر و ثواب اور بدلہ بھی طلب نہیں کرنا چاہیے (صرف اللہ عزّ و جلّ کی رضا مقصود ہو اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے)۔
(روح البیان، پ ۳۰، البینة، تحت الایة: ۱۰، ۴۸۸/۱)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گوشت نہیں عمل پہنچتا ہے

پارہ 17 سورہ حج آیت 37 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ يَبْتَلَّ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاءَهَا وَلَكِنْ
يَبْتَلُّهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۗ (پ ۱۷، الحج: ۳۷) ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا مقاتل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ عزّ و جلّ کی بارگاہ میں خون و گوشت نہیں پہنچتے

بلکہ اسکی بارگاہ میں تمہارے اعمالِ صالحہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔ (تفسیر بغوی، پ ۱۷، الحج تحت الایة: ۳۷، ۲۴۴/۳) حضرت

سیدنا ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم سے مروی ہے کہ جن اعمال کے ذریعے اللہ عزّ و جلّ کی رضا طلب کی گئی ہو صرف وہی

اُس کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔ (در مشور، پ ۱۷، الحج تحت الایة: ۳۷، ۵۶/۶)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں: اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ

اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا

ہے۔ ایصالِ ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً نقلاً ہر طرح ثابت

ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت قبول نہیں ہوتا۔ (نور العرفان، پ ۱۷، الحج: ۳۷)

اللہ عزّ و جلّ دلوں کے حالات کو خوب جاننے والا ہے، لہذا ہمیں اپنے دلوں کو اللہ عزّ و جلّ کی محبت سے

معمور رکھنا چاہیے اور ہر عمل اس کی رضا کے لئے کرنا چاہیے۔

کائنات کا ایک ذرہ بھی اللہ عزّ و جلّ سے پوشیدہ نہیں

پارہ 3 سورہ آل عمران آیت 29 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ تَحْفَظُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ اَوْ تَبَدُّوْهُ
يَعْلَمُهُ اللّٰهُ (پ ۳، آل عمران: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا
ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اللہ عزّ و جلّ یہاں اپنے بندوں کو بیان فرما رہا ہے کہ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے بلکہ دلوں میں چھپے بھیدوں کو بھی جانتا ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں اس کا علم اپنے بندوں کے تمام احوال اور اوقات کو محیط ہے زمین و آسمان میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ ریت کا ذرہ ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ (تفسیر ابن کثیر، پ ۳، آل عمران تحت الایة: ۲۹، ۲۶/۲)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھے، ہر نیک عمل میں اخلاص عطا فرمائے، ریا کاری کی موزی بیماری سے ہم سب کی حفاظت فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حدیث نمبر: 1 ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرٍءٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَ إِلَيْهِ.

(بخاری، کتاب بدء الوحي، باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ..... الخ، بتغییر قلیل، ۳۴/۱، حدیث ۵۴)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اعمال نیت ہی پر ہیں، ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی، جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت صُورل دنیا یا کسی عورت کے لئے ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔“

جیسی نیت ویسا صلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ دُرُس ملا کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا اور جس کا عمل دنیا کے لئے ہوگا اسے کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ یہ عمل بعض صورتوں میں اس کیلئے وبال بن جائے گا۔ جیسا کہ شرح مسلم میں ہے: جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کیلئے ہجرت کی اس کا ثواب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے دنیا یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی تو وہی اس کا حصہ ہے، اسے آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۵۴/۷، الجزء الثالث عشر) جس نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی نیت نہ کی تو وہ گناہگار ہوگا۔ الغرض ”جیسی نیت ویسا صلہ۔“

ایک تہائی اسلام

حضرت سیدنا امام شافعی اور دوسرے آئمہ کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثلث اسلام (یعنی دین کا تہائی حصہ) ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۵۳/۷، الجزء الثالث عشر) علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَظِیْمَا نے فرمایا: کیونکہ اس حدیث میں نیت کا بیان ہے اور اسلام کے احکام کی بجا آوری تین طرح سے ہوتی ہے (۱) قول سے (۲) فعل سے (۳) نیت سے، لہذا نیت ایک تہائی اسلام ہے۔ (عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف كان بدء الوحی، ۴۹/۱، تحت الحديث: ۱) نیت کبھی خود بھی مستقل عبادت ہوتی ہے جبکہ دوسرے اعمال اس کے محتاج ہوتے ہیں اسی لئے فرمایا گیا کہ ”نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ“ یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

دین کو کفایت کرنے والی چار حدیثیں

حضرت سیدنا امام ابو داؤد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَدُودِ فرماتے ہیں: انسان کے دین کے لئے یہ چار حدیثیں کافی ہیں: (۱) الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) (۲) الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ. (حلال بھی

ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے) (۳) مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنيهِ (فضول باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے) (۴) لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى لِأَخِيهِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهِ (بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(تاریخ بغداد، سلیمان بن أشعث، ۵۸/۹، حدیث: ۴۶۳۸)

فقہ کے ستر (70) ابواب

حضرت سیدنا امام شافعی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْكَافِي فرماتے ہیں: اس حدیث میں فقہ کے ستر ابواب موجود ہیں۔

(شرح مسلم للنووي، كتاب الامارة باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنية، ۵۳/۷، الجزء الثالث عشر)

نیت کی تعریف

”نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی چیز کا ہو اور شریعت میں عبادت کے ارادے کو نیت کہتے ہیں۔“

(نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، ۲۳۴/۱)

خالص عمل ہی قبول ہوگا

تاجدارِ مَدینَہٗ مُنَوَّرَہٗ، سُلْطَانِ مَلِکَہٗ مَلْکَرَمَہٗ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت کچھ مہر بند صحیفے اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نَصْب (پیش) کئے جائیں گے تو اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرمائے گا: یہ چھوڑ دو اور یہ قبول کر لو۔ فرشتے عرض کریں گے: یارب عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! ہم تو اس میں خیر ہی دیکھتے ہیں، اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے ارشاد فرمائے گا: یہ اعمال میرے غیر کیلئے کئے گئے تھے آج میں وہی عمل

قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔ (دارقطنی، کتاب الطہارۃ، باب النیۃ، ۷۳/۱، حدیث: ۱۲۹)

زیادہ عمل والا پھنس گیا کم عمل والا بخشا گیا

حضرت سیدنا ابن مبارک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ سے مروی ہے کہ: ملائکہ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے کسی

بندے کے عمل کو زیادہ سمجھتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی طرف وحی فرمائے گا کہ ”تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص نہیں تھا لہذا اسے سَبِّحِین (ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام کا نام ہے جو شیطان اور اس کے لشکروں کا ٹھکانا ہے) میں سے لکھ دو۔“ اسی طرح فرشتے ایک بندے کے عمل کو کم اور حقیر جانتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ فرشتے وہاں پہنچ جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی طرف وحی فرمائے گا: ”تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص ہے لہذا اسے عَلِیِّین میں سے لکھ دو (علیِّین ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ایک مقام کا نام ہے یہ نیک لوگوں کا ٹھکانہ ہے)۔“ (الزهد لابن المبارک، باب ذم الریاء والعجب، ص ۱۵۳، حدیث: ۴۵۲)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

بغیر عمل کے ثواب و عذاب

اچھی نیت کی وجہ سے انسان بغیر عمل کے بھی ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اسے وہی ثواب ملتا ہے جو اس وقت ملتا جب وہ عمل کرتا اسی طرح گناہ کا بختمہ ارادہ کرنے پر بھی انسان گناہ گار ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے وہ گناہ نہ کیا ہو، چنانچہ، صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔“ (بہار شریعت، ۶۱۵/۳، حصہ ۱۶) اس ضمن میں تین روایات ملاحظہ ہوں:

(۱) چار طرح کے لوگ

سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اس امت کے لوگ چار طرح کے

ہیں: (۱) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم و مال دیا اور وہ اپنے مال کو اس کے مصرف میں خرچ کرتا ہے (۲) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم دیا مال نہ دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس اس کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس جیسا عمل کرتا۔ پس یہ دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ (۳) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال دیا علم نہ دیا تو وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے (۴) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نہ علم دیا نہ مال وہ کہتا ہے اگر میرے پاس بھی اس کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا، پس یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب النیة، ۴/۴۸۱، حدیث: ۴۲۲۷)

(۲) صرف نیت پر کامل نیکی کا ثواب

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے نامہ اعمال میں ایک کامل نیکی کا ثواب لکھ دیتا ہے۔“
(مسلم، کتاب الایمان، باب اذا هم العبد بحسنة کتبت..... الخ، حدیث: ۱۳۱، ص ۸۰)

(۳) نیت کی وجہ سے جنت و دوزخ

حضرت سیدنا حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں اپنی نیتوں کی وجہ سے ہمیشہ رہیں گے۔
(احیاء العلوم، ۵/۸۹)

حضرت عَلَامَہ سَیِّد مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ الْحُسَيْنِيِّ الزَّبِيدِيِّ اپنی مشہور و معروف کتاب ”اتحاف السادة المتقين شرح احياء علوم الدين“ میں حضرت سیدنا حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے کو اس کے عمل کی وجہ سے ہمیشہ جنت میں نہیں رکھے گا بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے جنت میں رکھے گا، اگر بندہ اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جاتا تو وہ اپنے عمل کی مدت کے مطابق جنت میں رہتا یا اس سے گنی مدت تک، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے نیت کے مطابق جزا دے گا اس لئے کہ اس نے یہ نیت کی کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کروں گا پس جب موت نے اس کے عمل کو ختم کر دیا

تو اسے اس کی نیت کے مطابق جزا دی گئی۔ اسی طرح کافر کا معاملہ ہے اگر کافر کو اس کے عمل کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جاتا تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہتا بلکہ اپنے عمل کی مدت کے مطابق جہنم میں رہتا لیکن چونکہ اس نے یہ نیت کی تھی کہ ہمیشہ کفر پر رہے گا اسی لئے اسے اس کی نیت کے مطابق جزا دی گئی۔“ (اتحاف السادة المتقين شرح احياء علوم الدین، ۲۱/۱۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدًا

نیکی کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجئے

ہمارا پاک پڑ و زدگار عَزَّوَجَلَّ کتنا کریم ہے کہ اگر اس کا بندہ کسی نیک کام کی نیت کر لے لیکن عمل نہ کر پائے تب بھی اسے عمل کا ثواب عطا فرماتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں جتنا ہو سکے نیکیوں کی نیت کر لیں کیونکہ ہمارا کریم و کریم پڑ و زدگار عَزَّوَجَلَّ اچھی نیتوں پر بھی بہت زیادہ ثواب عطا فرمانے والا ہے۔

اچھی نیت پر انعام رب الانام

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص فَحَطَّ کے زمانے میں ریت کے ایک ٹیلے کے قریب سے گزرا تو دل میں کہا: ”اگر یہ ریت غلّہ ہوتی تو میں اسے لوگوں پر صدقہ کر دیتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس دور کے نبی عَلِيهِ السَّلَام پر وحی بھیجی کہ ”اس سے فرماؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرا صدقہ قبول کر لیا ہے اور اچھی نیت کے بدلے تجھے اتنا ثواب دیا کہ جتنا اس وقت ملتا جب یہ ریت غلّہ ہوتی اور تو اسے صدقہ کر دیتا۔“ (فتوح القلوب لابی طالب المکی، ۲۷۱/۲)

رحمت دا دریا الہی ہر دم و گدا تیرا جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

دنیا کی چاہت باعثِ فقر ہے

جو اپنی آخرت سنوارنے کی نیت کرے اسے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے، دنیا خود بخود اس کے قدموں میں آتی ہے اور جو آخرت کی فکر چھوڑ کر صرف دنیا ہی کا طلبگار ہو تو وہ اپنی نیت کی وجہ سے فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ دنیا کے پیچھے جتنا دوڑتا ہے دنیا اس سے اتنا ہی دور بھاگتی ہے، اسے صرف وہی ملتا ہے جو اسکے مقدر میں

لکھا جا چکا، نصیب سے زیادہ ایک دانہ بھی نہیں مل سکتا جیسا کہ نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ نیشان ہے: ”جو آخرت کا طلبگار ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے اور جو دنیا کا طلبگار ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کے جمع شدہ کاموں کو مُنتَشِر کر دیتا ہے اور دنیا کا (مال) بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لئے مقدر ہے۔“

(ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ماجاء في صفة لوانى الحوض، ۴/۲۱۱، حدیث: ۲۴۷۳)

بہترین عمل

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کی ادائیگی، حرام اشیاء سے اجتناب اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نیت کا سچا (خالص) ہونا بہترین عمل ہے۔

(قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۷)

جتنا اخلاص زیادہ اتنی مددِ الہی زیادہ

انسان کو مددِ الہی اس کے اخلاص کے مطابق ملتی ہے، جس کے نیک اعمال میں جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اسے اتنی ہی زیادہ مددِ الہی نصیب ہوگی۔ نیت ہی کی وجہ سے اعمال اچھے یا بُرے اور مرتبے کے لحاظ سے چھوٹے یا بڑے ہوتے ہیں اور اچھی نیت کی وجہ سے انسان کو کبھی نہ کبھی اچھے عمل کی توفیق ضرور مل جاتی ہے۔ اس ضمن میں 5 روایات ملاحظہ ہوں:

(1) خالص عمل تھوڑا بھی زیادہ ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ تورات شریف میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان لکھا ہے: ”جس عمل سے میری رضا مطلوب ہو وہ تھوڑا بھی زیادہ ہے اور جس عمل سے میرے غیر کا قصد کیا گیا ہو وہ زیادہ بھی تھوڑا ہے۔“

(احیاء العلوم، ۵/۸۹)

(2) جیسی نیت ویسی مدد

حضرت سیدنا سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو لکھ کر بھیجا کہ ”جان لو بے شک! بندے کو اللہ عزوجل کی طرف سے مدد اس کی نیت کے مطابق ملتی ہے، جس کی نیت مکمل (یعنی خالص) ہو اس کے لئے اللہ عزوجل کی مدد بھی مکمل ہوتی ہے اور جس کی نیت میں کمی ہو اسے مدد بھی کم ملتی ہے۔“ (یعنی انسان کی مدد اسکے اخلاص کے مطابق کی جاتی ہے)

(احیاء العلوم، ۵/۸۹)

(3) عمل کا چھوٹا یا بڑا ہونا

بزرگانِ دین رَحْمَتُ اللّٰهِ الْمُبِیِّنِ سے منقول ہے: ”اکثر چھوٹے اعمال کو نیت بڑا کر دیتی ہے اور بہت سے بڑے بڑے اعمال نیت کی وجہ سے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔“

(قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۸)

(4) عمل نیت کا محتاج ہے

حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: نیتیں اعمال کا ستون ہیں عمل تو نیت کا محتاج ہے کیونکہ عمل نیت ہی کی وجہ سے اچھا ہوتا ہے جبکہ نیت ذاتی طور پر اچھی ہے اگرچہ کسی مجبوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے۔

(احیاء العلوم، ۵/۸۹)

(5) اچھی نیت اچھے عمل کی طرف لاتی ہے

حضرت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نیک بندے کی نیت تقویٰ کی ہو (پھر اگر کسی وجہ سے) اس کے تمام اعضاء دنیا سے متعلق ہو بھی جائیں تب بھی کسی نہ کسی دن اس کی نیت اسے اچھے عمل کی طرف لے آئے گی جبکہ جاہل کا حال اس سے مختلف ہے۔

(احیاء العلوم، ۵/۸۹)

عمل سے پہلے نیت سیکھئے!

کوئی بھی نیک عمل کرنے سے پہلے اچھی نیتیں ضرور کر لینی چاہئیں ہمارے اسلاف رَحْمَتُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اجمعین

سے پہلے نیت سیکھا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے فرمایا: پہلے کے لوگ عمل کے لئے اس طرح نیت سیکھتے تھے جس طرح عمل سیکھتے تھے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے فرمایا: ”عمل سے پہلے اس کی نیت سیکھو اور جب تک تم نیکی کی نیت پر رہو گے بھلائی پر رہو گے۔“ (قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۸)

کوئی بھی لمحہ نیکی سے خالی نہ گزرے

ایک طالب علم نے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی خدمت میں عرض کی: ”مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے باعث میں ہر وقت اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل میں مشغول رہوں کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت گزرے جس میں، میں نے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل نہ کیا ہو۔“ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس سے فرمایا: ”تو اپنے مقصد کو پہنچ گیا جس قدر ممکن ہو نیک اعمال بجالا، جب تو تھک جائے یا کوئی عمل چھوڑ دے تو آئندہ اسے کرنے کی نیت کر لیا کر کیونکہ نیت کرنے والا بھی عمل کرنے والے کی طرح نیک عمل کر رہا ہوتا ہے۔“

(قوت القلوب لابی طالب المکی، ۲/۲۶۸)

اچھی نیت کی وجہ سے بخشش

خلیفہ ہارون الرشید کی زوجہ بئذہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهَا کَوْسِی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکِ یعنی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ کہا: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔“ پوچھا کیا مغفرت کا سبب وہی سڑک بنی جسے آپ نے بہت زیادہ مال خرچ کر کے مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی طرف بنوایا تھا؟ کہا: نہیں، اس سڑک کا ثواب تو کام کرنے والوں کو ملا، مجھے تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے میری اچھی نیتوں کی وجہ سے بخشا ہے۔

(الرسالة القشيرية، ص ۴۲۲)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مدنی گلدستہ

مدینہ منورہ کے 10 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 10 مدنی پھول

- (1) اعمال کے ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ویسا ہی ثواب۔
- (2) ہر نیک کام سے پہلے اچھی نیتیں ضرور کر لینی چاہئیں تاکہ اس عمل کا ثواب بڑھا دیا جائے۔
- (3) جس عمل سے اللہ عزوجل کی خوشنودی مقصود نہ ہو وہ وبال بن جاتا ہے۔
- (4) اگر کسی نیک عمل کو بجالانے کی طاقت نہ ہو تو اس عمل کا ثواب پانے کے لئے یوں نیت کر لی جائے ”اگر اس عمل کو کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور کرتا یا جب بھی مجھے موقع ملا تو ضرور عمل کروں گا۔“
- (5) جو آخرت کا طلبگار ہو دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے اور جو فقط دنیا ہی کا طلبگار ہو وہ خسارے میں رہتا ہے۔
- (6) مددِ الہی نیت کے خلوص کے مطابق ملتی ہے نیت میں جتنا خلوص ہوگا اتنی زیادہ مدد کی جائے گی۔
- (7) نیک کام کی صرف نیت پر بھی ثواب ہے اگرچہ بعد میں کسی مجبوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے۔
- (8) جو تقویٰ و پرہیزگاری کی نیت کرے پھر اگر وہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر دنیا کی طرف مائل ہو بھی جائے تو وہ اپنی نیت کی برکت سے نیکی کی طرف لوٹ آئے گا۔
- (9) اللہ عزوجل اپنے بندوں پر بہت رحیم و کریم ہے کہ صرف نیت پر بھی ثواب عطا فرمادیتا ہے اور نہ جانے کتنے لوگوں کو صرف اچھی نیتوں کی وجہ سے بخش دیتا ہے۔
- (10) نیت علیحدہ ایک مستقل عبادت ہے جبکہ عمل نیت کا محتاج ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیے کہ ہر نیک و جائز کام سے پہلے اچھی نیتیں کر لیا کریں اس طرح

ہمارے اعمال کا ثواب بہت زیادہ بڑھ جائے گا کہ جتنی اچھی نیتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تَمْلِیْخِ
 قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی ماحول میں جہاں دیگر نیک اعمال کی ترغیب دلائی
 جاتی ہے وہیں نیتوں کی اصلاح اور ہر جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کا بھی خوب ذہن دیا جاتا ہے۔ شیخ
 طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطا رقادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہُ نے
 مسلمانوں کی خیر خواہی کے مُقَدَّس جذبے کے تحت مختلف کاموں کی بہت سی نیتیں مُرَتَّب فرمائی ہیں، جیسے کھانے
 کی 40 نیتیں، مل کر کھانے کی نیتیں، پانی پینے کی 14 نیتیں، چائے پینے کی 6 نیتیں، خوشبو لگانے کی 47 نیتیں، ان
 کے علاوہ بھی نیتوں کے بہت سے مدنی پھول مُرَتَّب فرمائے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہُ کے عطا کردہ ”مدنی
 انعامات“ میں پہلا مدنی انعام ہی یہ ہے کہ ”کیا آج آپ نے کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے اچھی اچھی
 نیتیں کیں؟ نیز کم از کم دو کو اس کی ترغیب دلائی؟“ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر جائز و نیک کام سے پہلے اچھی اچھی
 نیتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص و اِسْتِقَامَت کی دولت سے مالا مال فرمائے! ہم سب کا خاتمہ ایمان
 پر فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



حدیث نمبر: 2 - ہر شخص اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشُ الْكُعْبَةِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخَسَفُ بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يُخَسَفُ بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَأُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟ قَالَ يُخَسَفُ بِأَوْلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يَبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ

(بخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، ۲۴/۲، حدیث: ۲۱۱۸)

ترجمہ: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ایک لشکر کعبہ معظمہ پر حملہ کرے گا جب وہ ”بیداء (1)“ کے مقام پر پہنچے گا تو انکے اگلے پچھلے سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: ”میں نے عرض کی، يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انکے اگلے پچھلے سب کیسے دھنسا دیئے جائیں گے حالانکہ ان میں سے بعض تو دکاندار ہوں گے اور کچھ ان لشکریوں میں سے نہ ہوں گے؟ فرمایا: ”انکے اول و آخر کو دھنسا دیا جائے گا پھر وہ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔“

بُری صحبت کی نحوست

عَلَّامَهُ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ ”عُمْدَةُ الْقَارِي“ میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کرے گا پھر انہیں مقام ”بیداء“ میں دھنسا دیا جائے گا اور وہ خانہ کعبہ تک پہنچ بھی نہ پائے گا۔“ (عمدة القاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، ۳۹۸/۸، تحت الحدیث: ۲۱۱۸)

عَلَّامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَبْرٍ عَسْقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ النَّوْرَانِي فَتُحُّ الْبَارِي میں فرماتے ہیں کہ اُس لشکر

(1) ”بیداء“ ایسے میدان کو کہتے ہیں جس میں درخت و ٹیلے وغیرہ کچھ نہ ہوں، یعنی بالکل چٹیل میدان، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے

درمیان ایک میدان کا نام بھی ”بیداء“ ہے۔

میں سے صرف ”شُرید“ نامی شخص زندہ بچے گا جو باقی لوگوں کو اس کی خبر دے گا۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، ۲۹۲/۵، تحت الحدیث: ۲۱۱۸) عَلَّامَهُ ابْنِ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ شَرَحَ بِخَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ هِيَ كَمَا جَبَدَ انْهِيَ اس كَامِ بِرْ مَجْبُورٌ نَهْ كَمَا كَمَا هُوَ۔ (شرح ابن بطلال، كتاب باب ما ذكر في الاسواق، ۲۵۰/۶، تحت الحدیث: ۲۱۱۸)

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَوِي فِيُوضِ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ هِيَ: ”جناب عائشہ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا) کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ خانہ کعبہ پر چڑھائی کی نیت سے آئیں گے وہ تو مجرم تھے لیکن جن کی یہ نیت نہ ہو بلکہ وہ صرف خرید و فروخت کے لئے آئے ہوں گے یا جو مجبور و قیدی ہوں گے اور انہیں زبردستی لایا گیا ہو گا کیا انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا؟ ارشاد فرمایا، سب کو دھنسا دیا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ جب سیلاب آتا ہے تو اچھے اور بُرے کی تفریق کئے بغیر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح ان سب کو بھی عذاب الہی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ البتہ بروز قیامت ہر شخص اپنی اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا۔“

(ملخصاً فیوض الباری، ۹۷/۸)

معلوم ہوا کہ اُخروی معاملات کا تعلق نیت سے ہے۔ دنیا میں جو عمل جس نیت سے کیا گیا آخرت میں اسی کے مطابق جزا و سزا کا معاملہ ہوگا جیسا کہ حدیث مذکور میں اس لشکر کے متعلق ارشاد ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی نیت کے مطابق معاملہ ہوگا۔ اس لئے نیت کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ گاروں کی صحبت باعثِ ہلاکت ہے۔ جب گناہ گاروں پر عذاب الہی آتا ہے تو ان کی صحبت میں رہنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ گار نہ ہوں لیکن گناہوں کی نحوست ضرور ان تک پہنچتی ہے۔

صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هِيَ: ”مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ

صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكَبِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدُمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ أَمَا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ
وَكَبِيرِ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔“

(بخاری، کتاب البیوع، باب فی العطار و بیع المسک، ۲/۲۰، حدیث: ۲۱۰۱)

ترجمہ: ”اچھے اور بُرے ہمنشین کی مثال، مُشک بیچنے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، لازمی ہے کہ مشک بیچنے والے سے یا تو تم مشک خریدو گے یا تم اس کی خوشبو پاؤ گے، جبکہ بھٹی جھونکنے والا تمہارے کپڑے یا بدن کو جلا دے گا یا تم اس سے ناگوار بو پاؤ گے۔“

عقل مند انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اچھوں کی صحبت میں رہے اور اچھی اچھی نیتیں کر کے اپنی آخرت سنوارے۔ حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے گھر کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی بد بخت نے حَرَمَیْنِ طَیْبِیْنِ کی جانب بُری نظر ڈالی وہ زمانے کے لئے عبرت بنا دیا گیا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے کئی برس پہلے جب اَبْرَہَمَ ملعون کعبۃ اللہ المشرّفہ کو نقصان پہنچانے آیا تو اس کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔

اَبْرَہَمَ اور اس کا گنہگار

لُغَتِ حَبَشَہ میں ”اَبْرَہَمَ“ سفید چہرے والے کو کہتے ہیں۔ اَبْرَہَمَ کی کنیت اَبُو یَحْیٰوْنُ تھی وہ مذہباً نصرانی تھا۔ وہ چھوٹے قد اور موٹے جسم کا مالک تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی کسی غلطی کے ازالے کے لئے اپنے بادشاہ اَصْحَمَہ بِنِ بَحْرِ نَجَاشِی کو تحائف اور نیاز مندی کا خط بھیجا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر یمن کی مستقل حکمرانی اَبْرَہَمَ کو دے دی۔ اَبْرَہَمَ اس انعامِ شاہی پر بہت خوش ہوا اور اَرَاکِیْنِ سلطنت، وُزْرَا وَاُمْرَا کو جمع کر کے کہا: بادشاہ بہت مرتبے کا مالک ہے، اس نے مجھے معاف کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے، اب کوئی ایسی تجویز بتاؤ جس سے بادشاہ کا دل

اور زیادہ خوش ہو؟ سب نے باہم مشورے کے بعد کہا: اے ہمارے سردار! اہل عرب کا کعبہ نہایت مُعَظَّم و مُقَدَّس سمجھا جاتا

ہے۔ پورا عرب اس کی زیارت کو آتا ہے، اسی کی وجہ سے اہل عرب کو شرافت و بزرگی حاصل ہے حالانکہ وہ تو صرف پتھروں کی ایک عمارت ہے، تم بادشاہ کے دین کے مطابق یمن میں ایک گنیشہ (عبادت خانہ) تیار کرو جس کی بنیادیں ”زُرُوسِیم“ (سونا چاندی) کی ہوں اس کی دیواریں قیمتی جواہر سے آراستہ کی گئی ہوں۔ پھر مختلف ملکوں بالخصوص عرب میں اعلان کرادو کہ جو کوئی اس گنیشہ کی زیارت کو آئے گا اسے سونا چاندی سے نوازا جائے گا لوگ لالچ و حرص پر اطراف و اکناف سے اس کی زیارت کو آئیں گے اس کا طواف کریں گے اس طرح بادشاہ کی عزت افزائی ہوگی اور وہ تم سے خوش ہو جائے گا۔ ابڑہہ کو یہ کفر یہ تجویز بہت پسند آئی اس نے گنیشہ تیار کرایا اور سب ملکوں میں اس کی زیارت کا اعلان کیا جانے لگا۔ چنانچہ مختلف ملکوں سے لوگ یمن آنے لگے۔ ابڑہہ انہیں قیمتی تحائف دینے لگا۔

گنیشہ پر گندگی

اہل عرب کو ابڑہہ کی یہ مذموم حرکت بہت ناگوار گزری۔ چنانچہ قبیلہ بنی کنانہ کے ذہیر بن بذر نامی شخص نے پہلے تو اس گنیشہ کی کچھ عرصہ مجاوردت اختیار کی پھر موقع پا کر اس میں قضائے حاجت کر کے گندگی اس کی دیوار پر لپک کر وہاں سے بھاگ آیا۔ یہ خبر اطراف و اکناف میں آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ گنیشہ کے طواف اور اس میں عبادت سے مُتَنَفِّرٌ (مُتَنَفِّرٌ) ہو گئے۔ اس پر ابڑہہ کو بہت طیش آیا اس نے ”کعبہ معظّمہ“ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور ایک بہت بڑا شکر لے کر مکّہ مُکَرَّمہ زَاہِدَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی جانب روانہ ہوا اس کے ساتھ سینکڑوں ہاتھی تھے اور سب سے آگے چلنے والا ایک عظیم الجثّہ (بہت بڑی جسامت والا) ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ حضرت سیدنا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ابڑہہ کے لشکر کا معلوم ہوا تو آپ نے ابڑہہ کو تہامہ کے تہائی مال کی پیش کش کی تاکہ وہ اس بُرے ارادے سے باز آ کر واپس چلا جائے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ کعبہ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنے ایک خاص آدمی اَسْوَدَ کے ذریعے اہل مکہ کے جانور قید کرائے۔ ان میں 200 اونٹ حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بھی تھے جو آپ نے حُبَّاجِ كِرَامِ کے لئے وقف کئے ہوئے تھے۔

نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی چمک

چنانچہ حضرت سیدنا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَبْرَهَهُ کی طرف گئے۔ ابرہہ کو آپ کی آمد کی اطلاع دیتے ہوئے اُس کے ایک وزیر انیس سائیس الفیل نے کہا: سید قریش اور غیر مکہ (مکہ کے قافلوں) کا سردار آیا ہے جو لوگوں کو گھروں میں اور وحوش (جنگلی جانوروں) کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانا کھلاتا ہے۔ وہ راست گفتار، کریم طبیعت، نیک رُو، باسیادت و با سخاوت اور با ہیبت انسان ہے۔ اور اس (کی پیشانی) سے ایسا نور چمکتا ہے جو مرعوب کر دینے والا ہے۔ (یعنی نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اُن کی پیشانی میں چمکتا ہے)۔ (روح البیان، پ ۳۰، الفیل، تحت الاية: ۱، ۱۰۳/۱۰۱) یہ سن کر ابرہہ نے اپنا تخت خوب سجایا اور بڑے رُعب سے اس پر بیٹھ گیا۔ وہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا اپنی کسر شان سمجھتا تھا۔ لیکن جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے تو وہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پیشانی پر نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی چمک دمک دیکھ کر بے اختیار تخت سے نیچے اتر اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو تخت پر بٹھا کر خود نہایت ادب سے بائیں جانب بیٹھ گیا اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”میں اپنے اُونٹ لینے آیا ہوں۔“ ابرہہ نے کہا: ”میں خانہ کعبہ کو ڈھانے آیا ہوں جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مُعَظَّم و مُحْتَرَم مقام ہے۔ بڑے تَعَجُّب (تَعَجُّب) کی بات ہے کہ تم اُس کے لیے تو کچھ نہیں کہتے اور اپنے اُونٹوں کے بارے میں بات کرتے ہو۔“ فرمایا: ”میں اُونٹوں کا مالک ہوں اس لئے انہی کے لیے کہتا ہوں اور جو کعبہ مُعَظَّمہ کا مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت اُسی طرح فرمائے گا، جیسے پہلے اسے تَبَع اور سَيْف بن ذِي يَزْن اور کسریٰ سے محفوظ رکھا۔“ یہ سن کر ابرہہ نے طیش میں آ کر کہا: اس کے اونٹ واپس کر دو، اب میں دیکھتا ہوں مجھ سے کعبہ کو کون بچاتا ہے۔

حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے اور قریش کو جمع کر کے انہیں مشورہ

دیا کہ تم سب پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں پر پناہ لے لو۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِبِ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعْبَهُ مُعَظَّمَهُ كَعِذَّةِ نَارٍ لَدُنِّي مَفْرُوقَةٍ (دعائی تھی): اِنَّ الْمَرْءَ يُحْمَى رَحْلَهُ فَاَمْنَعُ جَلَالَكَ لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمَحَالُهُمْ عَذْوًا مَحَالَكَ (اے اللہ عزوجل! ہر آدمی اپنے سامان کا محافظ ہوتا ہے، تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما کہ کل ان کی صلیب اور قوت تیری قوت

پر غالب نہ آئے)۔ (روح البیان، پ ۳۰، الفیل، تحت الاية: ۱، ۱۰/۱/۵۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

بِأَدَبٍ هَاتِهِ

اَبْرَهَمَ نَعْبَهُ فِي صَبْحِ سَوِيرِے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اسے یمن یا دوسری کسی طرف بھی چلاتے تو چل پڑتا تھا، جب کعبہ مُعَظَّمَهُ کی طرف رخ کرتے تو آگے چلنے کے بجائے زمین پر بیٹھ جاتا۔ اَبْرَهَمَ نے تنگ آ کر اسے شراب پلائی تاکہ نشہ کی وجہ سے اسے سمت معلوم نہ ہو اور کعبہ مُعَظَّمَهُ کی طرف چل پڑے لیکن شراب پینے کے باوجود بھی وہ اس طرف نہ چلا۔ کہا جاتا ہے کہ نَفِیْلُ بِنِ حَبِیْبِ خَنْعَمِی نے ہاتھی کے کان پکڑ کر کہا تھا: اُبْرُكُ مَحْمُوْدٌ وَارْجِعْ رَاْسَهُ اَمِنْ حَيْثُ جِئْتَ فَاِنَّكَ فِي بِلَدِ اللّٰهِ الْحَرَامِ۔ یعنی: ”اے محمود! گھنٹوں کے بل بیٹھ یا سیدھا راستہ لے کر جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جا کیونکہ تو اللہ عزوجل کے محترم شہر میں آیا ہے۔“ یہ سنتے ہی با اَدَبٍ ہاتھی پیچھے ہٹ گیا اور حرم شریف کی طرف قدم نہ بڑھائے۔

حضرت سَيِّدُ نَاعِبْدُ الْمُطَلْبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پہاڑ پر چڑھ کر اَبْرَهَمَ کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی دوران اللہ عزوجل نے سیاہ پرندے بھیجے جن کی چونچیں سُرخ اور گردنیں سبز اور لمبی تھیں۔ یہ پرندے اَبْرَهَمَ کے لشکر پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں گراتے، جسے بھی وہ کنکری لگتی وہ فوراً ہلاک ہو جاتا کچھ ہی دیر میں سارے کا سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔

حِيَجْكُ كِى اَبْتَدَا

حضرت سَيِّدُ نَاعِبْدُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ جسے وہ کنکری لگتی وہ چچک (یعنی ایسی بیماری جس کی وجہ

سے جسم پر دانے نکل آتے ہیں) میں مبتلا ہو جاتا، چیچک کی بیماری سب سے پہلے عرب میں اسی دوران پیدا ہوئی۔ قرآن کریم نے اصحابِ فیل (ہاتھی والوں) کے واقعے کو یوں بیان فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيلِ ۝
 اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝
 عَلَيْهِمْ طَيْرٌ اَبَابِيكٌ ۝
 سَجِيلٌ ۝
 فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِّلٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا، کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا، اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔ (کھائے ہوئے بھوسے کی طرح)

(پ، ۳۰، الفیل: ۱ تا ۵)

اَبْرَهَمَ اور اس کے وزیر کا عبرتناک انجام

اَبْرَهَمَ یمن کی طرف بھاگا تو اسے ایک گندی بیماری لاحق ہو گئی جس سے اس کا گوشت جھڑنے لگا، یہاں تک کہ جب وہ ”صَنْعَاءَ“ پہنچا تو چوزے کی طرح ہو چکا تھا۔ پھر دل کی جانب سے اس کا سینہ پھٹا اور وہ واصلِ جہنم ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا ”يُكْسُونُ“ تخت نشین ہوا۔

اَبْرَهَمَ کا وزیر ”اَبُو يَكْسُوْمُ“ ان پرندوں کو دیکھ کر حبشہ کی جانب بھاگا۔ پرندے اس کے ساتھ ساتھ رہے اس نے نجاشی کے پاس پہنچ کر تمام واقعہ سنایا جو نبی بات مکمل ہوئی اس پر کنکری گری اور وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ اس واقعے سے نجاشی کو بہت عبرت حاصل ہوئی۔ اَبْرَهَمَ کے لشکر کی ہلاکت سے لوگوں کے دلوں میں قریش کی عزت و عظمت اور ہیبت مزید بڑھ گئی۔

کنینسہ کی بربادی

وہ کنینسہ جسے اَبْرَهَمَ نے مالِ کثیر خرچ کر کے کَعْبَةَ مُعَظَّمَه کی ویرانی کے لئے بنایا تھا، خود ایسا ویران ہوا کہ اس کے ارد گرد بکثرت درندوں، سانپوں اور جتات نے ڈیرے جمائے، جو کوئی وہاں جاتا جنت اس کے پیچھے

پڑ جاتے۔ بنو عباس کے پہلے خلیفہ ”سِفّاح“ کے زمانے تک یہی حال رہا، جب اسے اَبْرہہ کے گنہگار کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اپنا عامل یمن بھیجا جس نے گنہگار کی باقی ماندہ عمارت کو توڑ کر قیمتی جواہرات و سونا چاندی سے مَرُوع اینٹیں اور دیگر قیمتی اشیاء کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کیا۔ اس کے بعد اس گنہگار کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

(روح البیان، پ ۳۰، الفیل، تحت الاية: ۱، ۱۰/۱ تا ۱۷/۵، ملخصاً)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اسْتَغْفِرِ اللَّهُ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ”اَبْرہہ“ نے جب حرم شریف کو نقصان پہنچانے کا عزم کیا تو کیسی ذلت و رسوائی کی موت مرا اور لوگوں کے لئے قیامت تک عبرت کا نشان بن گیا۔ اسی طرح یزید بد بخت کے ایک لشکر نے حَرَمِینِ طَبِیْنِ کی بے ادبی کی تو اسے بھی عبرت کا نمونہ بنا دیا گیا۔

مُسْلِمِ بْنِ عَقْبَةَ يَزِيدِي كَا عِبْرَتَاكَ اَنْجَام

۶۳ھ میں یزید بد بخت نے مسلم بن عقبہ کو بارہ یا بیس ہزار کا لشکر دے کر مَدِیْنَةَ مَنُورَہ اور مَكَّةَ مُكَرَّمَه زَاكَاةَ اللَّهِ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا، اس بد بخت لشکر نے مَدِیْنَةَ مَنُورَہ زَاكَاةَ اللَّهِ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں وہ طوفان برپا کیا کہ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ قُتِلَ وَغَارَتِ گری کی، گھروں کو لوٹا اور طرح طرح کے مظالم کا بازار گرم کیا، سات سو صحابہ کرام رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ کو شہید کیا اور تابعین رَحِمَهُمُ اللَّهُ الْمُبِیْنُ وغیرہ کو ملا کر کل دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کیا، نوجوانوں کو قید کر لیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ ان بدکاروں نے وہاں کی عفت ماب، پاکدامن بیبیوں کو تین دن تک اپنی ہوس کا نشانہ بنائے رکھا۔ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے روضہ مُقَدَّسَہ کی سخت بے حرمتی کی، مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن تک مسجد نبوی شریف میں لوگ نماز کے لئے حاضر نہ ہو سکے صرف حضرت سَیِّدِ نَاسِعِدِ بْنِ مَسْعُودِ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ جو اکابر تابعین میں سے

تھے، مجنون بن کروہاں حاضر رہے، ظالموں نے انہیں بھی گرفتار کر لیا، لیکن پھر دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا، پھر کچھ لشکریوں نے ایک نوجوان کو قید کر لیا تو اس کی بوڑھی ماں مسلم بن عقبہ کے سامنے روپڑی منت سماجت کرتے ہوئے اپنی خست جگر کی رہائی کی فریاد کی اس ظالم نے اس کے لڑکے کو بلا کر گردن تن سے جدا کر دی اور سر اس کی ماں کی طرف پھینکتے ہوئے کہا:

”کیا تو اپنے زندہ رہنے کو غنیمت نہیں سمجھتی کہ بیٹے کو لینے آگئی؟“

اسی طرح ایک اور شخص کو قتل کیا گیا تو اس کی ماں ام یزید بن عبد اللہ بن ربیعہ نے قسم کھائی کہ اگر میں قدرت پاؤں گی تو مسلم بن عقبہ کو زندہ یا مردہ جلاؤں گی، جب وہ ظالم مَدِیْنَةَ مُنَوَّرَه میں قتل و غارت کے بعد مَكَّة مُكَرَّمَه زَاكَمَہَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا کی طرف چلا، تاکہ حضرت سَيِّدُنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَبِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ اور وہاں کے ان مسلمانوں کا کام تمام کرے جو یزید کے خلاف ہیں تو راستے میں اس بد بخت پر فالج کا حملہ ہوا اور یہ موت کے گھاٹ اتر گیا، یزید کے حکم پر حُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ کو لشکر کا امیر بنا دیا گیا، مسلم بن عقبہ کو وہیں دفن کر کے یہ لشکر آگے بڑھ گیا، جب اس عورت کو مسلم بن عقبہ کے مرنے کا پتہ چلا وہ کچھ آدمیوں کو لے کر اس کی قبر پر آئی تاکہ اسے قبر سے نکال کر جلائے اور اپنی قسم پوری کرے۔ چنانچہ، قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک خوفناک اژدھا اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک کی ہڈی کو اپنے منہ میں لے رکھا ہے، یہ خوفناک منظر دیکھ کر سب لوگ بھاگنے لگے اور عورت سے کہا: خدائے قہّار و جبار نے خود ہی اسے سزا دے دی ہے اور عذاب کا فرشتہ اس پر مسلط کر دیا، اب تو اس کو رہنے دے، عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنی قسم ضرور پوری کروں گی اور اس کو جلا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گی، عورت کے اصرار پر لوگوں نے مجبور ہو کر کہا: ”اچھا پھر اسے پیروں کی طرف سے نکالنا چاہیے۔“ جب ادھر سے مٹی ہٹائی تو پیروں پر بھی ایک اژدھا لپٹا ہوا تھا، لوگوں نے عورت سے کہا کہ اب اسے چھوڑ دے اسے یہی عذاب کافی ہے، مگر وہ نہ مانی، وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگنے لگی: اَللّٰهُمَّ عَزَّ وَجَلَّ! تُوخُوْبُ جَانِتَاہِ اس ظالم پر میرا غصہ محض تیری رضا کے لیے ہے، مجھے یہ قدرت دے کہ میں اپنی قسم پوری کروں اور اس کو جلاؤں، یہ دعا کر کے

اس نے ایک لکڑی سانپ کی دُم پر ماری وہ گردن سے اتر کر چلا گیا پھر دوسرے سانپ کو ماری وہ بھی چلا گیا، پھر مسلم بن عقبہ کی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا گیا۔
(خطبات محرم ص ۴۴۰، بحوالہ شام کربلا)

سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سزا دہنے کبھی بے ادبی ہو

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کعبہ گرتے ہی قیامت قائم ہو جائے گی

کعبۃ اللہ المشرّفہ اللہ عزّوجلّ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم الشان نشانی ہے۔ جب تک یہ قائم ہے دنیا باقی ہے جب اس کو گرا دیا جائے گا تو دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی اور قیامت برپا ہو جائے گی۔ قرب قیامت میں ایک بد بخت حبشی خانہ کعبہ کو گرا دے گا جس کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ (اشعۃ اللمعات، ۴/۲۰۹)

بد بخت حبشی

حبیب پڑوز دگار، دو عالم کے مالک و مختار یا ذن پڑوز دگار غیبوں پر خیر دار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی خانہ کعبہ کو گرا دے گا۔“ ایک روایت ہے کہ ”گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ کالا اور چوڑی ٹانگوں والا ہے، کعبہ کے پتھر اُکھاڑا کھاڑ کر پھینک رہا ہے۔“

(بخاری، کتاب الحج، باب ہدم الکعبۃ، ۵۳۷/۱، حدیث: ۱۰۹۵-۱۰۹۶)

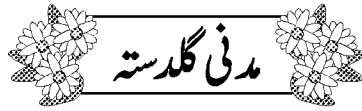
عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ ”آخری زمانے میں حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

کے وصال کے بعد جب سینوں سے قرآن پاک اٹھایا جائے گا تو اس کے بعد وہ بد بخت حبشی خانہ کعبہ کو گرائے گا۔“

(عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الحج، باب قوله تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام، ۱۰۶/۷، تحت الحدیث: ۱۰۹۱)

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُقْتَدِي أَحْمَدِيَارِخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَنَانِ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فرما رہے ہیں: ”گو یا وہ منظر میرے سامنے ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ کعبے کو ڈھار رہا ہے اور اس کا ایک ایک پتھر گرا رہا ہے میں اس کے گرانے کو اور پتھروں کے گرنے کو دیکھ رہا ہوں اور آواز سن رہا ہوں۔“ معلوم ہوا کہ نگاہِ نبی ہمارے خواب و خیال سے بھی زیادہ قوی ہے کہ اگلے پچھلے واقعات کو ملاحظہ فرما لیتی ہے۔

(مرآة المناجیح، ۱۴، ۲۰۴، ملخصاً)



”کُتِبَہُ“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 4 مدنی پھول

(1) نافرمانوں کی جماعت میں اضافہ کرنے والے بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

(2) ظالموں اور نافرمانوں کی جماعت سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے کیا معلوم گناہوں کی نحوست سے ان پر کب عذاب آجائے اور نیک و صالح لوگ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں۔ ہمیں ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہیے اس کی حکمتیں وہی جانتا ہے۔ عاجزی و انکساری اسے بہت پسند ہے ہمیں اپنے نیک اعمال پر غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیے وہ قادرِ مُطَلَق ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے چاہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ بس ہر وقت اس سے عفو و کرم کی بھیک مانگنی چاہیے۔

(3) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے آقا، احمدِ مُجْتَبِی، مدینے والے مُصْطَفَی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کو قیامت تک بلکہ اس کے بعد کے حالات کی بھی خبر دی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم نہ کروڑوں درود

(4) بارگاہِ الہی میں ہر شخص کے ساتھ اس کی نیت کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر آن اپنا مطیع و فرمانبردار رکھے اور ہمیشہ اچھوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے! اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ آج کے اس پُر فتن دور میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک و دعوتِ اسلامی ہمیں بہت ہی پیارا سنتوں بھرا ماحول فراہم کرتی ہے، دین و دنیا کی بھلائی حاصل کرنے کے لئے مدنی ماحول سے وابستہ رہیے اس کی بَرَکت سے اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر آپ کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرے اور سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ سنتوں بھرا سفر کرے۔ اِنْ مَدَنِی قَافِلُوں میں سفر کی بَرَکت سے اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے سابقہ طرز زندگی پر غور و فکر کا موقع ملے گا اور دلِ عاقبت کی بہتری کے لئے بے چین ہو جائے گا، جس کے نتیجے میں گناہوں پر ندامت ہوگی اور توبہ کی سعادت ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے ہمراہ مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فُحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ لب پر ڈر و دپاک کا ورد ہوگا اور زبانِ تلاوتِ قرآن اور ذکر و نعت کی عادی بن جائے گی، غصے کی جگہ نرمی، بے صبری کی جگہ صبر و تحمل، تکبر کی جگہ عاجزی اور احترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا۔ دنیاوی مال و دولت کے لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں مدنی ماحول کی برکتوں سے مالا مال ایک مدنی بہار ملاحظہ فرمائیے:

مُرَاد آباد (یوپی، ہند) کے ایک اسلامی بھائی کی تحریر کا خلاصہ ہے: تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستگی سے قبل میں گناہوں کے سُمندر میں غرق تھا۔ نمازوں سے دُوری، فیشن پرستی اور بے حیائی کی نُحُستوں میں جکڑا ہوا ہونے کے سبب میری زندگی کے ایام جو کہ یقیناً انمول ہیرے ہیں غفلت کی نذر تھے۔ رُوحانی امراض کے علاوہ میں جسمانی امراض میں بھی گرفتار تھا۔ چنانچہ، مجھے ناک کی ہڈی بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ دل کی بیماری بھی تھی، جس کی وجہ سے میں کافی اذیت کا شکار رہتا تھا۔ بالآخر عصیاں کی

تاریک رات کے سیاہ باؤل چھٹے۔ ہو ایوں کہ مجھے دعوتِ اسلامی کے تحت سنتوں کی تربیت کیلئے سفر کرنے والے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت نصیب ہوئی، عاشقانِ رسول کی صحبت کی بدولت میری زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا اور میں نے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے اپنے آپ کو سنتوں کے راستے پر ڈال دیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یہ بَرَکت بھی نصیب ہوئی کہ مدنی قافلے سے واپسی پر میری ناک کی بڑھی ہوئی ہڈی دُرست ہو چکی تھی اور کچھ دنوں کے بعد میرے دل کا مرض بھی ختم ہو گیا۔

دل میں گر درد ہو ڈر سے رُخ زرد ہو پاؤ گے فرحتیں قافلے میں چلو
ہے شفا ہی شفا، مرحبا! مرحبا! آ کے خود دیکھ لیں، قافلے میں چلو
اللہ گرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

☆☆☆☆☆☆

جہاد و نیت

حدیث نمبر: 3

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَاَنْفِرُوا." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب المبايعۃ بعد فتح مکة..... الخ، ص ۱۰۳۶، حدیث: ۱۸۶۴)

قَالَ النَّوَوِيُّ: "وَمَعْنَاهُ لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ إِسْلَامٍ"

ترجمہ: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ یقرضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کی طرف نکلنے کو کہا جائے تو چل پڑو۔"

امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ وہ دارُ الاسلام بن چکا ہے۔"

ہجرت سے کیا مراد ہے؟

علامہ میر سید شریف جرجانی قدس سرہ التورکینی ہجرت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہی تَرَکَ الْوَطَنَ الَّذِي بَيْنَ الْكُفَّارِ وَالْإِسْلَامِ إِلَى دَارِ الْإِسْلَامِ." ترجمہ: جو وطن کفار کے علاقوں کے درمیان ہو اس کو چھوڑنا اور دارُ الاسلام کی طرف منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔

(التعريفات، ص ۱۷۲)

دارُ الاسلام اور دارُ الحرب کی تعریف

میرے آقا علی حضرت امام اہلسنت مجتہد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن دارُ الحرب اور دارُ الاسلام کی تعریف بیان فرماتے ہیں: "دارُ الاسلام: وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو، یا اب نہیں تو پہلے ہی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان و اقامت وجماعت باقی رکھے۔ اور اگر شعائر کفر جاری کئے اور شعائر اسلام یک لخت اٹھادیئے اور اس میں کوئی شخص امان اول پر باقی نہ رہا، اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو دارُ الحرب ہو جائے گا، جب تک یہ تینوں شرطیں جمع نہ ہوں کوئی دارُ الاسلام دارُ الحرب نہیں ہو سکتا۔" (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مجزیہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)

”فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں“ کا مطلب

علامہ بدر الدین عینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِيَّةِ عمدة القاری میں فرماتے ہیں: ”فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں“ اس فرمانِ عالی شان کا مطلب ہے کہ اب مکہ مکرمہ سے ہجرت (فرض) نہیں۔ باقی وہ جگہیں جہاں دین اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جاسکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ (عمدة القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد

والسیر، ۷۹/۱۰، تحت الحدیث: ۲۷۸۳)

جبکہ امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِيَّةِ فرماتے ہیں کہ دَارُ الْحَرْبِ سے دَارُ الْاِسْلَامِ کی طرف ہجرت قیامت تک باقی رہے گی اور حدیث مذکور کی تاویل میں دو قول ہیں:

(1) فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرْفًا وَتَعْظِيمًا سے ہجرت نہیں کی جائے گی کیونکہ اب وہ دَارُ الْاِسْلَامِ بن چکا ہے اور ہجرت دَارُ الْحَرْبِ سے کی جاتی ہے نہ کہ دارالاسلام سے اور یہ حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ کی خبر دے دی کہ اب مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرْفًا وَتَعْظِيمًا ہمیشہ دَارُ الْاِسْلَامِ ہی رہے گا۔

(2) فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرْفًا وَتَعْظِيمًا سے ہجرت کرنے کا ثواب اور فضیلت ویسی نہیں رہی جو فتح مکہ سے پہلے تھی جیسا کہ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

لَا يَسْتَوِيٰ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ
 قَتَلَ ۗ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ
 اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدِ وَاَقْتُلُوْا ۗ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ
 الْحُسْنٰی ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۙ

ترجمہ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷، الحدید: ۱۰)

(شرح مسلم للنووی، کتاب الحج، باب تحرم مکة و تحريم صيدها و خلاها و شجرها، ۱۲۳/۵، الجزء التاسع)

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے ہجرت میں حکمت

امام ابو عبد اللہ مُحَمَّد بنِ عَلی بنِ عُمَر تَمِیمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اولِ اسلام میں ہجرت فرض تھی تاکہ مسلمان کافروں کے شہر میں غلبے کی وجہ سے اُن کے ظلم و ستم سے محفوظ رہیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معاون و مددگار بنیں اور کفار کو آپ سے دور رکھیں، پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو ہجرت فرض نہ رہی کیونکہ یہاں کے مسلمانوں سے اذیت دور ہو گئی اور حضور عَلَیْہِ السَّلَام کو کفار کے ضرر سے بچانے کے لئے محافظین کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قرب پانے، آپ کی زیارت کرنے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے ہجرت مستحب ہے۔

(اکمال المعلم، کتاب الامارۃ، باب المبايعۃ بعد فتح مکة..... الخ، ۶/۲۷۵)

ہجرت کی اقسام

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ہجرت کی کئی اقسام بیان کی ہیں:

- (1) ہجرت حبشہ (2) مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت (3) ہجرت شام (4) مکے کے جو لوگ اسلام لائے ان کا ہجرت کرنا (5) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی منع کردہ چیزوں سے ہجرت کرنا یعنی انہیں چھوڑ دینا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، ۱۰/۷۹، تحت الحدیث: ۲۷۸۳)

مکہ شریف سے ہونے والی تین ہجرتیں

(1) مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت

جب دین اسلام کا سورج دنیا کو اپنے نور سے منور کرنے کیلئے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں طلوع ہوا تو کفر و شرک کے سیاہ بادل ہر طرف سے اُمنڈ آئے اور اس آفتابِ کامل کی نور بارِ کونوں کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔ جو خوش نصیب دامنِ اسلام سے وابستہ ہوتا کفارِ بد اطوار اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیتے۔ دین اسلام کے شیدائی یہ سب تکالیف ہنس کر برداشت کر لیتے۔ لیکن جب ان ظالموں کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا اور انہوں

نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تک کر دیا تو رحمتِ عالم، نورِ مُجسّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو ”حبشہ“ کی جانب ہجرت کا حکم دیا۔ اعلانِ نُبُوّت کے پانچویں سال رَجَبُ الْمُرَجَّب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں کے قافلے نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، ۱/۱۵۹) حبشہ کے بادشاہ کا نام ”أَصْحَمَه“ اور لقب ”نَجَاشِي“ تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا۔ توراہ و انجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔ (سیرت مصطفیٰ، ص ۱۲۶)

جب کفارِ مکہ کو معلوم ہوا تو ان ظالموں نے اُن کی گرفتاری کیلئے تعاقب کیا لیکن یہ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفارِ مکہ کام واپس لوٹے۔ مہاجرین کا یہ قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اتر کر امن و امان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، ۱/۱۶۲) چند دنوں بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ مکرمہ لوٹ آئے مگر یہاں آ کر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ، کچھ تو دوبارہ حبشہ چلے گئے اور کچھ مکہ مکرمہ میں ہی چھپ کر رہنے لگے، لیکن کفارِ مکہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور اُن پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے۔ نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو پھر حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ، حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص ۱۲۷)

کفارِ مکہ اور نجاشی

تمام مہاجرین نہایت امن و سکون سے حبشہ میں رہ رہے تھے۔ کفارِ مکہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ فرزندِ انِ توحید کہیں امن و چین کے ساتھ رہ سکیں۔ چنانچہ، ان ظالموں نے ”عمر بن العاص“ اور ”عمارہ بن ولید“ کو تحائف دے کر بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ (شرح المواہب، ۱/۵۰۶) انہوں نے نجاشی کے دربار میں تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے فریاد کرنے لگے: ”اے بادشاہ! ہمارے خاندان کے کچھ مجرم مکہ مکرمہ سے بھاگ کر آپ کے

ملک میں رہنے لگے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیجیے۔“ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو طلب کیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بھائی حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے نمائندے بن کر گفتگو کیلئے آگے بڑھے آپ نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ درباریوں نے ٹوکا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی کے دربار میں یوں تقریر فرمائی: ”اے بادشاہ! ہم ڈیکھتی، ظلم و ستم اور طرح طرح کی بد اعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ عزوجل نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب و نسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے، اس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم و ستم اور تمام برائیوں اور بد کاریوں سے منع فرمایا، ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام بُرے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا جرم ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کی سلطنت میں آ گئے اور پُر امن زندگی بسر کرنے لگے۔ اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔“

نجاشی دامنِ اسلام میں

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان افروز بیان سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے تزکیش کا آخری تیز بھی پھینکتے ہوئے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدے کے بالکل ہی خلاف ہے۔ نجاشی نے حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے پارہ 16، سورہ مریم کی تلاوت فرمائی، کلامِ ربّانی کی تاثیر سے نجاشی پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”ہمارے نبی صلی اللہ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور کنواری مریم (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا) کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ “نجاشی نے بڑے غور سے یہ سب باتیں سنیں اور کہا: ”بلاشبہ انجیلِ مقدّس اور قرآنِ کریم دونوں ایک ہی آفتابِ ہدایت کے دونوں ہیں اور یقیناً حضرت سیدنا عیسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک! حضرت محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) خدا کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت سیدنا عیسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) نے انجیلِ مقدّس میں دی اور اگر میں دستورِ سلطنت کے مطابق تختِ شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مگہ مگہ جا کر اس نبیِ آخِر الزّماں کی نعلینِ شریفین سیدھی کرتا اور ان کے مبارک قدم دھوتا۔“ بادشاہ کی تقریر سن کر مُتَعَصِّبُ (مُتَّ - عَصَن - صَب) قسم کے عیسائی ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی نے جوشِ ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھنکار کر خاموش کر دیا اور کفار مکہ کے تحائف بھی واپس لوٹا دیئے۔ کفار مکہ کے سفیر عمر بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن و سکون سے آرام و چین کی زندگی بسر کرو، کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

(شرح المواہب، ۵۰۶/۱ و مسند احمد بن حنبل، ۱۸۷/۲، حدیث: ۴۴۰۰، ملخصاً)

ہمارے اسلافِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ نے دینِ اسلام کی خاطر انتہائی سخت تکالیف برداشت کیں اور ہر طرح اپنے دین کی حفاظت کی! تَوَالَّاهُ عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں آسانیاں عطا فرمادیں۔ نجاشی بادشاہ کے دل میں دینِ اسلام اور نبیِ آخِر الزّماں کی محبت ڈال دی۔ چنانچہ، اس نے حق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ولی جذبات کو بھرے دربار میں عَلَى الْاِعْلَانِ بیان کیا، اگرچہ اس کے کثیر درباری ناراض ہو گئے لیکن اس نے کسی کی پروا نہ کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اسے دینِ اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اگرچہ وہ نبیِ آخِر الزّماں کی زیارت نہ کر سکے لیکن ان کا دل یادِ مصطفیٰ سے معمور تھا۔ جب حبشہ میں اُن کا انتقال ہوا تو نبیِ غیبِ داں، رحمتِ عالمیاں صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ شریف میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ چنانچہ، عمدۃ القاری میں ہے حضرت سیدنا

ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: ”نجاشی کا جنازہ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے ظاہر کر دیا گیا تھا آپ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسے دیکھا اور نماز جنازہ پڑھائی۔“ (عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب الصوف علی الجنائز، ۱۶۴/۶، تحت الحدیث: ۱۳۱۸)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اِنْ پَرَحَمْتَ هُوَا اِنْ كَىٰ صَدَقَ هَمَارَىٰ بے حساب مغفرت ہو۔

(2) مکہ مکرمہ سے سونے مدینہ

جب مَدِينَةُ مُنَوَّرَةٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کے قبائل بنو خَزْرَج و بنو اَوْس کے چند افراد ایمان لائے اور انہوں نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو مَدِينَةُ مُنَوَّرَةٍ آنے کی دعوت دی تو حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ کو عام اجازت دے دی کہ وہ مَكَّةَ مُكْرَمَةً سے ہجرت کر کے مَدِينَةَ مُنَوَّرَةٍ چلے جائیں۔ چنانچہ، سب سے پہلے حضرت سَيِّدُنا ابوسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہجرت کی۔ ان کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ بھی مَدِينَةَ مُنَوَّرَةٍ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر ہجرت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ مَدِينَةَ مُنَوَّرَةٍ چلے گئے۔ مَكَّةَ مُكْرَمَةً میں صرف وہی حضرات رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔ حضور اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو چونکہ ابھی تک اپنے ربِّ کریم کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ اور آپ کے حکم پر اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنا ابوبکر صدیق اور حضرت سَيِّدُنا عَلِيُّ الرُّمَّانِيُّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بھی مَكَّةَ مُكْرَمَةً ہی میں ٹھہرے رہے۔ (ملخص از سیرة لابن ہشام، ص ۱۹۱)

خونی منصوبہ

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ مَكَّةَ مُكْرَمَةً سے باہر بھی مسلمانوں کے مددگار ہو گئے ہیں اور مَدِينَةَ مُنَوَّرَةٍ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

والہِ وَسَلَّمَ) بھی مدینے چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر ہم پر چڑھائی کر دیں۔ چنانچہ، اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کیلئے کفارِ مکہ نے اپنے دارِ اَللُدُوکَ (پنجائت گھر) میں ایسی کانفرنس منعقد کی کہ مکہ کا کوئی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس میں شریک نہ ہوا ہو۔ بالخصوص ابوسفیان، ابو جہل، عتبہ، جُبیر بن مُطعم، نضر بن حارث، ابو البخترِی، زَمْعہ بن اَسود، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف جیسے سردار تو پیش پیش تھے۔ شیطانِ لعین بھی کبھل اوڑھے ایک بوڑھے کی صورت میں آ گیا۔ جب نام و نسب پوچھا گیا تو بولا کہ میں ”شیخِ نجد“ ہوں تمہارے معاملہ میں اپنا مشورہ دینے آیا ہوں۔ چنانچہ، اس ملعون کو بھی شامل کر لیا گیا۔ کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی تو ابو البخترِی نے یہ کہا: ”محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی دے دیا کرو۔“ شیخِ نجدی (شیطان) نے کہا: ”یہ رائے اچھی نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر انہیں کسی مکان میں قید کر دیا گیا تو یقیناً اُن کے جاں نثارِ اصحاب کو خیر ہو جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی انہیں قید سے آزاد کرالیں گے۔“ اَبُو الْاَسْوَد، رَبِيعَةَ بْنِ عُمَرَ اور عَامِرِی نے کہا کہ انہیں مَکَّهٖ مُکْرَمَہ سے نکال دو تا کہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہمیں ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغِ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ شیخِ نجدی نے بگڑ کر کہا: ”تمہاری اس رائے پر لعنت ہو، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم انہیں شہر بدر کرو گے تو یہ قرآن سنا سنا کر تمام قبائلِ عرب کو اپنا تابع بنا لیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر لے کر تم پر ایسی یلغار کریں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر ان کے غلام بن کر رہو گے، اس لئے ان کو جلا وطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔“ پھر ابو جہل ملعون نے کہا: ”میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکساں ہونے کے لئے محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو قتل کر ڈالیں (مَعَاذَ اللّٰہ) اس طرح قتل کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر آئے گا اور ظاہر ہے کہ خاندانِ بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کیلئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی سے خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔“ ابو جہل کا یہ خون منسوب سن کر شیخِ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا: ”بیشک!

یہ رائے سب سے بہتر ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔“ چنانچہ، سب نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو منظور کر لیا اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لئے اپنے گھر چلا گیا۔ خدائے بزرگ و بڑتر نے قرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

وَإِذْ يَسْأَلُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَهُودَ أَوْ
تَرْجُمُهُ كُنُزَ الْإِيمَانِ: أَوْرَاءَ مَحْبُوبٍ يَأْكُرُ وَجِبَافِ تَهْمَارِے سَاتھ مَكْر كرتے
يَقْتُلُونَ أَوْ يَحْرُجُونَ وَيَسْأَلُونَ وَيَسْأَلُونَ وَيَسْأَلُونَ
تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور
اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ مِنَ الْكُفْرِينَ ﴿۳۰﴾ (پ، الانفال: ۳۰) اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ آگے اس کا جلوہ دیکھئے کہ کس طرح اس نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت فرمائی اور اس قادرِ مُطَّلَق عَزَّوَجَلَّ نے کفار کی سازش کو کس طرح خاک میں ملا دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۹۱-۱۹۳)

والی دو جہاں صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت

جب کفار مکہ کا نفرس ختم کر کے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت سیدنا جبریل امین عَلَی نَبِیِّنَاوَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رَبُّ الْعَالَمِیْنَ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ ”اے محبوب! (صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مَدِیْنَةُ مَنُورَہ تشریف لے جائیں۔“ چنانچہ، عین دوپہر کے وقت حضور صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یارِ عَارِصِدِیقِ الْکَبْرِ رَضِیَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! یہاں آپ کی اہلیہ عائشہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔“ آپ صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اے ابو بکر رَضِیَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ہجرت کی اجازت عطا فرمادی ہے۔“ صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔“ آپ صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالَى عَنْہُ نے چار مہینے سے

دواونٹیاں بُول کی پتی کھلا کھلا کرتیا کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی، عرض کی ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمائیں۔“ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”قبول ہے مگر ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔“ صدیق اکبر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمانِ رسالت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کو قبول کیا۔ حضرت سَيِّدُنَا عَائِشَةُ صِدِّيقَتُهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا چونکہ اس وقت کم عمر تھیں اس لئے ان کی بڑی بہن حضرت سَيِّدُنَا أَسْمَاءُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا نے سامانِ سفر تیار کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، ایک سے توشہ دان باندھا اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ یہ وہ قابلِ فخر شرف ہے جس کی بنا پر انہیں ”ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ“ (یعنی دو پٹکے والی) کے مُعَزَّز لَقَب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے راستوں کے ماہر ”عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أُرَيْقَطُ“ نامی ایک کافر کو اجرت پر لیا اور اسے دواونٹیاں دے کر فرمایا کہ ”تین رات بعد ان اونٹیوں کو لے کر ”غَارِ ثَوْرُ“ کے پاس آ جانا۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے مکانِ اَقْدَس پر تشریف لے آئے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب هجرة النبي..... الخ، ۵۹۲/۲، حدیث: ۳۹۰۵)

کاشانہ نبوت کا محاصرہ

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانہ نبوت کو گھیر لیا اور قاتلانہ حملے کیلئے آپ کے سونے کا انتظار کرنے لگے۔ اس وقت آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے کاشانہ نبوت میں امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ شَهِيدٌ خَدَاكَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کے سوا کوئی اور نہ تھا اور آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو معلوم تھا کہ کفار مکہ نے حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قتل کے ارادے سے پورے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمتِ عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود نبیِّ صادق و امین کی امانت و دیانت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنی قیمتی اشیاء آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس امانت رکھتے تھے۔ اس وقت بھی بہت سی

امانتیں کا شانہ نبوت میں تھیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا عَلِیُّ الرُّمَثٰنِیُّ شیرِ خدَا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَہ سے فرمایا کہ ”تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ اور میرے جانے کے بعد تمام امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا کر مَدِیْنَةُ مُنَوَّرَہ چلے آنا۔“ اگرچہ یہ بہت خوفناک اور سخت خطرے کا موقع تھا۔ مگر نبیِ غیبِ دان، سَمَوْرِ ذِیْشَانَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان پر کہ ”تم ساری امانتیں لوٹا کر مَدِیْنَةُ مُنَوَّرَہ چلے آنا“ آپ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مَدِیْنَةُ مُنَوَّرَہ ضرور پہنچوں گا۔ چنانچہ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بسترِ نبی پر صبح تک بڑے آرام سے بیٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنی اس سعادت مندی پر فخر کرتے ہوئے شیرِ خدَا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَہ نے اپنے اشعار میں فرمایا:

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الثَّرَى
وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالْحَجَرِ
رَسُولُ اللَّهِ خَافَ أَنْ يَمْكُرُوا بِهِ
فَنَجَّاهُ ذُو الطُّوْلِ الْإِلَهُ مِنَ الْمَكْرِ

ترجمہ: ”میں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس ذاتِ گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حجرِ اسود کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں، رسولِ خدا کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ مکر کریں گے مگر خدائے رحیم و کریم نے انہیں کافروں کے مکر سے محفوظ رکھا۔“ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۹۶۷-۹۵۲)

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بسترِ نبوت پر جانِ ولایت کو سُلا یا اور ایک مٹھی خاکِ دَسْتِ مَبَارَک میں لے کر سورۃ ”یَسَس“ کی ابتدائی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے انہیں بتایا کہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو تمہارے سروں پر خاک ڈال کر یہاں سے جا چکے ہیں۔ جب اُن کو رنختوں (بد نصیبوں) نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی خاک اور دُھول سے ان کے سر اُٹے ہوئے تھے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، ۱۷۶/۱)

رحمتِ عالمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام ”حَزْوَرہ“ کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ کعبۂ مُعَظَّمہ زَادَمَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کو دیکھ کر فرمایا: ”اے شہر مکہ! تو مجھے تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اگر مجھے یہاں سے جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے نہ جاتا۔“ (ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب فضل مکة، ۵۱۸/۳، حدیث: ۳۱۰۸)

حضرت سَیِّدُ ناصِدِیقِ اکبرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ بھی اسی جگہ آ گئے اور اپنے پیارے آقا و مولیٰ، دو عالم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا تاکہ قَدَمِیْنِ شَرِیْفِیْنِ زَمِیْنِ نہ ہوں اور کفارِ مکہ قدموں کے نشان دیکھ کر تعاقب (پیچھا) نہ کریں۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ دارِ جھاڑیوں اور نوک دارِ پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات ”غارِ ثَوْر“ پہنچ گئے۔ (مدارج النبوة، ۵۸/۲) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی، اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضورِ اکرم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار کے اندر تشریف لے گئے اور صدیقِ اکبرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ صدیقِ اکبرِ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا، سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں پر کاٹا مگر صدیقِ جاں نثار نے اس خیال سے پاؤں نہ ہٹایا کہ رحمتِ عالمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے آنسوؤں کے چند قطرے سرورِ کائنات کے رُخسارِ پُرْزَانُوَارِ پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمتِ عالمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہو گئے اور یارِ غار کو روٹا دیکھ کر بے قرار ہو کر پوچھا: ”ابو بکر! کیا ہوا؟“ عرض کی: ”یا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔“ یہ سن کر طبیبوں کے طبیبِ حبیبِ لَبِیبِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زخم پر اپنا لَعَابِ دَسْنِ لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین رات اس غار میں رونقِ اَفْرُوْرِ ہے۔ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۱۲۱/۲-۱۲۷)

جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے دہانے پر سوتے اور صبح سویرے مگنہ مگنہ چلے جاتے اور پیہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو خبر ملتی شام کو آ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیتے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو چراگاہ سے بکریاں لے آتے تو دو عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور یار غار بکریوں کا دودھ نوش فرماتے۔ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۱۲۷/۲-۱۲۸) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ”غار ثور“ میں تشریف فرما تھے۔ ادھر کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو پایا۔ ظالموں نے تھوڑی دیر پوچھ بچھ کر کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا۔ پھر مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا، یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک جا پہنچے مگر غار کے منہ پر اس وقت اللہ عزوجل کی حفاظت کا ایسا پہرہ لگا ہوا تھا کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالائن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دیدیئے تھے۔ یہ دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان ہوتا تو نہ مکڑی جالائتی نہ کبوتری انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اب دشمن اس قدر قریب ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (ترجمہ کنز الایمان: غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) (پ: ۱۰، التوبہ: ۴۰) اس کے بعد اللہ عزوجل نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر ایسا سکون و اطمینان اتارا کہ وہ بالکل بے خوف ہو گئے۔ یار غار کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جنہیں ذر باری بڑت (بجو۔ وث) کے مشہور شاعر حضرت سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شعر کی صورت میں یوں بیان فرمایا:

وَتَأْتِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُتَيْفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَ
كَانَ حَبِّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْخَلَاتِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلًا

ترجمہ: اور دو میں سے دوسرے (یعنی صدیق اکبر) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں تھے کہ دشمن ان کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا اور وہ (یعنی صدیق اکبر) رَسُولُ اللَّهِ کے محبوب تھے، تمام مخلوق جانتی ہے کہ حضور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔ (شرح المواہب، ۲/۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۲، ۱۲۴)

بہر حال چوتھے دن کیم ربیع الاول دوشنبہ کو (پیر کے دن) حضور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غار ثور سے باہر تشریف لائے۔ ”عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أُرَيْقَطٍ“ بھی حسب وعدہ اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر تھا۔ ایک اونٹنی پر حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سوار ہوئے اور ایک پر حضرت سَيِّدُ نَاصِدِ لِقِ الْكَبْرِ اور حضرت سَيِّدُ نَاعَامِرِ بْنِ فَهَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بیٹھے، جبکہ ”عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أُرَيْقَطٍ“ آگے آگے پیدل چلنے لگا وہ عام راستے سے ہٹ کر ساحل سمندر کے غیر معروف راستوں پر چل رہا تھا۔ ادھر کفار مکہ نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمد (صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو گرفتار کر کے لائے گا اسے سو (100) اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ ”مقامِ قَدِيدٍ“ میں اُمِّ مَعْبَدَاتِ كَتَبَتْ خَالِدِ خَزَاعِيَةَ نامی ایک بڑھیا اپنے خیمے کے پاس بیٹھ کر مسافروں کو کھانا، پانی دیا کرتی تھی۔ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس سے کھانا وغیرہ خریدنا چاہا تو سوائے ایک لاغر بکری کے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ رحمتِ عالمیان، سرورِ دیشان صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”کیا یہ دودھ دیتی ہے؟“ اُمِّ مَعْبَدَاتِ نے عرض کی: ”نہیں“ حضور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ نکال لوں۔“ اس نے ہاں کی تو آپ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھ کر اس کے تھنوں پر دستِ بابرکت پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے اور اتنا دودھ نکلا کہ سب سیر ہو گئے اور اُمِّ مَعْبَدَاتِ کے تمام بچے بھی بھر گئے۔ اس مُعْجِزِ مَرِّ کی برکت سے اُمِّ مَعْبَدَاتِ اور اس

کا خاوند دونوں مسلمان ہو گئے۔ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۲/۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴)

حضرت سیدِ شامِ مَعْبُدِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی یہ بکری حضورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک کی برکت سے اٹھارہ سال تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی۔ خلیفہ ثانی امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدُ نَاعِمِ فَارُوقِ اعْظَمِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں جب ”عَامُ الرَّمَادِ“ سخت قحط پڑا اور بہت سی مخلوق ہلاک ہو گئی تمام جانوروں کا دودھ خشک ہو گیا لیکن یہ بکری اس وقت بھی صبح و شام برابر دودھ دیا کرتی تھی۔ (مدارج النبوة، ۶۱/۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو کیسے کیسے معجزات عطا فرمائے کہ وہ بکری جس کا دودھ بالکل خشک ہو گیا تھا، آپ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک کی برکت سے ایسی بابرکت ہوئی کہ جب تک زندہ رہی کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ان مبارک ہاتھوں کے صدقے ہمیں ایمانِ کامل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ دین کی راہ میں جو تکالیف آئیں ان پر صبر کرنے کی توفیق اور اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے، جس وقت لوگوں کے دل مُردہ ہوں اس وقت ہمارے دلوں کو ایمان کی سلامتی عطا فرمائے، ہمارا ایمان سدا بہار رکھے! اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے

جب حضورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حضرت سیدِ شامِ مَعْبُدِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے گھر سے روانہ ہوئے تو ایک مشہور شہسوار سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ تیز رفتار گھوڑے پر سوار تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سوار اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ میں وہ دوبارہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی دعا سے پتھر لی زمین میں اس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک دھنس گئے۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ!

پکارنے لگا۔ نبیِ کریم، رءوفِ رَحِيْمِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا، سُرَاقَةُ کی لاچارگی اور گریہ

وزاری پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرمائی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ سُرَاقَہ نے عرض کی: ”مجھے اُمن کا پروانہ لکھ دیجیے۔“ چنانچہ، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر حضرت سَیِّدُ نَاعَمَرِ بْنِ فَہِیْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سُرَاقَہ کے لئے اُمن کی تحریر لکھ دی۔ سُرَاقَہ نے وہ تحریر اپنے تَرکَش میں رکھ لی۔ پھر کچھ سامان سفر بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول نہ فرمایا۔ چنانچہ، وہ واپس چلا گیا۔ راستے میں جو بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں دریافت کرتا تو سُرَاقَہ اُسے یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس طرف نہیں ہیں۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب حجرۃ النبی..... الخ، ۵۹۳/۲،

حدیث: ۳۹۰۶) (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۱/۴۳۲)، (مدارج النبوة: ۲/۶۲)

سُرَاقَہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوا مگر حُضُورِ پَاک، صاحبِ لُولاک، سیارِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمتِ نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ اس کے دل پر بیٹھ گیا۔ جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فتح مکہ اور جنگِ طائف و حنین سے فارغ ہو کر ”جِعْرَانہ“ میں قیام فرمایا تو سُرَاقَہ اپنے قبیلے کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر مُشْرِف بہ اسلام ہو گیا۔ (مدارج النبوة: ۲/۶۲)

کسریٰ کے گنگن حضرت سَیِّدُ نَاعَمَرِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں

جب سُرَاقَہ حضور کے تعاقب میں آیا تھا تو اس وقت ہمارے غیب دان آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے اُس سے فرمایا تھا: ”کَيْفَ بَكَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارِي كِسْرِي؟“ ترجمہ: (اے سُرَاقَہ!) تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے ”کسریٰ“ کے دونوں گنگن پہنائے جائیں گے؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نَاعَمَرِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ”ایران“ فتح ہوا اور کسریٰ کے گنگن دربارِ خلافت میں لائے گئے تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تاجدارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی

تصدیق و تحقیق کے لئے وہ ننگن حضرت سیدنا سُرّاقہ بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو پہنادیئے اور فرمایا: اے سُرّاقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! کہو اللہ سب سے بڑا ہے تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے یہ ننگن بادشاہِ فارس کشری سے چھین کر سُرّاقہ بَدَوِی کو پہنادیئے۔“ حضرت سیدنا سُرّاقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ (شرح زرقانی علی المواہب للعلامة القسطلانی، ۱/۴۵۲)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اَنْ پَر رَحْمَتِ هُوَ اَنْ كَىٰ صَدَقَ هَمَارِى بَىٰ حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُوَ۔

مدنی جلوس

جب نبی رحمت، شفیع امت، مالک کوثر و جنتِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ”بُرَیْدَہ اَشْلَمِی“ قبیلہ بنی سہم کے 70 سواروں کو ساتھ لے کر قریش سے انعام پانے کے لالچ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری کے لئے آیا اور پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ فرمایا: ”میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔“ شہنشاہِ خوشِ نصال، سلطانِ شیریں مقال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام سن کر اس کے دل پر جمال و جلالِ نبوت (ن۔ یو۔ وٹ) کا ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامنِ اسلام میں آ گیا اور کمالِ عقیدت سے عرض گزار ہوا ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری تمنا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہو۔“ یہ کہہ کر اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار بن کر اس مدنی جلوس کے ساتھ مدینہ منورہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں کہاں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا: ”میری اونٹنی جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مامور ہے۔“ (مدارج النبوة ۶۲/۲)

مالعِ شَرعی نہ ہو تو تحفہ قبول کرنا سنتِ مبارکہ ہے

اس سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات اپنے بعض اصحابِ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے

ہوئی جو ملکِ شام سے تجارت کا سامان لا رہے تھے۔ انہوں نے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں چند نفیس کپڑے بطور نذرانہ پیش کئے جنہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمایا۔ (مدارج النبوة: ۶۳/۲)

سرکار کی آمد، مرحبا!

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد کی خبر چونکہ مدینہ منورہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اہل مدینہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کیلئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح شہر سے باہر جا کر سراپا انتظار بن کر استقبالیہ (اس۔ تی۔ بال) کیلئے تیار رہتے تھے، جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اہل مدینہ انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ اچانک ایک یہودی نے اپنے قلعہ (قلن۔ عم) سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مدینہ منورہ کے قریب تشریف لے چکے ہیں۔ تو اس نے با آواز بلند پکارا: ”اے اہل مدینہ! تم جس کا روزانہ انتظار (ان۔ ت۔ ظار) کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔“ یہ سنتے ہی تمام انصار، تھیاریوں سے لیس ہو کر، وجد و شادمانی کی کیفیت میں دو عالم کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استقبالیہ (اس۔ تی۔ بال) کیلئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اٹھا۔

(مدارج النبوة: ۶۳/۲)

ماہِ رَجَبِ الْاَوَّلِ میں بے چین دلوں کے چین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”قَبِيلُهُ عَمْرُودِیْنِ عَوْفِ“ کے خاندان میں حضرت سیدنا کثوم بن ہذیم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ وہ مکان مَدِينَةُ مَنْوَرَهَ زَادَهَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے 3 میل کے فاصلہ پر وہاں تھا جہاں آج ”مسجد قباء“ بنی ہوئی ہے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے مہمان

بنے ”اللہ اکبر“ کی صدا میں بلند کرنے لگے۔ چاروں طرف سے انصارِ جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے آئے تھے وہ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی حکمِ نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ مکرمہ سے چل پڑے تھے وہ بھی آگئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرت کُثُوم بن ہذم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدّس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔ (سیرت مصطفیٰ، ص ۱۷۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً تشریف لائے تو آپ کی آمد سے درو دیوار ایسے روشن ہو گئے جیسے آفتاب طلوع ہو گیا ہو اور اسی طرح جب نبوت کے آفتاب، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عالم تاریک ہو گیا بالکل ایسے ہی جیسے سورج غروب ہونے سے اندھیرا اچھا جاتا ہے۔

(مدارج النبوة، ۲/۶۳)

وہ تیری تجلی دل نشیں کہ جھلک رہے ہیں فلکِ زمیں

تیرے صدقے میرے مہ میں میری رات کیوں ابھی تار ہے

اللہ عزّوجلّ ہمیں بروز قیامت نبی آخر الزماں، سرورِ ذیالہ، رحمتِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے پیچھے پیچھے جنتِ الفردوس میں جانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ ولی آرزو پوری فرمائے کہ

باغِ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے

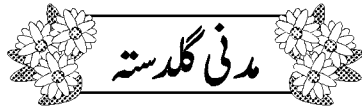
پھولِ رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے

اور پھر: خُلد میں ہوگا ہمارا داخلہ اس شان سے

یا رسول اللہ کانقرہ لگاتے جائیں گے

(3) وہ ہجرت جو مکہ مکرمہ سے شام کی طرف ہوگی

قربِ قیامت میں فتنوں کے ظہور سے قبل ایک ہجرت حَرَمَیْنِ شَرِیْفَیْنِ سے ملک ”شام“ کی جانب ہوگی جس کا اجمالی واقعہ کچھ یوں ہے: قیامت قائم ہونے سے قبل جب دنیا میں سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سمٹ کر حَرَمَیْنِ شَرِیْفَیْنِ کو ہجرت کر جائیں گے (کیونکہ) صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہونگے اولیا انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار کریں گے، دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی: ”هَذَا خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْا“۔ ترجمہ: ”یہ اللہ عزوجل کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔“ چنانچہ تمام لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے، وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملک ”شام“ کو تشریف لے جائیں گے۔ (بہار شریعت، ۱۲۳/۱، حصہ ۱)



”فیضِ حدیث“ کے ۷ حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے ۷ مدنی پھول

- (1) مَکَّهٖ مُکَرَّمَهٗ رَاذَہَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا تا قیامت کبھی دائر الحرب نہ بنے گا اور نہ کبھی یہاں سے ہجرت فرض ہوگی۔
- (2) دَارُ الْحَرْبِ سے دَارُ الْاِسْلَامِ کی طرف ہجرت فرض ہے، ہاں اگر حقیقتہً مجبور ہو تو معذور ہے، دارالاسلام سے ہجرت کا حکم نہیں، اگر کسی جگہ کسی عذرِ خاص کے سبب کوئی شخص اقامتِ فرائض سے مجبور ہو تو اسے اس جگہ کا بدلنا واجب ہے اس مکان میں معذوری ہو تو مکان بدلے محلہ میں معذوری ہو تو دوسرے محلہ چلا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، خزانہ، ۱۰۲/۱۴)

(3) مومن کا میل ہمیشہ حق بات کرتا ہے چاہے عام لوگوں میں ہو یا بادشاہوں کے دربار میں۔ جیسا کہ صحابی رسول

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی بادشاہ کے سامنے بلا خوف و خطر حق و سچ بات بیان کی۔

(4) حضرت سیدنا نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت

بابرکت سے فیضیاب نہ ہو سکے تھے۔

(5) جو اللہ عزوجل کی حفاظت میں ہو پوری دنیا بھی مل کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آپ کا ایک بال بھی پیرکانہ کر سکے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(6) اللہ عزوجل بہت زیادہ کریم ہے وہ اپنے بڑے بڑے بندوں (بڑگ - زئی - دہ - پسندیدہ بندوں) کو بہت زیادہ

اختیارات عطا فرماتا ہے، مملک و فلک، ارض و سما، بحر و بر پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز ان کے تابع کر دی

جاتی ہے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے حضرت سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنسا اور باہر نکلا، آپ

کے لعاب دہن سے صدیق اکبر کا مسموم (زہر زدہ) پاؤں فوراً درست ہو گیا، بکری کے خشک تھن دودھ سے ایسے بھرے

کہ جب تک وہ زندہ رہی کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا۔

(7) تنگی کے بعد آسانی ضرور آتی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دین اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی

ہر حال میں صابر و شاکر رہے تو اللہ عزوجل نے انہیں دنیا و آخرت میں سُرخ و نی عطا فرمائی، جن علاقوں سے انہیں

نکالا گیا انہیں علاقوں میں فاتح بن کر داخل ہوئے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

☆☆☆☆☆☆

بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب

حدیث نمبر: 4

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَاسِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَاذْيَا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ." وَفِي رِوَايَةٍ: "إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَأَوْهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنَّ أَقْوَامًا خَلَفْنَا بِالْمَدِينَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَاذْيَا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُدْرُ."

(مسلم، کتاب الامارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض او عذر آخر، ص ۱۰۵۸، حدیث: ۱۹۱۱، بتغییر قلیلی)

(بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر، ۱۵۰/۳، حدیث: ۴۴۲۳، بتغییر قلیلی)

ترجمہ: ”حضرت سیدنا ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جنگ میں ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا: ”بے شک! مدینہ منورہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جہاں بھی سفر کیا یا کسی بھی وادی سے گزرے تو وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے روک رکھا ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔“ (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کو حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے فرمایا: ”ہمارے پیچھے مدینے میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ ہم جس گھاٹی اور وادی کو عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں انہیں عُدْر (مجبوری) نے روک رکھا ہے۔“

”غَزْوَةُ تَبُوكَ“

”تَبُوكَ“ مَدِينَةُ مَنْوَرَه اور ملک شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ”تبوک“

ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ ”تبوک“ ایک چشمے کا نام ہے۔ ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں (اس طرح کہ

مقام تبوک پر ایک قلعہ بھی ہو جس میں چشمہ بھی ہو۔ غزوہ تبوک سخت قحط کے دنوں میں ہوا۔ طویل سفر، ہوا گرم، سواریاں کم، کھانے پینے کی تکلیف، دشمن کی تعداد بہت زیادہ۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو ”جَيْشُ الْعُسْرَةِ“ (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی۔ اس وجہ سے اس کا ایک نام ”غزوة فاضلہ“ (کفار کو سزا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔ اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رَجَبِ ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔ (ملخص از شرح المواہب، ۴/۶۵، ۶۶) منافقین قسمیں کھا کر جھوٹے عذر اور بہانے بنا کر وہیں رُک گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے حضرت کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، هِلَالُ بْنُ أُمِيَّةٍ، مُرَادُ بْنُ رَبِيعٍ، أَبُو خَيْشَمَةَ، أَبُو ذَرٍّ غِفَارِي رَضَوُاكَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ بھی پیچھے رہ گئے۔ ان میں سے أَبُو خَيْشَمَةَ اور أَبُو ذَرٍّ غِفَارِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا تو بعد میں جا کر شریکِ جہاد ہو گئے لیکن بقیہ تین حضرات جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔ (ملخص از شرح المواہب، ۴/۷۸، ۸۱-۸۲)

جہاد کی نیت پر بھی ثواب ملا

علامہ أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نیکی (بھلائی) کے کاموں میں نیت کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص غزوہ میں شرکت کی نیت کرے یا کسی اور نیک کام کی نیت کرے پھر اسے کوئی ایسا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ نیک کام نہ کر سکے تو اسے اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور وہ جتنا زیادہ اس نیکی کے فوت ہونے کا افسوس کرے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش میں وہ نیکی کر سکتا تو اس کا ثواب بھی اتنا بڑھتا جائے گا۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض او عذر آخر، ۵۷/۷، الجزء الثالث عشر)

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةُ شَرْحِ مَشْكُوَّةٍ فِي نَيْتِ جِهَادِ رُكْبَةٍ وَجِبَةٍ

سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے وہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں تو شریک ہیں لیکن مجاہدین کو ان پر فضیلت حاصل ہے وہ

فضیلت دنیا میں مالِ غنیمت اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی مدد کرنا ہے اور آخرت میں یہ کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے مجاہدین کے درجات جہاد سے رہ جانے والوں کے درجات سے بڑھادیئے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، الفصل الاول، ۳۸۰/۷، تحت الحدیث: ۳۸۱۵)

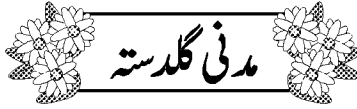
اس حدیث پاک سے اچھی نیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ جہاد میں جانے کی نیت رکھتے تھے لیکن مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے انہیں اس سعادت سے محرومی پر بہت غم ہوا۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کو ان کی نیت کا اخلاص اور جہاد چھوٹے پر غمگین ہونا ایسا پسند آیا کہ انہیں بھی جہاد کا ثواب عطا فرمادیا۔ اور اپنے پیارے حبیبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانی انہیں جہاد کے ثواب کی خوشخبری سنائی۔ ہمارا پاک پروردگار کتنا کریم ہے کہ اگر اس کا بندہ کسی نیک کام کی نیت کر لے لیکن کسی مجبوری سے اس پر عمل پیرا نہ ہو سکے تو اسے نیت کی وجہ سے عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔ پھر اس عمل کے چھوٹنے کی وجہ سے جتنا زیادہ افسوس و ملال ہوتا ہے ابھی اجر بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ

شیطان نے نماز کے لیے جگایا!

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ قیام گاہ میں سو رہے تھے۔ اچانک کسی نے بیدار کر دیا، جب آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، آپ نے فرمایا: ”ارے تو کون ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟“ کہا: ”مجھ بدنصیب کا نام ”ابلیس“ ہے۔“ آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حیران ہو کر فرمایا، ابلیس کا کام تو مومن کو سلا کر اس کی نماز قضا کر دینا ہے، اگر تو واقعی ابلیس ہے تو مجھے نماز کیلئے کیوں جگایا؟ یہ سن کر شیطان نے دانت پیس کر کہا: ”اے فلاں! میں نے آپ کو اس لیے بیدار کر دیا کہ اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ افسوس کرتے ہوئے اور درودل سے روتے ہوئے آہ و فغاں کرتے تو نماز چھوٹنے کے غم میں آپ کا افسوس اور آپ کی بے قراری اور بارگاہِ باری میں آپ کی گریہ و زاری (رونا، پیننا) ثواب میں دو سو رکعت نمازوں سے بھی بڑھ جاتی، تو میں

نے اسی لئے آپ کو نماز کیلئے جگا دیا ہے تاکہ آپ کا ثواب بڑھنے نہ پائے کیونکہ میں تو مسلمانوں کا حاسد ہوں اور اسی جذبہ حسد کی وجہ سے میں نے آپ کو نماز کیلئے جگا دیا تاکہ آپ کو زیادہ ثواب نہ مل سکے میں تو مسلمانوں کا دشمن ہوں اور مکر و کینہ ہی میرا کام ہے۔“ (مثنوی شریف، دفتر دوم بیدار کردن ابلیس..... الخ، ۱/ ۲۴۸)

شیطان مردود مسلمانوں کا ایسا بڑا دشمن ہے کہ اسے مسلمانوں کی نیکیوں میں اضافہ ہرگز ہرگز گوارا نہیں اولاً تو اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ نیکی کرنے ہی نہ دے، لیکن جب وہ اپنے اس مذموم ارادے میں کامیاب نہیں ہوتا تو بڑی نیکیوں سے چھوٹی نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے، اس ملعون کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک مکر ہے۔ اس کے مکر و فریب سے بچنے کا واحد ذریعہ اخلاص و دعا ہے۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ



”جہاد“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 4 مدنی پھول

- (1) اگر کسی نیک کام کی نیت کر لی جائے اور کسی مجبوری سے وہ کام نہ ہو سکے تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس عمل کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ سفر یا بیماری کی وجہ سے چھوٹے والے اعمال کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔
- (2) باعمل مریض کو شفا یابی کی صورت میں گناہوں سے پاکی اور وفات کی صورت میں مغفرت و رحمت کی دولت نصیب ہوتی ہے۔
- (3) نیک عمل کے چھوٹ جانے پر جتنا زیادہ غم ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اجر عطا کیا جاتا ہے۔
- (4) شیطان کے خطرناک حملوں سے بچنے کا سب سے طاقتور تھہرا دعا و اخلاص ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ

حدیث نمبر: 5 سردارِ دو جہاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فیصلہ

عَنْ أَبِي يَزِيدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَخْنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَهُوَ أَبُوهُ وَجَدُهُ صَحَابِيُّونَ، قَالَ: كَانَ أَبِي، يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَاتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا آيَاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ! وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ.» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر، ۴۸۰/۱، حدیث: ۱۴۲۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ خود بھی اور ان کے والد و دادا بھی صحابی تھے فرماتے ہیں: میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کیلئے نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے، میں آیا تو میں نے وہ دینار لئے اور اپنے والد کے پاس آ گیا، انہوں نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، پھر میں اس معاملے کو بارگاہِ رسالت میں لے گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے یزید! تجھے تیری نیت کا ثواب ملے گا اور اے معن! جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔“

عَلَامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَجَرٍ عَسْقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتَحَ الْبَارِي فِي حَدِيثِ پَاكِ كِ اس حِصِّ «لَكَ مَا نَوَيْتَ» كِ تَحْتِ فَرَمَاتِي هِي: (اے یزید بن اخنس) تم نے محتاج کو صدقہ دینے كِ نیت كِ تھی چونكہ تمہارا بیٹا محتاج تھا پس اس نے تمہارا مال لے لیا۔ اس طرح تمہارا صدقہ ایک محتاج تک پہنچ گیا اگرچہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تمہارا بیٹا اسے لے لے گا۔ (لیکن تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملے گا) (فتح الباری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنه

وهو لا یشعر، ۲۵۳/۴، تحت الحدیث: ۱۴۲۲)

اپنی اولاد کو ہبہ کیا ہو مال واپس نہیں لیا جاسکتا

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا، اس لئے کہ

حضرت سیدنا یزید بن اُحْنَس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے وکیل کو مُطْلَق اختیار دیا کہ جسے چاہے صدقہ دیدے، چونکہ اس اطلاق میں اُنکا بیٹا بھی شامل تھا اس لئے اُس (وکیل) کا عمل نافذ ہو گیا۔ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ نے اپنے بیٹے کو صدقہ، صلہ یا ہبہ کے طور پر جو مال وغیرہ دیا تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا، یہی امام اعظم عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَمِ کا قول ہے۔ تمام علمائے کرام رَحْمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صدقہ واجبہ اگر باپ سے اس کے بیٹے نے لے لیا تو وہ ہرگز ادا نہ ہوگا، ہاں صدقہ نافعہ ادا ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کی نعمتوں کا چرچا کرنا جائز ہے اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ صدقہ کا وکیل بنانا جائز ہے خاص طور پر جب کہ صدقہ نقلی ہو کیونکہ اس صورت میں پوشیدگی (عمل کو چھپانا) زیادہ ہے، صدقہ کرنے والے کو اس کی نیت کا اجر ملے گا خواہ اس کا دیا ہوا صدقہ مستحق تک پہنچے یا نہ پہنچے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا یشعر، ۳۹۵/۶، تحت الحدیث: ۱۴۲۲، ملخصاً)

نیکی کی نیت پر ثواب ضرور ملتا ہے

حضرت سیدنا یزید بن اُحْنَس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اگرچہ اپنے صاحبزادے کو صدقہ دینے کی نیت نہ کی تھی لیکن وہ حاجت مند تھے، لہذا حضرت سیدنا یزید بن اُحْنَس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو صدقے کی نیت پر ثواب مل گیا اور صدقہ بھی ادا ہو گیا اور آپ کے صاحبزادے اس رقم کے مالک ہو گئے کیونکہ یہ نقلی صدقہ تھا جو اپنی حاجت مند اولاد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کو دینا جائز بلکہ افضل ہے۔ بزرگانِ دین رَحْمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْنِ راہِ خدایں خوب صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے، صدقہ خیرات کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اس سے بلائیں ٹلتی ہیں، رزق و عمر میں برکت ہوتی ہے، آخرت کی تیاری کی رغبت ملتی ہے، دل کا رنگ دور ہوتا ہے، خدائے بڑبڑگ و بڑتر کی خاص نظر کرم ہوتی ہے اور اس کے علاوہ بھی بے شمار فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔

”صَدَقَهُ“ کے 4 حروف کی نسبت سے 4 روایات

(۱) رزقِ مالے مصیبتیں ٹالیں

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نَبِيِّ مُكْرَمٍ، نُورِ مُجَسَّمِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ نَہِمْسِ خَطْبَہٗ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لو اور مَشْغُولِیْت سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا کثرت سے ذکر کرنے اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر کثرت سے صَدَقَہ کے ذریعے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے اپنا رابطہ جوڑ لو تو تمہیں رِزْق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری حالت درست کی جائے گی۔ (ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب فی فرض الجمعة، ۵/۲، حدیث: ۱۰۸۱)

(2) بادل سے غیبی آواز

حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قمرِ اِقلبِ وسینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کسی ویرانے سے گزر رہا تھا۔ اچانک اس نے بادل میں سے یہ غیبی آواز سنی ”فلاں کے باغ کو سیراب کرو“ چنانچہ، بادل ایک پتھریلی زمین پر برس اور پانی ایک نالے میں جمع ہو کر ایک سمت بہنے لگا، وہ شخص بھی پانی کے ساتھ چلتا رہا۔ پانی ایک باغ میں داخل ہو گیا۔ اس شخص نے وہاں موجود کسان سے اس کا نام پوچھا تو اس نے وہی نام بتایا جو بادل سے آنے والی آواز سے سنا تھا۔ کسان نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: جس بادل سے یہ بارش ہوئی ہے اس سے غیبی آواز آرہی تھی کہ ”فلاں کے باغ کو سیراب کرو!“ تم اپنے باغ میں ایسا کونسا عمل کرتے ہو (کہ بادل کو اس کی سیرابی کا حکم ہوا)؟ کسان نے کہا: جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو سن! میں اس باغ سے حاصل ہونے والی فصل کا ایک حصہ صَدَقَہ کر دیتا ہوں، ایک اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کیلئے رکھتا ہوں اور ایک حصے کو اسی زمین میں کاشت کر لیتا ہوں۔

(مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الصدقة فی المساکین، ص ۱۵۹۳، حدیث: ۲۹۸۴)

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صَدَقَہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

(3) صدقہ قبر کی گرمی کو دور کرتا ہے

حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلّغین، رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بیشک کسی شخص کا صدقہ اس کی قبر سے گرمی کو دور کر دیتا ہے اور قیامت کے دن مومن اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔

(معجم کبیر، ۲۸۶/۱۷، حدیث: ۷۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارا پاک پڑوڑ دگار عَزَّوَجَلَّ صدقہ و خیرات کرنے پر کیسا عظیم ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس کے کرم کی انتہا نہیں وہ تو صرف نیت پر بھی بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

(4) دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں

حضور نبی کریم، روف رحیم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم اسے یاد کر لو۔ دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ بندہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اس معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اپنے مال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق تسلیم کرتا ہے تو یہ بندہ سب سے افضل مقام پر ہے، دوسرا وہ شخص جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم عطا فرمایا، مال نہیں دیا مگر اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب دیا جائے گا اور ان دونوں کا ثواب برابر ہے، تیسرا وہ ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہیں فرمایا تو وہ اپنا مال علم کے بغیر خرچ کرتا ہے اور اس معاملے میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اپنے مال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق تسلیم کرتا ہے تو وہ خبیث ترین درجے میں ہے اور چوتھا وہ شخص جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نہ تو مال عطا فرمایا اور نہ ہی علم عطا فرمایا تو وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح عمل کرتا تو ان

دونوں کا گناہ برابر ہے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، باب باب مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، ۱۴۵/۴، حدیث: ۲۳۳۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

ذَرَّے ذَرَّے پراجڑ ہے

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے کسی مسکین نے کھانے کا سوال کیا۔ اس وقت آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے سامنے انگور کے کچھ دانے رکھے ہوئے تھے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کسی سے فرمایا کہ ”ان میں سے ایک دانہ اٹھا کر مسکین کو دے دو!“ یہ سن کر اسے تعجب ہوا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا: تم حیران کیوں ہو رہے ہو؟ یہ تو دیکھو کہ اس دانے میں کتنے ذرات ہیں۔ (موطامام مالک، کتاب الصدقة، باب الترغيب في الصدقة، ۴۷۴/۲، حدیث: ۱۹۳۰)

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں مال و دولت کی نہیں بلکہ اخلاص کی قدر و قیمت ہے بغیر اخلاص کے پہاڑوں کے برابر سونا بھی نامقبول جبکہ اخلاص سے دیا ہوا ایک دانہ بھی قبول بلکہ بعض اوقات اخلاص سے دیا گیا تھوڑا سا صدقہ بھی نجات و مغفرت کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ،

ایک روٹی کا ثواب

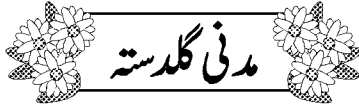
حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے: ایک راہب عَبْدُ اللَّهِ نامی 60 سال تک عبادت میں مشغول رہا۔ پھر ایک عورت کے فتنے میں مبتلا ہو کر چھ دن تک اس کے ساتھ بدکاری میں مبتلا رہا، پھر اسے اپنے گناہ پر ندامت ہوئی تو دوڑتا ہوا مسجد کی طرف آیا، وہاں تین بھوکے شخصوں کو پایا تو ایک روٹی ان پر صدقہ کر دی اور اس کا انتقال ہو گیا جب اس کے اعمال کا وزن ہوا تو ایک پلڑے میں ساڑھ سال کی عبادت اور دوسرے پلڑے میں چھ دن کے گناہ رکھے گئے تو گناہ عبادت پر غالب آ گئے۔ لیکن جب صدقہ کی ہوئی روٹی رکھی گئی تو وہ ان گناہوں پر غالب آ گئی۔ (شعب الإيمان، باب في الزكاة التي جعلها الله، ۲۶۲/۳، حدیث: ۳۴۸۸)

مومن کا صدقہ اس کے لئے سایہ ہوگا

حضرت سیدنا زید بن ابی حبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امرؤ شہد بن عبد اللہ مَؤْمِنِي

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اہلِ مصر میں سب سے پہلے مسجد کی طرف جاتے تھے۔ میں نے کبھی انہیں مسجد میں صدقہ دیئے بغیر داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ ان کی آستین میں سکہ ہوتے یا روٹی یا پھر گندم کے دانے۔ ایک مرتبہ میں نے انہیں آستین میں پیاز لئے ہوئے دیکھا تو کہا: اے ابو الخیر! اس سے تو آپ کے کپڑے بدبودار ہو جائیں گے۔ فرمایا: اس کے علاوہ میں نے اپنے گھر میں کوئی اور چیز صدقہ کرنے کے لئے نہ پائی، لہذا اسے ہی لے آیا۔ مجھے سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمانِ ذی وقار پہنچا ہے کہ روزِ قیامت مومن کا صدقہ اس کیلئے سایہ ہوگا۔

(صحیح ابن حزمہ، کتاب الزکاة، باب اظلال الصدقة..... الخ، ۹۵/۴، حدیث: ۲۴۳۲)



”اھل بیت“ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ کے 6 حروف کی نسبت سے اس حدیث مبارکہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) ضرورت مند بیٹا باپ کے نقلی صدقے کی رقم لے سکتا ہے۔
- (2) صدقہ واجبہ اپنے بیٹے کو نہیں دیا جاسکتا اگر دے دیا تو ادا نہ ہوگا۔
- (3) باپ اگر اپنے حاجت مند بیٹے کو نقلی صدقے کی رقم دیدے اسے واپس نہیں لے سکتا۔ (عمدۃ القاری، ۳۹۵/۶)
- (4) اگر کوئی نقلی صدقے کی نیت سے کسی ذی رحم کو رقم دے تو اس کا صدقہ ادا ہو جائے گا بلکہ ذی رحم محتاج ہو تو پہلے اسے ہی دینے کا حکم ہے۔
- (5) اگر باپ نے نقلی صدقہ دیا اور وہ بیٹے نے لے لیا اور باپ کو معلوم نہیں کہ لینے والا اس کا بیٹا ہے تب بھی صدقہ ادا ہو جائیگا۔
- (6) صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کَوْجِبَ بھئی کوئی مشکل آتی تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا حل چاہتے اور ان کی مشکلیں حل ہو جاتی تھیں۔

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدًا

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ

اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے

حدیث نمبر: 6

عَنْ أَبِي اسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ الْقُرَشِيِّ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. قَالَ: جَاءَ نَبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي، أَفَاتَّصِدُّقُ بِثُلْثِي مَالِي؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالْشَّطْرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالْثُلْثُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالْثُلْثُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: الْثُلْثُ وَالْثُلْثُ كَثِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَّ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِيَّ امْرَأَتِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْلَفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أزدَدَتْ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً. وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخْلَفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضْرِبَكَ الْآخَرُونَ، اللَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَيَّ أَعْقَابِهِمْ، لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ. يَرِثُنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ (بخاری، کتاب الجنائز، باب رثی النبی سعد بن خولة، ۴۳۸/۱، حدیث: ۱۲۹۵، بتغیر قلیل / مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث، ص ۸۸۳، حدیث: ۱۶۲۸)

حدیث: ۱۲۹۵، بتغیر قلیل / مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث، ص ۸۸۳، حدیث: ۱۶۲۸)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابواسحاق سعد بن ابی وقاص مالک بن اُہیب بن عبد مناف بن زُہرہ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُویّ قرشی زُہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان دس حضرات میں سے ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی فرماتے ہیں: حَجَّةُ الْوَدَاعِ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے مجھے سخت درد تھا میں نے

عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری بیماری شدت اختیار کر چکی ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، میں ایک

مالدار شخص ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! نصف مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ فرمایا: ایک تہائی ٹھیک ہے اور تہائی بھی زیادہ ہے، (سنو!) تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جانا ان کو مفلس چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں، بے شک تم جو کچھ بھی اللہ عزّوجلّ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے اس کا ثواب پاؤ گے یہاں تک کہ تم جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے، اس کا بھی اجر ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں اپنے اصحاب سے (ہجرت کے معاملہ) میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ فرمایا: ”تم ہرگز پیچھے نہ چھوڑے جاؤ گے کیونکہ تم اللہ عزّوجلّ کی رضا کے لئے جو بھی عمل کرو گے اس سے تمہارا مرتبہ بڑھے گا اور پھر تم یقیناً لمبی عمر دیئے جاؤ گے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچے گا جب کہ کچھ لوگ تمہاری وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔“ (پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی): یا اللہ عزّوجلّ! میرے صحابہ کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں ان کی حاجت سے نہ پھیر! البتہ سعد بن خولہ کی حالت قابلِ رحم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اظہارِ افسوس کرنا اس لئے تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہی فوت ہوئے۔

وصیت سے کیا مراد ہے؟

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدۃ القاری میں وصیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تَمْلِیکُ مُصَافٍ اِلٰی مَا بَعْدَ الْمَوْتِ“ یعنی کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال کا مالک بنانا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوصایا، ۳/۱۰)

بہارِ شریعت میں ہے: ”بطورِ احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا وصیت کہلاتا ہے۔ وصیت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔“

(ملخصاً بہارِ شریعت، ۳/۹۳۶، حصہ ۱۹)

وصیت کی اقسام

علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ الساہی فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں: وصیت کی چار

اقسام ہیں:

(1) واجب: فرائض و واجبات میں سے جن چیزوں کو ادا نہ کر سکا ان کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے مثلاً زکوٰۃ ادا نہیں کی یا حج نہیں کیا تو ان کے متعلق وصیت کرے (یا اس نے نمازیں اور روزے چھوڑ دیئے تھے اور ان کی قضا نہیں کی تھی ان کے بارے میں وصیت کرے) یا مالی کفارے ادا نہیں کئے تھے ان کے لئے وصیت کرے اسی طرح بندوں کے جو حقوق ادا نہیں کر سکا ان کے متعلق وصیت کرے مثلاً کسی کا قرض دینا ہے جس کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں، کسی کی امانت دینی ہے یا کسی کی کوئی چیز غصب کر لی تھی اس کو واپس کرنا ہے اس قسم کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(2) مستحب: مدرسوں، مساجد، علمائے کرام، دینی طلبہ، غریب قرابت داروں اور دیگر امور خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کرنا مستحب ہے۔

(3) مباح: اپنے رشتہ داروں اور غیروں میں سے امیروں کے لئے وصیت کرنا مباح ہے۔

(4) مکروہ: فاسق و فاجر لوگوں کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار، ۱۰/۳۵۴، ملخصاً)

بہار شریعت میں ہے کہ: جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لئے افضل وصیت نہ کرنا ہے۔

(بہار شریعت، ۳/۹۳۸، حصہ ۱۹)

وصیت لکھنا مستحب ہے

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: وصیت کی

مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے لیکن ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہیں۔ لیکن اگر

انسان پر کسی کا قرض ہو یا کسی کا حق ہو یا امانت ہو تو اس کی وصیت کرنا لازم ہے۔ اگر انسان کے پاس وصیت کے لائق

کوئی چیز ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی وصیت لکھی ہوئی ہو اور مستحب یہ ہے کہ وصیت جلدی لکھ لے اور اپنی تندرستی میں لکھے اور کسی کو گواہ بھی بنا لے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الوصیة، ۶ / ۷۴، الجزء الحادی عشر)

وصیت تہائی مال میں جاری ہوگی

علامہ بدرُ الدینِ محمُود بنِ أحمد عینی علیہ رحمۃ اللہ العینی عُمَدَةُ الْقَارِی میں حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: جمہور فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام نے اس حدیث پاک کو مقدارِ وصیت کے بارے میں اصل قرار دیا ہے اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ وصیت ثلث (یعنی تہائی 1/3) مال سے مُتَجَاوِز (زیادہ) نہیں ہونی چاہیے، علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک ثلث (تہائی مال) سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں بلکہ مستحب یہ ہے کہ ثلث مال سے کم وصیت کی جائے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی سعد بن حولہ، ۶ / ۱۲۴، تحت الحدیث: ۱۲۹۵)

بہار شریعت میں ہے: ”ادائیگی قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہو اس کے تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب و رثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تہائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو جائز ہے۔“ (بہار شریعت، ۱۱۱۱/۳، حصہ ۲۰)

رءوف رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بااخلاق اور مومنین پر سب سے زیادہ رءوف رحیم ہیں۔

اللہ عزَّ وَّجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خوبی

(خلق) بڑی شان کی ہے۔

(پ ۲۹، القلم: ۴)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: جن پر تمہارا مشقت میں

پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے

والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان -

(پ (۱)، التوبة: ۱۲۸)

بیماروں کی عیادت کرنا ہمارے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے جب بھی آپ کا کوئی صحابی بیمار ہوتا آپ عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور مقبول دعاؤں سے نوازتے۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود

ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حَجَّةُ الْوَدَاعِ کے موقع پر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پیارے صحابی حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی خبر ملی تو عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہیں بہت شدت کا درد ہو رہا تھا، اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس دیکھ کر اپنا حال بیان کیا پھر عرض کی: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نِيَّتِي فِي عِيَادَتِكَ لَمْ يَجْعَلْ لِي إِجَازَةً فِي مَالِي لِأَنَّ مَالِي كَثِيرٌ وَأَنَا فِي حَاجَةٍ إِلَى مَالِي“۔ انہوں نے نصف مال صدقہ کرنے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر منع فرمادیا، پھر تنہائی مال کی اجازت چاہی تو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہے اور تمہارا اپنے اہل و عیال کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس سے کہ انہیں مفلس چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ ایسا نہیں کہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ اچھی نیت سے اگر تم اپنی زوجہ کو کھانا کھلاؤ اور لباس پہناؤ تو اس کا بھی ثواب ہے۔“ پھر انہوں نے عرض کی: میرے جو ساتھی فوت ہو گئے وہ تو اپنی منزل

مقصود کو پہنچ گئے لیکن میں پیچھے رہ گیا؟ ارشاد فرمایا: ”تمہاری عمر دراز ہوگی پھر تم جو بھی نیک عمل رضائے الہی کے لئے کرو گے تمہیں نیکی ملے گی اور تمہارا درجہ بلند ہوگا کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان اٹھائیں گے۔“ پھر حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی آپ کی دعا قبول ہوئی تو ان کا مرض جاتا رہا خوب لمبی عمر اور اولاد کی کثرت نصیب ہوئی۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ حَىٰ ان ۛر رحمت هو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت هو۔

رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا ثواب

اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا اور انکے نان و نفقہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کے خرچ) کا انتظام کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ ان کا نفقہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر فرض کیا ہے لہذا میں اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں، اسی طرح اولاد کے لئے حلال مال چھوڑ جانا بھی گناہ نہیں بلکہ اگر مال موجود ہو تو حاجت مند اولاد کے لئے چھوڑنا ضروری ہے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ قریبی رشتہ داروں پر نفلی صدقات خرچ کرنا بہت بڑی سعادت و باعثِ مغفرت ہے۔ اس ضمن میں 5 فرامینِ مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے:

(1) رشتہ دار پر کئے جانے والے صدقے کا ثواب دوگنا کر دیا جاتا ہے۔ (معجم کبیر، ۲۰۶/۸، حدیث: ۷۸۳۴)

(2) مسکین پر خرچ کرنے میں ایک صدقہ جبکہ رشتہ دار پر خرچ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔

(ابن خزیمہ، ۷۷/۴، حدیث: ۲۳۸۵)

(3) جو ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة

علی الاقرین الخ، ص ۵۰۲، حدیث: ۱۰۰۲)

(4) بندے کے میزان میں سب سے پہلے اہل و عیال پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔ (معجم الاوسط، ۴/۳۲۸،

حدیث: ۶۱۳۵)

(5) سب سے افضل دینار وہ ہے جسے بندہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرے، راہِ خدا میں اپنے جانور پر خرچ کرے اور اللہ کی

راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ (مسلم کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال الخ، ص ۴۹۹، حدیث: ۹۹۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

آقائے دو جہاں صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا علمِ غیب

مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَظِيمِ ”نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری“ میں فرماتے ہیں: حضرت سعد کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ کیا اسی مرض میں میری موت مقدر ہے، کیا میں یہیں دفن ہوں گا یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ یہ چیز ان کو پسند نہ تھی کہ ہجرت کے بعد مکے ہی میں دفن ہوں۔ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے: ”مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی سرزمین میں نہ مروں جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں“ حضور دانا نے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ایسا نہ ہوگا، تم اس مرض سے شفا پاؤ گے اور اسکے بعد زندہ رہو گے اور اعمالِ صالحہ کرو گے جس سے تمہارا درجہ اور بلند ہوگا، تم سے ایک قوم کو فائدہ پہنچے گا اور ایک کو نقصان پہنچے گا۔“ آپ کی صاحبزادی عائشہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنا دست مبارک پیشانی پر رکھا پھر حضرت سعد کے چہرے اور پیٹ پر ملا اور یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور انکی ہجرت کو پوری فرما!“ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ دست مبارک کی ٹھنڈک میں ہمیشہ محسوس کرتا ہوں حتیٰ کہ اس وقت بھی جب حضور اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی یہ دعا قبول ہوئی اور غیب کی خبر سچی ہوئی، اس واقعے کے بعد حضرت سعد 45 یا 47 سال زندہ رہے، یہ واقعہ 10 سن ہجری کا ہے اور ان کا وصال 55 سن ہجری یا 57 سن ہجری میں ہوا اللہ عزوجل نے انہیں کے ہاتھ ایران فتح فرمایا جس سے ایرانیوں کو نقصان پہنچا اور مسلمانوں کو نفعِ عظیم پہنچا۔ نیز جب یہ عراق کے والی تھے تو کچھ بدنصیب مرتد ہو گئے یہ پکڑ کر ان کی خدمت میں پیش کئے گئے انہوں نے ان کو توبہ کا حکم دیا، کچھ نے توبہ کی، انہوں نے دائرین کا خیر حاصل کیا، کچھ اڑے رہے جنہیں قتل کر دیا۔ یہ بھی ایک قوم کو نفع پہنچانا اور ایک قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔ حَجَّةُ الْوُدَاعِ کے موقع پر حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی صرف ایک ہی صاحبزادی حضرت عائشہ تھیں یہ صحابیہ ہیں اس کے بعد اور اولاد ہوئی، حضرت سعد کے

17 لڑکے اور 17 لڑکیاں ہوئیں جن میں سے دو کے نام عائشہ ہیں ان میں ایک صحابیہ اور دوسری تابعیہ ہیں جن سے

امام مالک (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَالِقِ) روایت کرتے ہیں۔ (ملخصاً زهد القاری، ۲/۸۰۰-۸۰۲)

دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری

حضرت سید ناسعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَشْرَةَ مَبَشَّرَهُ فِيهَا مِنْ هُنَّ، حَضْرًا رَحْمَةً

لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے بہت سے صحابہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو مختلف اوقات میں جنت کی بشارت دی اور دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا مگر دس ایسے جلیل القدر اور خوش نصیب صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہیں جن کو آپ نے مسجد نبوی کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ تاریخ میں ان خوش نصیبوں کا لقب عَشْرَةَ مَبَشَّرَهُ ہے۔ (کرامات صحابہ، ص ۵۳) جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- (۱) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق (۲) حضرت سیدنا عمر فاروق (۳) حضرت سیدنا عثمان غنی (۴) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۵) حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ
- (۶) حضرت سیدنا زبیر بن العوام (۷) حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف (۸) حضرت سیدنا ناسعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سیدنا سعید بن زید
- (۱۰) حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ) (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن

عوف، ۴/۱۶، حدیث: ۳۷۶۸)

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمَكَ هُوَ أَوْ أَنْ يَصَدِّقَكَ هُمَا بِحَسَابِ مَغْفِرَتِهِ هُوَ۔

حضرت سید ناسعد بن خولہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حدیث مذکور میں حضرت سید ناسعد بن خولہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ذکر ہوا۔ آپ یمن کے رہنے والے عَجَمِي

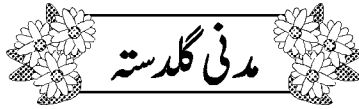
النَّسْلِ اور سَابِقِينَ اَوْلِيْنَ صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ مِل سے تھے۔ غزوة بدر، اُحُد، خندق، صلح حُدَيْبِيَّة میں شریک

ہوئے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے لئے اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑ کر پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ زادھا اللہ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی

جانب ہجرت کی۔ حَجَّةُ الْوُدَاع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ انہیں بلکہ تمام مہاجرین بلکہ خود حضور صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد یہاں دفن ہونا پسند نہ تھا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکے مکہ مکرمہ میں انتقال پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ ”سعد بن خولہ قابلِ رحم ہے۔“ معلوم ہوا کہ کسی کے مرنے پر اظہارِ افسوس جائز ہے، نوحہ جائز نہیں۔

اللہ عزّوجلّ ہمیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سچی محبت عطا فرمائے، ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صدقے دینِ متین کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان جیسا دینی جذبہ عطا فرمائے! امین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



انبیاء (علیہم السلام) کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) مریض کی عیادت کرنا سنتِ مبارکہ ہے۔
- (2) کوئی کام کرنے سے پہلے کسی صاحبِ علم سے شرعی رہنمائی لے لینی چاہئے۔
- (3) کوئی مباح کام کرتے وقت اگر رضائے الہی کی نیت کر لی جائے تو وہ مباح کام بھی طاعت و نیکی بن جاتا ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔
- (4) بیوی بچوں پر خرچ کرنا اور انکے نان نفقے کا انتظام کرنا بھی باعثِ اجر و ثواب ہے بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ ان کا نفقہ اللہ عزّوجلّ نے مجھ پر فرض کیا ہے، لہذا میں اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اسی طرح اولاد کے لئے حلال مال چھوڑ جانا بھی گناہ نہیں بلکہ اگر انہیں حاجت ہو تو ان کے لئے مال چھوڑنا ضروری ہے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

(5) حلال طریقے سے جمع کیا ہوا مال اگر اچھے کاموں میں خرچ کیا جائے تو ایسا مال اچھا ہے اور جو مال گناہوں

اور ناجائز امور کا باعث بنے وہ بُرا ہے۔

(6) جس کے وارث ہوں اُسے ایک تہائی (1/3) مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو پھر گل مال کی وصیت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فیوض الباری میں ہے: اگر مسلمان ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ وصیت جائز و نافذ ہوگی اور اگر اس کے وارث ہوں تو وصیت نافذ نہ ہوگی الا یہ کہ اس کے ورثا اجازت دیدیں تو پھر تہائی سے زیادہ کی وصیت بھی نافذ و جائز ہوگی۔ (فیوض الباری کتاب الوصایا، ۱۱/۶۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے اور عَشْرَہ مَبْشْرَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے صدقے ہمیں بھی جنتُ الْفِرْدَوْسِ میں پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا پڑوس عطا فرمائے!
 اَمِيْنُ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ دِلوں کو دیکھتا ہے

حدیث نمبر: 7

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلَى صُورِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، ص ۱۳۸۷، حدیث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نہ تو تمہارے جسموں کی طرف نظر کرتا ہے نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةٌ فِي اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نظر اعتباری سے تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے ہاں تمہاری خوبصورتی و بدصورتی کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ وہ تمہارے اموال کی طرف نظر فرماتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کی قلت و کثرت (کمی و زیادتی) کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ دلوں میں موجود یقین، صدق، اخلاص، ریا کا ارادہ، شہرت اور بقیہ اخلاقِ حسّہ (اچھے اخلاق) اور اخلاقِ سیئہ (برے اخلاق) کو دیکھتا ہے اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے یعنی ان کی اچھی بری نیت کو اور پھر اس کے مطابق تمہیں ان اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ نہایہ میں ہے کہ، یہاں "نظر" کا معنی پسندیدگی یا رحمت ہے اس لئے کہ کسی پر نظر رکھنا محبت کی دلیل ہے جب کہ ترکِ نظر (نظر ہٹالینا) غضب و نفرت کی علامت ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب الرياء والسّمعة، ۱۷۴/۹، تحت الحدیث: ۵۳۱۴)

عَلَامَهُ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: حدیث میں فرمایا گیا کہ "اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تمہاری صورتوں کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ صرف ظاہری اعمال سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت، اس کے ڈر اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس سے

حاصل ہوتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، ۱۲۱/۸، الجزء السادس عشر)

ظاہر و باطن دونوں کا درست ہونا ضروری ہے

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الخنن اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”حدیث مذکور میں ”دیکھنے“ سے مراد ”کرم و محبت سے دیکھنا ہے“ مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے دلوں کو بھی دیکھتا ہے، جب اچھی صورتیں اچھی سیرت سے خالی ہوں، ظاہر باطن سے خالی ہو (یعنی صرف ظاہر اچھا ہو اور باطن برا ہو) مال صدقہ و خیرات سے خالی ہو، تو رب تعالیٰ اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھتا، اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ صرف اعمال اچھے کرو اور صورت بُری بناؤ بلکہ صورت و سیرت دونوں ہی اچھی (یعنی شریعت کے مطابق) ہونی چاہئیں۔ کوئی شریف آدمی گندے برتن میں اچھا کھانا نہیں کھاتا، رب تعالیٰ صورت بگاڑنے والوں کے اچھے اعمال سے بھی خوش نہیں ہوتا۔ اگر صرف صورت اچھی ہو اور کردار برا ہو تو بھی نقصان اور اگر باطنی حالت درست ہو ظاہری حالت شریعت کے خلاف ہو تب بھی نقصان۔ (مخلص از مرآة المناجیح، ۱۲۸/۷)

بُری نیت اعمال کو برباد کر دیتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کا دل اللہ عزوجل کی توجہ خاص کا مرکز ہے۔ اس کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ اور ثواب اس وقت تک نہیں ملتا جب تک دلی کیفیت درست نہ ہو۔ اس لئے اپنے دل کو بُری صفات سے پاک و صاف اور اچھے اخلاق و اچھی سوچ سے معمور رکھنا چاہئے، وہاں دلی کیفیت پر فیصلے ہوتے ہیں، اگر نیت درست نہیں تو عمل بے کار و باعثِ وبال ہے۔ چنانچہ،

تین ریاکاروں کا انجام

نبیوں کے سلطان، رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے تین قسم کے لوگوں سے سوال کیا جائے گا، ایک وہ جو راہِ خدا میں قتل کیا گیا تھا، اللہ عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کیا؟“ وہ

عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے تیری رضا کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، بلکہ تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بہت بہادر ہے، تو یہ بات (دنیا میں) کہہ لی گئی۔ پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص کہ جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن کی تلاوت کی، **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** فرمائے گا: تجھے جو علم عطا ہوا اس کے بارے میں تیرا عمل کیسا رہا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب **عَزَّوَجَلَّ**! میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن کی تلاوت کی۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** ارشاد فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص عالم ہے اور تو نے قرآن اس لئے پڑھا تا کہ کہا جائے کہ فلاں شخص قاری ہے، یہ بات (دنیا میں) کہہ لی گئی، پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا شخص وہ ہوگا جسے **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** نے بہت وسعت اور کثیر مال عطا کیا تھا، **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** فرمائے گا: تو نے اس کے شکر میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے کوئی ایسا موقع نہ چھوڑا جس میں تجھے خرچ کرنا پسند ہو اور میں نے تیری رضا کے لئے خرچ نہ کیا ہو۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بہت سخی ہے پس (دنیا میں) کہہ لیا گیا، پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للربیاء والسمعة استحق النار، ص ۱۰۵۵، حدیث: ۱۹۰۵)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ و زاری

جب یہ حدیث پاک حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کی گئی تو آپ اتنا روئے اتنا

روئے، قریب تھا کہ آپ کی رُوح پرواز کر جاتی، پھر فرمایا: **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** نے سچ فرمایا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: جو دنیا کی زندگی اور
آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں
گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
نُوفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا
يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾ (پ ۱۲، ہود: ۱۵)

(جامع العلوم والحکم من خمسين... الخ، تحت حدیث الاول، ص ۲۷)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمَكَ هُوَ أَوْلَىٰ بِحَسَابِ مَغْفِرَتِهِ هُوَ۔

معاملہ نہایت تشویشناک ہے

معاملہ نہایت نازک و تشویشناک ہے کہ ریاکار شہید کی جان بھی گئی اور آخرت بھی برباد ہوئی اور بروز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ ”جہاد سے تیرا مقصود اسلام کی سر بلندی نہیں بلکہ اپنی تعریف تھی، لہذا دنیا میں تیری خوب واہ واہ ہو گئی اور تجھے تیرے جہاد کا بدلہ دنیا میں مل گیا“ اسی طرح عالم نے علم دین سیکھنے میں کتنی مشقتیں برداشت کیں سب رائیگاں گئیں اور ایسی مصیبت ملی کہ سب سے پہلے جہنم میں نہایت ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر پھینکا جائے گا، جہنم کی گہرائی آسمان وزمین کے فاصلہ سے کروڑوں گنا زیادہ ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ! عالم سے کہا جائے گا کہ تیری یہ ساری محنت خدمت دین کے لیے نہ تھی بلکہ علم کے ذریعہ عزت و مال کمانے کے لئے تھی وہ تجھے دنیا میں حاصل ہو گئے اب ہم سے کیا چاہتا ہے، اسی طرح ریاکاری کا حال ہوگا کہ مال بھی گیا اور جہنم کا عذاب بھی مقدر ہوا، اگرچہ عالم دین، شہید اور سنی کا مقام بہت بلند ہے لیکن جب نیت میں خرابی ہو تو سراسر خسارہ ہے حدیث مذکور میں تینوں کو عمل میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا گیا۔ (مراۃ المناجیح، ۱۹۱/۱، ۱۹۲، ملخصاً)

اس حدیث پاک کو دیکھتے ہوئے بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی نہ لکھا اور جنہوں نے لکھا ہے وہ ناموری و مشہوری کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی دعا حاصل کرنے کے لیے لکھا۔ (مراۃ المناجیح، ۱۹۱/۱)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے مُخْلِص بندوں کے صدقے ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ریاکاری کی

تباہ کاریوں سے ہماری حفاظت فرمائے، ہر کام اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اَمِنْ بِجَاهِ النَّبِيِّ

اَلَا مِمِّنْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

بُری نیت کے وبال سے متعلق ایک نہایت ہی عبرتناک اور دل ہلادینے والی حکایت پڑھے اور اپنے کریم پروردگار سے اخلاص کی عظیم دولت کی بھیک مانگئے! چنانچہ،

ریا کاری کی تباہ کاری

حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّارِ ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک نہایت عبادت گزار، پابندِ تہجد اور گزئیہ وزاری کرنے والا شخص میرا بہت مُعْتَقِد اور میرے دُکھ سُنکھ کا ساتھی تھا۔ وہ اکثر ملاقات کے لئے میرے پاس آیا کرتا تھا۔ پھر کافی دن تک نہ آیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ شدید بیمار ہے۔ میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے ڈرتے ڈرتے کہا: ”اے میرے بھائی! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی کثرت کر!“ اس نے آنکھیں کھولیں اور بمشکل میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے کہا کہ ”اگر تو نے كَلِمَةَ طَيْبَةٍ نہ پڑھا تو نہ میں تجھے غسل دوں گا، نہ کفن اور نہ ہی تیری نماز جنازہ پڑھوں گا۔“ یہ سن کر اُس نے آنکھیں کھولیں اور کہا ”اے میرے بھائی منصور! کلمہ طیبہ اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔“ میں نے کہا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ کہاں گئیں تیری وہ نمازیں، وہ روزے اور راتوں کا قیام؟“ یہ سن کر اس نے بڑی حسرت سے کہا: ”میرے وہ اعمالِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں اس لئے عبادت کیا کرتا تھا تاکہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار اور تہجد گزار کہیں۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو چھپ کر بڑبڑہنے ہو کر شراب پیتا اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک گناہوں کا یہ

سلسلہ جاری رہا۔ پھر میں ایسا شدید بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے قرآنِ پاک منگوا کر پڑھنا شروع کیا جب سورہ یس تک پہنچا تو قرآنِ کریم کو بلند کر کے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول کی اور میں صحتیاب ہو گیا۔ پھر شیطانِ لعین نے مجھے میرے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا عہد بھلا دیا اور میں پھر عرصہ دراز تک گناہوں میں مشغول رہا۔ پھر مجھ پر شدید بیماری مُسَلِّط کر دی گئی۔ جب موت کے سائے گہرے ہونے لگے تو میں نے پھر قرآنِ کریم کا واسطہ دے کر معافی و صحت کی بھیک مانگی، میرے کریم پروردگار نے مجھے پھر شفا عطا فرمادی۔ لیکن میں پھر نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا۔ میں نے پھر قرآنِ پاک منگوا یا اور پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ اب میں سمجھ گیا کہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے قرآنِ کریم ہاتھ میں اٹھا کر عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس مَصْحُفِ شَرِيفِ كِي عِظْمَتِ كَا صَدَقَہ! مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرما۔“ تو میں نے ہاتھ غیبی کی یہ آواز سنی ”جب تجھ پر بیماری آتی ہے تو توبہ کر لیتا ہے، جب تندرست ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگتا ہے۔ شدتِ مرض میں تو روتا ہے، اور قوت ملنے کے بعد پھر نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مُسْتَعْرِق (ڈوبا) رہا اور عرصہ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈنڈا رہا اور تو اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم بھول گیا۔ خوفِ خدا سے نہ کبھی تجھ پر کپکپی طاری ہوئی نہ تیرے آنسو بہے۔ کتنی مرتبہ تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا وعدہ توڑ ڈالا، بلکہ تو ہر بھلائی کو بھول گیا۔ دنیا ہی میں تجھے بتایا جا رہا ہے کہ تیرا ٹھکانا قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سن رہی ہے۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَفَّارِ فرماتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کی باتیں سن کر میں

زار و قطار روتا ہوا واپس پلٹا، گھر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی

دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے بُرے خاتمے سے دوچار ہو گئے۔

(ملخصاً الروض الفائق ص ۱۷)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ بُری نیت اور ریا کاری انسان کو کیسی بڑی بڑی آفات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اعمال برباد ہو جاتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دوری ہو جاتی ہے، مرتے وقت اگر کوئی نیک عمل کرنا بھی چاہے تو بسا اوقات اس کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ اور انسان حسرت بھری موت مر جاتا ہے۔ ہمیں خدائے بزرگ و برتر کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے سچی توبہ اور اس توبہ پر استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہر عمل صرف اور صرف اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ایک اہم مسئلہ: اگر کوئی مسلمان مرتے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے یا معاذ اللہ اس کی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ نکل جائے پھر بھی اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا ہو سکتا ہے کہ موت کی سختی کی وجہ سے اس کی زبان سے ایسے الفاظ بلا قصد نکلے ہوں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہار شریعت جلد اول حصہ ۴ ص 809 پر ہے: ”مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئے کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کر لے، دشوار ہوتا ہے۔“



”اخلاص“ کے 5 حروف کی نسبت سے اس حدیث مبارکہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) انسان کا ظاہر و باطن دونوں درست ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فیصلے انسان کی باطنی کیفیت کے

مطابق ہوتے ہیں۔

(2) سیرت و صورت دونوں ہی شریعت کے مطابق ہونی چاہئیں، اگر صرف صورت اچھی ہو اور کردار بُرا ہو تب بھی نقصان اور اگر باطنی حالت درست ہو اور ظاہری حالت شریعت کے خلاف ہو تب بھی نقصان۔

(3) بسا اوقات بری نیت سے نیکیاں کرنے کی وجہ سے انسان کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔

(4) توبہ کرنے کے بعد گناہوں سے بالکل دور ہو جانا چاہئے ورنہ بہت بڑے آخروی نقصان کا اندیشہ ہے۔

(5) اگر نیت میں اخلاص ہو اور پھر لوگ واہ واہ کریں تو اس سے ثواب میں کمی نہیں آئے گی بلکہ یہ تو رب عَزَّوَجَلَّ کی

طرف سے دُنویوی انعام ہے (مراۃ المناجیح، ۱۸۱/۱) اِمَامُ الْمُخْلِصِیْنَ، سَيِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ، شَفِیْعُ الْمُنْذِرِیْنَ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور اُن کے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِیْنَ کی آج تک دونوں جہانوں میں واہ واہ ہو رہی

ہے اور قیامت تک بلکہ اسکے بعد بھی ہوتی رہے گی۔ اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ

ہے کلام الہی میں شمس و خجی تیرے چہرہ نور فزا کی قسم قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

تیرے خُلقِ کو حق نے عظیم کہا تیری خُلقِ کو حق نے جمیل کیا کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا! تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہر عمل اپنی رضا و خوشنودی کے لئے کرنے کی توفیق عطا

فرمائے! اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



سچا مجاہد کون؟

حدیث نمبر: 8

عَنْ أَبِي مُوسَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً أَى ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ قَاتَلَ لِنُكُونِ كَلِمَةِ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب التوحید باب قوله تعالی ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین، ۴/ ۵۶۱، حدیث: ۷۴۵۸ بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش نھال، بیکرِ حُسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ”ایک آدمی بہادری دکھانے کے لئے، ایک قومی غیرت اور ایک ریاکاری کی غرض سے لڑتا ہے تو ان میں سے کون اللہ عزوجل کی راہ میں ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جو اس غرض سے لڑے کہ اللہ عزوجل کا کلمہ بلند ہو، تو وہی اللہ عزوجل کی راہ میں ہے۔“

اچھی نیت سے اعمال اچھے بنتے ہیں

حضرت سیدنا علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدة القاری میں فرماتے ہیں:

- (1) کلمۃ اللہ سے مراد اسلام کی دعوت دینا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔
- (2) نیک اعمال اچھی نیت سے ہی نیک بنتے ہیں۔
- (3) عبادت میں اخلاص شرط ہے، جو محض کسی دنیوی غرض سے کوئی نیک عمل کرے تو اس عمل کے ضائع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر اس عمل کو کسی دینی غرض کی وجہ سے کیا جائے تو جمہور کے نزدیک وہ عمل درست ہے۔
- (4) جو فضیلت مجاہدین کے بارے میں بیان ہوئی ہے وہ ان مجاہدین کے لئے ہے جو دین اسلام کی سر بلندی کے لئے جہاد کریں۔

(5) نبی آخر الزماں، سرورِ دیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا گیا۔ آپ صلی

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے سوال کرنے والے کو اس کے سوال کے الفاظ سے ہٹ کر بہت جامع انداز میں جواب عطا فرمایا کیونکہ غَیْظٌ وَغَضَبٌ اور حَمِيَّةٌ (شرم، غیرت) کبھی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہوتی ہے تو کبھی دنیا کے لئے، اس لئے آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے مختصر الفاظ میں جواب ارشاد فرمایا کہ ”جو دین اسلام کی سر بلندی کے لئے لڑے وہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔“

(عمدة القاری، کتاب العلم باب من سئل وهو قائم عالما جالسا، ۲/ ۲۷۸، تحت الحدیث: ۱۲۳)

حضرت سیدنا علامہ نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: اعمال ہمیشہ اچھی نیتوں سے ہی اچھے بنتے ہیں۔ اور مُجَاهِدِیْن کے بارے میں جو فضیلت حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے کلمے یعنی دین اسلام کی سر بلندی کے لئے جہاد کرے۔ ”حَمِيَّةٌ“ سے مراد جوش و غیرت ہے اور غیرت آل و اولاد کی طرف سے ہوتی ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله..... الخ، ۴۹/۷، الجزء الثالث عشر)

حضرت سیدنا علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی قَدِیْسٌ سِرُّهُ النُّوْرَانِیُّ فتح الباری میں حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: یہ حدیث پاک مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ کے پانچ اسباب ہیں: (1) مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے (2) بہادری ظاہر کرنے کے لئے (3) دکھاوے کے لئے (4) غیرت کی وجہ سے (5) غصے کی وجہ سے۔ ان تمام میں سے ہر سبب اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی (اگر یہ سب کام اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہوں تو اچھے اور اگر دنیوی غرض کے لئے ہوں تو برے) اسی لئے حدیث مذکور میں سائل کو ہاں یا نہ کے ساتھ جواب نہیں دیا گیا۔ (فتح الباری، کتاب الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ۲۴/۷، تحت الحدیث: ۲۸۱۰)

نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، عمل کی اچھائی یا برائی نیت پر موقوف ہے۔ جو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سر بلندی اور کفر کو مغلوب کرنے کی نیت سے جہاد کرے وہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی راہ کا

مجاہد ہے۔ اور جو لوگوں میں مجاہد و بہادر مشہور ہونے یا اپنی واہ واہ کی خاطر یا صرف قومی غیرت کے لئے جہاد کرے تاکہ اس کے خاندان کا نام روشن ہو تو وہ مجاہد نہیں بلکہ ریاکار ہے۔

ریا کاری کی تعریف: حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِي فرماتے ہیں: ”ریا کی اصل یہ ہے کہ اچھے اعمال دکھا کر لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنایا جائے، پس ریا کی تعریف یہ ہوئی کہ ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کے ذریعے بندوں (کی خوشنودی) کا ارادہ کرنا۔“ (احیاء العلوم، ۳/۳۶۵)

”الْمَدِينَةُ“ کے 7 حروف کی نسبت سے اخلاص و ریا سے متعلق 7 روایات

(1) ریاکار کے چار نام

بروز قیامت ریاکار کو یوں پکارا جائے گا: ”(1) اے ریاکار (2) اے دھوکے باز (3) اے نقصان اٹھانے والے اور (4) اے دغا باز! جا! اور اپنا ثواب اسی سے لے جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔“

(احیاء العلوم، ۳/۳۶۲)

(2) ریاکار کی تین نشانیاں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا كَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ فرمایا کرتے تھے کہ ریاکار کی تین نشانیاں ہیں (1) جب تنہا ہوتا ہے تو عمل میں سستی کرتا ہے، (2) جب لوگوں میں ہوتا ہے خوشی خوشی عمل کرتا ہے (3) تعریف کی جائے تو اس کا عمل بڑھ جاتا ہے اور جب برائی بیان کی جائے تو عمل کم کر دیتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۳۶۴)

(3) ریاکار اپنے رب سے مذاق کرتا ہے

حضرت سیدنا قنادہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب بندہ ریاکاری کرتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے: ”میرے بندے کو دیکھو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔“

(احیاء العلوم، ۳/۳۶۴)

پیارے اسلامی بھائیو! نیک عمل پر پورا پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب اس سے مقصود صرف اور صرف

رضائے الہی ہو اور جو لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے وہ ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ منقول ہے کہ

(4) نیکی کر کے لوگوں سے تعریف چاہنا کیسا؟

ایک شخص نے حضرت سیدِ ناغبادہ بن صامٹ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا: ”اگر میں اس طرح جہاد کروں کہ رضائے الہی کے علاوہ لوگوں سے تعریف کا بھی طلبگار ہوں تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟“ فرمایا: تجھے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات دُہرائی آپ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** ارشاد فرماتا ہے: ”میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔“ (احیاء العلوم، ۳/۳۶۴)

(5) نیک عمل کے ذریعے اپنی تعریف نہ چاہو!

ایک شخص نے حضرت سیدِ ناسعید بن مُسَيَّب عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الرَّبِّ سے پوچھا کہ ایک شخص نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعریف بیان کی جائے اور اسے ثواب بھی ملے؟ فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم پر **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کا غضب ہو؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: جب **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کے لئے عمل کرو تو خالص اُسی کے لئے کرو۔ (ایضاً)

(6) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں

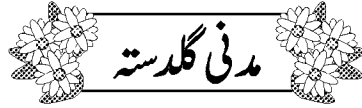
حضرت سیدِ ناضح حاک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ”یہ کام **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کے لئے بھی ہے اور تمہارے لئے بھی“ اور یہ بھی نہ کہے کہ ”یہ کام **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کے لئے بھی ہے اور اوروں کے لئے بھی“ کیونکہ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کا کوئی شریک نہیں۔ (احیاء العلوم، ۳/۳۶۴)

ٹھٹھے ٹھٹھے اسلامی بھائیو! ہر نیک عمل صرف اور صرف رضائے الہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اس کی رضامل گئی تو سب کچھ مل جائے گا اور اس نعمت سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں۔ اگرچہ جنت کے حصول یا جہنم کے خوف سے عمل کرنے والا بھی مخلص ہے لیکن کامل اخلاص یہ ہے کہ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت جنت کے لالچ یا جہنم کے خوف سے نہ ہو بلکہ مقصود صرف خالقِ حقیقی کی ذات پاک ہو۔ شیخِ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا**

ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”فیضانِ سنت“ میں اخلاص کے ضمن میں ایک بہت ہی سبق آموز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(7) مجھے موتیوں والا چاہیے

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْعَوي نے کچھ قیمتی موتی اپنے افسران کے سامنے بھینکتے ہوئے فرمایا: ”پُن لہجے اور خود آگے چل دیئے۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد مُرد کر دیکھا تو ایاز گھوڑے پر سوار پیچھے چلا آ رہا ہے۔ پوچھا، ایاز! کیا تجھے موتی نہیں چاہئیں؟ ایاز نے عرض کی: عالی جاہ! جو موتیوں کے طالب تھے وہ موتی پُن رہے ہیں، مجھے تو موتی نہیں بلکہ موتیوں والا چاہیے۔“ (فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ۱/۹۴۹)



”نبی“ کے 3 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مدنی پھول

- (1) عمل چاہے کتنا ہی اچھا ہو اگر نیت خراب ہو تو ثواب نہیں ملتا بلکہ بسا اوقات بہت اچھا عمل بھی نیت کی خرابی کی وجہ سے وبال بن جاتا ہے جیسے صرف لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھنا اور رضائے الہی کی نیت نہ ہونا، وغیرہ۔
 - (2) رضائے الہی کے لئے کفار کو اپنی شجاعت دکھانا، ان کے مقابلے میں اپنی شان و بہادری بیان کرنا عبادت ہے۔
 - (3) خدمتِ دین کے ساتھ مالِ غنیمت کی نیت بھی ہونا نقصان دہ نہیں مگر کمال اس میں ہے کہ خالص خدمتِ دین کی نیت ہو، غنیمت بلکہ جنت حاصل کرنے کا بھی ارادہ نہ ہو۔ (مخص از مرآة المناجیح، ۱/۲۴۹-۲۴۸)
- اللہ عزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ہر عملِ کاملِ اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ



قاتل و مقتول دونوں جہنمی

حدیث نمبر: 9

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ نَفِيعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا التَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ.

(بخاری، کتاب العلم، باب وان طائفان من المؤمنین الخ، ۲۳/۱، حدیث: ۳۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر عظیمت و شرافت، محبوب رب العزت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہیں۔“ (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قاتل تو واقعی اس کا حق دار ہے مگر مقتول کا کیا قصور ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”وہ بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔“

قاتل و مقتول کب جہنمی ہونگے؟

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: حرام فعل کا ارادہ کرنا ان افعال میں سے ہے جن پر مواخذہ ہے۔ اور یہ (قاتل و مقتول دونوں کے جہنمی ہونے کا حکم) اس وقت ہے جب دونوں ہی ایک دوسرے کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوں۔ اگر ان میں سے ایک نے دفاع کا ارادہ کیا اور اُس کی طرف سے پہل بھی نہ ہوئی مگر صرف دوسرے کے مارنے کی وجہ سے اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس کو (اپنی جان بچانے کی) شرعاً اجازت دی گئی ہے۔

(مرقاة المفاتیح، کتاب الدیات، باب قتل اهل الردة، ۱۰۴/۷، تحت الحدیث: ۳۵۳۸)

عَلَامَهُ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَبْدِيُّ عَمَدَةُ الْقَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ: عَلَمَاءُ كَرَامِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ

نے فرمایا کہ قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دونوں آگ کے مستحق ہیں، لیکن ان دونوں کا

معاملہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اگر وہ چاہے تو دونوں کو دوزخ کا عذاب دے اور اگر چاہے تو دونوں کو معاف

فرما کر بالکل ہی عذاب نہ دے۔ (ملخصاً عمدة القاری، کتاب الفتن، باب اذا التقی المسلمان بسیفهما، ۱۶/۴۹-۴۸، تحت

الحديث: ۷۰۸۳)

دنیا کی وجہ سے قتل

عَلَّامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ التُّورَاقِي فَتْحُ الْبَارِي میں فرماتے ہیں: علامہ بزار علیہ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَفَّارُ نے اس حدیث پاک کی مراد بیان کرتے ہوئے فرمایا: یعنی جب تم دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کرو تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں اور اس کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگوں پر ایسا زمانہ نہ آجائے کہ قاتل کو معلوم نہ ہو کہ اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔“ عرض کی گئی کہ ایسا کیسے ہوگا؟ فرمایا کہ بکثرت خون ریزی ہوگی اور قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہونگے۔

عَلَّامَهُ قُرْطُوبِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي نے فرمایا: اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ جوڑائی جہالت کی بنا پر دنیاوی غرض کے لئے ہو یا نفسانی خواہش کی پیروی میں ہو تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

(فتح الباری، کتاب الفتن، باب اذا التقی المسلمان بسیفهما، ۳۰/۱۴، تحت الحديث: ۷۰۸۳)

مُقَرَّرُ شَهِيرٍ حَكِيمٍ الْأَمْتِ مُفْتِي أَحْمَدِيَارْخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ فرماتے ہیں کہ: جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کے ارادے سے کسی بھی ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر، بندوق وغیرہ سے حملہ آور ہوں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل و مقتول دونوں کی سزا جہنم ہے، قاتل تو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول قتل کے پختہ ارادے کی وجہ سے کیونکہ اگر پہلے اس کا وار چل جاتا تو یہ اسے قتل کر دیتا، لہذا اسے بھی قتل ہی کا گناہ ملے گا، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں باطل پر ہوں اگر کوئی ایک حق پر ہو تو صرف باطل والا ہی گناہ گار ہوگا، جیسے کوئی

مسلمان اپنا مال، عزت یا جان بچانے کے لئے کسی چور، ڈاکو سے مزاحمت و مقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو چور، ڈاکو ہی جہنمی ہونگے جبکہ یہ قتل ہونے والا شہید کا مرتبہ پائے گا۔ (مخص از مرآة المناجیح، ۲۶۵/۵)

قتلِ ناحق کا عذاب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن وحدیث میں اس گناہ پر بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَبِدًا أَوْ جَزَآؤًا جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿۹۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔ (پ ۵، النساء: ۹۳)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا

ترجمہ کنز الایمان: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا (بچایا) اس نے سب لوگوں کو جلا لیا۔ (پ ۶، المائدة: ۳۲)

قتلِ ناحق کی مذمت میں 3 روایات

(1) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت قاتل کو ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا۔ عاصم بن ابی النجود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: ”اے ابو زرعہ ہزار مرتبہ؟“ ابو زرعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”جس آلہ سے اس نے قتل کیا اس کی ہزار ضربیں۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، باب من كره الخروج في الفتنه وتعود عنها، ۶۴۴/۸، حدیث: ۳۳۰)

(2) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش نِصَال، بیکرِ حُسن و جمال

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک ایک مومن کا قتل دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔

(ترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل مؤمن، ۹۸/۳، حدیث: ۱۴۰۰)

(3) حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی حاشِر، رسولِ صابر و شاکر صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ایک مومن کا

قتل دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔ (شعب الإيمان، باب فی تحریم النفوس و الجنايات عليها، ۳۴۴/۴، حدیث: ۵۳۴۱)

دنیا میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ہابیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ان کے سکے بھائی قابیل نے ناحق قتل کیا تھا۔ مختصر

واقعہ یہ ہے کہ

دنیا میں سب سے پہلا قتل

”قابیل و ہابیل دونوں حضرت سیدنا آدم عَلِي نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے فرزند تھے، حضرت سیدنا حوا ء

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ قابیل کے ساتھ ”اَقْلِيْمَا“ اور ہابیل کے

ساتھ ”لِیوذا“ پیدا ہوئی، اس وقت یہ دستور تھا ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا آدم عَلِي نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے ہابیل کا نکاح ”اَقْلِيْمَا“ سے کرنا چاہا مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا

کیونکہ ”اَقْلِيْمَا“ زیادہ خوبصورت تھی اس لئے وہ اس کا طلب گار ہوا۔ حضرت سیدنا آدم عَلِيهِ السَّلَام نے اسے سمجھایا

کہ ”اَقْلِيْمَا“ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اس لئے وہ تیری بہن ہے تیرا اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ مگر قابیل اپنی ضد پر

اڑا رہا۔ بالآخر حضرت سیدنا آدم عَلِيهِ السَّلَام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنی اپنی قربانیاں پیش

کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی ”اَقْلِيْمَا“ کا حق دار ہوگا۔ اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ

آسمان سے ایک آگ اترتی اور اسے جلا ڈالتی۔ چنانچہ، قابیل نے گےہوں کی کچھ بالیں اور ہاتیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہاتیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گےہوں کو چھوڑ دیا۔ اس پر قابیل کے دل میں بغض و حسد پیدا ہو گیا اور اس نے ہاتیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہاتیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ ہاتیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ قربانی قبول کرنا اللهُ عَزَّوَجَلَّ کا کام ہے اور وہ اپنے مَتَّقِي (مُتَّعِقِي) بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مَتَّقِي ہوتا تو ضرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ ہی حضرت ہاتیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللهُ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ تجھ ہی پر پڑے اور تو ہی جہنمی ہو کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ آخر قابیل نے اپنے بھائی حضرت سَیِّدُ نَاهِیْل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو قتل کر دیا۔ بوقتِ قتل ان کی عمر 20 برس تھی اور قتل کا یہ حادثہ مَكْرَمَه میں جبیل ثور کے پاس یا جبیل حرا کی گھاٹی میں ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ شہر بصرہ میں جس جگہ مسجدِ اعظم بنی ہوئی ہے وہاں بروز منگل یہ سانحہ رونما ہوا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(ملخصاً روح البیان، پ 6، المائدة، تحت الاية: 28، 2/379)

انسان کو مردہ دفن کرنا کس نے سکھایا؟

حضرت سَیِّدُ نَاهِیْل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پہلے دنیا میں کوئی آدمی نہ مرا تھا اس لئے قابیل پریشان تھا کہ بھائی کی لاش کا کیا کرے۔ چنانچہ، کئی دن تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرتا رہا۔ پھر اس نے دو کوئے لڑتے دیکھے جن میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا اور مرے ہوئے کوئے کو اس میں ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کرنا چاہئے۔ چنانچہ، اُس نے قبر کھودی اور بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔

(مدارك التنزيل، پ 6، المائدة، تحت الاية: 31، ص 282)

قرانِ کریم میں حضرت سَیِّدُ نَا آدَم عَلَیْهِ السَّلَام کے دو بیٹوں کا واقعہ پارہ 6 سورہ مائدہ آیت نمبر 27 تا 31 میں

بیان کیا گیا ہے۔

سات دن تک زلزلہ

قائیل بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا مگر بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل سیاہ و بدصورت ہو گیا۔ سات دن تک زمین میں زلزلہ رہا، وحش و طیور (درندوں اور پرندوں) میں اضطراب اور بے چینی پھیل گئی، حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے فرزند ارجمند حضرت سیدنا ہابیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا بہت رنج ہوا یہاں تک کہ ایک سو برس تک کبھی آپ کو ہنسی نہ آئی اور آپ علیہ السلام نے سریانی زبان میں شعر پڑھا جس کا عربی ترجمہ یہ ہے:

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا فَوَجَّهُ الْأَرْضِ مُغْبَرٌ قَيْحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بِشَاشَةِ الْوَجْهِ الصَّبِيحُ

ترجمہ: تمام شہروں اور اُن کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلود اور قبیح ہو گیا۔ ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی۔

قتل ناحق ایسا قبیح (برا) فعل ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کا دین و ایمان بھی برباد ہو سکتا ہے۔ قائل بھی اس گناہ کی وجہ سے کفر کی دلدل میں پھنس کر دائمی عذاب کا مستحق ہوا۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

آگ کا سب سے پہلا پجاری

حضرت سیدنا ہابیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے شدید غضب ناک ہو کر قائل کو اپنے دربار سے نکال دیا، تو وہ بد نصیب اقلیمًا کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین ”عدن“ میں چلا گیا۔ وہاں ابلیس لعین اس کے پاس آیا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالیا کہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا، لہذا تو بھی ایک مندر بنا کر آگ کی پوجا شروع کر دے۔ چنانچہ، اس نے ایسا ہی کیا اور یہی وہ شخص ہے جس نے آگ کی سب سے پہلے پوجا شروع کی۔

(روح البیان، ۶، المائدۃ تحت الاية: ۲۷، ۳۰، ۳۸۲/۲)

روئے زمین پر سب پہلا نافرمان انسان

روئے زمین پر سب سے پہلے اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی قابیل ہی نے کی کہ سب سے پہلے زمین پر قتل ناحق کیا اور یہی وہ پہلا مجرم ہے جسے سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی قتل ناحق ہوگا قابیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا۔ (بحاری کتب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریئہ، ۲/ ۴۱۳، حدیث: ۳۳۳۵) قابیل نے حسد و بغض کی وجہ سے اپنے بھائی کو ناحق قتل کر کے اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی کی، اپنے والدین کا دل دکھایا، زمین پر فساد پھیلا یا تو اسے بڑی بھیانک سزا ملی۔

قابیل کا عبرتناک انجام

قابیل کا ایک لڑکا اندھا تھا اس نے قابیل کو پتھر مار کر قتل کر دیا اور یوں یہ بد بخت آگ کی پرستش کرتے ہوئے کفر و شرک کی حالت میں اپنے لڑکے کے ہاتھوں مارا گیا۔ (روح البیان، پ ۶، المائدۃ تحت الاية: ۲۷، ۳۰، ۳۸۲/۲)

حضرت سیدنا شہید علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

ہابیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے پانچ برس بعد حضرت سیدنا شہید علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی جب کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو تیس برس کی ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے اس ہونہار فرزند کا نام ”شہید“ رکھا۔ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اس کا معنی ہے ”ہبۃ اللہ“ یعنی ”اللہ عزّوجلّ کا عطیہ“۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر جو پچاس صحیفے نازل ہوئے تھے آپ نے حضرت سیدنا شہید علیہ السلام کو ان سب کی تعلیم دی اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا اور ان کی نسل کو خیر و برکت کی دعائیں دیں۔ ہمارے پیارے نبی، نبی آخر الزماں، سرورِ دیشاں، رحمتِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا شہید علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں۔

(روح البیان، پ ۶، المائدۃ تحت الاية: ۲۷، ۳۰، ۳۸۲/۲)

دنیا میں پہلا ”ناحق قتل“ کس وجہ سے ہوا؟

دنیا میں سب سے پہلا ”ناحق قتل“ ایک عورت کے معاملہ میں حسد کی وجہ سے ہوا۔ لہذا عورت کے فتنے میں مبتلا ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

حسد کی تباہ کاری

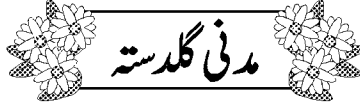
قابیل نے حسد کی بیماری میں مبتلا ہو کر اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حسد انسان کی کتنی بری اور خطرناک قلبی بیماری ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ”مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ“ (پ۔ ۳۰، الفلق: ۵) (ترجمہ کنز الایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے) فرما کر حکم دیا گیا کہ حاسد کے حسد سے خدا کی پناہ مانگتے رہو۔

حسد کی تعریف: ”کسی کی نعمت کے چھین جانے کی آرزو کی جائے (یہ حسد ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۳۸)“
 حُجَّةُ الْإِسْلَامِ حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِیِّ ”مِنْهَاجُ الْعَابِدِينَ“ میں فرماتے ہیں: ”اپنے مسلمان بھائی سے ایسی نعمت چھین جانے کے ارادے کا نام حسد ہے جس میں اس مسلمان کے لئے بہتری اور بھلائی ہو اور اگر چھین جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ یہ ارادہ ہو کہ ایسی ہی نعمت مجھے بھی مل جائے تو یہ حسد نہیں بلکہ اسے غبطہ کہتے ہیں۔“ (مِنْهَاجُ الْعَابِدِينَ، ص ۷۹)

بُرائی طریقہ رائج کرنے کا وبال

قتلِ ناحق کتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت سیدنا آدم عَلَیْهِ السَّلَامُ کا بیٹا اپنے باپ کے دربار سے راندہ درگاہ ہوا اور کفر و شرک میں مبتلا ہو کر مرا۔ اور قیامت تک ہونے والے ہر خونِ ناحق میں حصہ دار بن کر عذابِ جہنم میں گرفتار رہے گا۔ معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی بُرائی طریقہ ایجاد کرے تو قیامت تک جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل کریں گے سب کے گناہ میں وہ برابر کا شریک اور حصہ دار بنے گا۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو سچا پکا مسلمان بنائے۔ ہماری اولاد کو ہمارے لئے ذریعہ مغفرت بنائے ہم سب کو قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور دیگر بُری عادتوں سے محفوظ رکھے اور دین و دنیا کی بھلائیوں عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



”ہٰبِیْلِ“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

- (1) یہ حدیث اس قتال (لڑائی) پر محمول ہے جو بلا وجہ شرعی ہو یا دیانت کے ساتھ تاویل و اجتناد کی بنا پر نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ باغی خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس سے لڑنا جائز ہے۔ (فیوض الباری، ۱/۲۲۲)
 - (2) گناہ کا پختہ ارادہ بھی گناہ ہے۔ ہاں گناہ کا صرف خیال آنا گناہ نہیں۔ چور چوری کرنے نکلا مگر اتفاقاً نہ کر سکا گنہگار ہو گیا، فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ ارادہ کفر بھی کفر ہے۔
 - (3) جو بُرائی رائج کرے تو جتنے بھی لوگ اس بُرائی میں مبتلا ہوں گے سب کا گناہ اسے ملے گا اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔
 - (4) عورت کا فتنہ بہت برا ہے۔ انسان اگر اس فتنے میں مبتلا ہو جائے تو اس کا دین و ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔
 - (5) حسد کی بیماری میں مبتلا انسان بڑے بڑے گناہ کرنے سے بھی نہیں چوکتا، حاسد کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔
- اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بُری سوچ برے افعال اور بُری صحبت سے محفوظ رکھے اور ہمارا حشر اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

باجماعت نماز کا ثواب

حدیث نمبر: 10

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بضعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنْ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَأَتْهُ يَصْلُونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ.

(مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل صلوة الجماعة وانتظار الصلاة، ص ۳۳۳، حدیث: ۶۴۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حسن اخلاق کے بیکر، نبیوں کے تابع و رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: مرد کی باجماعت نماز کا ثواب اس کی گھر یا بازار میں پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں بیس اور اس سے کچھ زیادہ درجے ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب ان میں سے کوئی اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز ہی کی نیت سے مسجد کی طرف چلتا ہے اور نماز کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا تو مسجد میں پہنچنے تک ہر قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک کسی کو تکلیف نہ دے یا بے وضو نہ ہو تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں: «يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! اِسْ بِرَحْمِ فَرَمَا، يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! اِسْ بِرَحْمِ فَرَمَا، يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! اِسْ بِرَحْمِ فَرَمَا.»

چار درجہ

عَلَامَةُ ابْنِ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فِي شَرْحِ بَخَارِيِّ فِيهِ فَرَمَاتِي هِيَ: «بَعْضُ رَوَايَاتٍ فِي سِتَائِي

درجے زیادہ بعض میں پچیس گنا زیادہ کے الفاظ آئے ہیں یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جانے

والی نماز کا ثواب کئی گنا زیادہ ہے۔ وہ درجات و اجزاء جو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والے کو نصیب ہوتے ہیں اور تنہا نماز پڑھنے والا ان سے محروم رہتا ہے وہ چار ہیں: (1) باجماعت نماز پڑھنے کی نیت (2) ہر قدم کے بدلے ایک درجہ کی بلندی اور ایک گناہ کی معافی (3) فرشتوں کا اس کے لئے استغفار کرنا (4) نماز کے انتظار پر نماز کا ثواب ملنا۔

(شرح بخاری لابن بطلال، کتاب الاذان، باب فضل صلوة الجماعة، ۲/۲۷۲)

عَلَامَهُ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ عَمْدَةُ الْقَارِي فِي مِرْمَاتِهِ هِيَ: مَسْجِدٌ فِي بَاجِمَاعَتِ نَمَازِ كَا

ثَوَابٌ كَثِيرٌ يَبَازُرُ فِيهِ اَكْبَلُ يَبَاجِمَاعَتِ نَمَازِ پُڑھنے سے زیادہ ہے۔ ہاں! جو لوگ مسجد کے علاوہ کہیں اور جماعت سے نماز پڑھ لیں تو ان کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے والے سے زیادہ ہوگا لیکن پھر بھی وہ مسجد کی جماعت کی فضیلت کو نہ پاسکیں

گے۔ (عمدة القاری، کتاب الاذان، باب فضل صلوة الجماعة، ۴/۲۳۳، تحت الحدیث: ۶۴۷)

جماعت کی فضیلت کے بارے میں مختلف روایات کی وضاحت

باجماعت نماز کی فضیلت بعض روایات میں پچیس اور بعض میں ستائیس درجے بیان کی گئی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ ستائیس کا ذکر پچیس کے بعد آیا ہے گویا کہ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے پہلے پچیس کی خبر دی پھر یہ ثواب بڑھا کر ستائیس گنا کر دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز جس میں کم چلا گیا ہو اور نماز کا انتظار نہ کیا گیا ہو اس کا ثواب پچیس گنا ہے اور جس نماز میں زیادہ چلا گیا ہو اور زیادہ دیر نماز کا انتظار کیا گیا ہو اس کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ثواب کا کم یا زیادہ ہونا نمازی اور نماز کے بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے پس جو نماز کو اچھے طریقے سے ادا کرے اور اس کی حفاظت کرے اور پورے دھیان سے پڑھے تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عشا اور فجر کی نماز میں ثواب زیادہ ہے کیونکہ ان نمازوں میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ اس قول کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ ”باجماعت نماز تم میں سے کسی ایک کے تنہا نماز سے پچیس گنا افضل ہے اور فجر کی نماز میں رات اور

دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔“ (ملخصاً عمدة القاری، کتاب الصلوة، باب الصلوة فی مسجد السوق، ۳/۵۴، تحت الحدیث: ۴۷۷)

عظیم الشان انعام

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے ہمیں جو بے شمار انعامات عطا ہوئے ہیں، انہیں انعامات میں سے نماز بھی بلاشبہ ایک عظیم الشان انعام ہے، اس میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لئے جہاں کی بھلائیاں رکھ دی ہیں۔ اسی طرح نماز باجماعت کی دولت بھی کوئی معمولی انعام نہیں، یہ بھی ہمارے لئے بے شمار نیکیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حدیث مذکور سے باجماعت نماز کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے باجماعت نماز پڑھنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ اسے پچیس یا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جب وہ نماز کی نیت سے مسجد کی طرف چلتا ہے اور کوئی دنیوی غرض پیش نظر نہیں ہوتی تو اس کے ہر قدم پر نیکیاں، درجات کی بلندی، گناہوں کی مغفرت جیسی عظیم سعادتیں ملتی ہیں پھر جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے نماز ہی کا ثواب ملتا ہے اور معصوم فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے پاس جو مال ہے وہ اپنے شہر میں ایک روپے کا پکے گا اور اگر اسے سمندر پار جا کر فروخت کریں تو 25 یا 27 روپے میں پکے گا، تو شاید ہر شخص سمندر پار جا کر ہی اپنا مال فروخت کرے، کیونکہ 25 یا 27 گنا نفع چھوڑنا کوئی بھی گوارا نہیں کرے گا۔ مگر کس قدر حیرت ہے کہ گھر سے صرف چند قدم چل کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں ایک نماز پر ستائیس نماز کا ثواب ملتا ہے، مگر پھر بھی بہت سے لوگ جماعت کی پرواہ نہیں کرتے اور بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے! موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے اور ہم کب افسوس ملتے رہ جائیں۔

زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو!

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔“ (مشکوٰۃ المصابیح،

کتاب الرقاق، الفصل الاول، ۱۰۸/۳، حدیث: ۵۱۷۴) اس فرمانِ عالیشان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی زندگی سے پورا

پورا فائدہ اٹھانا چاہئے! جتنا ہو سکے باجماعت نمازیں ادا کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب کا ذخیرہ کر لینا چاہئے، ورنہ یاد

رکھے! مرنے کے بعد جماعت کا ثواب لوٹنے کا موقع نہیں مل سکے گا اور پھر بے حد ندامت ہوگی اور افسوس بھی ہوگا کہ کاش! میں دنیا میں تھوڑی سی سستی اڑا کر زیادہ سے زیادہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوتا۔

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے

کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

اچھی نیت کے بھی کیا کہنے کہ اس کی وجہ سے انسان ایک ہی عمل پر بہت سارے اعمال کا ثواب پاسکتا ہے جیسا کہ نماز کے لئے جانا ایک عمل ہے اگر کوئی صرف نماز ہی کی نیت سے مسجد کی طرف جائے تو اسے اسی نیت کا ثواب ملے گا لیکن جو اس کے ساتھ دیگر اعمالِ صالحہ کی بھی نیت کر لے تو اسے ان کا بھی ثواب مل جائے گا۔

نماز کے لیے مسجد جانے کی چالیس نیتیں

سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بے شک جو علم نیت جانتا ہو تو اپنے ایک ایک فعل میں اپنے لیے کئی نیکیاں کر سکتا ہے، مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلے اور یہی قصد کیا ہے نماز پڑھوں گا، تو اس کا چلنا محمود ہے، ہر قدم پر (فرشتے) ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے۔ مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اپنے لیے ۴۰ نیتیں کر سکتا ہے۔ مثلاً

- ﴿1﴾..... اصل مقصد یعنی نماز کو جاتا ہوں۔ ﴿2﴾..... خانہ خدا کی زیارت کروں گا۔ ﴿3﴾..... شعائرِ اسلام ظاہر کروں گا۔ ﴿4﴾..... داعیِ الی اللہ یعنی (مُؤَدِّن) کی اجابت (دعوت قبول) کرتا ہوں۔ ﴿5﴾..... تحیۃ المسجِد پڑھنے جاتا ہوں۔ ﴿6﴾..... مسجد سے خس و خاشاک (تنکے) وغیرہ دور کروں گا۔ ﴿7﴾..... اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مُفتی بہ پر اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو یا باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کر لے انتظارِ نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب مل جائے گا۔ ﴿8﴾..... امرِ الہی (حکم قرآنی)

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (ترجمہ کنز الایمان: اپنی زینت لوجب مسجد میں جاؤ۔ (پ ۸، الاعراف: ۳۱)

کے امثال (یعنی تکمیلِ علم) کو جاتا ہوں۔ ﴿9﴾..... جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔ ﴿10﴾..... جو نہیں جانتے ان کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔ ﴿11﴾..... جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔ ﴿12﴾..... علماء کی زیارت ﴿13﴾..... نیک مسلمان کا دیدار ﴿14﴾..... دوستوں سے ملاقات ﴿15﴾..... مسلمانوں سے میل (ملاپ) ﴿16﴾..... جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشاہدہ پیشانی مل کر صلہ رحم کرنے کا ثواب کماؤں گا۔ ﴿17﴾..... اہل اسلام کو سلام۔ ﴿18﴾..... مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔ ﴿19﴾..... ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ ﴿20﴾..... نمازِ جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔ ﴿21-22﴾..... مسجد میں جاتے نکلنے حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام عرض کروں گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴿23، 24﴾..... دُخُوْلٌ وُخْرُوْجٌ میں (یعنی مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت اور باہر نکلنے وقت) حضور و آل حضور پر درود بھیجوں گا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﴿25﴾..... بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔ ﴿26﴾..... اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔ ﴿27﴾..... جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو اُسے بِرَحْمَتِ اللّٰہِ کہوں گا۔ ﴿28-29﴾..... اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع) کروں گا۔ ﴿30﴾..... نمازیوں کو وضو کے لیے پانی دوں گا۔ (یہ نیت وہاں ہو سکتی ہے جہاں لوٹے سے وضو کیا جاتا ہو) ﴿31-32﴾..... خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا۔ اب اگر یہ کہنے نہ پائے دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا۔ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهُ عَلٰی اللّٰہِ یعنی اس کا ثواب اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ پر ہو گیا۔ ﴿33﴾..... جو راہ بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔ ﴿34﴾..... اندھے کی دستگیری کروں گا (یعنی ہاتھ پکڑوں گا)۔ ﴿35﴾..... جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔ ﴿36﴾..... موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔ ﴿37﴾..... دو

مسلمانوں میں نزاع (یعنی لڑائی) ہوئی تو حَتَّى الْوَسْعِ (جہاں تک ہو سکا) صلح کراؤں گا۔ ﴿38-39﴾..... مسجد میں جاتے وقت داہنے اور نکلنے وقت بائیں پاؤں کی تَقْدِيمِ (یعنی پہل) سے اِتِّبَاعِ سنت کروں گا۔ ﴿40﴾..... راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا۔ اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ نِيَّاتٍ كَثِيرَةٍ (اس کے علاوہ بہت ساری نیتیں)۔ تو دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا صرف حسنہ نماز (یعنی نماز کی نیکی) کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حَسَنَاتِ کیلئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے، اور ہر قدم چالیس قدم پہلے ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوں گی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ۶۷۳/۵ تا ۶۷۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

اچھی نیتوں کی وجہ سے انسان بہت سی نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر عمل سے پہلے جتنی ممکن ہو اچھی اچھی نیتیں کر لیں تاکہ ہمارے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے۔ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اچھے اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

باجماعت نماز کے فضائل

حدیث مذکور میں باجماعت نماز کی فضیلت بیان کی گئی، لہذا جماعت کے فضائل اور ترکِ جماعت کی وعیدیں بیان کی جاتی ہیں۔ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَأَسْرِعُوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ ﴿۳۳﴾ (پ ۱، البقرة: ۴۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور رکوع کرنے والوں کے

ساتھ رکوع کرو۔

تفسیر خازن میں ہے: ”فِيهِ حَتُّ عَلَى إِقَامَةِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ فَكَأَنَّهُ قَالَ صَلُّوا مَعَ

الْمُصَلِّينَ فِي الْجَمَاعَةِ“ ترجمہ: اس آیت میں نماز باجماعت ادا کرنے پر ابھارا گیا ہے گویا کہ فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز

پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر الخازن، پ ۱، البقرة، تحت الاية: ۴۳، ۱/۴۹)

امام فخر الدین رازی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو، اس طرح تکرار بھی ختم ہو جائے گی اس لئے کہ اس سے پہلے قول (اقِیْمُوا الصَّلَاةَ) میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے اور دوسرے قول (وَازْکَعُوا مَعَ الرُّکْعَیْنِ) میں نماز کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ (تفسیر کبیر، پ ۱، البقرہ،

تحت الایة: ۴۳، ۴۸۷/۱)

دو آزادیاں

حضرت سَیِّدُنا نَاسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةُ اللهِ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔

(ترمذی، کتاب ابواب الصلاة، باب ماجاء فی فضل التکبیرة الاولى، ۲۷۴/۱، حدیث: ۲۴۱)

تکبیر اولیٰ کسے کہتے ہیں؟: پہلی تکبیر کو تکبیر اولیٰ کہتے ہیں اس کو تکبیر تحریمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا ثواب پانے کے لئے ہمارے لیے ایک رعایت یہ بھی موجود ہے کہ اگر امام کے ساتھ پہلی رکعت کا رکوع بھی مل جائے تب بھی تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے جیسا کہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 1360 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہار شریعت“ جلد اول صفحہ 509 پر ہے: ”پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔“

(بہار شریعت، ۵۰۹/۱، حصہ ۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے

حضرت سَیِّدُنا ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مسلمان ہو کر ملے اسے چاہیے کہ جب اذان ہو تو اپنی نمازوں کو پابندی سے ادا کیا کرے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے

تمہارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہدایت والے طریقے عطا فرمائے ہیں اور بے شک یہ نمازیں انہی میں سے ہیں۔ اگر تم اپنے گھر میں نماز پڑھو گے جیسے اس نماز سے پیچھے رہنے والے شخص نے اپنے گھر میں نماز ادا کی تو بے شک تم نے اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف آئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھے گا اور اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ معاف فرمادے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ کھلا منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتا ہے اور ہدایت یافتہ شخص کسی دوسرے کو ہاتھ سے پکڑ کر مسجد میں لاتا اور صرف میں موجود ہوتا ہے۔ (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب صلوة الجماعة من سنن

الہدی، ص ۳۲۸، حدیث: ۶۵۴)

ستائیس مرتبہ نماز دہرائی

حضرت سَیِّدُ نَاعِبِیْدُ اللہُ بِنُ عُمَرَ قَوَّارِیْرِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَظِیْمِ فرماتے ہیں: میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہو گئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر مُدَارَات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ اب سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کروں جس سے اس نقصان کی تلافی ہو جائے۔ یکا یک مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آیا کہ ”باجماعت نماز، منفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے اسی طرح چھپیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہیں۔“ میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہو جانے سے جو کمی ہوئی ہے وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند آگئی۔ میں نے اپنے آپ کو چند گھڑ سواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جا رہے تھے، اتنے میں ایک گھڑ سوار نے مجھ سے کہا: تم اپنے گھوڑے کو مَشَقَّت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا: ”کیوں؟“ کہا: ”اس

(عیون الحکایات، ص، ۲۵۹)

لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔“

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اِن ۡ پَر رَحْمَتِ هُوَ اَوْر اُن كَع صَدَقَۃِ هَمَارَى بَعۡ حَسَابِ مَغْفَرَتِ هُوَ -

اٰمِیْنۡ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ترکِ جماعت کی وعیدیں

جہاں باجماعت نماز ادا کرنے کے بے شمار فضائل ہیں وہیں بلا کسی شرعی مجبوری کے جماعت ضائع کرنے والے کے لیے سخت وعیدیں بھی ہیں، سستی و غفلت کی وجہ سے جماعت ترک کر دینا عقل مند مسلمان کا کام نہیں کہ ایسا کرنا ڈھیروں ثواب سے محرومی بھی ہے اور اس سنت عظیمہ (یعنی سنت واجبہ) کا ترک اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غضب شدید کے اُبھارنے کا سبب بھی۔“ چنانچہ، اس ضمن میں 3 روایات ملاحظہ ہوں:

(1) تارکِ جماعت پر تہر و غضب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ **نَبِيِّ مُكْرَمٍ، نُوْرٍ مُّجَسَّمٍ، شَاهِ بْنِ آدَمَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** نے فرمایا: ”منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہوں جو کڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

(بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعة، ۲۳۵/۱، حدیث: ۶۵۷)

(2) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ سرکارِ عالی وقار، دو جہاں کے مالک

و مختار، حبیب پروردگارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو نماز عشاء قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو لوگ گھروں میں ہیں (یعنی جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) ان کے گھروں کو آگ سے

(3) کان میں پگھلا ہوا سیسہ

جس نے اذان سنی مگر بغیر کسی شرعی مجبوری کے مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نہ آیا اس کے کان میں اگر

پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے تو یہ جماعت ضائع کرنے سے آسان تھا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اگر ابن آدم کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اذان سنے مگر مسجد

میں نہ آئے۔“ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۶۸)

تَوُبُّوْا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ



”نماز“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) جو اپنی دکان یا مکان میں تنہا نماز پڑھ لیتا ہو یا جماعت بھی کروالے تب بھی مسجد کے ثواب سے محروم رہے گا اور جماعت واجب ہونے کی صورت میں گناہ گار بھی ہوگا۔

(2) گھر سے وضو کر کے مسجد جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت با وضو افضل ہوتی ہے بعض نیک خصلت لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کرنے بھی با وضو جاتے ہیں کیونکہ عیادت کرنا نیک عمل ہے اور ہر نیک عمل با وضو بہتر ہے۔

(3) جماعت کو جاتے ہوئے ہر قدم پر ایک نیکی ملنا اور ایک گناہ سٹنا یہ گنہگاروں کے لئے ہے جبکہ نیکیوں کے لیے تو ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلندی ہے کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے نیکیوں کے

درجے بڑھتے ہیں۔ (ملخصاً از مرآة المناجیح، ۴۳۶/۱)

(4) مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے خوش نصیب کے لئے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے معصوم فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ نماز سے پہلے ہی مسجد میں جانے کی عادت بنالیں تاکہ دیگر برکتوں کے ساتھ فرشتوں کی دعاؤں میں بھی شامل ہو جائیں، یہ خیال رہے کہ فرشتے اس وقت تک دعائیں کرتے ہیں جب تک یہ کسی نمازی کو ستائے نہیں اور مسجد میں ریح وغیرہ خارج نہ کرے، کیونکہ غیر معتکف کو مسجد میں ریح خارج کرنا منع ہے ہاں معتکف چونکہ مسجد ہی میں رہتا ہے اسے رخصت دی گئی ہے۔ (ملخصاً از مرآة المناجیح، ۴۳۷/۱)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! باجماعت نمازوں کا پابند بننے کا ایک بہترین ذریعہ ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی برکت سے دیگر اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ نماز باجماعت کی دولت نصیب ہوتی ہے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ناجانے کتنے بے نمازی نہ صرف خود نماز پنجگانہ کے پابند بن گئے بلکہ دوسروں کو بھی نماز کے لئے جگانے والے بن گئے ہیں۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیشہ باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے!

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر: 11 - ایک کے بدلے سات سو سے بھی زیادہ نیکیاں

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَوَى عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً."

(بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سيئة، ۲۴۴/۴، حدیث: ۶۴۹۱، بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا أبو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شمع بزم ہدایت، نوشہ بزم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بے شک اللہ عزوجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر انہیں بیان فرمادیا، پس جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ عزوجل اس کے نامہ اعمال میں ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے ساتھ عمل بھی کر لے تو اللہ عزوجل اس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھتا ہے اور جب کوئی برائی کا ارادہ کرے لیکن پھر اس برائی سے باز آجائے تو اللہ عزوجل اس کے لئے ایک کامل نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر ارادے کے بعد برائی بھی کر لے تو اللہ عزوجل صرف ایک برائی لکھتا ہے۔“

بندوں پر خاص کرم

عَلَّامَهُ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ شَرَحَ بَخَّارِي فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ أَنَّ الْبَدَلَ كَمَا فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ فَكُلُّ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

اور یہ اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر خاص کرم ہے کہ وہ ان کی نیکیوں کو بڑھا کر دگنا (بلکہ کئی گنا) کر دیتا ہے اور ان کے

گناہوں کو نہیں بڑھاتا اور اس نے نیکی کے ارادے کو بھی نیکی بنا دیا ہے، کیونکہ نیکی کا ارادہ کرنا یہ دل کا ایک فعل ہے جو کہ نیکی کا فعل ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس طرح نیکی کا ارادہ دل کا فعل ہے اسی طرح گناہ کا ارادہ بھی تو دل کا فعل ہے لیکن گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ کے کام سے رُک گیا تو اس نے اپنے گناہ کے ارادے کو نیکی کے ارادے سے منسوخ کر دیا اور برائی کی خواہش کرنے والے ارادے کی نفی کی تو یہ عمل اس کے دل کے نیک عمل میں سے ہو گیا اور اسی نیک عمل پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور یہ حضور اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی طرح ہے کہ ”ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔“ عرض کی گئی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر مسلمان نیکی نہ کر سکے تو؟“ ارشاد فرمایا: ”گناہ سے باز رہنا بھی صدقہ ہے۔“

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الرقاق، باب من ہم بحسنة او سیئة، ۱۰/۱۹۹، تحت الحدیث: ۶۴۹۱)

رضائے الہی ضروری ہے

عَلَامَهُ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ عَمْدَةُ الْقَارِي فِيں فرماتے ہیں: ”جس نے کسی گناہ کا ارادہ کیا اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اسے چھوڑ دیا تو اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جس نے مجبوراً گناہ چھوڑا یعنی اس کے اور گناہ کے درمیان کوئی رکاوٹ آگئی ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے نیکی نہیں لکھی جائے گی۔“

(عمدة القاری، کتاب الرقاق، باب من ہم بحسنة او سیئة، ۱۵/۵۶۴، تحت الحدیث: ۶۴۹۱)

نیک نیت پر ملنے والی نیکی بھی کامل ہوتی ہے

عَلَامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَجَرَ عَسْقَلَانِي قَدِّسَ سِرُّهُ الشُّرَاكِي فِي فتح الباری میں فرماتے ہیں: حدیث مذکور کے ان الفاظ ”عِنْدَهُ كَامِلَةٌ“ میں عِنْدَهُ، سے نیکی کی عظمت و شان کی طرف اشارہ ہے جبکہ ”كَامِلَةٌ“ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک ارادے پر ملنے والی نیکی بھی کامل نیکی ہوگی اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ حضرت سَيِّدُ نَاعِلَامَهُ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: حدیث پاک کے لفظ ”كَامِلَةٌ“ سے اس نیکی کی عظمت اور اس

کے حکم کی تاکید کی طرف اشارہ ہے، جبکہ ”سَیِّئَةٌ“ کیساتھ کَمَامِلَةٌ نہیں بلکہ وَاحِدَةٌ ذکر کیا گیا یعنی برائی کے کام میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی زیادہ نہیں۔ حدیث پاک کے حصے ”كَتَبَهَا اللَّهُ“ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتے کو نیکی لکھنے کا حکم دیتا ہے تو وہ نیکی لکھ دیتا ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث قدسی ہے: ”إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا“ ترجمہ: (اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے) کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو جب تک کہ وہ گناہ نہ کرے۔“ اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرشتہ بندے کے دل کو جان لیتا ہے۔ اب یہ جاننا دو طرح سے ہو سکتا ہے یا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے مُطَّلَعُ فرما دیتا ہے یا پھر اُسے ایسی طاقت عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ دل کے ارادے کو جان لیتا ہے۔ پہلے قول کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ ”ایک فرشتے کو یہ ندا کی جاتی ہے کہ فلاں کے لئے اتنی اتنی نیکی لکھو!“ فرشتہ عرض کرتا ہے: ”یارب عَزَّوَجَلَّ! اس نے تو یہ عمل کیا ہی نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے: ”اس نے نیکی کی نیت کی تھی۔“ (ایک قول یہ ہے کہ) بندے کے بُرے ارادے پر فرشتے کو بدبو محسوس ہوتی ہے جبکہ اچھے کام کے ارادے پر فرشتے کو خوشبو محسوس ہوتی ہے (اس طرح وہ اچھی بُری نیت کو پہچان لیتا ہے)۔

(فتح الباری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سيئة، ۲۷۶/۱۲، تحت الحديث: ۶۴۹۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب فرشتے کے علم غیب کا یہ عالم ہے کہ انسان کے دلی خیالات کو جان لیتا ہے تو

حبیبِ پُروردگار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم غیب کا کیا عالم ہوگا۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

نیکیاں اور برائیاں لکھنے سے کیا مراد ہے؟

مُفَسِّرُ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُنْتَهَى اِحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ حدیث پاک کے حصے ”إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ

الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ“ ترجمہ: بے شک! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں“ کے تحت فرماتے ہیں: اس سے

مراد یا تو یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے فرشتوں نے نیکیاں اور برائیاں لوحِ محفوظ میں لکھ دیں یا بندے کی تقدیر میں تحریر فرمادیں یا یہ مراد ہے کہ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے بندے کے نیک و بُرے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۸۴)

اُمّتِ محمدیہ پر ربّ کریم کا خاص فضل و کرم

اُمّتِ محمدیہ پر ربّ کریم کا خاص فضل و کرم ہے۔ اس کے دریائے رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ہم گنہگاروں پر اس کا کتنا کرم و احسان ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے ارادے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس، سسات سو بلکہ اس سے زیادہ جتنا چاہتا عطا فرماتا ہے۔ جبکہ گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا بلکہ اس ارادے سے باز آنے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اگر وہ یہ کرم نہ فرماتا اور گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ملتا یا ایک گناہ کے بدلے بھی کئی گناہ لکھے جاتے تو انسان بہت بڑی مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ انسان کے بُرے خیالات اور بُرے اعمال نیک ارادوں اور نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس کرم کے باوجود بھی جو محروم رہ جائے تو وہ واقعی محروم ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

انسان کو مختلف قسم کے خیالات آتے ہیں۔ پھر کبھی تو یہ خود بخود فوراً ہی ختم ہو جاتے، کبھی کچھ وقت کے بعد کسی وجہ سے ختم ہوتے اور کبھی ایسے پختہ ہوتے ہیں کہ انہیں عملی جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔ تو ان اچھے برے خیالات پر عذاب و ثواب ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے علمائے کرام رَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ نے خیالات کی 5 قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

خیالات کی پانچ قسمیں

حضرت سیدنا علامہ احمد صاوی مالکی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَوِی فرماتے ہیں: خیالات پانچ قسم کے ہیں:

(1) ہاَجِس: اچانک کسی چیز کا دل میں خیال آ جانا۔

(2) خَاَطِر: دل میں کسی چیز کا بار بار خیال آنا۔

(3) حدیثِ نَفْس: جس چیز کا خیال دل میں آیا ذہن اس کی طرف راغب ہو اور اس کے حصول کے لئے منصوبہ بنائے۔

(4) هَمّ: یہ ہے کہ دل میں کسی چیز کا خیال آیا غالب جانب اسے حاصل کرنے کی ہو اور ضرر و نقصان کے خوف کی وجہ سے مغلوب سا خیال اسے نہ کرنے کا ہو۔

(5) عَزْم: جب مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور اپنے نفس کو اس کے حصول پر آمادہ کر کے اس چیز کے حصول کا پختہ ارادہ کر لے تو یہ عزم ہے۔ هاجس، خاطر، حدیثِ نَفْس اور هَمّ اگر گناہ کا ہو تو مواخذہ نہیں، ہاں نیکی کے هَمّ میں اجر ہے اور عَزْم اگر گناہ کا ہے تو اس پر مواخذہ ہے اگرچہ گناہ نہ کر سکے۔ اسی طرح نیکی کے عَزْم پر ثواب ہے اگرچہ کسی وجہ سے نیکی نہ کر سکے۔ (حاشیۃ الصاوی، پ ۳، البقرة، تحت الاية: ۲۸۵، ۲۴۳/۱)

ان پانچ مراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً ”کسی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال هاجس ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو خاطر ہے، جب اس کا ذہن چوری کی طرف مائل ہو جائے اور وہ یہ منصوبہ بنائے کہ فلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فلاں دیوار توڑنی ہے، فلاں راستے سے واپس آنا ہے وغیرہ تو یہ حدیثِ نَفْس ہے اور جب وہ چوری کا ارادہ کر لے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مغلوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں لہذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ هَمّ ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور وہ پختہ ارادہ کر لے کہ چوری ضرور کروں گا چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ عَزْم ہے۔ پہلے چار مرتبوں پر مواخذہ نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عَزْم پر مواخذہ ہے اگرچہ وہ اپنے عَزْم پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے، مثلاً چوری کے عَزْم سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ ہے ہی نہیں، لہذا واپس آ گیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اگر یہاں مال ہوتا ضرور چوری کرتا۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اسْتَغْفِرِ اللَّهُ

حدیث مذکور میں نیکی و گناہ کا ذکر ہوا، مُفسّر شہیر حَکیمِ الْأُمّتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ نیکی

اور گناہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نیکی و گناہ کی تعریف: نیکی ہر وہ عمل ہے جو ثواب کا باعث ہو اور گناہ ہر وہ عمل ہے جو عذاب کا سبب ہے۔

لہذا ممنوعہ وقتوں میں نماز پڑھنا گناہ ہے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نمازیں یا جانِ فدا کر دینا ثواب ہے۔

کبھی قضا نیکی ہو جاتی ہے اور ادا گناہ۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۸۴) مولائے کائنات مولیٰ مشکل کشا علی المرتضیٰ، شیر خدا

کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی نمازِ عصر حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آرام پر قربان کر

دی اور یارِ عار، عاشقِ اکبر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی جان حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر

قربان کر دی۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ان دو واقعوں کو اشعار

کی صورت میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے اور حفظِ جاں تو جانِ فُروضِ غُرد کی ہے

ہاں تو نے اُن کو جان انہیں پھیر دی نماز پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اَصْلُ الْاُصُوْلِ بِنَدَیْ اُس تا جو رکی ہے

ایک ہی نیکی پر مختلف ثواب کیوں؟

سوال: کبھی ایک نیکی پر دس کا ثواب کبھی سات کبھی اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی ایک توجیہ یہ ہے کہ ثواب میں یہ فرق عامل کی نیت اور عمل کے موقع محل کی وجہ سے ہے۔ جس کے عمل

میں جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اسے اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کَا سُوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے

پہاڑوں برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے کیونکہ ان کا اخلاص بہت اعلیٰ درجے کا تھا، انہیں رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي قُرْبَتِ كِي عَظِيمِ سَعَادَتِ حَاصِلِ تَحِي، مِيرِ عَ آقَامِدِينِ وَالِ لِي مِصْطَفَى صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي
 ارشاد فرمایا: مِيرِ عَصَابِ كُو برانہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی اُحُد (پہاڑ) جتنا سونا خیرات کرے تو ان (صحابہ کرام عَلَیْهِمُ
 الرِّضْوَان) کے نہ ایک مُد کو پہنچے نہ آدھے کو۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذًا خلیلاً، ۵۲۲/۲، حدیث: ۳۶۷۳)

مُد کی مقدار کتنی ہے؟

مُفَسِّرِ شَہِیرِ حَکِیمِ الْأُمَّتِ مُفْتِیِ اَحمَدِ یَارِخَانِ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْعَنَانِ فرماتے ہیں: ”چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے
 اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا، تو مُد ایک سیر آدھ پاؤ ہوا، یعنی صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان میں سے کوئی تقریباً سوا سیر
 جو خیرات کرے اور ان کے علاوہ کوئی اور مسلمان خواہ غوث و قطب ہو یا عام مسلمان وہ پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا
 سونا قرب الہی اور قبولیت میں صحابی کے سوا سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی حال روزہ و نماز اور ساری عبادات کا ہے، جب
 مسجد نبوی شریف کی نماز دوسری جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ تو جنہوں نے حضور صَلَّی
 اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا قرب اور دیدار پایا ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادت کا کیا کہنا۔“ (مرآة المناجیح، ۳۳۵/۸)
 جس طرح اخلاص کے ساتھ کئے جانے والے عمل کا اجر بڑھ جاتا ہے اسی طرح بعض مقامات اور اوقات
 بھی ایسے ہیں کہ ان میں کئے گئے نیک اعمال کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نمازوں کا ثواب

شہنشاہِ خوشِ نِصَال، بیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا
 ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔“ (مسند امام احمد، ۴۵۲/۵، حدیث: ۱۶۱۱۷)

مسجد نبوی اور اقصیٰ میں نیک اعمال کا ثواب

فرمانِ مِصْطَفَى صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ”میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں
 ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور میری اس مسجد میں جمعہ ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار

جمعے ادا کرنے سے افضل ہے اور میری اس مسجد میں رمضان کا ایک مہینہ گزارنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار ماہ رمضان گزارنے سے افضل ہے۔“ (شعب الإيمان، الخامس والعشرون وهو باب فی مناسک الحج، فضل الحج والعمرة، ۴۸۶/۳، حدیث: ۴۱۴۷) سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیق روزِ شمار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا، باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد الجامع، ۱۷۶/۲، حدیث: ۱۴۱۳)

ایک روایت میں ہے کہ بَيْتُ الْمَقْدِسِ میں ایک نماز پڑھنا عام مساجد میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الصلاة فی المسجد الحرام و مسجد المدينة، ۱۴۰/۲، حدیث: ۱۰) نور کے پیکر صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد عَلَیْہِمَا السَّلَام (جب بَيْتُ الْمَقْدِسِ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں) نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسی بادشاہت کا سوال کیا جو ان کے بعد کسی اور کو حاصل نہ ہو اور وہ اسکی بادشاہت کا مظہر ہو اور یہ سوال کیا کہ اس مسجد میں جو بھی نماز کے ارادے سے آئے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ پھر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ”دو چیزیں تو انہیں عطا فرمادی گئیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری چیز بھی انہیں عطا فرمادی گئی ہوگی۔“ (مسند امام احمد، ۵۸۹/۲، حدیث: ۶۶۵۵، بتغیر قلیل)

مسجدِ قُبَاء میں نماز کا ثواب

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”مسجدِ قُبَاء میں ایک نماز پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔“ (ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا، باب ماجاء فی الصلاة فی مسجد قباء، ۱۷۵/۲، حدیث: ۱۴۱۱) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ ہے: ”جو اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ مسجدِ قُبَاء میں آئے پھر اس مسجد میں نماز پڑھے اسے ایک عمرہ کی مثل ثواب دیا جائے گا۔“ (مسند امام احمد، ۴۱۱/۵، حدیث: ۱۵۹۸۱) ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے احسن طریقے سے وضو کیا پھر مسجدِ قُبَاء میں داخل ہو کر چار رکعتیں ادا کیں تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الصلاة فی المسجد الحرام و مسجد المدينة، ۱/۴۲، حدیث: ۱۸)

رَبِّ کریم نے نیکیاں کمانا کس قدر آسان فرما دیا ہے کہیں تو ایسے مقامات کی طرف رہنمائی فرمادی کہ جہاں نماز پڑھنے سے سینکڑوں گنا زیادہ نیکیاں ملتی ہیں اور کہیں ایسے اوقات بیان فرمادیتے کہ جن میں نیکیوں کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔

مُبَارَك رَاتیں

نیوں کے سُرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی اُمید پر قیام کیا (یعنی عبادت کی)، اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مرجائے گا۔“ (ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، ۲/۳۶۵، حدیث: ۱۷۸۲) سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، حبیبِ پروردگار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، تڑویہ، عرفہ اور قربانی کی رات (یعنی آٹھویں، نویں اور دسویں ذوالحجہ) اور عید الفطر اور نصف شعبان کی رات۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صدقة الفطر و بیان تاکیدھا، ۲/۹۸، حدیث: ۲) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ ”جس نے شبِ قدر میں ایمان اور نیتِ ثواب کے ساتھ قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (بحاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب فضل لیلة القدر، ۱/۶۶۰، حدیث: ۲۰۱۴) ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام رمضان احتساباً، و قیام لیلة..... الخ ۲/۵۴، حدیث: ۲)

سَوَالُ الْمُكْرَمِ مِیْل رُوزِے رِکھنے كَا ثَوَاب

سَوَالِ الْمُكْرَمِ كَا مِهینہ بہت برکتوں والا ہے اس میں بھی اعمال كَا ثَوَاب بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن

میں 4 فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملاحظہ ہوں:

(1) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے ساری زندگی

روزے رکھنے کے برابر ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال..... الخ، ص ۵۹۲، حدیث: ۱۱۶۴)

(2) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے ایک نیکی کو دس گنا کر دیا، لہذا رمضان کا مہینہ دس مہینوں کے برابر ہے اور عید الفطر کے بعد چھ

دن پورے سال کے برابر ہیں۔ (التَّوْبَةُ وَالتَّهْلِيكُ، كتاب الصوم، باب التَّوْبَةُ فِي صَوْمِ سِتِّ مَن شَوَّالٍ، ۶۷/۲، حدیث: ۲)

(3) رمضان کے روزے دس مہینوں کے روزوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد چھ دن کے روزے دو مہینوں کے برابر ہیں

تو یہ پورے سال کے روزے ہو گئے۔ (التَّوْبَةُ وَالتَّهْلِيكُ، كتاب الصوم، باب التَّوْبَةُ فِي صَوْمِ سِتِّ مَن شَوَّالٍ، ۶۷/۲، حدیث: ۲)

(4) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل جائیگا

جیسے اس دن تھا جس دن اسکی ماں نے اسے جنا تھا۔ (مَجْمَعُ الزَّوَادِ، كتاب الصیام، باب فِيمَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتَّةَ أَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ،

۴۲۵/۳، حدیث: ۵۱۰۲)

عَرَفَةَ كَے رَوزَے كَا ثَوَاب

عمرِ زندگی فضیلت پر مشتمل 4 روایات

(1) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَے مَحْبُوب، دَانَاے عُیُوب، مُنَزَّهٌ عَنِ الْعُیُوبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَے فرمایا: ”جو عرفہ

(۹ ذوالحجۃ الحرام) كَے دن روزہ رکھتا ہے اس كَے پَے در پَے دو سالوں كَے گناہ معاف كر دیئے جاتے ہیں۔“

(التَّوْبَةُ وَالتَّهْلِيكُ، كتاب الصوم، باب التَّوْبَةُ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ لِمَن لَمْ يَكُنْ بِهَا..... الخ، ۶۸/۲، حدیث: ۴)

(2) حضرت سَيِّدُ نَاسِعِيدِ بْنِ جُبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں كہ ایک شخص نَے حضرت سَيِّدُ نَاعِبِدِ اللهِ بْنِ

عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے عرفہ كَے دن روزہ ركھنے كَے بارے میں سوال كیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَے فرمایا: ”ہم

یہ روزہ ركھا كرتے تھے اور رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كی حیاتِ ظاہری میں ہم اسے دو سال كَے روزوں كَے

برابر سمجھتے تھے۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام یوم عرفة لمن لم یکن بہا..... الخ، ۶۹/۲، حدیث: ۸)

(3) نور کے پیکر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ نحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عرفہ کا روزہ رکھا، اس کے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفة، ۴۳۶/۳، حدیث: ۵۱۴۲)

(4) اُمُّ الْمُؤْمِنِینِ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوشِ جمال، پیکرِ حُسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ”عرفہ کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔“ (شعب الایمان، الباب الثالث والعشرون ہو باب فی الصیام، تخصیص یوم عرفة بالذکر، ۳۵۷/۳، حدیث: ۳۷۶۴)

محرم اور شعبان کے روزوں کی فضیلت

مُحَرَّمٌ الْحَرَامُ اور شَعْبَانُ الْمُعَظَّمُ کے مہینے بھی بہت برکتوں والے ہیں ان میں بھی نیک اعمال کا ثواب بہت زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ، اس بارے میں 5 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمائیے:

(1) رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نمازرات کی نماز ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، ص ۵۹۱، حدیث: ۱۱۶۳)

(2) فرض نماز کے بعد سب سے افضل نمازرات کی نماز ہے اور رَمَہَان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس مہینے کے ہیں جسے تم مُحَرَّم کہتے ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب الصیام فی شہر اللہ المحرم، ۴۳۸/۳، حدیث: ۵۱۵۰)

(3) جس نے عرفہ کے دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کے لئے دو سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے اور جس نے محرم کے ایک دن کا روزہ رکھا تو ہر دن کے بدلے اس کے لئے تیس (30) نیکیاں ہیں۔ (معجم کبیر، ۶۰/۱۱، حدیث: ۱۱۰۸۱، ۱۱۰۸۲)

(4) جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام کیا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھا کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

غروبِ شمس سے طلوعِ فجر تک (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور طلوعِ فجر تک ارشاد فرماتا رہتا ہے کہ ”ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اُس کی مغفرت فرماؤں؟ ہے کوئی رزق کا طلب گار کہ اُسے رزق عطا فرماؤں؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت دوں؟ ہے کوئی ایسا ہے کوئی ویسا؟“

(ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، ۱۶۰/۲، حدیث: ۱۳۸۸)

(5) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل (عَلِیْہِ السَّلَام) آئے اور عرض کی: یہ نصف شعبان کی رات ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس رات میں بنی کُنْب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس رات میں مشرک، بغض رکھنے والے اور قطع رحمی کرنے والے اور تکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو لٹکانے والے اور والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب الصیام، باب الترغیب فی صوم شعبان و ماجاء فی صیام النبی..... الخ، ۷۳/۲، حدیث: ۱۱)

سوال: ”جس طرح ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو یا اس سے بھی زیادہ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں کیا اسی طرح گناہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے؟“

جواب: ”ہمارے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر بہت بڑا کرم و احسان ہے کہ ایک گناہ کے بدلے صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے بڑھایا نہیں جاتا۔ ہاں کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی کُثُورَت سے اعمال کے ساتھ ساتھ ایمان بھی برباد ہو جاتا ہے۔ جیسے، ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شان میں گستاخی کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ کچھ مقامات و اوقات بھی ایسے ہیں کہ جن میں گناہ کرنے کا وبال بہت زیادہ ہے۔ جیسے رمضان میں اور اسی طرح حرم شریف میں گناہ کا وبال بہت زیادہ ہے۔“

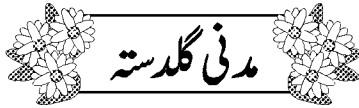
انسان اچھی نیت کی وجہ سے دین و دنیا کی سعادتیں پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ بُری نیت سراسر وبال

ہے اس ضمن میں ایک حکایت پیش خدمت ہے:

اچھی اور بُری نیت کا اثر

منقول ہے کہ ”دو بھائی تھے، ایک عابد، دوسرا فسق۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو دیکھے۔ چنانچہ، ایک دن شیطان اس کے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا: ”افسوس! تو نے اپنی عمر کے چالیس قیمتی سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے ہیں۔ اب کچھ عیش و عشرت کی زندگی گزار، اپنی نفسانی خواہشیں پوری کر کے کیف و سرور حاصل کر کیونکہ ابھی تیری آدھی عمر باقی ہے بعد میں توبہ کر کے عبادت و ریاضت اختیار کر لینا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا، مہربان ہے۔“ یہ سن کر عابد نے عزم (پختہ ارادہ) کر لیا کہ ”میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیس سال عیش و عشرت سے گزاروں گا پھر توبہ کر کے اپنی عمر کے بقیہ بیس سال خوب عبادت کروں گا۔“ چنانچہ، وہ نجلی منزل پر آنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ”تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کر دیا ہے، تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے پاس جا کر بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔“ چنانچہ، یہ توبہ کی نیت (یعنی پختہ ارادے) سے اوپر کی منزل پر چڑھنے لگا راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی اچانک ایک کا پاؤں پھسلا دونوں ایک دوسرے پر گرے اور فوراً ہی دونوں کا انتقال ہو گیا۔ بروز قیامت اس عابد کا حشر نافرمانی کی نیت پر ہوگا اور گنہگار کا حشر توبہ کی نیت پر ہوگا۔

(الروض الفائق، ص ۱۶)



”جنت تک ۳ حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے ۳ مدنی پھول

(۱) نیکی کا ارادہ بھی نیکی ہے اس پر بھی ثواب ہے مگر ثواب اور چیز ہے ادائے فرض اور چیز، لہذا صرف ارادہ کرنے سے

فرض ادا نہ ہوگا۔ (جیسے کوئی شخص صرف نماز کی نیت کر لے اور نماز نہ پڑھے تو صرف نیت سے اس کا فرض ادا نہ ہوگا بلکہ فرض کی ادائیگی

ضروری ہے جب تک فرض ادا نہ کرے گا بری الذمہ نہ ہوگا۔

(2) گناہ کے خیال (ہم) اور گناہ کے پختہ ارادے (یعنی عزم) میں فرق ہے پختہ ارادے پر انسان گنہگار ہو جاتا ہے، یہاں خیال گناہ کا ذکر ہے، لہذا یہ حدیث اُس حدیث کے خلاف نہیں کہ ”جب دو مسلمان لڑیں اور ایک مارا جائے تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں کیونکہ مقتول نے بھی قتل کا ارادہ کیا تھا اگرچہ پورا نہ کر سکا“ وہاں گناہ کا عزم بِالْجَزْم (یعنی پختہ ارادہ) مراد ہے۔

(3) اگر کوئی چوری کرنے کا پختہ ارادہ کر لے مگر موقع نہ پائے تو وہ بھی گنہگار ہوگا، یونہی جو کفر کا پختہ ارادہ کر لے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ خیال گناہ، گناہ نہیں بلکہ بعد میں اس خیال سے توبہ کر لینا نیکی ہے، البتہ گناہ کا پختہ ارادہ کر لینا گناہ ہے۔ اے ہمارے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمیں اچھی و نیک سوچ عطا فرما، برے خیالات و بری فکر سے ہماری حفاظت فرما۔ ہر وقت اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد میں گم رہنے کی سعادت عطا فرما!

محبت میں اپنی گمیا یا الہی نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الہی

اور

ایسا گمادے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں

ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

نیک اعمال کا وسیلہ

حدیث نمبر: 12

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: انْطَلَقَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّىٰ آوَاهُمُ الْمَبِيتُ إِلَىٰ غَارٍ فَدَخَلُوهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوا إِنَّهُ لَا يُنَجِّيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللَّهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبُوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَكُنْتُ لَا أُعْبِقُ أَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَأَىٰ بِي طَلْبُ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمْ أَرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّىٰ نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا عُبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكْرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَنْ أُعْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدْحُ عَلَىٰ يَدِي أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاطَهُمَا حَتَّىٰ بَرَقَ الْفَجْرُ، وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاعُونَ عِنْدَ قَدَمِيَّ، فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا عُبُوقَهُمَا، اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ. “فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهُ، قَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمِّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَفِي رِوَايَةٍ ”كُنْتُ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجَالُ النِّسَاءَ“ فَارْدَتْهَا عَلَيَّ نَفْسَهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّىٰ أَلَمْتُ بِهَا سَنَةً مِنَ السِّنِينَ، فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَيَّ أَنْ تُحَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلْتُ حَتَّىٰ إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا، وَفِي رِوَايَةٍ ”فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا“ قَالَتْ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْضُ الْخَاتِمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَانصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أُعْطِيْتُهَا، اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتْ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا. وَقَالَ الثَّلَاثُ: ”اللَّهُمَّ اسْتَاجَرْتُ أَجْرَاءَ وَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَتَمَرَّتْ أَجْرُهُ حَتَّىٰ كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ، فَجَاءَ نِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِذِ الْيَ اجْرِي، فَقُلْتُ: كُلُّ مَا تَرَىٰ مِنْ اجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْعَمَمِ

وَالرَّقِيقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَسْتَهْزِئْ بِى! فَقُلْتُ: لَا اسْتَهْزِئْ بِكَ، فَاخَذَهُ كُفَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ“ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْسُونَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (بخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، ۴۶۴/۲، حدیث: ۳۴۶۵)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ”میں نے حضور پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”گزشتہ زمانے میں تین شخص کہیں جا رہے تھے جب رات ہوئی تو پناہ لینے کے لئے ایک غار میں داخل ہوئے اچانک پہاڑ سے ایک چٹان گری جس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: اس مصیبت سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کریں۔ چنانچہ، ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ عزوجل! میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو گئے تھے میں ان سے پہلے نہ تو اپنے اہل و عیال کو پینے کے لئے دودھ دیا کرتا تھا نہ ہی اپنے خادموں کو، ایک دن میں درختوں کی تلاش میں بہت دور نکل گیا جب واپس آیا تو میرے والدین سوچکے تھے میں دودھ لے کر ان کے پاس آیا تو انہیں سویا ہوا پایا میں نے نہ تو انہیں جگانا مناسب سمجھا نہ ہی ان سے پہلے اہل و عیال میں سے کسی کو دینا پسند کیا، بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں ہلہلاتے رہے لیکن میں دودھ کا پیالہ لئے اپنے والدین کے پاس کھڑا رہا، جب صبح ہوئی تو میں نے انہیں دودھ پیش کیا۔ یا اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! اس کی دعا سے چٹان کچھ سرک گئی، لیکن ابھی اتنی جگہ نہ بنی تھی کہ وہ نکل سکتے، پھر دوسرے نے کہا: یا اللہ عزوجل! مجھے میرے چچا کی بیٹی لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے ایسی شدید محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے کرتے ہیں، میں نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا، پھر وہ قحط میں مبتلا ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے اس شرط پر اسے 120 دینار دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کر دے، وہ مجبور تھی تیار ہو گئی، جب میں اس کے ساتھ تھنہائی میں گیا اور اس پر قابو پایا (ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کی دونوں رانوں کے بیچ بیٹھ گیا) تو اس نے کہا: اللہ عزوجل سے ڈرا اور ناحق مہر کو نہ

توڑ (یعنی اس بڑے کام سے باز آجا) یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں بدکاری سے باز رہا، حالانکہ مجھے اس سے شدید محبت تھی، پھر میں

نے اس سے وہ دینار بھی واپس نہ لئے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! چٹان کچھ اور سُرک گئی لیکن اب بھی وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے کچھ مزدوروں سے کام کروایا اور سب کی مزدوری دے دی لیکن ان میں سے ایک مزدور اجرت چھوڑ کر چلا گیا، میں نے وہ تجارت میں لگا دی تو اس کی رقم بڑھتی رہی کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میری اجرت مجھے دے دے۔ میں نے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکری اور غلام جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب تمہارے ہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں مذاق نہیں کر رہا یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ چنانچہ، وہ سب مال لے کر چلا گیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما! پس چٹان ہٹ گئی اور وہ تینوں باہر نکل کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

اعمالِ صالحہ کے وسیلے سے دعا

عَلَامَهُ ابْنِ بَطَّالٍ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ شَرَحِ بَخَارِي فِي اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جو شخص سچی نیت سے اپنے اُن اعمال کے وسیلہ سے دعا مانگے جو اس نے خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے کئے تھے تو امید ہے کہ اس کی دعا قبول ہوگی، جب غار میں پھنسے لوگوں نے اپنے ان اعمال کے وسیلے سے دعا مانگی جو انہوں نے خالص رضائے الہی کے لئے کئے تھے اور انہوں نے امید کی کہ ان کے وسیلے سے غار کا منہ کھل جائے گا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا قبول فرما کر ان پر فضل فرمایا اور انہیں غار سے نجات دی۔ لہذا جس طرح اُن غار والوں کی دعا قبول ہوئی اسی طرح ہر اس شخص کی دعا قبول ہونے کی امید ہے کہ جو صرف اور صرف رضائے الہی کے لئے عمل کرے۔

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب احبابہ دعاء من بروالدیہ، ۹/ ۱۹۳)

علامہ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي شَرَحِ مُسْلِمٍ فِي فرماتے ہیں: پریشانی و غم کی حالت اور استِسْقَاء (بارش) وغیرہ کی دعا مانگتے وقت اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگنا مستحب ہے، اس لئے کہ غار والوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی دعا قبول ہوئی اور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ

واقعہ غار والوں کی تعریف و فضیلت میں بیان فرمایا۔ اس حدیث پاک میں والدین کے ساتھ حسن سلوک، حرام کام پر قدرت کے باوجود اس سے بچنا، امانت کی ادائیگی اور دیگر معاملات میں نرمی برتنے اور اجارے کے جواز کا بیان ہے، اس حدیث پاک میں کراماتِ اولیا کا ثبوت بھی ہے اور یہ اہل حق کا مذہب ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الذکر والدعاء

والتوبة والاستغفار باب قصة اصحاب الغار والتوسل بصالح الاعمال، ۵۶/۹، الجزء السابع عشر)

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ العینی عمدة القاری میں فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث سے بہت سے

فوائد حاصل ہوئے:

(1) اُمم سابقہ (پچھلی امتوں) کے واقعات اور ان کے اچھے اعمال کو بطور ترغیب بیان کرنا جائز ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی کلام بھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار والوں کا یہ واقعہ امت کی ترغیب کے لئے بیان فرمایا۔

(2) والدین اور بیوی بچوں کا نفقہ واجب ہے اور والدین کا حق دوسرے سب اہل و عیال سے زیادہ ہے۔

(3) حالتِ کُرب (دکھ اور مصیبت) میں اللہ عز و جل سے اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا مستحب ہے جیسا کہ استِسْقَاء میں کی جاتی ہے۔

(4) جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کر لے اور پھر نیک اعمال میں مصروف ہو جائے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(5) اور جو برائی کا عزمِ مُصَمَّم (پکا ارادہ) کر لے اور پھر رضائے الہی کے لئے اس برائی سے باز رہے تو اسے نیکی عطا

کی جاتی ہے۔ (ملخصاً عمدة القاری، کتاب البیوع، باب اذا اشترى شیئا لغيره..... الخ، ۵۲۸/۸، تحت الحدیث: ۲۲۱۵)

معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، پاکدامنی اور مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی، ان تینوں کا تعلق

حُقوقِ العباد سے ہے اور یہ ایسی نیکیاں ہیں کہ جن کی برکت سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، مصیبت میں پھنسے

ہوئے مسافروں نے جب اپنے ان اعمال کا وسیلہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا تو انہیں غار کی قید سے نجات مل گئی۔

قرآن وحدیث میں ان تینوں اعمال کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔

والدین کے ساتھ حُسنِ سُلُوک

غار میں پھنسے مسافروں میں سے ایک نے اپنے والدین کے ساتھ نہایت اچھا سُلُوک کیا تھا، والدین کو اولاد پر ترجیح دی ان کے آرام کی خاطر ساری رات کھڑے کھڑے گزار دی، خود بھی بھوکا رہا اور گھر والوں کو بھی والدین سے پہلے دودھ نہ دیا، اس کا یہ عمل بارگاہِ رَبِّ الْعِزَّتِ میں ایسا مقبول ہوا کہ ایک بڑی مصیبت ٹلنے کا سبب بنا۔ بوڑھے ماں باپ کو اپنی چھوٹی اولاد پر ترجیح دینا بھی نیکی ہے کہ پہلے ان کی خدمت کرے بعد میں بچوں کو سنبھالے، خیال رہے کہ یہ بچوں پر ظلم نہیں بلکہ ماں باپ کے ادب واحترام کی اعلیٰ ترین مثال ہے، بوڑھے ماں باپ بھی بچوں کی طرح ہو جاتے ہیں جو انہیں تکلیف دے گا اس کی اولاد بڑھاپے میں اس کو تکلیف دے گی یہ خدمت یا ایذا رسانی نقد سود ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔

والدین کو اُف تک نہ کہو!

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو والدین کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا ۗ إِمَّا يَبْعُنَنَّكَ الْكَبِيرَ أَحَدُهُمَا
أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ ۚ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ
لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝۳۱ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الدُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ انْحَرِّهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝۳۲ (پ ۱۵، اسراء: ۲۳-۲۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے
سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سُلُوک کرو اگر
تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان
سے ”ہوں“ نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا
اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھانز م دلی سے اور عرض کر کہ اے
میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے

چھٹین (بچپن) میں پالا۔

مذکورہ آیاتِ مبارکہ کے تحت صدرُ الا فاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: جب والدین پر ضِعْف (کمزوری) کا غلبہ ہو، اعضا میں قوت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخر عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔ تو کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے۔ نہ انہیں جھڑکنا نہ تیز آواز سے بات کرنا بلکہ کمالِ حسنِ ادب کے ساتھ ماں باپ سے اس طرح کلام کر جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ان سے بہ نرمی و تواضع سے پیش آ، اور ان کے ساتھ تھکے وقت میں شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے مَحَبَّت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں دَر کار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دَر بَلِغ (تخل) نہ کر۔ مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سُلُوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الہی میں اُن پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یارب! میری خدمتیں ان کے احسان کی جزا نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔

اور پارہ 1 سورة البقرہ آیت 83 کے تحت فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو مروی ہیں وہ یہ ہیں کہ (1) تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے، (2) رفتار و گفتار میں نَشَسْتُ و بَسْرَخَاسْتُ (اٹھنے بیٹھنے) میں ادب لازم جانے (3) ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، (4) ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے، (5) اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے، (6) ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے، (7) ان کے لئے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قرآن سے ایصالِ ثواب کرے، (8) اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، (9) ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (10) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدنہ بھی میں گرفتار ہوں تو ان کو بڑی نرمی کے ساتھ اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ الغرض اگر ساری زندگی والدین کی خدمت کی جائے تب بھی ان کے احسانات کا بدلہ نہیں اتر سکتا۔

مقبول حج کا ثواب

خوب ہمدردی اور پیار و محبت سے ماں باپ کا دیدار کیجئے اور دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیوں کے حق دار بن جائیے، ماں باپ کی طرف بظہرِ رحمت دیکھنے کے بھی کیا کہنے!

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: جب اولاد اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر کرے! **تَوَالَّہُ عَزَّوَجَلَّ** اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حجِ مَبْرُور (یعنی مقبول حج) کا ثواب لکھتا ہے، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: اگر چہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے! فرمایا: **نَعَمْ! اللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَطِیْبُ** یعنی، ہاں! **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** سب سے بڑا ہے اور **اَطِیْبُ** (یعنی سب سے زیادہ پاک) ہے۔ (شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۱۸۶/۶، حدیث: ۷۸۵۶)

زخمی انگلی

حضرت **سَیِّدُ نَابِیْنِزِیْدِ بَسْطَامِی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: سردیوں کی ایک سخت رات میں میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، میں آنخورہ (پانی کا برتن) بھر کر آیا تو انہیں نیند آگئی تھی، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، پانی کا آنخورہ لئے اس انتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں، کھڑے کھڑے کافی دیر ہو چکی تھی اور آنخورے سے کچھ پانی گر کر میری انگلی پر جم کر برف بن گیا تھا۔ بہر حال جب والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے آنخورہ پیش کیا، برف کی وجہ سے چسکی ہوئی انگلی جوں ہی آنخورے سے جدا ہوئی اس کی کھال ادھر گئی اور خون بہنے لگا ماں نے دیکھ کر پوچھا یہ کیا؟ میں نے سارا ماجرا عرض کیا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: **اے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہنا۔** (نزہۃ المجالس، ۲۶۱/۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہماری، ہمارے والدین کی اور تمام امتِ مُسْلِمْہ کی مغفرت فرمائے۔ ہمیں والدین کی

فرمانبرداری کرتے ہوئے ان کی خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

شہا عطار پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا
میرے ماں باپ پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا
میرے استاد پر ہر آن رحمت کی نظر رکھنا
کریں دن رات یہ سنت کی خدمت یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

مدنی التجا: والدین کے حقوق اور ان کی خدمت کی مزید برکتیں جاننے کے لئے ”دعوتِ اسلامی“ کے اشاعتی ادارے ”مکتبۃ المدینہ“ کے مطبوعہ 32 صفحات پر مشتمل رسالے ”سمندری گنبد“ کا مطالعہ کیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ
والدین کی خدمت اور ادب و احترام کا جذبہ مزید ترقی پائے گا۔

پاک دامنی کی برکات

جو اپنے آپ کو پاک دامن رکھتے ہوئے اپنی نظر و فکر اور کردار کی حفاظت کرتے ہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ و مقام بہت اعلیٰ ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پاک دامن لوگوں کی دعائیں بہت جلد قبول فرماتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں پھنسے مسافروں میں سے ایک شخص اس وقت گناہ سے بچا تھا جب کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن جب خوفِ خدا رکھنے والی مجبور و پارسا لڑکی نے اُسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلا یا تو وہ خوفِ خدا کے باعث اپنی اور اس کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے گناہ سے باز رہا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو اس کا یہ عمل ایسا پسند آیا کہ ایک بڑی مصیبت سے نجات کا باعث بنا۔

اسباب مہیا ہوتے ہوئے گناہ چھوڑنا کمال ہے

گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے مگر نازک حالات میں گناہ سے باز رہنا بڑا کمال ہے۔ رَبِّ تَعَالٰی نے قرآن کریم میں اپنے ان مومن بندوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ يُغْرَوْهُمْ حِفْظُونَ ﴿۵﴾
(پ ۱۸، المؤمنون: ۵)

خوفِ خدا سے گناہ چھوڑنے والوں کو خوشخبری سنائی جا رہی ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

وَلَسَنَ حَاقٍ مَّقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَيْنِ ﴿۶﴾
(پ ۲۷، الرحمن: ۴۶)

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿۷﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْبَاوِي ﴿۷﴾
(پ ۳۰، النازعات: ۴۰-۴۱)

ہر مسلمان پر اپنی عزت و عفت کی حفاظت لازم ہے، خدائے بزرگ و برتر مسلمانوں کو اپنی نظروں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دواپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دواپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۗ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۸﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ ۗ

(پ ۱۸، النور: ۳۰-۳۱)

اس آیت مبارکہ میں پہلے نظروں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ پہلے نظر بہکتی ہے پھر باقی اعضا گناہ کی

طرف مائل ہوتے ہیں، یہاں پہلے ہی سبب سے روک دیا گیا تاکہ گناہوں کا سلسلہ آگے بڑھ ہی نہ سکے۔ احادیث

مبارکہ میں نظروں کی حفاظت کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ،

زہر میں بجھا ہوا تیر

حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاج و رصّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے ربِّ عَزَّ وَجَلَّ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو اُسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کریگا۔

(معجم کبیر، ۱۰/۱۷۳، حدیث: ۱۰۳۶۲)

واقعی بدنگاہی شیطان کا ایسا کامیاب اور زہریلا تیر ہے کہ بہت سے عابد و زاہد اس سے زخمی ہو کر جہنم میں چلے گئے۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

بدنگاہی بربادیِ ایمان کا سبب بن گئی

ایک مؤذن جسے اذان دیتے ہوئے چالیس سال ہو گئے تھے۔ ایک دن اذان دیتے ہوئے اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی تو عقل اور دل جواب دے گئے۔ اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس پہنچا اور نکاح کا پیغام دیا وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا۔ پوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ کہا: دین اسلام چھوڑ کر نصرانی بن جا! (معاذ اللہ)۔ یہ سن کر اس بدنصیب نے مرتد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ نصرانی عورت نے کہا کہ میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تو اس سے نکاح کی بات کر لے۔ چنانچہ، جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسلا اور شادی کی تمنا دل ہی میں لئے حالت کفر میں مر گیا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ یعنی ہم برے خاتمے سے اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

(الروض الفائق، ص ۱۶)

نفسِ بے لگام تو گناہوں پہ اُکساتا ہے توبہ توبہ کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهُ

حرام چیزوں کی طرف نظر کرنا بہت بڑی بربادی جبکہ بدنگاہی سے بچنا بہت بڑی سعادت و فضیلت کا باعث

ہے۔ چنانچہ،

بدنگاہی سے بچنے کی فضیلت

حضرت سیدنا معاویہ بن حیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شہما رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تین آنکھیں جہنم نہ دیکھیں گی۔ ایک: وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں پہرہ دیا، دوسری: وہ آنکھ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئے اور تیسری: وہ آنکھ جو اللہ

عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے رُک جائے۔“ (معجم کبیر، ۱۹/۴۱۶، حدیث: ۱۰۰۳)

عبادت کی لذت

حضرت سیدنا ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبیِ مُکْرَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس مسلمان کی نظر کسی عورت کے حسن پر جا پڑے اور وہ اپنی نگاہ جھکالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے دل

میں عبادت کی لذت عطا فرمائے گا۔“ (مسند امام احمد، مسند ابو امامہ، ۸/۲۹۹، حدیث: ۲۲۳۴۱)

جو خوش نصیب اپنی عزت کی حفاظت کرتے ہیں انہیں مالکِ جنت، قاسمِ نعمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جنت کی ضمانت عطا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ، منقول ہے کہ

جنت کی ضمانت

شہنشاہِ مدینہ، قراقریبِ وسینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو مجھے اپنی دو داڑھیوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت

دیتا ہوں۔“ (بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ۴/۲۴۰، حدیث: ۶۴۷۴)

حضرت سیدنا عبادة بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ بولو (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو (۳) جب امانتیں تمہارے سپرد کی جائیں تو انہیں ادا کر دیا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔“ (یعنی کسی

مسلمان کو تکلیف نہ دو۔) (مستدرک حاکم، کتاب الحدود، باب من كفر بالرحم..... الخ، ۵/ ۱۳، حدیث: ۸۱۳۰)

عورتوں کے لئے جنت کتنی آسان!

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا، غیوب، مُنْزَہ عَنِ الْعُيُوبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔“

(الاحسان، ۶/ ۱۸۴، حدیث: ۴۱۵۱)

بے داغ جوانی والا جنتی ہے

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا مت کرو، جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لئے جنت ہے۔“ ایک روایت میں ہے اے قریش کے جوانو! زنا مت کرنا کیونکہ جسکی جوانی بے داغ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (الترغیب والترہیب، الترہیب من الزنا..... الخ، ۳/ ۱۹۴، حدیث: ۴۰-۴۱)

سایہ عرش ملے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوشِ حِصَال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”سات اشخاص ایسے ہیں کہ جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور پھر ان سات افراد کا ذکر فرمایا اور ان میں اس شخص کا بھی ذکر کیا جسے صاحب

حیثیت خوبصورت عورت گناہ کے لئے بلائے تو وہ کہے کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔“

(بخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة بالیمین، ۴۸۰/۱، حدیث: ۱۴۲۳)

انسان اگر گناہوں سے بچنے کا پختہ ذہن بنا لے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شامل حال ہو جاتی ہے پھر نہ صرف وہ خود گناہوں سے محفوظ رہتا بلکہ اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی گناہوں سے بچ جاتے ہیں۔ چنانچہ، اس ضمن میں ”اَحْمَد“ کے 4 حروف کی نسبت سے 4 حکایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) کفّٰل بخشا گیا

حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز تمہیں نہ سناتا لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”بنی اسرائیل میں ”کفّٰل“ نامی ایک بہت گناہ گار شخص تھا۔ ایک مرتبہ ایک مجبور عورت نے اس سے کچھ رقم کا سوال کیا تو اس نے بدکاری کی شرط پر اسے 100 دینار دیئے۔ جب وہ عورت کے قریب ہو تو وہ زور زور سے کانپتے ہوئے رونے لگی، پوچھا: کیوں رورہی ہے؟ کہا: میں نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا، آج ایک ضرورت نے مجھے اس بُرے کام پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ سن کر کفّٰل اس عورت سے دور ہٹ گیا اور کہا: جب خوفِ خدا سے تیری یہ حالت ہے، تو میں تو تجھ سے زیادہ اس سے ڈرنے کا حقدار ہوں، جا! جو رقم میں نے تجھے دی ہے وہ تیری ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج کے بعد میں کبھی بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح اس کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی؟ ”إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكَفَّالِ“ ترجمہ: یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کفّٰل کی مغفرت فرمادی۔ تو لوگوں کو اس بات پر بہت تعجب ہوا۔“

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب فی صفة اوائی الحوض، ۲۲۳/۴، حدیث: ۲۵۰۴)

(2) سمجھدار و پارسا عورت

بصرہ کا ایک مالدار شخص ایک دن اپنے باغ میں گیا تو نوکر کی حسین و جمیل بیوی کو دیکھ اس کی نیت خراب ہو گئی۔ اس نے نوکر سے کہا کہ ”جاؤ! کھجوریں لے آؤ، پھر فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔“ نوکر کے جاتے ہی مالدار شخص نے اس کی بیوی کو اپنے محل میں بلایا اور تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا، جب اس نے تمام دروازے بند کر دیئے تو پوچھا: ”کیا تمام دروازے بند کر دیئے ہیں؟“ سمجھدار و نیک عورت نے کہا: ”باقی سب تو بند کر دیئے لیکن ایک دروازہ بند نہ کر سکی۔“ پوچھا: ”کون سا دروازہ؟“ کہا: ”وہ جو ہمارے اور ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہے۔“ یہ جملہ تاثیر کا تیر بن کر مالدار کے دل میں پیوست ہو گیا، اس نے فوراً اپنے بُرے ارادے سے توبہ کی اور روتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ (عیون الحکایات، ص ۲۳۶)

(3) عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین و جمیل عورت کے پاس سے ہوا۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہو گیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ عورت نے کہا: جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتیٰ کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پا لیا۔ عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت و تعجب سے پوچھا: یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟ عورت نے کہا: جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پا لیا تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہو جاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی کنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلا نا مناسب خیال کیا۔ مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلا ہوتے ہوئے کہا: اگر یہ بات ہے تو اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی آئندہ کبھی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں

مشغول ہو گیا۔ (ذم الہوی، الباب الثانی والثلاثون فی فضل من ذکر بہ فترک ذنبہ، ص ۲۰۵)

(4) حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن زید بن اسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عطاء بن یسار اور حضرت سیدنا سلیمان بن یسار علیہما رحمۃ اللہ الغفار چند رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام ”ابواء“ پر قافلے نے قیام کیا تو قافلے والے کسی کام سے چلے گئے جبکہ حضرت سیدنا عطاء بن یسار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سامان کے قریب نماز پڑھنے لگے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ قریبی بستی سے ایک حسین و جمیل عورت آئی اور آپ کو گناہ کی دعوت دینے لگی آپ نے اس سے فرمایا: ”جا! یہاں سے چلی جا!“ عورت مسلسل دعوت گناہ دیتی رہی اور آپ انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے رونا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گریہ و زاری دیکھ کر وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں حضرت سیدنا سلیمان بن یسار علیہ رحمۃ اللہ الغفار آ پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے۔ پھر شرکائے قافلہ میں سے جو بھی وہاں آتا انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیتا۔ پھر وہ عورت اپنی بستی کی طرف چلی گئی۔ دوسرے لوگ بھی ایک ایک کر کے کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ کسی نے بھی حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رعب و جلال کے سبب اس عورت اور رونے کے متعلق نہ پوچھا۔

حضرت سیدنا سلیمان بن یسار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ہمت کر کے پوچھا: ”اے میرے بھائی! اس عورت کا کیا قصہ تھا؟“ فرمایا: ”میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں لیکن خبردار! جب تک میں زندہ رہوں تم کسی کو نہ بتانا۔“ پھر آپ نے پورا واقعہ سنایا اور کہا کہ اسی رات مجھے خواب میں حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی، میں رونے لگا، حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”تمہیں کس چیز نے رُلا یا ہے؟“ میں نے عرض کی: ”اے اللہ عز و جل کے نبی علیہ السلام! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! مجھے آپ کے قید میں جانے، حضرت سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے

جدائی، عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہونے، آپ کی پاکدامنی اور صبر و شکر پر تعجب ہو رہا ہے۔“ یہ سن کر حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”کیا تجھے اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جسے ایک دیہاتی عورت کا واقعہ پیش آیا۔“ آپ علیہ السلام کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ علیہ السلام نے کس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان بن یسار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے حضرت سیدنا عطاء بن یسار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ بتایا۔ انکے انتقال کے بعد اپنے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا۔ پھر یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہو گیا۔

(عیون الحکایات، ص ۳۸۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْنُ اپنی عزت کی حفاظت کس طرح کیا کرتے تھے انہیں دنیا کی رنگینی گناہ پر آمادہ نہ کر سکتی تھی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی ہر آن گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیکیوں کی طرف راغب ہونے اور بُرے کاموں سے بچنے کا ذہن بنانے کے لئے ”دعوتِ اسلامی“ کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالے ”باحیانوجوان“ کا مطالعہ کیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بہت برکتیں نصیب ہوں گی۔

گناہوں سے ہر دم بچا یا الہی

مجھے متقی تو بنا یا الہی

تَوَسَّلْ (وسیلے) کی برکتیں

جو مسلمان اپنی کسی خالص نیکی کو بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ بنا کر اخلاص سے دعا کرے تو قوی امید ہے کہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسکی دعا کو قبول فرمائے گا جیسا کہ مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جب ان مسافروں نے اپنے خالص اعمال کا وسیلہ پیش کیا تو انکی مصیبت دور ہوگئی۔ اگر ہم جیسے گنہگار بندے بھی نیک بندوں کی خالص و مقبول نیکیوں کے وسیلے سے دعا کریں تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہماری حاجات پوری فرمائے گا کیونکہ ان کی

نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں۔ حدیث مذکور میں تَوَسُّل (یعنی وسیلے) کا بیان ہوا لہذا تَوَسُّل سے متعلق اہم باتیں ملاحظہ فرمائیے!

تَوَسُّل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبوب ہستیوں کے ذکر کی برکتیں حاصل کی جائیں کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر رحم فرماتا ہے۔ اولیائے کرام سے تَوَسُّل یہ ہے کہ حاجتوں کے برآنے کے لئے اور اپنے مطالب کے حصول کے لئے انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں وسیلہ و واسطہ بنایا جائے کیونکہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قُرب حاصل ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی دعا پوری فرماتا ہے اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

(العقائد والمسائل، ص ۱۸)

امام تَقِی الدِّین سُبُکِی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ”حاجت مند شخص حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرتبے اور آپ کی برکت کے طفیل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی حاجت طلب کرے، یہ ہر حالت میں جائز ہے، خواہ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے پہلے ہو یا ظاہری حیاتِ طیبہ میں یا وصالِ ظاہری کے بعد اور ہر حالت میں اس کے جواز پر احادیث مبارکہ موجود ہیں۔“

(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام، الباب الثامن فی التوسل والاستغاثة، ص ۳۵۸)

عرشِ اعظم پہ لکھا ہمارا نبی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب مُنَزَّہ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب آدم (عَلِیْہِ السَّلَام) نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حق کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرما دے۔ تو ارشاد ہوا: ”اے آدم تو محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کیسے جان گیا میں نے تو ابھی انہیں پیدا بھی نہیں کیا؟“ عرض کی: ”اے باری تعالیٰ! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے سراٹھایا، عرش کے پایوں پر لکھا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ پس

میں جان گیا کہ تیرے نام کے ساتھ جس ہستی کا نام ہے وہ تیرے ہاں مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔“ ارشاد ہوا:

”اے آدم! (عَلَيْهِ السَّلَام) تو نے ٹھیک کہا، بے شک! محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب تو نے ان کے حق کا واسطہ دے کر مغفرت چاہی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور اگر محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔“ (مسندك حاكم، كتاب آیات رسول

اللہ..... الخ، باب استغفا رآدم علیه السلام..... الخ، ۳ / ۱۷، ۵، حدیث: ۴۲۸۶)

اللہ عزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلوةُ وَالسَّلَام کو وحی فرمائی: اے عیسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) پر ایمان لاؤ اور اپنی امت سے کہو کہ جو بھی ان کو پائے ان پر ضرور ایمان لائے، اگر محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نہ ہوتے تو میں آدم (عَلَيْهِ السَّلَام) کو پیدا نہ کرتا اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں جنت اور جہنم کو بھی پیدا نہ کرتا، میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا، پس میں نے اس پر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ“ لکھا تو ٹھہر

گیا۔ (مسندك حاكم، كتاب آیات رسول اللہ..... الخ، باب كان اجود الناس بالخير..... الخ، ۳ / ۱۶، ۵، حدیث: ۴۲۸۵)

حیاتِ ظاہری میں وسیلہ پکڑنا

امام تقی الدین سبکی شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي فرماتے ہیں: حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ کی ذات والاصفات کو وسیلہ بنانا جائز ہے، اس کے ثبوت کے لیے وہ روایت کافی ہے جس میں وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (ملتقط اشفاء السقام فی زیارة خیر الانام، الباب الثامن

فی التوسل والاستغاثة، ص ۳۷۰)

وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہو گئیں

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کی خدمتِ مبارکہ میں ایک نابینا صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حاضر ہوئے اور عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ! دعا فرمائیں کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرما دے! آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کی: آپ دعا فرما دیجئے! نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو!

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ.“

ترجمہ: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفیٰ، نبی رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تاکہ یہ حاجت پوری کی جائے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت میرے لئے قبول فرما!“ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص آیا اور وہ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کبھی وہ نابینا تھا ہی نہیں۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفرج... الخ، ۳۳۶/۵، حدیث: ۳۵۸۹)

(دلائل النبوة للبيهقي باب ما في تعليمه الضرير ما كان فيه شفاؤه..... الخ، ۱۶۸/۶)

فاطمہ بنت اسد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے لئے دعائے نبی

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا فاطمہ بنت اسد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فوت ہوئیں تو نبی کریم، رءوف رحيم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس طرح دعا فرمائی! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری ماں فاطمہ بنت اسد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی مغفرت فرما اور اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے حق کے صدقے (وسیلے) سے ان کی قبر کو وسیع فرما! (معجم کبیر، ۳۵۱/۲۴، حدیث: ۸۷۱)

حضرت سیدنا امام تَقِيُّ الدِّينِ سُبْكِي شافِعِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي فرماتے ہیں: جس طرح حضور نبی کریم، رءوف رحيم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات والاصفات سے قوسل جائز ہے اسی طرح ان بزرگوں کے

ذریعے بھی تو شل جائز و مستحسن ہے جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نسبت حاصل ہے۔

(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام، الباب الثامن فی التوسل والاستغاثة، ص ۳۷۶)

وسیلے کی برکت سے بارانِ رحمت

امام محمد بن اسمعیل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب تھو واقع ہوتا تو حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے دعا مانگتے اور یوں عرض کرتے: اے اللہ عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا اب ہم اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرما! راوی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول ہوتی اور لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

(بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا فحطوا، ۳۴۶/۱ حدیث: ۱۰۱۰)

وسوسہ: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز نہیں اگر جائز ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ کیوں بناتے؟

وسوسے کا علاج: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانے سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور ہستیوں کو بھی وسیلہ بنانا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے خاص کیا گیا تاکہ اہل بیت کی عزت و شرافت ظاہر ہو۔ وصالِ ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا بالکل جائز اور کبار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔

چنانچہ، حضرت سیدنا امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

وصالِ طاہری کے بعد مشکل کشائی

ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فارق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ، ہر و ر قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اپنی اُمت کے لئے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ لوگ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔“ خواب میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو ارشاد فرمایا: ”تم عمر بن خطاب کو ہمارا سلام کہو اور بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا۔“ حضرت سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی تو وہ رو پڑے اور لوگ بارانِ رحمت سے سیراب ہو گئے۔

(دلائل النبوة للبیہقی، ۷/ ۴۷)

70 ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہیکرِ انوار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور یہ کلمات پڑھے تو اللہ عزوجل ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے وجہِ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنی نماز پوری کر لے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:)

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْسَايَ فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ إِتْقَانَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے اور اس حق کے طفیل جو

تیری طرف میرے اس چلنے کا ہے کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے نہیں چلا بلکہ میں تو تیری ناراضی سے بچنے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے نکلا ہوں، میں تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ سے بچا اور میرے گناہ معاف فرما کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب المساجد و الجماعات، باب المشی الی الصلاة، ۴۲۸/۱، حدیث: ۷۷۸)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر بندہ مومن سے تَوَسُّلِ جائز ہے چاہے وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو، ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کو یہ دعا سکھائی اور اسے پڑھنے کی ترغیب دلائی ہر ذی شعور اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر تَوَسُّلِ جائز نہ ہوتا تو نہ یہ دعا سکھائی جاتی نہ اس کی ترغیب دلائی جاتی۔

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

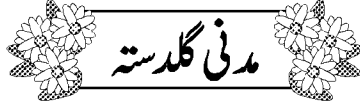
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

معلوم ہوا کہ نیک بندوں کی حیات ظاہری اور وصال کے بعد بھی ان کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے مانگی جانے والی دعاؤں کو بہت جلد قبول فرماتا ہے۔ اگر ہم جیسے گنہگار بھی نیک بندوں اور انکی خالص و مقبول نیکیوں کے وسیلے سے دعا کریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ ہماری حاجات پوری فرمائے گا کیونکہ ان کی نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں، ہم دعا کرتے ہیں کہ ”اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے نبی، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقبول سجدوں کا واسطہ، حضرت حُسَیْنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کی پیاری شہادت کا صدقہ اور حضورِ غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کی اطاعتوں کا واسطہ ہمیں اپنی دائمی رضا، اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی محبت، اولیائے کرام کا

آدبِ احترام، نیک اعمال پر استقامت، تقویٰ و اخلاص اور اچھے خاتمے کی دولت سے مالا مال فرما!

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



”بارہویں شریف“ کی نسبت سے اس حدیث مبارکہ اور اس کی وضاحت سے منہ سے 12 مدنی پھول

- (1) کسی خالص نیکی کو بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ بنا کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے۔
- (2) جو خوشحالی و فراخی میں اللہ عزوجل کو یاد رکھے اللہ عزوجل مصیبت و پریشانی میں اس کی مدد فرماتا ہے۔ مصیبت چاہے کیسی ہی بڑی کیوں نہ ہو اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس پر توکل کرتے ہوئے اسی سے دعا کرنی چاہئے وہی ہر مصیبت کو ٹالنے والا ہے۔
- (3) اخلاص کی بدولت بڑی بڑی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں ان تینوں مسافروں کی نیکیاں اخلاص پر مبنی تھیں اس لئے وہ موت کے منہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔
- (4) والدین کی خدمت کرنا دنیا و آخرت میں باعثِ سعادت ہے، ان کی خدمت کی برکت سے بارگاہِ خداوندی میں بہت بلند مقام نصیب ہوتا ہے۔
- (5) اپنے بیوی بچوں اور دیگر تمام رشتہ داروں پر ماں باپ کو فوقیت (ترجیح) دینی چاہئے۔
- (6) والدین کا جتنا بھی ادب و احترام کیا جائے ان کے احسانات کا بدلہ نہیں اتر سکتا۔
- (7) باوجود قدرتِ محض اللہ عزوجل کے خوف کی وجہ سے بدکاری سے باز رہنا بہت بڑی نیکی ہے، اللہ عزوجل ایسے بندوں پر خصوصی کرم فرماتا ہے۔

(8) گناہ نہ کرنا بھی کمال ہے لیکن گناہ کے سبب اسبابِ مہیا ہونے کے باوجود گناہ سے بچنا بہت بڑا کمال ہے۔

(9) اگر گناہ سے بچنے کا پختہ ذہن ہو تو اللہ عزَّوَجَلَّ گناہ سے بچنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

(10) دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نیکی کی دعوت بہت جلد اثر کرتی ہے اور پتھر دلوں کو بھی موم کر دیتی ہے۔

(11) امانت کی ادائیگی میں حُسنِ سُلُوک کا مظاہرہ کرنا، مصیبتوں کے ٹل جانے کا سبب ہے۔ مزدوروں کی پوری پوری

اجرت ادا کر دینا بہت ضروری ہے اگر کوئی مزدور اپنی اجرت چھوڑ کر چلا جائے پھر کچھ عرصہ بعد مطالبہ کرے تو حُسنِ

سُلُوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اجرت دینا ضروری ہے۔

(12) غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ بھلائی کرنا بہت عظیم نیکی ہے۔

اللہ عزَّوَجَلَّ ہمیں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری، اپنی عصمت کی حفاظت، لوگوں کے حقوق کی ادائیگی،

امانت و تقویٰ اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے، ہر کام اپنی رضا کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم

سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ



حسد کب خوش ہوتا ہے؟

حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں ہر شخص کو راضی کر سکتا

ہوں سوائے اس شخص کے جو میری کسی نعمت سے حسد کرتا ہے کیونکہ وہ اسی وقت راضی ہوگا

جب وہ نعمت مجھ سے چھین جائے گی۔ (الزواج عن اقتراف الكبائر، ۱۱۶/۱)



توبہ و استغفار
کا بیان

توبہ واستغفار کا بیان

باب نمبر: 2

خُدائے حَنَّانِ وَمَنَّانِ عَزَّوَجَلَّ کا ہم گناہ گاروں پر کروڑہا کروڑ احسان کہ اُس نے ہمیں نبی آخر الزمان، شہنشاہ کون و مکان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت میں پیدا فرمایا، کروڑوں درود و سلام ہوں اُس نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کہ جن کے صدقے ہم پر توبہ واستغفار کے دروازے ایسے کھلے کہ جب تک سورج مغرب سے طُوع نہ ہو اُس وقت تک کی گئی ہر سچی توبہ قبول ہے۔ اگر ربّ کریم کا یہ احسانِ عظیم نہ ہوتا تو تباہی و بربادی ہمارا مُقَدَّر ہوتی۔

امام أَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنُ شَرَفِ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَوی نے ”رِیَاضُ الصّٰلِحِیْنَ“ کے اس باب میں توبہ واستغفار سے متعلق 3 تین آیاتِ کریمہ، 12 احادیثِ مبارکہ اور توبہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں توبہ کی تعریف و ضرورت، اہمیت و فضیلت، روایات و حکایات اور دیگر مفید باتیں بیان کریں گے۔

توبہ کی شرائط

مُصَنِّفِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قُبُولِیَّتِ توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر گناہ بندے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو اور اس میں کسی بندے کا حق متعلق نہ ہو تو اُس گناہ سے توبہ کی تین شرائط ہیں: (۱) اُس گناہ کو ترک کرنا (۲) گناہ پر شرمندہ ہونا (۳) اس بات کا پختہ ارادہ کرنا کہ اب یہ گناہ دوبارہ کبھی نہیں کروں گا۔ اگر ان شرائط میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کسی انسان سے مُتَعَلِّق ہو تو پھر توبہ کیلئے ان تین شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کا حق تلف کیا اُس کا حق ادا کرے، اگر حق مال وغیرہ کی قسم سے ہو تو اس کو واپس کرے۔ اگر بندے کا حق تھمت وغیرہ کی قسم سے ہو تو اُس کو اپنے اوپر اختیار دے یا اُس سے معافی مانگے اور اگر غِیْبَت وغیرہ ہو تو پھر بھی اُس سے معافی مانگے، تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے، اگر گناہوں میں سے بعض سے توبہ کی تو اہل حق کے نزدیک اُن گناہوں سے توبہ صحیح ہے لیکن جن سے توبہ نہیں کی وہ اس

کے ذمہ باقی رہیں گے۔ توبہ ہر انسان پر لازم ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماع اُمت سے اس پر بہت دلائل ہیں۔“

توبہ سے مُتَعَلِّق ”3“ فرامینِ باری تعالیٰ

1

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَبِيحًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ
تَفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾ (پ ۱۸، النور: ۳۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اور
مسلمانو! سب کے سب اس اُمید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

حضرت سیدنا اسماعیلؑ علیہ رحمۃ اللہ القوی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: اللہ عزوجل نے تمام مسلمانوں کو توبہ و استغفار کا حکم فرمایا اس لئے کہ انسان فطرۃً کمزور ہے باوجود کوشش کے وہ کسی نہ کسی غلطی میں پڑ ہی جاتا ہے۔ امام قشیری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ”توبہ کا سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جو اپنے لئے توبہ کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ اس آیت مبارکہ میں رب کریم کی صفت ستاری کا بہت زیادہ ظہور ہے کہ اس نے تمام اہل ایمان کو توبہ کا حکم ارشاد فرمایا تاکہ مجرم رُسوانہ ہوں، کیونکہ اگر صرف مجرموں کو خطاب ہوتا تو انکی رُسوائی ہوتی، اس فرمان سے اُمید بندھ جاتی ہے کہ جیسے دنیا میں رُسوانہیں کیا ایسے ہی آخرت میں بھی رُسوانہیں کرے گا۔“ (تفسیر روح البیان، پ ۱۸، النور، تحت الایة: ۳۱، ۶/۱۴۵)

اک گناہ میرا ماں پیو دیکھے عمری منہ نہ لاوے لکھ گناہ میرا مالک دیکھے فروی پردے پاوے
(یعنی اگر والدین اپنی اولاد کا کوئی گناہ دیکھ لیں تو بسا اوقات عمر بھر کے لئے ناراض ہو جاتے ہیں لیکن اللہ عزوجل ایسا کریم ہے کہ لاکھوں گناہوں کے باوجود ہمیں رُسوانہیں کرتا بلکہ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے)

2

وَاسْتَغْفِرُوا لَكُمْ ثُمَّ تُوْبُوا إِلَيْهِ ط
ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے رب سے
معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ (پ ۱۲، ہود: ۹۰)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً
نُصُوحًا ۗ (پ ۲۸، التحريم: ۸)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف
ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

صَدْرُ الْإِقْبَالِ حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي اس آیت کے تحت فرماتے
ہیں: توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو، اُس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو
جائے اور وہ گناہوں سے مُجْتَنِب (یعنی بچتا) رہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور
دوسرے اصحاب نے فرمایا کہ توبہ نُصُوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہو اور وہ پھر
تھکن میں واپس نہیں ہوتا۔ (خزانة العرفان، پ ۲۸، التحريم: ۸، بحوالہ تفسیر بغوی، پ ۲۸، التحريم، تحت الاية: ۸، ۳۳۸/۴)

اِسْتِغْفَارُ كِي اِهْمِيَت

حدیث نمبر: 13

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَاللَّهِ
إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً. (بخاری، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي في اليوم
والليلة، ۱۹۰/۴، حدیث: ۶۳۰۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں ایک دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا
ہوں۔

حدیث نمبر: 14 عَنْ الْأَعْرَبِيِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُرَنِّيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ: تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ، فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ مِئَةَ مَرَّةٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(مسلم، كتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ص ۴۴۹، حدیث: ۲۷۰۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا غریب بن یسار مزی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے

فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک میں روزانہ 100 مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

عمدۃ القاری میں توبہ سے متعلق علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ کے مختلف اقوال:

- (1): بعض مشائخ کرام کے نزدیک ندامت توبہ ہے۔
- (2): بعض کے نزدیک گناہوں کی طرف نہ لوٹنے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پکا ارادہ) توبہ ہے۔
- (3): گناہ سے باز رہنے کا نام توبہ ہے۔
- (4): مذکورہ تینوں باتوں کے مجموعے کا نام توبہ ہے اور یہی سچی توبہ کہلاتی ہے۔
- (5): علامہ جوہری نے فرمایا کہ گناہوں سے رُجوع کرنے کا نام توبہ ہے۔ (عمدۃ القاری، الدعوات، باب التوبة، ۴۱/۱۵)

سچی توبہ کی علامات

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا کہ ”سچی توبہ کی چھ علامات ہیں:

- (۱) گزشتہ گناہوں پر نادم ہونا (۲) گناہوں کی طرف نہ لوٹنے کا عزمِ مُصَمَّم (۳) جن فرائض میں کوتاہی کی ہے ان کی ادائیگی (۴) جن کا حق تلف کیا ہے انہیں ان کا حق دینا (۵) ناجائز و حرام مال سے بدن پر جو چربی چڑھ گئی ہو اسے غم و حُزُن کے ذریعے پگھلانا یہاں تک کہ کھال ہڈی سے چمٹ جائے اور پھر اگر اس پہ گوشت آئے تو ایسا گوشت آئے جو حلال و طیب سے پروان چڑھا ہو (۶) جس طرح بدن کو نفسانی خواہشات کی لذت پہنچائی ہے اسی طرح اسے

اطاعت کا مزہ چکھانا۔“ (شرح بخاری لابن بَطَّال، کتاب الدعاء، باب توبوا الى الله توبة نصوحا، ۸۰/۱)

توبہ واستغفار کی حقیقت

مفسر شہیر حکیم اُمّت مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ حَنَّان فرماتے ہیں: استغفار کے معنی ہیں گزشتہ

گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا، یا زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد، استغفار اور دل سے عہد توبہ کہلاتا ہے۔ استغفار ”غُفِرَ“ سے بنا ہے اس کا مطلب ہے، چھپانا یا چھلکا پوشت وغیرہ چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لئے اسے استغفار کہتے ہیں۔ توبہ کے معنی ہیں رُجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کیلئے استعمال ہو تو اُس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں ارادۂ عذاب سے رُجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں، گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف غیبت سے حضور کی طرف لوٹ جانا، توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور جس قدر ہو سکے گزشتہ گناہوں کا عوض اور بذلہ ادا کرے، نمازیں ذمہ ہوں تو اُن کی ادائیگی کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہو تو ادا کرے، حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِي فرماتے ہیں: ”توبہ کا کمال (درجہ) یہ ہے کہ دل، لذتِ گناہ بلکہ گناہ (ہی کو) بھول جائے۔“ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۲)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ

مذکورہ حدیثوں میں نبیوں کے تاجدار، حبیبِ پروردگار، صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے استغفار کا بیان ہوا کہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ روزانہ 70 مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار فرمایا کرتے حالانکہ توبہ و استغفار تو کسی گناہ پر ہوتا ہے جبکہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تو گناہوں سے معصوم ہیں، بلکہ نہ جانے کتنے گناہ گار آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے بخشے جائیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا

تَأَخَّرَ

(پ ۲۶، الفتح: ۲)

تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

پھر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے استغفار کرنے میں کیا حکمت ہے؟ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَام نے اس کے

مختلف جوابات دیئے ہیں جن میں سے کچھ بیان کئے جاتے ہیں:

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسْتِغْفَار کرنے کی تَوْجِیہات

حافظ ابنِ حَجَر عَسْقَلَانِی قَدِیْسَ سِرُّہُ النُّورِانی فرماتے ہیں: اسْتِغْفَار کرنا؛ قَوَاعِدِ مَعْصِیَتِ کُوْمُتْکَرَم ہے (یعنی توبہ کسی گناہ پر ہی کی جاتی ہے) حالانکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعْصُوم (بلکہ تمام معصوموں کے سردار) ہیں، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسْتِغْفَار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اسکی مختلف حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

(1) عَلَّامَہِ ابنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَہُ اللہِ العَفَّار نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام عبادت کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہیں، اس کے باوجود وہ تَقْصِیر (کمی) کا اعتراف کرتے رہتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہ ہو سکنے پر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اسْتِغْفَار کرتے ہیں۔ (شرح بخاری لابن

بَطَّال، کتاب الدعاء، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۷۷/۱۰)

(2) اِمَام عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ رَحْمَہُ اللہِ الوَالِی نے ”اِحیاء العلوم“ میں فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دائماً (ہمیشہ) درجاتِ عالیہ کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے تو اپنے پہلے حال پر اسْتِغْفَار کرتے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ،

۸۵/۱۲، تحت الحدیث: ۶۳۰۷)

(3) عَلَّامَہِ بَدْرُ الدِّیْنِ عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَہُ اللہِ العَفِی نے فرمایا: آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تَوَاضَعاً اسْتِغْفَار کرتے تھے۔

(4) آپ کا اسْتِغْفَار فرمانا تعلیمِ اُمّت کیلئے ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلۃ، ۱۵/۱۳،

تحت الحدیث: ۶۳۰۷)

اسْتِغْفَارِ عِبَادَتِہِ

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْاُمَمِ مُفْتِیِ اَحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَیْہِ رَحْمَہُ اللہِ العَفَّان فرماتے ہیں: توبہ و اسْتِغْفَار، نماز، روزے کی

طرح عبادت ہے، اسی لئے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بکثرت توبہ و استغفار کیا کرتے تھے۔ ورنہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعْصُوم ہیں گناہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔

زَاهِدَانِ اَزْ غِنَاہِ تَوْبَہُ كُنُنْدُ عَارِفَانِ اَزْ عِبَادَتِ اِسْتِغْفَارِ

(یعنی زاہد گناہ کی وجہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارف لوگ عبادت کر کے استغفار کرتے ہیں) یا پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ عمل تعلیمِ اُمَّت کے لئے تھا۔ (ملخصاً از مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۳)

سردارِ دو جہانِ اُمَّت کے لئے امان ہیں

نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَرَکَت سے مخلوقِ خدا زِیْنِی و آسَمَانِی بلاؤں سے محفوظ رہتی ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی اُمَّت کے لئے امان ہیں۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہُ عَزَّ وَجَلَّ نے میری امت کے لئے مجھ پر دو اَمْن (والی آیتیں) اتاریں ہیں، ایک:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب

کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ ۹، الانفال: ۳۳)

اور دوسری:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں

جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

(پ ۹، الانفال: ۳۳)

جب میں دنیا سے پردہ کر لوں گا تو ان میں قیامت تک کے لئے استغفار چھوڑ دوں گا۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الانفال، ۵/۵۶، حدیث: ۳۰۹۳)

حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تاقیامت اپنی اُمت کے سارے حالات پر مُطَّلَع ہیں، اُن کے گناہوں کو دیکھتے ہیں تو دل کو صدمہ ہوتا ہے، اس صدمے کے جوش میں انہیں دعائیں دیتے ہیں، اس کی تائیدِ ربِّ کریم کے اس فرمانِ عظیم سے ہوتی ہے۔

عَزِيزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَیْكُمْ
ترجمہ کنز الایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۲۸) بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

بدنسیں تم ان کی خاطر رات بھر رو دو گراہو (۱)

بد کریں ہر دم بُرائی تم کہو اُن کا بھلاہو

(ملخصاً از مرآة المناجیح، ۳/۳۵۳)

نبیِّ رحمت، شفیجِ اُمت، مالکِ جنتِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی اُمت سے جتنا پیار ہے اتنا کسی کو کسی سے نہیں ہو سکتا، اُمت کا مشقّت میں پڑنا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بہت گراں گزرتا ہے۔

”کریم نبیٰ کے ۷ حروف کی نسبت سے نبیِّ رحمت کی اپنی اُمت سے محبت پر مشتمل ”۷ ایمان آفرور روایات“

(1) میں صدمے یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

نبیِّ کریم، رءوف و رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ اُلفت نشان ہے: ”میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے ارد گرد روشن کر دیا تو پروانے اور کیڑے مکوڑے آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص اُن کو آگ میں گرنے سے روکنے لگا اور وہ اس پر غالب آ کر آگ میں گرتے رہے۔ پس میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ سے کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں گر رہے ہو۔“

(بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی، ۴/۲۴۲، حدیث: ۶۴۸۳)

(2) اُمت کے لئے تین دعائیں

حضرت سیدنا خباب بن ارت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بہت لمبی نماز پڑھی صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ نے اتنی لمبی نماز پڑھی ہے جتنی آپ عام طور پر نہیں پڑھا کرتے؟ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہاں! یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور اُس سے ڈرتے ہوئے پڑھی تھی میں نے اس نماز میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دو چیزیں مجھے عطا کر دیں اور ایک چیز کے سوال سے مجھے روک دیا۔ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری اُمت کو (عام قحط سے ہلاک نہ کرے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ چیز عطا فرمادی اور میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا میری اُمت پر کسی ایسے دشمن کو مُسَلِّط نہ کرے جو ان کا غیر ہو، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ چیز بھی عطا فرمادی، میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ سوال کیا کہ میری اُمت کے لوگ ایک دوسرے سے جنگ نہ کریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء في سوال النبي ثلاثا في امته، ۷۲/۴، حدیث: ۲۱۸۲)

(3) ہر نبی کے لئے ایک خصوصی مقبول دعا ہوتی ہے

نبی رحمت، شفیع اُمت، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ہر نبی کی ایک (خصوصی) مقبول دعا ہوتی ہے، ہر نبی نے دنیا میں وہ مانگا لی اور میں نے اسے قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھا ہے اور اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ میری اُمت کے ہر اس فرد کو حاصل ہوگی جس نے شرک نہ کیا ہوگا۔“

(مسلم، کتاب الايمان، باب احتباء النبي صلى الله عليه وسلم دعوة الشفاعة لامته، ص ۱۲۹، حدیث: ۱۹۹)

(4) پانچ نمازوں پر پچاس کا ثواب

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ شبِ معراجِ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پانچ نمازوں پر پچاس کا ثواب عطا فرمایا۔

کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، (پھر آپ کی بار بار درخواست پر) ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ پانچ ہو گئیں پھر کہا گیا: اے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بے شک ہمارے ہاں قول نہیں بدلتا تمہارے لئے ان پانچ میں پچاس کا ثواب ہے۔

(ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء کم فرض اللہ علی عبادہ من الصلوات، ۲۵۴/۱، حدیث: ۲۱۳)

(5) نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مثل کوئی نہیں

حضرت سَیِّدُنا اَنَسُ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وصال (یعنی بغیر سحر و افطار) کے روزے نہ رکھو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ فرمایا: تم میں سے کون میری مثل ہے؟ بے شک مجھے تو میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ۶۴۶/۱، حدیث: ۱۹۶۵)

(6) اُمت پر شفقت

امیرُ الْمُؤْمِنِین حضرت سَیِّدُنا مَوْلَانِے کَانَات، عَلِیُّ الْمُرْتَضَى شَیْرُ خُدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالَى وَجْہَهُ الْکَرِیْمُ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ عَلٰی النَّاسِ حَکِیْمٌ الْبَیْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ
اِلَیْہِ سَبِیْلًا (پ ۴، ال عمران: ۹۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

مسلمانوں نے 3 بار پوچھا: یا رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہر سال؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام خاموش رہے پھر فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ (ترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء کم فرض الحج، ۲۲۰/۲، حدیث: ۸۱۴)

(7) گناہ گاروں کے لئے خوشخبری

حضرت سَیِّدُنا جَابِرِ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

میری شفاعت میری اُمت کے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے۔

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب منه: شفاعتی لاهل الکبائر من امتی، ۱۹۸/۴، حدیث: ۲۴۴۳)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مظلوموں کو ظالموں سے ان کا حق دلاتے، جو بھی آپ کے پاس فریاد لے کر آتا اس کی فریاد رسی فرماتے۔

دبدبہ نبوی اور ابو جہل کی بدحواسی

أَبُو جَهْل ایک یتیم بچے کا کفیل تھا اُس نے بچے کا مال ہڑپ کر لیا، بچے نے غریبوں کے والی، یتیموں کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر ابو جہل کے خلاف امداد کی درخواست کی، یہ وہ بارگاہ تھی جہاں سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا، جو آیا اپنی مرادیں پا کر گیا۔ چنانچہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے یتیم کا مال واپس کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے فوراً ہی بلا چوں و پچراں تمام مال واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر اُس کے ساتھیوں نے کہا: تجھ پر اتنی گھبراہٹ طاری کیوں ہو گئی کہ فوراً ہی حکمِ مصطفیٰ پاکر مال واپس کر دیا؟ ابو جہل نے کہا: میں نے اُن کے دائیں بائیں انتہائی خطرناک نیزے دیکھے تھے اگر میں ادا یتگی سے انکار کرتا تو ضرور مارا جاتا اسی لئے حکمِ مصطفیٰ ماننے ہی میں عافیت سمجھی۔

(السيرة الحلیة، ۱/۴۴۵)

کافروں پر تیغ والا^(۱) سے گرمی برقِ غضب^(۲) اُتر آسا^(۳) چھا گئی بیت رسول اللہ کی

غلاموں اور خادموں پر کرمِ مصطفیٰ

نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خادموں اور غلاموں کے ساتھ بھی بڑی نرمی سے پیش

(۱) بلند تلوار (۲) تہر کی بجلی (۳) بادل کی طرح

آتے اور ان پر بھی خصوصی کرم فرماتے۔ دُنویٰ معاملات اور کام کاج کے سلسلے میں آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کسی خادم پر نہ کبھی سختی فرمائی، نہ ہی کبھی مارا۔ گھریلو معاملات اور خُدم کے ساتھ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے برتاؤ سے متعلق اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے بڑھ کر کون واقف ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: ”مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ“، یعنی رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی کسی خادم یا عورت کو نہ مارا۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التجاوز فی الامر، ۳۲۸/۴، حدیث: ۴۷۸۶)

کتنی مرتبہ معاف کیا جائے؟

ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی کسی غلام یا خادم کو نہیں مارا۔ مارنا تو بہت دور کی بات ہے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نہ تو خود کسی خادم کو ڈانتے نہ دوسروں کو اس کی اجازت دیتے۔ منقول ہے ایک آدمی نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: ”يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آخِرِمْ اِمْرَأَةً مِنْ خَادِمَاتِكَ مِنْ رَجُلٍ مَرْتَبَةٍ دَرَجَتٍ رَكْرَكِي؟“ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خاموش رہے اس نے دوبارہ پوچھا: آپ خاموش رہے، جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اُعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً“، یعنی اس سے دن میں 70 مرتبہ درگزر کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النفقات، الفصل الثانی، ۲/۲۶۵، حدیث: ۳۳۶۷)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جانوروں پر کرم مصطفیٰ

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمام مخلوق کے لئے سراپا رحمت بن کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بے زبان جانوروں پر توجہ نہ فرماتے؟ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جانوروں کے ساتھ کی جانے والی ہر زیادتی اور ناروا سلوک سے نہ صرف لوگوں کو منع فرمایا بلکہ خود عملاً ان کے ساتھ

شفقت و نرمی فرمائی، ان کے آرام و خوراک پر حد درجہ توجہ فرما کر اُس دَور میں دنیا میں جانوروں پر رحم و کرم کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی جب انسان انسان پر رحم نہ کرتا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جانوروں کو بلا ضرورت مارنے، زندہ جانور کا گوشت کاٹنے، منہ پر مارنے، داغنے، بے ضرر جانوروں کو مارنے، بے جا استعمال کرنے، جانوروں کو آپس میں لڑانے، طاقت سے زیادہ کام لینے اور انہیں بھوکا پیاسا رکھنے اور انہیں پریشان کرنے سے منع فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں جانور بھی فریاد کرتے اور ان کی فریاد رسی کی جاتی اُن کی مشکلیں حل کی جاتیں۔ نَبِیِّ رَحْمَتِ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانوروں پر شَفَقَتِ کا اندازہ ان واقعات سے لگائیے۔

(1) ہرنی کی فریاد

حضرت سَیِّدُ نَازِیْدِ بِنِ اَبِی قُرْمِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نَبِیِّ رَحْمَتِ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک اعرابی کے خیمے کے پاس سے گزرا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ نَبِیِّ رَحْمَتِ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فریاد رسی کی: یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ خیمے والا اعرابی مجھے جنگل سے پکڑ کر لایا ہے، جبکہ میرے دو بچے جنگل میں ہیں، میرے تھنوں میں دودھ گاڑھا ہو رہا ہے یہ نہ تو مجھے دُخِج کرتا ہے کہ میں اِس تکلیف سے راحت پا جاؤں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ ہرنی کی فریاد سن کر مظلوموں کے فریاد رس مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی؟ عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ضرور واپس آؤں گی، اگر میں نہ آؤں تو اَللہُ عَزَّوَجَلَّ مجھے ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے کا سزا عذاب دے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے چھوڑا تو وہ بڑی تیزی و بے قراری سے جنگل کی طرف چلی گئی ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ خوشی خوشی واپس آگئی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی بھی

پانی کا مشکیزہ اٹھائے بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ ہرنی ہمیں بیچ دو! عرض کی: یا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ بطور ہدیہ پیش خدمت ہے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے آزاد فرما دیا۔ حضرت سیدنا زید بن ارقم رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اس ہرنی کو دیکھا کہ وہ جنگل میں تسبیح اور کلمہ پڑھتی ہوئی جا رہی تھی۔ (دلائل النبوة، ۳۵/۶)

(2) اُونٹ پر شفقتِ نبوی

حضرت سیدنا عَلِيُّ بْنِ مُرَّةٍ ثَقَفِي رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں مجھے نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمراہی کا شرف ملا تو میں نے اس سفر میں تین عظیم الشان چیزیں دیکھیں۔ راستے میں ایک اُونٹ کے ذریعے پانی نکال کر کھیت میں ڈالا جا رہا تھا۔ اُونٹ کی نظر جیسے ہی بے کسوں کے فریاد رس، نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی تو بڑی بے قراری سے چیخا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ یہ دیکھ کر نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُونٹ کے پاس ٹھہر گئے اور اس کے مالک کو بلوا کر فرمایا: یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ بیچ دو! اس نے عرض کی: یا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم یہ آپ کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرتے ہیں، یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس اُونٹ کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس اُونٹ نے ہم سے چارہ کی کمی اور کام کی زیادتی کی شکایت کی ہے۔ لہذا تم اس سے اچھا سلوک کیا کرو۔ (یعنی خوراک پوری دو اور حد سے زیادہ کام نہ لو) یہ فرما کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے چل دیئے۔ ایک مقام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام کی غرض سے لیٹے تو ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سایہ کر لیا پھر کچھ دیر بعد واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ جب میرے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیند سے بیدار ہوئے اور میں نے واقعہ عرض کیا تو فرمایا: اس درخت نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت مانگی تو اسے اجازت مل گئی۔ یہ ہمیں سلام کرنے آیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو ایک عورت اپنا

بچے لے کر حاضر خدمت ہوئی جسے مرگی کا مرض تھا۔ طبیبوں کے طبیب اللہ عزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی ناک کا بانسہ پکڑ کر فرمایا: نکل! میں اللہ عزَّوَجَلَّ کا رسول محمد صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں۔ واپسی پر جب اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا تو عرض گزار ہوئی: اُس ذات پاک کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبیِّ برحق بنا کر بھیجا! آپ کے بعد ہم نے اس میں کوئی تشویش والی بات نہ پائی (یعنی ذرہ بھر بھی بیماری کا اثر نہ پایا)۔

(مسند امام احمد، حدیث یعلیٰ بن مرۃ الثقفی، ۱۷۸/۶، حدیث: ۱۷۵۷۶)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد (1) اسی در پر شتران ناشاد (2) گلہ رنج و عنا (3) کرتے ہیں اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیر سجدے میں گرا کرتے ہیں

ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے کریم و رحیم ہیں کہ کسی کا دکھ درد نہیں دیکھ سکتے۔ انسان تو انسان آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانوروں پر بھی خوب شَفَقَت و کرم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ ہمارے نبی کو اللہ عزَّوَجَلَّ نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانوروں کی بولی سمجھتے، ان کی فریاد سنی فرماتے اور کسی کو کسی ہی جسمانی روحانی بیماری یا پریشانی ہوتی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نظر کرم فرماتے تو اُس کی بیماریاں اور مصیبتیں دور ہو جاتیں۔ گناہوں کا مریض آتا تو نگاہ نبی سے مرضِ عِصْیَا کا قَلْع قَمْع (یعنی خاتمہ) ہو جاتا۔ ہمیں بھی مرضِ عِصْیَا نے جاں بَلْب (مرنے کے قریب) کر دیا ہے ہم طبیبوں کے طبیب، اللہ عزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

ایک میں کیا مرے عِصْیَا کی حقیقت کتنی مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تم جو چاہو تو ابھی مٹیل مرے دل کے ڈھلیں کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

اِسْتِغْفَار کرنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت

علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہُ نے مدنی پنج سورہ میں اِسْتِغْفَار کے 5 فضائل ذکر

(1) ہرنی اپنے نم کی فریاد کر کے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد طلب کرتی ہے (2) پریشان حال اُونٹ (3) بھوک اور غم کا شکار

کئے ہیں ان میں سے 3 یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ محبوبِ ربِّ ذوالجلال، صاحبِ جود و وصال صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: جس نے اِسْتِغْفَار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اَللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دور فرمائے گا اور ہر تنگی سے اسے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۲۵۷/۴، حدیث: ۳۸۱۹)

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی مُكْرَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مَسْرَّت نشان ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا نامہ اعمال اسے خوش کرے تو اسے چاہیے کہ اس میں اِسْتِغْفَار کا اضافہ کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب التوبة، باب الاكثار من الاستغفار، ۳۴۷/۱۰، حدیث: ۱۷۵۷۹)

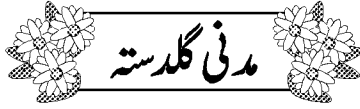
سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ پڑھنے والے کے لئے جنت کی بشارت

حضرت سیدنا شَدَّادِ بْنِ اَوْسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ خاتمُ الْمُرْسَلِينَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوؤُا لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوؤُا بِيْذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور بقدرِ طاقت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں میں اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں مجھے بخش دے کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ (بخاری، کتاب الدعوات،

جس نے اسے دن کے وقت ایمان و یقین کے ساتھ پڑھا پھر اسی دن شام ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت اسے ایمان و یقین کے ساتھ پڑھا پھر صبح ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔



”نبی“ کے 3 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مکتبی پھول

- (1) توبہ کی بڑی فضیلت ہے کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دن میں کئی مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔
- (2) ہمیں بھی روزانہ کم از کم ستر مرتبہ توبہ و استغفار کرنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ستر مرتبہ استغفار فرمایا۔
- (3) استغفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، اللہ عزوجل بھی خوش ہوتا ہے اور یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی ہے۔

توبہ کا موقع ملنا بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے بہت سے لوگوں کو توبہ کا موقع بھی نہیں ملتا اور وہ بغیر توبہ کے اس دار فانی سے چلے جاتے ہیں، موت کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے ہمیں بھی بکثرت توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب فرمائے اور پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلووں میں مدینے میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبیین الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



توبہ کرنے والے پر رضائے الہی کی برسات

حدیث نمبر: 15

عَنْ أَبِي حَمْرَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَلَّهِ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَيَّ بَعِيرُهُ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ (بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة، ۴، ۱۹۱/۱، حدیث: ۶۳۰۹) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَلَّهِ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يُتَوَّبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَيَّ رَاحِلَتِي بِأَرْضِ فَلَاةٍ ، فَأَنْقَلْتُ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَايَسَ مِنْهَا ، فَاتَى شَجْرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا وَقَدْ آيَسَ مِنْ رَاحِلَتِي ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ ، فَآخَذَ بِخَطَامِهَا ، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ "اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ" أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ (مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها، ص ۱۴۶۹، حدیث: ۲۷۴۷)

ترجمہ: خادمِ رسول حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اُس کا اونٹ چٹیل میدان میں گم ہونے کے بعد اچانک مل جائے۔" (مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں) "جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل کو اس سے بھی زیادہ خوش ہوتی ہے کہ جیسے تم میں سے کوئی شخص کسی جنگل میں اپنی سواری پر جائے اور سواری گم ہو جائے، اور سواری پر اُس کا کھانا اور پانی ہو اور وہ (سواری کے ملنے سے) مایوس ہو جائے اور ایک درخت کے سائے میں لیٹ جائے، پھر اچانک وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہوئی ہو، وہ اس کی مہار (یعنی رسی) پکڑ لے، پھر خوشی کی شدت میں یہ کہے: "اے اللہ عزوجل! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔" شدتِ خوشی میں اس سے الفاظ اُلٹ ہو جائیں۔

جو ہوش میں نہ ہو اس پر مواخذہ نہیں

فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ شدید گھبراہٹ، کسی انتہائی تعجب خیز واقعے یا کسی اور وجہ سے انسان ہوش میں نہ رہے یا بھول کر اس کی زبان سے ایسے کلمات نکل جائیں (جو خلاف شرع ہوں) تو ان پر مواخذہ (یعنی پکڑ)

نہیں۔ اسی طرح ان الفاظ کو بطور حکایت یا کسی شرعی فائدے کیلئے بیان کرنے پر بھی کوئی مواخذہ نہیں۔ ہاں مذاق میں یا کسی کی نقل اتارتے ہوئے یا فضول گوئی میں ایسے کلمات کہے تو پھر مواخذہ ہوگا۔

(فتح الباری، کتاب الدعوات، باب التوبہ، ۹۱/۱۲، تحت الحدیث: ۶۳۰۹)

توبہ کرنا کس پر فرض ہے؟

اَكْمَالُ الْمُعْلَمِ شرح مسلم میں ہے: توبہ کرنا ہر اس شخص پر فرض ہے جو اپنی طرف سے ہونے والے گناہ کو جان لے خواہ وہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اور توبہ تمام فرائض کی اصل ہے۔ حضرت سیدنا سُفْیَانِ بْنِ عُیَیْنَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا: توبہ اس امت پر اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو کہ پچھلی امتوں پر نہ تھی اور بنی اسرائیل کی توبہ خود کو قتل کرنا تھی۔ (اکمال المعلم، کتاب التوبہ، باب فی الحظ علی التوبہ والفرح بہا، ۲۴۲/۸، تحت الحدیث: ۲۶۷۵)

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے خوش ہونے سے کیا مراد ہے؟

علامہ بَدْرُ الدِّیْنِ عَیْنِی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور میں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کیلئے خوشی کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے اور اس سے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا مراد ہے یعنی اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بندہ مؤمن کی توبہ سے بہت راضی ہوتا ہے۔ (عمدة القاری، کتاب الدعوات، باب التوبہ، ۴۱۵/۱۵، تحت الحدیث: ۶۳۰۸)

مُقَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُفْتِیِ اَحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیثِ پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایسے مقامات پر خوشی سے مراد رضا ہوتی ہے، کیونکہ اصطلاحی فرحت و خوشی سے رب تعالیٰ پاک ہے، خیال رہے کہ رضا اور ہے اور ارادہ کچھ اور۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہر بندے کے ایمان و شکر سے راضی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر شکر کرو تو

وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ط

اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔

(ب ۲۳، الزمر: ۷)

اور ہر شخص کو اس نے ایمان کا حکم بھی دیا ہے:

اٰمُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

ترجمہ کنز الایمان: ایمان رکھو اللہ

اور اللہ کے رسول پر۔

(پ ۵، النساء: ۱۳۶)

لیکن ہر شخص کے ایمان کا ارادہ نہیں فرمایا ورنہ دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا۔ یہاں اس کی رضا کا ذکر ہے نہ کہ ارادے کا۔ اور جس طرح اس شخص کو نا اُمیدی کے بعد اُمید سے ایسی خوشی ہوئی جو بیان سے باہر ہے کیونکہ اُسے اپنی جان سے بھی نا اُمیدی ہو چکی تھی۔ اپنے گناہ گار بندے کی توبہ پر رب کریم کو جو خوشی ہوتی ہے ہم اُسے بیان نہیں کر سکتے۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشی کو بندے کی خوشی کی مثال دے کر بیان کرنا) یہ تشبیہ مرکب ہے یعنی پورے واقعے کو پورے واقعے سے تشبیہ دی گئی ہے، نہ کہ ہر حال کو ہر حال سے، لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ (مَعَاذَ اللّٰهِ) رَبُّ تَعَالٰی مایوس بھی ہوا ہو اور بعد میں اُسکی آس بندھی ہو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ رَبُّ تَعَالٰی ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے۔ جتنی خوشی ہم کو اپنی جان بچنے سے ہوتی ہے، اُس سے زیادہ خوشی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بندے کا ایمان بچنے سے ہوتی ہے۔ بندے کا یہ کہنا کہ ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں“ تو یہ کلام انتہائی خوشی بیان فرمانے کیلئے ہے نہ کہ تشبیہ کیلئے کیونکہ رب تعالیٰ غلطیوں اور خطا سے پاک ہے، خوشی کی وجہ سے بندے کی ممت کٹ گئی (یعنی عقل منقطع ہوگئی) وہ کہنا تو چاہتا تھا کہ ”یارب! میں تیرا بندہ، تو میرا رب ہے“، لیکن اُلٹا کہہ گیا، اس سے معلوم ہوا کہ خطا منہ سے کفر نکل جانے پر بندہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس پر حکم کفر نہ فرمایا، لیکن یہ اُس وقت ہے جب خطا پر اطلاع نہ ہو، اطلاع ہونے پر فوراً توبہ ضروری ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۳/۳۵۹)

مفہوم حدیث

حدیث مذکور میں رب کریم کی انتہائی رضا بیان کی گئی ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ پر اُس آدمی سے بھی کہیں زیادہ راضی ہوتا ہے جو اونٹ پر سوار جنگل سے گزر رہا ہو، گرمی کی شدت سے پریشان ہو کر ایک درخت کے سائے تلے ٹھہرے تو تھکاوٹ کی وجہ سے اُسے نیند آجائے۔ جب بیدار ہو تو اونٹ کو مع سامان گم پائے۔ تلاشِ بسیار

(بہت زیادہ تلاش کرنے) کے بعد بھی جب اونٹ نہ ملے تو یہ سوچ کر اُسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اب یہیں مرجاؤں گا، کیونکہ دُور دُور تک پانی و آبادی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ پھر اچانک وہ اپنے اونٹ کو سامان سمیت اپنے پاس کھڑا دیکھے۔ تو ایسے شخص کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی کیونکہ جس کی جان بھی بچ جائے اور بھاگی ہوئی یا گمشدہ چیز بھی مل جائے تو واقعی اس کی خوشی بیان سے باہر ہوتی ہے۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** بھی اپنے گناہ گار بندے کی توبہ سے بہت زیادہ راضی ہوتا ہے۔ گناہ گار بندہ درحقیقت گناہوں کی کُحُوسَت کی وجہ سے اپنے ربِّ کریم، مالکِ حقیقی، **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کے دَر سے دُور ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ نادِم ہو کر واپس آئے تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** اس سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور یہ خوشی اس شخص کی خوشی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کی گمشدہ سُواری مع سامان کے اچانک واپس آ جائے۔

(ملخصاً از تفسیر البخاری، ۵۸۹/۹)

ہمارا کریم پُروردگار **عَزَّوَجَلَّ** اپنے بندوں کی توبہ پر بہت خوش ہوتا ہے۔ بندے سے چاہے کتنے ہی گناہ سرزد ہو جائیں توبہ کرنے میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے مگر قبولیت کیلئے سچی توبہ ہونا شرط ہے۔

”بُخْشِشُ“ کے 4 حروف کی نسبت سے بُخْشِشُ کی 4 روایات

(1) بڑے سے بڑے گناہ گار کی توبہ بھی قبول ہے

حضرت سَیِّدُنا أَبُو ہریرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، محسنِ انسانیت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔“ (ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبة، ۴/۴۹۰، حدیث: ۴۲۴۸)

(2) الہی میں تیری رحمت کے قربان

حضرت سَیِّدُنا ابُو ذَرٍّ غِفَارِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، دو جہاں کے تاجور، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ربِّ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! میں نے ظلم کو خود پر حرام کر دیا ہے اور

اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں نے ہدایت دی، تم مجھ سے ہدایت چاہو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں نے کھلایا، تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو مگر جسے میں نے کپڑے پہنائے، تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس عطا فرماؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخش دیتا ہوں تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور تم میرے نفع تک بھی نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انس و جن تم میں سے کسی ایک متقی پر ہیز گار کی طرح ہو جائیں تو بھی میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انس و جن تم میں سب سے زیادہ گناہ گار شخص کی طرح فاجر ہو جائیں تو بھی میرے ملک میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے اور تمہارے انس و جن کسی ایک مکان میں یکجا ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کا سوال پورا فرما دوں تو بھی میرے خزانے میں کچھ کمی نہ آئے گی مگر اتنی کہ جیسے کسی سوئی کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو وہ جتنی کمی کرتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں شمار کرتا ہوں پھر تمہیں ان کا پورا اجر عطا فرماؤں گا لہذا جو بھلائی پائے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔“

حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو اذریس الخولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ حدیث مبارک سناتے تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

(مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحریم الظلم، ص ۱۳۹۳، حدیث: ۲۵۷۷)

(3) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شانِ عُقَّارِی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ مُعَظَّم، رَسُوْلٍ مُّحْتَرَمٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

والہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کر لیتا ہے، پھر کہتا ہے: مولیٰ! میں نے گناہ کر لیا مجھے بخش دے تو ربِّ کریم فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک رب چاہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: یارب! میں نے گناہ کر لیا مجھے بخش دے، تو ربِّ کریم فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ ٹھہرا رہتا ہے جتنا رب چاہے، پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے: یارب! مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے، مجھے بخش دے، تو رب فرماتا ہے: یقیناً میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا جو چاہے کرے۔

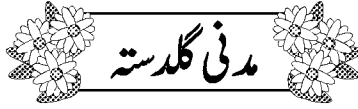
(بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یدلوا کلام اللہ، ۵۷۵/۴، حدیث: ۷۵۰۷)

(4) کون سا گناہ گار بہتر ہے؟

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: ہر آدمی گناہ گار ہے اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو توبہ کر لیتا ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، ۴۹۱/۴، حدیث: ۴۲۵۱)

اس حدیثِ پاک سے استغفار کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے کہ جب بندہ سچی توبہ کر لے لیکن پھر نفس کے بہکاوے میں آکر دوبارہ گناہ کر لے پھر نادیم ہو کر سچی توبہ کرے، پھر گناہ کر بیٹھے، پھر توبہ کر لے، تو اللہ عزوجل اس سے ناراض نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کی رحمت بہت وسیع ہے وہ ہر سچی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ کتنی ہی مرتبہ کی جائے۔ ہمیں چاہئے کہ جب بھی ہم سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً بارگاہِ خداوندی میں توبہ کر کے اپنے کریم رب کو راضی کر لیں۔ اللہ عزوجل ہم پر ہر وقت اپنی رحمت کا سایہ رکھے اور گناہوں سے سچی توبہ اور خوب استغفار کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے! **الْأَمِينُ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ!**



اِسْتِغْفَار کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مَدَنی پھول

- (1) ہمارا کریم رب سچی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرما کر انہیں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ عطا فرماتا ہے۔
 - (2) توبہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کا سبب ہے۔
 - (3) کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا۔ یعنی جب کہ اس امر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے۔ (بہار شریعت، ۲۵۶/۱۰، حصہ ۹)
 - (4) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بندوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔
 - (5) مصیبت زدہ و غمگین دل سے نکلی ہوئی دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔
 - (6) اِسْتِغْفَار کو اپنا وظیفہ بنا لینا چاہیے کہ اس سے دین و دنیا کی بے شمار بھلائیاں ملتی اور آفتیں دور ہوتی ہیں۔
 - (7) توبہ و اِسْتِغْفَار میں جتنی زیادہ شرمندگی اور عاجزی ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ رب کریم کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔
- اے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں کی آفت سے محفوظ رکھ۔ گناہ ہو جانے پر سچی توبہ اور اس پر اِسْتِغْفَامَت کی توفیق عطا فرما۔ ہم پر ہر آن اپنی رحمت کا سایہ رکھے! اَمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ اَلَا مِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ



دستِ رحمت

حدیث نمبر: 16

عَنْ أَبِي مُوسَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا." رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم، کتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب..... الخ، ص ۱۴۷۵، حدیث: ۲۷۵۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل رات بھرا اپنا دستِ رحمت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور دن بھرا اپنا دستِ رحمت پھیلائے رکھتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے، یہ کرم نوازی اس وقت تک ہوتی رہے گی جب تک کے سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔"

اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے

اِحْکَامُ الْمُعْلَمِ شرح مسلم میں ہے: حدیث مذکور میں "ہاتھ پھیلانے" سے مراد توبہ قبول فرمانا ہے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی پسندیدہ چیز دیکھتا ہے تو اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور جب کوئی ناپسندیدہ شے دیکھتا ہے تو اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ اہل عرب اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ عزوجل کے لئے انسانوں جیسا ہاتھ ہونا محال ہے اور ہاتھ بڑھانا کھینچنا یہ بھی جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے۔ کبھی "ید" کا اطلاق نعمت پر بھی کر دیا جاتا ہے یعنی نعمت کو بھی ید کہہ دیتے ہیں۔

(احکام المعلم، کتاب التوبة باب قبول التوبة من الذنوب..... الخ، ۲۶۰/۸، تحت الحدیث: ۲۷۵۹)

عَلَامَهُ مُلَا عَلِيٍّ قَارِيٍّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِيٍّ مَرْقَاةً شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ہاتھ پھیلانے سے مراد توبہ قبول کرنا ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اُس کے جو دوعطا کا وسیع ہونا ہے کہ وہ توبہ کرنے والے کو کبھی

نہیں دھتکارتا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۱۶۲/۵، تحت الحدیث: ۲۳۲۹)

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ قبول ہے

حدیث نمبر: 17

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

(مسلم، کتاب الذکر والدعا..... الخ، باب استجاب الاستغفار والاستكثار منه، ص ۱۴۴۹، حدیث: ۲۷۰۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص مغرب سے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس شخص کی توبہ قبول کرے گا۔“

قیامت کی نشانی

قیامت سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی جن میں سے ایک بہت بڑی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، یہ نشانی ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اب کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی جو کافر ہے وہ کافر ہی رہے گا اور جو مسلمان ہے وہ مسلمان ہی رہے گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا
إِيْمَانُهُمْ تَكُنْ أَمِنَتْ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ کنز الایمان: جس دن تمہارے رب کی
وہ ایک نشانی آئے گی، کسی جان کو ایمان لانا کام نہ

دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی۔

(پ ۸، الانعام: ۱۵۸)

عَلَامَهُ نَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: یہ توبہ قبول ہونے کی حد ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو توبہ قبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہوگی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ غرغرة موت اور وقت نزع سے پہلے توبہ کرے، کیونکہ وقت نزع میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی

ہے۔ (شرح مسلم للنوی، کتاب الذکر والدعا، باب التوبة قوله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس، ۲۵/۹، الجزء السابع عشر)

کس کی توبہ قبول نہیں؟

ایک قول یہ بھی ہے کہ اُن لوگوں کی توبہ قبول نہ ہوگی جو سورج کو پچھم (مغرب) سے نکلتا دیکھیں گے لیکن جو لوگ اس واقعہ کے بعد پیدا ہوں گے ان کی توبہ کفر بھی قبول ہوگی اور توبہ گناہ بھی، کہ انہوں نے علامتِ قیامت دیکھی ہی نہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۱/۶۲/۵، تحت الحدیث: ۲۳۲۹)

مراۃ المناجیح میں صدرُ الافاضل علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِیْ کا قول نقل کیا گیا کہ اس وقت کے بعد انسان کی پیدائش ہی بند ہو جائے گی۔ غرض یہ کہ آیت و حدیث میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو پہلے گناہ کرتے رہے توبہ نہ کی، یہ علامت دیکھ کر توبہ کرنے لگے، ان کی توبہ قبول نہیں، کہ غیب کھل جانے کے بعد توبہ کیسی؟ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ (مراۃ المناجیح، ۳۵۸/۳)

تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ

سورج کے مغرب سے طلوع کرنے میں کیا حکمت ہے؟

عَلَامَهُ فُرُطِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیْ فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمروُد سے فرمایا تھا:

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاَتِ بِهَا
مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ عزوجل سورج کو لاتا ہے
پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آ تو
ہوش اڑ گئے کافر کے۔

(پ، البقرہ: ۲۵۸)

مُلْحَد (کافرو بے دین) اور نُجُوْمِی آخر تک اس کے منکر رہے اور کہتے رہے کہ سورج کا مغرب سے نکلنا ممکن نہیں ہے، پس اللہ عزوجل ایک دن سورج کو مغرب سے نکال کر ان بے دینوں اور قدرتِ الہی کے منکروں کو دکھائے گا کہ اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے اس کی مرضی چاہے وہ سورج کو مشرق سے نکالے یا مغرب سے۔ (سُبْحَانَ اللّٰهِ

اللَّهُ أَكْبَرُ) (التذکرۃ باحوال الموتی، ص ۶۶)

رَبِّ کریم کا کرم بہت وسیع ہے کہ گنہگار کو ہر وقت اپنے کرم کے سائے میں لینے کو تیار ہے، کوئی آنے والا ہو۔ بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو اُسے توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور ہرگز ہرگز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدائے بزرگ و برتر کے رحم و کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے زمین و آسمان کے برابر گناہ بھی اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔ بس توبہ سچی ہونی چاہیے۔ سچی توبہ کے بعد اگر نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر نہ چاہتے ہوئے دوبارہ گناہ سرزد ہو جائے تو پھر بھی فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔ جب تک موت کے فرشتے نظر نہ آئیں یا سورج مغرب سے نہ نکلے اُس وقت تک کی گئی ہر سچی توبہ قبول ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے خاص طور پر جب نوجوان اپنے گناہوں پر نادم ہو کر بارگاہِ خُداوندی میں توبہ کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر بہت کرم فرماتا ہے۔

نوجوان کی توبہ پر جنت سجائی جاتی ہے

منقول ہے کہ: جب کوئی نوجوان اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبریاں دیتے ہیں۔ دیگر فرشتے پوچھتے ہیں: کیا ہوا؟ تو اُن کو کہا جاتا ہے کہ ایک نوجوان نے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنے پڑوز دگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر لی ہے۔ پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: ”اس نوجوان کی توبہ کے استقبال میں جنتوں کو سجادو۔“ (الروض الغائق، ص ۱۵۵)

منقول ہے کہ جب کوئی نوجوان گناہوں کی وجہ سے روتا ہے اور اپنے مالک و محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے بُرائی کی۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں نے پردہ پوشی کی۔ بندہ عرض کرتا ہے: میں نادم ہوں۔ جواب ملتا ہے: میں جانتا ہوں۔ پھر عرض کرتا ہے: میں توبہ کرتا ہوں۔ جواب آتا ہے: میں قبول کرتا ہوں، اے نوجوان! جب تُو توبہ کر کے تُوڑ ڈالے تو ہماری طرف رُجوع کرنے

سے حیا نہ کرنا اور جب دوسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو تیسری مرتبہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمندگی تجھے نہ روکے اور جب تیسری مرتبہ بھی توبہ توڑ دے تو چوتھی مرتبہ میری بارگاہ میں لوٹ آنا، (کیونکہ) میں ایسا آدمی ہوں جو محفل نہیں کرتا، ایسا حلیم ہوں جو جلد بازی نہیں کرتا، میں ہی نافرمانوں کی پردہ پوشی کرتا اور تائبین (توبہ کرنے والوں) کی توبہ قبول کرتا ہوں، میں خطائیں معاف کرتا اور عداوت کرنے والوں پر سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں کیونکہ میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ کون ہے جو ہمارے دروازے پر آیا اور ہم نے اُسے خالی واپس لوٹا دیا؟ کون ہے جس نے ہماری جناب میں التجا کی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کون ہے جس نے ہم سے توبہ کی اور ہم نے قبول نہ کی؟ کون ہے جس نے ہم سے مانگا اور ہم نے عطا نہ کیا؟ کون ہے جس نے گناہوں سے معافی چاہی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کیونکہ میں سب سے بڑھ کر خطاؤں کو بخشنے والا، سب سے بڑھ کر غیبیوں کی پردہ پوشی کرنے والا، سب سے بڑھ کر مصیبت زدوں کی مدد کرنے والا، گریہ وزاری کرنے والے پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ غیبیوں کی خبر رکھنے والا ہوں۔ اے میرے بندے! میرے درپہ کھڑا ہو جا، میں تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ دوں گا، وقتِ شکر میرے کلام سے لطف اندوز ہو میں تجھے اپنے طلب گاروں میں شامل کر دوں گا، میری بارگاہ میں حاضری سے لذت حاصل کر میں تجھے لذیذ (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا، غیروں کو چھوڑ دے، فقر کو لازم پکڑ لے، سُخری کے وقت عاجزی و انکساری کی زبان کے ساتھ مُناجات کر۔

(الروض الفائق، ص ۱۵۵)

کمالِ درجہ کی عطا

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ابنِ آدم! جب تو مجھ سے دعا مانگے اور مجھ سے آس لگائے تو میں تجھے تیرے عُیُوب کے باوجود بخشا رہوں گا اور میں بے پروا ہوں، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا مجھے کوئی پروا نہیں، اے اولادِ آدم! اگر تو زمین کو خطاؤں سے بھر دے پھر مجھ

سے اس حال میں ملے کہ کسی کو میرا شریک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر تیری بخشش کروں گا۔“

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ..... الخ، ۳۱۸/۵، حدیث: ۳۵۵۱)

مفسر شہیر حکیم اُلمّت مفتی احمد یار خان علیہ رَحْمَةُ الْعَالَمِینِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: علمائے کرام رَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ اس قول ”عُیُوبُ كَمَا وَجُودُ بَخْشَاءِ هُوَ كَمَا“ کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ ”تیرے کیسے ہی گناہ ہوں میں بخش دوں گا، میں آنے والے کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے دروازے کو دیکھتا ہوں کہ کس دروازے پر آیا۔“ اور صوفیائے کرام رَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ اس قول کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ تجھے تیرے گناہ کے مطابق بخشوں گا، چھوٹے گناہ کی چھوٹی بخشش، بڑے گناہ کی بڑی بخشش، لاکھوں گناہوں کی لاکھوں بخششیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔

گنہِ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا مگر اے عفو تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

”گناہوں کا آسمان کی بلندی تک پہنچنا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو گناہوں میں ایسا گھر جائے جیسے زمین آسمان سے گھری ہوئی ہے کہ ہر طرف تیرے گناہ ہوں، بیچ میں تو ہو، پھر مجھ سے معافی مانگے، تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں گا، بلکہ آسمان زمین کی چکی سب کو پس دیتی ہے، اُس کے سوا جو رب سے لگ جائے۔

”میں زمین بھر تیری بخشش کروں گا“ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے رَازِق (رزق دینے والا) ہر مَرزُوق (جس کو رزق دیا گیا) کو بقدرِ حاجت روٹی دیتا ہے، ہاتھی کو من (چالیس سیر کا وزن) اور چیونٹی کو کُن (دانہ) دیتا ہے، ایسے ہی وہ عَفَّار بقدرِ گناہ مغفرت عطا فرمائے گا، مگر شرط یہ ہے کہ گنہگار ہو، غدار نہ ہو، اسی لیے شرط لگائی گئی کہ ”میرا شریک نہ ٹھہراتا ہو“، خیال رہے کہ ایسے مقامات پر شرک بمعنی کفر ہوتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْزُبُ عَنْ يَوْمٍ عَصَاةً إِنْ كَانَ اللَّهُ غَافِقًا لِّمَا تُكْفِرُونَ (النساء: ۴۸)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس

کے ساتھ کفر کیا جائے۔

(۴۸، النساء)

اور نبی یا کتاب یا اسلامی احکام میں سے کسی کا انکار و تحقیق رب تعالیٰ کا ہی انکار ہے لہذا حدیث بالکل

واضح ہے اور اس میں کُفَّار کی مغفرت کا وعدہ نہیں، کفر و مغفرت میں تضاد ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۳/۳۶۲)

جو بندہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر بارگاہِ خُداوندی میں سچے دل سے توبہ کرے تو اُس کی توبہ ضرور قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو بلکہ جو جتنا زیادہ گناہ گار ہوگا اتنی ہی رَحْمَتِ خُداوندی اُس کی طرف متوجہ ہوگی۔ جس کو اپنے گناہ پر ندامت ہو جاتی ہے اُسے توبہ کی توفیق ضرور ملتی ہے اور جسے اپنے گناہ پر جتنی زیادہ شرمندگی ہوگی اُس کی توبہ اتنی ہی زیادہ مَحْنَتِ ہوگی۔ اس ضمن میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

(1) خوفِ خدا ہو تو ایسا!

ایک حبشی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں بے حیائی کے کاموں کا مُرْتَكِب ہوا ہوں، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ ارشاد فرمایا: ہاں! قبول ہوگی۔ وہ چلا گیا، پھر واپس آ کر عرض کی: کیا وہ (اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ) مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) اُس نے ایک چیخ ماری اور اُس کی روح قَفَسِ عُنْصُرِي سے پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم، ۴/۱۷)

(2) توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا

ایک شخص نے حضرت سَيِّدُ نَاعِبِ اللَّهِ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کی: ”حضور! مجھ سے ایک گناہ سہرا زد ہو گیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟“ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنا منہ پھیر لیا، کچھ دیر بعد اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں توبہ کے دروازے کے علاوہ باقی تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں اُس (توبہ کے دروازے) پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اُسے بند نہیں کرتا پس تو عمل کر اور مایوس نہ ہو۔“ (احیاء العلوم، ۴/۱۸)

(3) ستار بجانے والی کی توبہ

حضرت سَيِّدُ نَاصِحِ مَرِّی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَكْبِي فرماتے ہیں کہ ستار (ایک قسم کا باجا) بجانے والی ایک لڑکی کسی

قاری قرآن کے پاس سے گزری جو یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہا تھا:

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَهِيَ جِطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۴۹﴾ (پ ۱۰، التوبة: ۴۹) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

آیت مبارکہ سنتے ہی لڑکی نے ستار پھینکا، ایک زوردار چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو ستار توڑ کر عبادت و ریاضت میں ایسی مشغول ہوئی کہ عابدہ وزاہدہ مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں نے اُس سے کہا کہ ”اپنے آپ پر نرمی کر۔“ یہ سن کر روتے ہوئے بولی: ”کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پلن صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کے گھونٹ کیسے پییں گے؟ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو کیسے برداشت کریں گے؟“ اتنا کہہ کر پھر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو بارگاہِ خُداوندی میں یوں عرض گزار ہوئی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمائے گا؟“ پھر اس نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا: ”آہ! کل بروز قیامت کتنے لوگوں کے عیب کھل جائیں گے۔“ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور ایسے درد بھرے انداز میں روئی کہ وہاں موجود سب لوگ اُس کی شدتِ گریہ و زاری سے بے ہوش ہو گئے۔

(الروض الفائق، ص ۴۸)

سانپ خدمت کرنے لگا

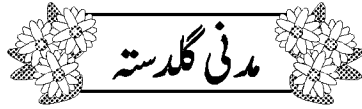
امام طریقت، سید الزُّہاد، قائد اوتار، حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک مروزی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کی توبہ کا واقعہ بہت عجیب و غریب ہے۔ توبہ سے قبل آپ ایک حسین و جمیل باندی کے عشق میں مبتلا تھے۔ ایک رات اپنے ایک دوست کو لے کر اُس کی دیوار کے نیچے کھڑے ہو گئے وہ باندی بھی چھت پر آ گئی۔ صبح تک دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، اذان فجر ہوئی تو آپ نے گمان کیا کہ عشاء کی اذان ہوئی ہے، لیکن جب دن چڑھا تو معلوم ہوا کہ تمام رات اسی حالت میں گزر گئی ہے۔ بس یہی بات آپ کی توبہ کا سبب بنی دل میں مَدَنی انقلاب برپا ہو

گیا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: ”اے ابن مبارک! تجھے شرم آنی چاہئے کہ نفس کی خواہش کے پیچھے ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے گزار دی پھر بھی تو اعزاز و بُرگی کا خواستگار ہے، اگر امام نماز میں کوئی بڑی سورت پڑھے تو تُو گھبرا جاتا ہے اس پر بھی تُو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“ پھر آپ نے صدقِ دل سے توبہ کی اور تحصیلِ علم میں مشغول ہو گئے۔ اور ایسی ذہد و دین داری کی زندگی اختیار کی کہ ایک روز اپنی والدہ کے باغ میں سو رہے تھے آپ کی والدہ نے دیکھا کہ ایک سانپ منہ میں ریحان کی ٹہنی لیے آپ کے چہرے سے مکھی اور مچھر اڑا رہا ہے۔

(کشف المحجوب، ص ۱۰۲)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كِي ان پر رَحْمَتِ هو اور ان کے صَدَقَةِ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ



”بعدان“ کے 5 حروف کی نسبت سے احادیث مبارکہ اور ان کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

- (1) کرمِ الہی ہمہ وقت بندے کی توبہ قبول کرنے کیلئے تیار ہے بس کوئی توبہ کرنے والا ہو۔
- (2) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے کی گئی ہر توبہ قبول ہے اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔
- (3) اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے حدیث شریف میں جو ”يَذُ اللَّهُ“ کا ذکر ہے۔ اُس پر اس طرح ایمان لانا فرض ہے کہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ”يَذُ“ اُس کی شان کے مطابق ثابت ہے۔
- (4) توبہ کرتے وقت گناہ پر جتنی زیادہ شرمندگی ہوگی رحمتِ الہی اتنی ہی زیادہ متوجہ ہوگی۔
- (5) اگر انسان فکرِ مدینہ (اپنا محاسبہ کرنے) کی عادت بنا لے تو اسے بہت جلد توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بہت ہی کریم ہے۔ اس نے اپنے کرم کے دروازے اپنے بندوں پر کھولے ہوئے ہیں، ہم بھی

اپنے گناہوں سے توبہ کر کے جنت میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن موت کے وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس سے پہلے کہ یہ دروازہ بند ہو ہمیں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے قرآن و سنت کا راستہ اپنالینا چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں خوفِ خدا عشقِ رسول اور فکرِ آخرت کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنے اندر مدنی انقلاب محسوس کریں گے۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تادمِ آخر دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روح کب تکلی پتا ہی نہیں چلا

کسی نے حضرت سیدنا امام محمد علیہ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْاَعْدَا کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ”کَيْفَ كُنْتَ فِي حَالِ النَّزْعِ“ یعنی موت کے وقت آپ کی کیا کیفیت تھی؟ آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: ”میں اس وقت مُکَاتَبِ غلام کے متعلق ایک مسئلہ میں غور و فکر کر رہا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔“

(152 رحمت بھری حکایات، ص ۱۳۵، مکتبۃ المدینہ)

مرنے وقت توبہ

حدیث نمبر: 18

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُعْرَ غَرْ." رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ..... الخ، ۳۱۷/۵، حدیث: ۳۵۴۸)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عز و جل بندے کی توبہ قبول کرتا ہے غرغره سے پہلے تک۔"

آخری سانس تک توبہ قبول ہے

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةَ الْمَفَاتِيحِ فِيهِ فَرَمَاتِي هِي: لِعَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِنْدَةِ

کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ روح بالکل حلق میں نہ آجائے، یعنی جب تک موت کا یقین نہ

ہو جائے، موت کا یقین ہو جانے کے بعد کی جانے والی توبہ قابل قبول نہیں جیسا کہ اللہ عز و جل قرآن کریم میں ارشاد

فرماتا ہے:

وَلَيْسَتْ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ

حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي

تُبْتُ إِنَّ وَلَا الَّذِينَ يَمْوَتُونَ وَهُمْ

كَفَّارًا ۗ (پ ۴، النساء: ۱۸)

ان کی جو کافر میں۔

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ موت کے حاضر ہو جانے سے مراد ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ لینا ہے اور

یہ حکم تغلیباً (یعنی اکثریت کی بنیاد پر) ہے کیونکہ بہت سے لوگ انہیں نہیں دیکھ پاتے اور بہت سے لوگ انہیں موت سے

پہلے دیکھ لیتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار، ۱۷۴/۵، تحت الحدیث: ۲۳۴۳)

قبضِ روحوں سے شروع ہوتی ہے

مفسرِ شہیر حکیمِ الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نزع کی حالت میں جب موت کے فرشتے نظر آجائیں تو اسے ”عزّ غرہ“ کہتے ہیں۔ اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اور اب غیب مُشاہدہ میں آ گیا (یعنی دیکھ لیا گیا) اسی لئے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی، مگر گناہوں سے توبہ اُس وقت بھی قبول ہے۔ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے فرمایا کہ مَلِكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَام ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مومن ہو یا کافر، خیال رہے کہ قبضِ روحوں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندے کی اس حالت میں دل و زبان چلتے رہیں، گنہگار توبہ کر لیں، کہا سنا معاف کر لیں۔ کوئی وصیت کرنی ہو تو کر لیں یہ بھی خیال رہے کہ عزّ غرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہو جانا۔ (مراۃ المناجیح، ۳۶۵/۳)

ہمارا پاک پڑو دگار کتنا رحیم و کریم ہے کہ انسان اگر ساری زندگی اُس کی نافرمانی میں گزار دے لیکن آخری وقت اپنے گناہوں سے توبہ کر لے تو اللہ عزّوجلّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مسلمان کی توبہ تو حالتِ نزع میں بھی قبول ہے، لیکن کافر کی توبہ اس حالت میں قبول نہیں ہوتی۔ ہاں حالتِ نزع طاری ہونے سے قبل بڑے سے بڑے کافر کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ توبہ واستغفار سے اللہ عزّوجلّ بہت خوش ہوتا ہے۔

استغفار کے 7 حروف کی نسبت سے استغفار کے فضائل پر مشتمل سات روایات

(1) حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! اُس نے یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھو!

”اللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجَىٰ مِنْ عَمَلِي“ ترجمہ: اے اللہ عزّوجلّ! تیری

شانِ غفاری میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ امید رکھتا ہوں۔“ اس نے یہ کلمات دہرائے تو رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دوبارہ پڑھو، اس نے پھر یہ کلمات دہرائے۔ فرمایا: پھر پڑھو، اس نے پھر وہی کلمات پڑھے تو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ! بے شک اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری مغفرت فرمادی

ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، باب دعاء مغفرة الذنوب الکثیرة، ۲/۲۳۸، حدیث: ۲۰۳۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

(2) نبی رحمت، شفیع امت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! تم سب گناہ گار ہو مگر جسے میں نے بچایا، لہذا مجھ سے مغفرت کا سوال کرو، میں تمہاری مغفرت فرمادوں گا اور تم میں سے جس نے یقین کر لیا کہ میں بخش دینے پر قادر ہوں پھر مجھ سے میری قدرت کے وسیلہ سے استغفار کیا تو میں اس کی مغفرت فرمادوں گا۔“ (ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، ۴/۴۹۴، حدیث: ۴۲۵۷)

(3) حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی ہر پریشانی دور فرمائے گا اور ہر تنگی سے اسے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہوگا۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فی الاستغفار، ۴/۲۵۷، حدیث: ۳۸۱۹)

(4) حضرت سیدنا زبیر بن عوّام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی مُکْرَم، نُوْرٍ مُّجَسَّم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس کا نامہ اعمال اُسے خوش کرے تو اُسے چاہیے کہ نامہ اعمال میں استغفار کا اضافہ کرے۔

(معجم الاوسط، باب الالف، ۱/۲۴۵، حدیث: ۸۳۹)

(5) حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن بُسْر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خوشخبری ہے اُس کے لئے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار کو کثرت سے

پائے۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فی الاستغفار، ۲۵۷/۴، حدیث: ۳۸۱۸)

(6) **أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ** حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ مَدَنِي آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ گناہ کر بیٹھے پھر احسن طریقے سے وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کرے پھر **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** سے استغفار کرے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی
جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی

چاہیں۔

(پ ۴، آل عمران: ۱۳۵)

(ابو داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، ۱۲۲/۲، حدیث: ۱۵۲۱)

(7) حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک سفر کے موقع پر ارشاد فرمایا: استغفار کرو۔ تو ہم استغفار کرنے لگے، پھر فرمایا: اسے ستر 70 مرتبہ پورا کرو۔ جب ہم نے یہ تعداد پوری کر دی تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو آدمی یا عورت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور بیشک جو بندہ دن یارات میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے وہ بڑا بد نصیب ہے۔ (شعب الایمان، باب فی محبة الله، ۴۴۲/۱، حدیث: ۶۵۲)

توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بننے والے اُمور اور اُن کا حل

توبہ کی بہت اہمیت و فضیلت ہے۔ ان تمام تر فضائل کے باوجود بعض بد نصیب گناہ گار نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ بہت سے اُمور ایسے ہیں جو توبہ کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ، اُن میں سے چند اُمور اور اُن کا حل بیان کیا جاتا ہے۔

(1) گناہوں کے انجام سے غفلت

گناہوں کے انجام سے غافل ہونا بھی توبہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہے جبکہ اس کی نفسانی خواہشات کا نتیجہ فوری طور پر اُس کے سامنے آجاتا ہے اور یہ انسان کا فطری تقاضا ہے کہ یہ تاخیر سے وقوع پذیر ہونے والی چیز کے مقابلے میں فوری طور پر حاصل ہونے والی شے کی طرف بہت جلد متوجہ ہوتا ہے۔ مثلاً بدکاری کرنے والا فوری طور پر حاصل ہونے والی لذت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اُس کی آخری سزا کے بارے میں سوچنے سے غفلت برتا ہے۔

اس کا حل:

ایسا شخص غور و فکر کرے کہ اگرچہ یہ عذابات میری نگاہوں سے اوجھل سہی لیکن ہیں تو یقینی، کتنے ہی دنیاوی فوائد ایسے ہیں جنہیں میں مستقبل میں ہونے والے نقصان کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں مثلاً کوئی ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ تمہیں دل کا مرض ہے، لہذا چکنائی والی چیزیں مثلاً پراٹھا، سموسے، پکوڑے وغیرہ کھانا بالکل ترک کر دو، ورنہ تمہاری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا۔ تو میں ٹھنڈی بات پر اعتبار کر کے آئندہ نقصان سے بچنے کے لئے اُن اشیاء کو اُن کی تمام تر لذت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن تمام کائنات کے خالق عزوجل کے وعدہ عذاب کو سچا جانتے ہوئے بھی اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا۔ اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

(2) لذتِ گناہ کا دل و دماغ پر غلبہ

بعض اوقات انسان کے دل و دماغ پر مختلف گناہوں مثلاً زنا، شراب نوشی، بدنگاہی، نامحرم عورتوں سے ہنسی مذاق، فلم بیسی وغیرہ کی لذت کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ وہ اُن گناہوں کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اُن

گناہوں کے بغیر اُسے اپنی زندگی بہت اُداس اور ویران محسوس ہوتی ہے، یوں وہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

اس قسم کی صورتِ حال سے دوچار شخص اس طرح غور و فکر کرے کہ جب میں زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارا کروں گا؟ جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کر سکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا؟ ان گناہوں میں اگرچہ لذت ہے لیکن ان کا انجام طویل غم کا سبب ہے، کسی دانا کا قول ہے کہ ”کبھی لذت کی وجہ سے گناہ نہ کرو کہ لذت جاتی رہے گی لیکن گناہ تمہارے ذمے باقی رہ جائے گا اور کبھی مَشَقَّت کی وجہ سے نیکی کو ترک نہ کرو کہ مَشَقَّت کا آخر ختم ہو جائے گا لیکن نیکی تمہارے نامہ اعمال میں محفوظ رہے گی۔“

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس انداز سے غور و فکر کرنے کی برکت سے مذکورہ رُکاوٹ دُور ہو جائے گی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ جب ایسا شخص نیکیوں کی وجہ سے حاصل ہونے والے سکونِ قلب کو ملاحظہ کرے گا تو گناہوں کی لذت کو بھول جائے گا۔ جیسا کہ ایک شخص جسے سبزی بڑی پسند تھی اور وہ کسی دوسرے کھانے حتیٰ کہ گوشت کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اُس کا دوست اُسے مرغی کھانے کی دعوت دیتا لیکن وہ یہ کہہ کر اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتا کہ اس سبزی میں جو لذت ہے کسی اور کھانے میں کہاں؟ آخر کار ایک دن جب اس کے دوست نے اُسے مرغی کھانے کی دعوت دی تو اس نے سوچا کہ آج مرغی بھی کھا کر دیکھ لیتے ہیں کہ اس کا ذائقہ کیسا ہے اور مرغی کھانے لگا۔ جب اس نے پہلا لقمہ منہ میں رکھا تو اسے اتنی لذت محسوس ہوئی کہ اپنی پسندیدہ سبزی کو بھول گیا اور کہنے لگا: ”ہٹاؤ اس سبزی کو، اب میں مرغی ہی کھایا کروں گا۔“ بلاشبہ جب تک کوئی شخص محض گناہوں کی لذت میں مبتلا اور نیکیوں کے سکون و سُور سے نا آشنا ہوتا ہے، اسے یہ گناہ ہی رونقِ زندگی محسوس ہوتے ہیں لیکن جب اُسے نیکیوں کا نور حاصل ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں کی لذت کو بھول جاتا ہے اور نیکیوں کے ذریعے سکونِ قلب کا مُتلاشی (تلاش کرنے والا) ہو جاتا ہے۔

(3) لمبی اُمیدیں

توبہ میں تاخیر کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ نفس و شیطان اس طرح انسان کا ذہن بناتے ہیں کہ ابھی تو بڑی عمر پڑی ہے بعد میں توبہ کر لینا یا ابھی تو تم جوان ہو بڑھاپے میں توبہ کر لینا یا نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد توبہ کر لینا وغیرہ۔ چنانچہ، ایسا شخص بھی نفس و شیطان کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے توبہ سے محروم رہتا ہے۔

اس کا حل:

ایسے شخص کو اس طرح فکرِ مدینہ کرنی چاہیے کہ جب موت یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہو رہا کل اُس کی عادت پختہ ہو جانے پر میں اُس سے اپنا دامن کس طرح بچاؤں گا؟ اور اس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ پاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زندہ رہوں گا؟ حضرت سیدنا لقمان حکیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ”اے میرے بیٹے توبہ میں تاخیر کرنے سے بچ! کیونکہ موت اچانک آ جاتی ہے۔“

(شعب الایمان، باب فی معالجه کل ذنب بالتوبه، ۴۳۹/۵، حدیث: ۷۱۹۸)

پھر موت تو کسی خاص عمر کی پابند نہیں، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا ادھیڑ عمر یہ بلا امتیاز سب کو زندگی کی رَوْنقوں کے بیچ سے اٹھا کر قبر کے گڑھے میں پہنچا دیتی ہے، یہ وہ ہے کہ جب اس کے آنے کا وقت آجائے تو کوئی خوشی یا غم، کوئی مصروفیت یا کسی قسم کے اَدھورے کام اس کی راہ میں رُکاوٹ نہیں بن سکتے، ایک دن مجھے بھی موت آئے گی اور مجھے زیرِ زمین دفن ہونا پڑے گا، اگر میں بغیر توبہ کئے مر گیا تو مجھے کتنی حسرت و عداوت کا سامنا کرنا پڑے گا، ابھی مہلت مُیسّر ہے، لہذا مجھے فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔ اس انداز سے غور و فکر کرنے کی بَرَکت سے مذکورہ رُکاوٹ دور ہو جائے گی اور اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔

(4) رحمتِ الہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا

ہمارے معاشرے میں اس قسم کے لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ جب انہیں گناہوں سے توبہ کی ترغیب دلائی جائے تو اس قسم کے جملے بول کر لاجواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اُس کی رحمت پر بھروسہ ہے، وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔“ اور توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔

اس کا حل:

ایسوں کی خدمت میں مدنی التجا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رحیم و کریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صفات ہیں اسی طرح قہَّار اور جَبَّار ہونا بھی رَّبِّ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اور یہ بات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی ضرور جائیں گے تو اب آپ ہی بتائیے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضبِ الہی کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن آپ پر رحمتِ الہی کی چھما چھم برسات ہو اور آپ کو داخلِ جنت کیا جائے؟ اس سلسلے میں ہمارے اکابرین کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (یعنی جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہی ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (یعنی جنت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا شخص) میں ہی نہ ہوں۔“

(حلیۃ الأولیاء، ۸۹/۱، حدیث: ۱۴۲)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، علیُّ المُرْتَضَى شَیْرِ خُدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْکَرِیْمُ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ”اے بیٹے! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہل زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہل زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔“

(احیاء العلوم، ۴/۲۰۲)

دیانت داری سے سوچئے کہ رحمتِ الہی پر اس قدر یقین کا اظہار کہیں سامنے والے کو خاموش کروانے کے لئے تو نہیں ہے؟ اگر آپ کا یقین اتنا ہی کامل ہے تو کیا آپ اپنا تمام مال و دولت، گھر یا غریبوں میں تقسیم کرنے کے بعد اس بات کے منتظر ہونے کو تیار ہوں گے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** اپنی رحمت کے صدقے آپ کو زمین میں مدفون خزانے کا پتا بتا دے گا... یا.. ڈاکوؤں کی آمد کی اطلاع ہونے پر آپ اپنے گھر میں موجود تمام روپیہ اور زیورات یہ سوچ کر صحن میں ڈھیر کر دینے کی ہمت کریں گے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** اپنے فضل سے ڈاکوؤں کو اس کی طرف سے غافل کر دے گا یا انہیں اندھا کر دے گا اور اس طرح آپ لٹ جانے سے محفوظ رہیں گے؟ اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہو تو اب آپ کا یقین کامل کہاں رخصت ہو گیا؟ خدا را! نفس و شیطان کے دھوکے سے اپنی جان چھڑائیئے کہ گناہ کر کے توبہ کئے بغیر مغفرت کا اُمیدوار بننے والے کو حدیث نبوی میں احمق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ، سرورِ عالم، نورِ مجسم **صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** نے ارشاد فرمایا: ”سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا ٹھکانہ حاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور **اللہ عَزَّوَجَلَّ** سے انعامِ آخرت کی امید رکھے۔“ (ابن ماجہ،

کتاب الزہد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ۴/۴۹۶، حدیث: ۴۲۶۰)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کے حلم و بردباری سے دھوکا میں نہ پڑ جائے، جنت و دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہیں، پھر آپ نے یہ آیات کریمہ تلاوت فرمائیں:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۱۰۷﴾ وَمَنْ
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۱۰۸﴾ (ب ۳۰، الزلزله: ۸۰، ۷)

ترجمہ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے اسے دیکھے گا۔

(الکامل لابن عدی، میسرہ بن عبد ربہ تستری، ۸/۱۸۰، حدیث: ۱۹۰۸)

(5) توبہ پر استقامت نہ ملنے کا خوف

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کہ بعد توبہ گناہوں سے بچ پائیں گے یا

نہیں؟ اس لئے توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟

اس کا حل

یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ زندہ رہیں گے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقت توبہ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری ہے، گناہوں سے بچنے پر استقامت دینے والی ذات تو **اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** کی ہے۔ اگر ارتکابِ گناہ سے محفوظ رہنا نصیب نہ بھی ہوا تب بھی کم از کم گزشتہ گناہوں سے جان تو چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہو جانا معمولی بات نہیں۔ اگر بعد توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پر خلوص توبہ کر لینی چاہیے۔ ہو سکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دنیا سے جانا نصیب ہو۔ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** نے ارشاد فرمایا: شیطان نے **اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ** کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے میرے رب! مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! جب تک بندوں کے جسموں میں روح باقی ہے، میں انہیں بہکا تار ہوں گا۔“ **اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ** نے جواباً ارشاد فرمایا: ”مجھے اپنی عزت و جلال اور بلند مقام کی قسم! میں ہمیشہ اُس وقت تک ان کی مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت مانگتے رہیں گے۔“ (مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۵۸/۴، حدیث: ۱۱۲۳۷) اس انداز میں غور و فکر کرنے سے مذکورہ رُکاوٹ دور ہوگی اور توبہ کرنے میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

(6) کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جانا

بعض لوگ بد قسمتی سے طویل عرصے تک بڑے بڑے گناہوں مثلاً چوری، قتل، ڈاکے، دہشت گردی وغیرہ میں مُبتَلارہتے ہیں۔ شیطان ان کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہوں کے بعد تجھے معافی نہیں ملے گی یا اب تیری بخشش ہونا مشکل ہے۔ علمِ دین سے محروم یہ افراد مایوسی کا شکار ہو کر گناہوں پر مزید دلیر

ہو جاتے ہیں اور توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

اس کا حل:

ایسوں سے عرض ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَعْفُو

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

الذُّنُوبَ جَبِيحًا ۗ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

رحمتِ خداوندی کس طرح اپنے اُمیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ درج ذیل تین روایات سے

لگائیے:

(1) مکی مدنی سرکار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔“

(مسلم، کتاب التوبہ، باب سعة رحمة اللہ..... الخ، ص ۱۴۷۲، حدیث: ۲۷۵۴)

(2) رحمتِ عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سورتیں ہیں، ننانوے رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و مَحَبَّت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت زمین و آسمان کے طبقات کے برابر ہوگی۔

(مسلم، کتاب التوبہ، باب سعة رحمة اللہ..... الخ، ص ۱۴۷۱-۱۴۷۲، حدیث: ۲۷۵۲-۲۷۵۳)

(3) حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔“ پھر

ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص جلدی جلدی دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا کہ ”میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔“ اور دوسرا کہے گا کہ ”یا الہی عَزَّوَجَلَّ! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے اُمید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔“ **تَبَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** کی رحمت جوش میں آئے گی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب صفة الجہنم، ۲۶۹/۴، حدیث: ۲۶۰۸، بتغیر قلیل)

انسان سے چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہو جائیں لیکن جب وہ نادِم ہو کر توبہ کے لئے بارگاہِ الہی میں حاضر ہو جائے تو اُس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ، حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر تم گناہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تب بھی **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ، ۴/۹۰، حدیث: ۴۲۴۸)

(7) بُرَى صُحْبَتِ

بعض لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا ایسوں کے ساتھ ہوتا ہے جو خود بھی خسارے میں ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی خسارے میں مُبتَلَا کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ خود گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے دوستوں میں سے کسی کو توبہ کی طرف مائل ہونے دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی اُن کی ”محفل“ سے غیر حاضری کر کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کے لئے چلا جائے اور دوسرے دن انہیں نیکی کی دعوت پیش کرے تو اس کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔

اس کا حل:

ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، کئی مدنی سلطان، رحمتِ عالمی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اچھے اور برے مُصَاحِب کی مثال، مُشْک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، مُشْک اٹھانے والے سے یا تو مُشْک خریدے گا یا تجھے اس سے عمدہ خوشبو آئے گی جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تیرے

کیڑے جلانے کا یا تجھے اس سے ناگوار ہو آئے گی۔“

(مسلم، کتاب البر، باب استحباب مجالسة الصالحين ومجانبة قرناء السوء، ص ۱۴۱، حدیث: ۲۶۲۸)

اس لئے ہمت کر کے پہلی فرصت میں بُری صحبت سے اجتناب (بچا) کریں کہ اگر ہم ایسے افراد کی صحبت اختیار کئے رہیں گے جو ارتکابِ گناہ میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ان کا مَطْمَحِ نَظَرِ (مقصدِ اصلی) صرف دنیا ہو تو سچی توبہ کا نصیب ہونا محض ایک خواب ہے۔ لہذا نیک صحبت اختیار کریں کہ جب ہمیں ایسے اسلامی بھائیوں کی صحبت میسر آئے گی جو اپنے ہر فعل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی گرفت کا خیال رکھنے والے ہوں اور عذابِ جہنم کے خوف کی وجہ سے ارتکابِ گناہ سے بچتے ہوں تو ہمارے اندر بھی ان عُمَدَہ اوصاف کا ظہور ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر ہم بھی جَلَوَاتِ وَخَلَوَاتِ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے بن جائیں گے اور یہ خوفِ خدا ہمیں سابقہ زندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کرنے کی طرف مائل کرے گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(8) اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونا

بعض لوگ اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم بہت پہلے توبہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، لہذا اب ہمیں توبہ کی حاجت نہیں۔

اس کا حل:

ایسوں کو چاہیے کہ توبہ کی شرائط پر غور کریں اور اپنا مُحَاسَبَہ کریں کہ کیا واقعی ہم سچی توبہ کر چکے ہیں اور کیا بعد توبہ ہم سے کوئی گناہ سزِ زدنہیں ہوا۔ اُمید ہے کہ اس مُحَاسَبَہ کے بعد اپنے خیالات پر نظر ثانی کرتے ہوئے توبہ کی سعادت حاصل ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(9) کسی فتنے کا شکار ہونا

بعض لوگ توبہ پر آمادہ ہونے اور بظاہر کوئی رُکاوٹ نہ ہونے کے باوجود توبہ سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی

بڑی اور خفیہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی عورت کے فتنے میں مبتلا ہو چکے ہوتے ہیں، لہذا! انہیں اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ توبہ کرنے اور مدنی ماحول اپنانے کے بعد انہیں اپنی من پسند شے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ چنانچہ، وہ توبہ کی خواہش کے باوجود توبہ نہیں کر پاتے۔

اس کا حل:

اس قسم کی آزمائش میں مبتلا لوگوں کو چاہیے کہ وہ وقتی لذت کی بجائے اُس کے نقصانات مثلاً مال، وقت اور صحت کی بربادی، خاندان کی بدنامی، نیکیوں سے محرومی اور اللہ عزَّ وَّجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ناراضی وغیرہ پر نگاہ کریں اور ایسے اعمال اختیار کریں جس سے دنیا میں بھی عافیت نصیب ہو اور آخرت میں بھی کامیابی ملے۔ اس آفت سے چھٹکارے کے لئے اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کہ جو جذبات میں کسی کی بہن یا بیٹی کے بارے میں رکھتا ہوں، اگر کوئی دوسرا میری بہن یا بیٹی کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتا ہو تو کیا مجھے یہ گوارا ہوگا؟ اس ضمن میں درج ذیل حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

ایک نوجوان رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔“ یہ سنتے ہی صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ جَلَالٌ فِيهِمْ آگئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ”اسے نہ مارو۔“ پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا: ”اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟“ اس نے عرض کی: ”میں اس کو کیسے روارکھ سکتا ہوں؟“ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روارکھ سکتے ہیں؟“ پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا: ”تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تو اسے پسند کرے گا؟“ عرض کی: ”نہیں۔“ فرمایا: ”اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟“ اسی طرح آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے

ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا اور وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ”یا اٰلہی عَزَّوَجَلَّ! اس کے دل کو پاک کر دے، اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما اور اس کا گناہ بخش دے۔“ اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زنا سے بے زار رہا۔ (مسند امام احمد، حدیث ابی امامہ الباہی، ۲۸۵/۸، حدیث: ۲۲۲۷۴)

امید ہے کہ اس تفہیم کے بعد مذکورہ افراد توبہ کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

(10) دنیاوی ترقی سے محروم ہونے کا خوف

بعض لوگ اس لئے توبہ کی سعادت حاصل نہیں کر پاتے کہ انہیں مُتَوَقِّع طور پر حاصل ہونے والی دنیاوی ترقی سے محرومی کا خوف لاحق ہوتا ہے۔

اس کا حل:

سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دُنْیَا کی مَحَبَّتِ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔“ (موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، ۲۲/۵، حدیث: ۹)

لہذا ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو تَسْرُجِحِ دینا انہیں سوائے ہلاکت کے کچھ نہ دے گا۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے: ”جو شخص اپنی دنیا سے مَحَبَّتِ کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے مَحَبَّتِ کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرو۔“

(مسند امام احمد، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، ۱۶۵/۷، حدیث: ۱۹۷۱۷)

نیز آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے؟ اس سلسلے میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملاحظہ ہو: ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے

پھر دیکھیے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹی ہے۔“ (مسلم، کتاب الحنة، باب فناء الدنيا وبيان الحشر، ص ۱۵۲۹، حدیث: ۲۸۵۸)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِينُ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(11) اہل خانہ اور دوستوں کی تنقید

بعض حضرات توبہ کر کے اپنا طرز زندگی بدلنا چاہتے ہیں لیکن جو نہی وہ کوئی عملی قدم اٹھاتے ہیں ان کے گھر والے آڑے آجاتے ہیں اور انہیں اس طرح سمجھاتے نظر آتے ہیں کہ ”دیکھو ابھی تو تم جوان ہو، بڑھاپے میں داڑھی رکھ لینا، ابھی تو تمہاری شادی بھی کرنی ہے اگر تم کسی دینی ماحول سے وابستہ ہو گئے تو کوئی تمہیں اپنی لڑکی نہیں دے گا۔“ وغیرہ وغیرہ

اس کا حل:

اس سلسلے میں ذرا سی ہمت کی ضرورت ہے، اگر ارادہ پختہ ہو اور نگاہِ رحمتِ الہی پر ہو تو مشکل مراحل بھی باسانی طے ہو جایا کرتے ہیں۔ لہذا گھر والوں کی تنقید سے ہرگز مت گھبرائیں اور نہ ہی ان کے ڈرانے پر خوف زدہ ہوں بلکہ ان سے اُلجھے بغیر گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس ضمن میں شیخ طریقت امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطا رقادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ ”گھر میں مدنی ماحول بنانے کے مدنی پھولوں“ پر عمل کرنا بے حد مفید ثابت ہوگا۔

”یَاوَاتِ کَرِیْمِ اَمِیْنِ مُسْتَقِی بِنَا“ کے اُنیس حروف کی نسبت سے گھر میں ”مدنی ماحول“ بنانے کے 19 مدنی پھول

- (1) گھر میں آتے جاتے بلند آواز سے سلام کیجئے۔
- (2) والدہ یا والد صاحب کو آتے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیئے۔
- (3) دن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والد صاحب کے اور اسلامی بہنیں ماں کے ہاتھ اور پاؤں چوما کریں۔

(4) والدین کے سامنے آواز دھیمی رکھئے، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملائیے، نیچی نگاہیں رکھ کر ہی بات چیت کیجئے۔

(5) ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خلاف شرع نہ ہو فوراً کر ڈالیں۔

(6) سنجیدگی اپنائیے۔ گھر میں تُوٹکار، اُبے تَبے اور مذاق مسخری کرنے، بات بات پر غصے ہو جانے، کھانے میں عیب

نکالنے، چھوٹے بھائی بہنوں کو جھاڑنے، مارنے، گھر کے بڑوں سے اُلجھنے، بخشش کرتے رہنے کی اگر آپ کی عادتیں

ہوں تو اپنا رُوئیے یکسر تبدیل کر دیجئے، ہر ایک سے مُعافی تلافی کر لیجئے۔

(7) گھر میں اور باہر ہر جگہ آپ سنجیدہ ہو جائیں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ گھر کے اندر بھی ضرور اس کی بَرَکتیں ظاہر

ہوں گی۔

(8) ماں بلکہ بچوں کی امی ہو تو اُسے نیز گھر (اور باہر) کے ایک دن کے بچے کو بھی ”آپ“ کہہ کر ہی مخاطب ہوں۔

(9) اپنے محلّے کی مسجد میں عشا کی جماعت کے وقت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جائیے۔ کاش! تہجد میں آنکھ

کھل جائے ورنہ کم از کم نماز فجر تو باسانی (مسجد کی پہلی صف میں باجماعت) مُیسر آئے اور پھر کام کاج میں بھی سُستی نہ ہو۔

(10) گھر کے افراد میں اگر نمازوں کی سُستی، بے پردگی، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو اور آپ اگر

سرپرست نہیں ہیں، نیز نظرنِ غالب ہے کہ آپ کی نہیں سُنی جائے گی تو بار بار تُو کا ٹوک کے بجائے، سب کو نرمی کے

ساتھ مکتبۃ المدینہ سے جاری شدہ سنتوں بھرے بیانات کی آڈیو/وڈیو کیسٹیں اور سی ڈیز سنائیے دکھائیے، مدنی

چیلن دکھائیے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ”مدنی نتانج“ برآمد ہوں گے۔

(11) گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صَبْر صَبْر اور صَبْر کیجئے۔ اگر آپ زبَان چلائیں گے تو ”مدنی ماحول“

بننے کی کوئی اُمید نہیں بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے جا سختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضدی بنا دیتا ہے۔

(12) مدنی ماحول بنانے کا ایک بہترین ذریعہ یہ بھی ہے کہ گھر میں روزانہ فیضانِ سنت کا دَرَس ضرور ضرور

دیکھئے یا سنئے۔

(13) اپنے گھر والوں کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتے رہئے کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ** یعنی دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔

(مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر والتہلیل والتسیح، باب الدعاء سلاح المؤمن و عماد الدین ۱/۶۲۲، حدیث: ۱۸۵۵)

(14) سُسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذکر ہے وہاں سُسرال اور جہاں والدین کا ذکر ہے وہاں ساس اور سُسر کے ساتھ وہی حُسنِ سلوک بجالائیں جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ ہاں یہ احتیاط ضروری ہے کہ بہوسر کے ہاتھ پاؤں نہ چومے، یونہی داماد ساس کے۔

(15) مسائلُ القرآن صفحہ 290 پر ہے: ہر نماز کے بعد یہ دُعا اُڈل و آخر دُرو شریف کے ساتھ ایک بار پڑھ لیجئے، **اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** بال بچے ستوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں مدنی ماحول قائم ہوگا۔ (دعا یہ ہے:)

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَاَوْلَادِنَا ترجمہ کنز الایمان: اے ہمارے رب ہمیں دے
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۵
ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور

ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

(پ: ۱۹، الفرقان: ۷۴)

نوٹ:- ”اَللّٰهُمَّ“ آیت قرآنی کا حصہ نہیں)

(16) نافرمان بچے یا بڑا جب سویا ہو تو 11 یا 21 دن تک اُس کے سر ہانے کھڑے ہو کر اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ کر یہ آیات مبارکہ صرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھئے کہ اُس کی آنکھ نہ کھلے: (مدّت ۲۱ تا ۳۱ دن)

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝۱۱۱ لِي نُوْحِيَ مَحْفُوْظًا ۝۱۱۲ ترجمہ کنز الایمان: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن

ہے لوح محفوظ میں۔

(پ: ۳۰، البروج: ۲۲، ۲۱)

یاد رہے! بڑا نافرمان ہو تو سوتے سوتے سر ہانے وظیفہ پڑھنے میں اس کے جاگنے کا اندیشہ ہے خصوصاً جب

کہ اس کی نیند گہری نہ ہو، یہ پتا چلنا مشکل ہے کہ صرف آنکھیں بند ہیں یا سوراہا ہے، لہذا جہاں فتنے کا خوف ہو وہاں یہ

عمل نہ کیا جائے خاص کر بیوی اپنے شوہر پر یہ عمل نہ کرے۔

(17) نیز نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کے لیے تاھُصولِ مُراد نمازِ فجر کے بعد آسمان کی طرف رُخ کر کے ”یَا شَهِيدُ“ 21 بار پڑھے (اول و آخر، ایک بار درود شریف)۔

(18) مَدَنی انعامات کے مطابق عمل کی عادت بنائیے اور گھر کے جن افراد کے اندر نرم گوشہ پائیں اُن میں اور آپ اگر باپ ہیں تو اولاد میں نرمی اور حکمتِ عملی کے ساتھ مَدَنی انعامات کا نفاذ کیجئے، اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے گھر میں مَدَنی انقلاب برپا ہو جائیگا۔

(19) پابندی سے ہر ماہ کم از کم تین دن کے مَدَنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتوں بھرا سفر کر کے گھر والوں کیلئے بھی دعا کیجئے۔ مَدَنی قافلے میں سفر کی بَرَکت سے بھی گھروں میں مَدَنی ماحول بننے کی ”مَدَنی بہاریں“ سننے کو ملتی ہیں۔

(12) بے وقوفانہ شرم و جھجک

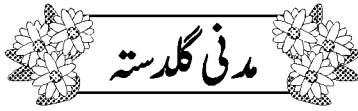
کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی توبہ کی راہ میں مذکورہ رُکاوٹوں میں سے کوئی رُکاوٹ نہیں ہوتی لیکن وہ پھر بھی یہ سوچ کر توبہ سے محروم رہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد جب میرا اندازِ زندگی تبدیل ہوگا مثلاً پہلے میں نمازیں قضا کر دیا کرتا تھا مگر بعد توبہ پانچ وقت مسجد کا رُخ کرتے دکھائی دوں گا، پہلے میں شیو ڈ تھا بعد توبہ میرے چہرے پر سُنّتِ مصطفیٰ یعنی داڑھی شریف سچی ہوئی نظر آئے گی، پہلے میں خلافِ سُنّتِ لباس پہنتا تھا مگر بعد توبہ میرے بدن پر سُنّت کے مطابق لباس دکھائی دے گا، عَلٰی هٰذَا الْقِيَاسِ ،..... تو لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہوگی۔

اس کا حل:

ایسے شرمیلیوں کی خدمت میں مدنی التجا ہے کہ یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ آج ان

لوگوں کی پروا کرتے ہوئے اگر آپ نیکی کے راستے پر چلنے سے کتراتے رہے اور سنتوں سے منہ موڑتے رہے لیکن کل جب قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامہ اعمال پڑھ کر سنانا پڑے گا اور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شرم آئے گی۔ لہذا آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دنیا کی عارضی شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کر لینی چاہیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں جلد از جلد توبہ کی توفیق

عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ



”رحمت“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدن کی پمبول

- (1) اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے، اس کی رحمت بہت بڑی ہے وہ مرتے دم تک اپنے بندوں کو توبہ کا موقع عطا فرماتا ہے۔ انسان کو اپنے کریم پڑ و زدگار عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔
- (2) شیطان ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے بندوں کو توبہ سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔
- (3) عالم نزع میں کافر کی کفر سے توبہ مقبول نہیں، بلکہ کفر سے توبہ عالم نزع سے پہلے ضروری ہے۔
- (4) اگر بار بار اپنا احتساب کیا جائے، توبہ کے فضائل اور گناہوں کے عذابات کو مد نظر رکھا جائے تو توبہ و استغفار کی راہ میں رکاوٹ بننے والے امور کو دور کیا جاسکتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کتنا مہربان اور رحیم ہے کہ بندہ ساری زندگی گناہوں میں گزار دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے بندے کو آخری وقت تک مہلت دیتا ہے کہ اب بھی وقت ہے توبہ کر لے میں تجھے بخش دوں گا۔ پیارے اسلامی بھائیو! موت کا کچھ پتہ نہیں کس وقت کس لمحے آجائے، اچھا خاصا چلتا پھرتا انسان دیکھتے ہی دیکھتے اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دن ہمیں بھی مرنا پڑے گا اپنی کرنی کا پھل جھگلتا پڑے گا، عقل

طالب علم کا مرتبہ و مقام

حدیث نمبر 19

عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْحُقَيْنِ، فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زُرُّ؟ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْحِبَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رَضِيَ بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ: إِنَّهُ قَدْ حَكَ فِي صَدْرِي الْمَسْحَ عَلَى الْحُقَيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتُ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهُوَى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٌّ يَا مُحَمَّدُ! فَاجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ: "هَأُوْمٌ" فَقُلْتُ لَهُ: وَيَحَكَ أَعْضُضٌ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ نَهَيْتَ عَنْ هَذَا! فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَعْضُضُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى ذَكَرَ أَبَا بَابَا مِنَ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةً عَرَضَهُ أَوْ يَسِيرُ الرَّكْبُ فِي عَرَضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا. قَالَ سُفْيَانُ أَحَدُ الرُّوَاةِ: قَبْلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُعْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. رواه

الترمذی وغیره ۵. (ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ..... الخ، ۳۱۶/۵، حدیث: ۳۵۴۶)

حضرت سید نازر بن حُبیش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدِ ناصفوان بن عسسال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس موزوں پر مسح کا حکم پوچھنے کے لئے حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا: اے زُر کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کی: علم کی تلاش میں،

فرمایا، فرشتے طالب علم کے مقصد پر رضامندی کی وجہ سے اُس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے عرض کی، پاخانہ اور پیشاب

کرنے کے بعد موزوں پر مَرح کرنے کے بارے میں میرے دل میں شُبہ پڑ گیا ہے، آپ صحابیِ رسول ہیں، اس لئے میں آپ سے معلوم کرنے آیا ہوں کہ کیا آپ نے حضورِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کے مُتَعَلِّق کچھ سنا ہے؟ فرمایا: ”ہاں! نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ ”جب ہم حالتِ سفر میں ہوں تو جنابت کے علاوہ تین دن رات تک پیشاب، پاخانے یا نیند کی وجہ سے موزے نہ اتاریں۔“ میں نے پوچھا: کیا آپ نے مَحَبَّت کے بارے میں بھی نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ سنا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہم ایک سفر میں حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے، ایک اعرابی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلند آواز سے پکارا، بِاَمْحَمَّد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! تو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اتنی ہی بلند آواز سے جواب دیا کہ ”میں یہاں ہوں“ میں نے اُس اعرابی سے کہا: تجھ پر افسوس ہے! اپنی آواز پست کر، کیونکہ تو نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہے اور تجھے اس (بلند آواز) سے منع کیا جا چکا ہے۔ اُس نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا۔ پھر اس اعرابی نے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک آدمی کسی قوم سے مَحَبَّت کرتا ہے اور ابھی تک وہ اس سے ملا نہیں؟ اعرابی کی یہ بات سن کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“ حضرت زَرِّ بْنِ حُبَيْش رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُ نَاصِفَانِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہم سے حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر فرمایا جس کی چوڑائی 40 یا 70 سال کی مسافت ہے یا فرمایا: اس کی چوڑائی میں گھروسوار چالیس یا ستر سال کی راہ چلتا رہے۔ حضرت سَیِّدُ نَاصِفَانِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ ملکِ شام کی طرف ہے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس دن پیدا کیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ سورج کے مغرب کی طرف طلوع ہونے تک توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔

انبیاء کے وارث

علامہ بَدْرُ الدِّیْنِ عینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَنِيِّ عَمَدَةُ الْقَارِي میں فرماتے ہیں علمائے کرام رَحْمَةُ اللہِ السَّلَامِ

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامِ کے وارث ہیں۔ حضرت سَیِّدُ نَاصِفَانِ ابودرداء رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جو علم حاصل

کرنے کے لئے جلاَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت کے راستے آسان فرمادیتا ہے اور ملائکہ طالبِ علم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور زمین و آسمان میں موجود ہر شے اس کے لئے اِسْتِغْفَار کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں۔ ایک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ نیز علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے وارث ہیں اور انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام وِزَام و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، ۵۵/۲، تحت الباب)

اس حدیثِ پاک میں علم کی فضیلت، موزوں پر مَسْئَل کے مسائل، مسلمانوں کی آپس میں مَحَبَّت اور توبہ کی قبولیت کے مُتَعَلِّقِ بَیَان ہوا، علم حاصل کرنے کی بہت فضیلت ہے علم دین ایک اچھا ہم نشین، باعثِ بَرکَت اور ایک لازوال دولت ہے۔ چنانچہ، ”عِلْم“ کے 3 حروف کی نسبت سے فضیلتِ علم سے مُتَعَلِّقِ 3 روایات ملاحظہ فرمائیے:

(۱) علم و علمائے کرام کی شان

حضرت سَیِّدُ نَامِعَاذِ بْنِ جَبَل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”علم حاصل کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے علم سیکھنا خَشِیَّت، اسے تلاش کرنا عبادت، اس کی تکرار کرنا تسبیح اور اس کی جستجو کرنا جہاد ہے اور لا علم کو علم سکھانا صَدَقَة ہے اور اسے اہلِ پَر خَرَج کرنا قُرْبَت یعنی نیکی ہے کیونکہ علم حلال و حرام کی پہچان کا ذریعہ ہے اور اہلِ جنت کے راستے کا نشان ہے اور وحشت میں باعثِ تَسْکِیْن ہے اور سفر میں ہم نشین ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے اور تنگدستی و خوشحالی میں راہنما ہے، دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ذریعے سے قوموں کو بلند کرے اور نثری عطا فرما کر بھلائی کے معاملہ میں قائد اور امام بنا دیتا ہے پھر اُن کے نشانات اور افعال کی پِیْر و ی کی جاتی ہے اور اُن کی رائے کو حرفِ آخِر سمجھا جاتا ہے اور ملائکہ اُن کی دوستی میں رَغْبَت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پَر وں سے چھوتے ہیں اور اُن کے لئے ہر خشک و تر چیز اور سمندر کی مچھلیاں اور جاندار اور خَشِی کے دَرِنْدے اور چوپائے اِسْتِغْفَار کرتے ہیں کیونکہ

علمِ جہالت کے مقابلہ میں دلوں کی زندگی ہے اور تاریکیوں کے مقابلہ میں آنکھوں کا نور ہے، علم کے ذریعے بندہ اُخیر یعنی اولیا کی منازل کو پالیتا ہے اور دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور علم میں غور و فکر کرنا روزوں کے برابر ہے اور اسے سیکھنا سکھانا نماز کے برابر ہے، اسی کے ذریعہ صلہ رحمی کی جاتی ہے اور اسی سے حلال و حرام کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے اور خوش بختوں کو علم کا الہام کیا جاتا ہے جبکہ بد بختوں کو اس سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر، باب جامع فی فضل العلم، ص ۷۷، حدیث: ۲۴۰)

(۲) علما کی سیاہی اور شہداء کا خون

حضرت سیدنا ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرِّ وَرَصَلَى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”قیامت کے دن عُلَمَاء کی سیاہی اور شہداء کے خون کو تولا جائے گا۔“ (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر، باب جامع فی فضل العلم، ص ۴۸، حدیث: ۱۳۹) ایک روایت میں ہے کہ ”علما کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آجائے گی۔“

(تاریخ بغداد، محمد بن الحسن، ۱۹۰/۲، حدیث: ۶۱۸)

(۳) عابد و عالم

حضرت سیدنا ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرِّ وَرَصَلَى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”قیامت کے دن عالم اور عبادت گزار کو اٹھایا جائے گا تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جبکہ عالم سے کہا جائے گا کہ جب تک لوگوں کی شفاعت نہ کر لو ٹھہرے رہو۔“

(شعب الایمان، باب فی طلب العلم، ۲/۲۶۸، حدیث: ۱۷۱۷)

مذکورہ روایات سے علم کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ **اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ** ہمیں اپنی رضا کی خاطر علم دین حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے! **اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ**

اَلْاٰمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

موزوں پر مسح کے مسائل

حدیث مذکور میں موزوں پر مسح کے مُتَعَلِّقِ بَيَانِ ہوا۔ چنانچہ، اس سے مُتَعَلِّقِ چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں:

مسئلہ (1) جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو، وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے، اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تو اتر کے ہیں، اسی لیے امام کُرُحٰی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوٰکِبِی فرماتے ہیں: ”جو اس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔“ اِمَام شَیْخُ الْاِسْلَام فرماتے ہیں: ”جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔“ (بہار شریعت، ۱/۳۶۳، حصہ ۲)

مسئلہ (2) جس پر غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔

مسح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں:

(1) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح دُرُست ہے، ایری نہ کھلی ہو۔

(2) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(3) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور ذبیبز (موٹی) چیز کا جیسے کرمیج (ایک قسم کا ٹاٹ جو عموماً ترپال بنانے کے کام آتا ہے) وغیرہ۔

(4) وضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص با وضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا۔

(5) نہ حالت جنابت میں پہنا نہ بعد پہننے کے جُحْب ہو اہو۔

(6) مُدَّت کے اندر ہو اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔

(7) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹانہ ہو یعنی چلنے میں تین انگلی بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین انگلی پھٹا ہو اور بدن تین انگلی سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین انگلی سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگلی یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگلی سے کم ہے تو جائز، ورنہ نہیں۔

(بہار شریعت، ۳۶۳/۱-۳۶۵، حصہ ۲)

مسئلہ (3): سوتی یا اونی موزے پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ (بہار شریعت، ۳۶۴/۱، حصہ ۲)

مسح میں ”2“ فرض ہیں

(1) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ (2) (مسح) موزے کی پٹھ پر ہونا۔

مسح کا طریقہ

سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں، سیدھے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور اُلٹے ہاتھ کی انگلیاں اُلٹے پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگلی کے کھینچ لی جائیں اور سست یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔

مسئلہ (4): انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری (گیلا پن) باقی رہ گئی اس سے مسح جائز ہے اور سر کا مسح کیا اور ہنوز (ابھی تک) ہاتھ میں تری موجود ہے تو یہ کافی نہیں بلکہ پھر نئے پانی سے ہاتھ تر کر لے، کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو تو خرچ نہیں۔

(بہار شریعت، ۳۶۶/۱، حصہ ۲)

مسح ٹوٹنے سے متعلق چند مسائل

(1) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اُن سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔

(2) مُدّت پوری ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وضو

کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کر لے۔

(3) مَسْح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارنے میں سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا (نیچے اوپر نعل بغل اور ایڑیوں پر) مَسْح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔

(4) موزے اتار دینے سے مَسْح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یوں اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزے سے باہر ہو جائے تو جاتا رہا، موزہ اتارنے یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے بچوں تک ہے پنڈلی کا اعتبار نہیں ان دونوں صورتوں میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

(5) موزہ ڈھیلا ہے کہ چلنے میں موزے سے ایڑی نکل جاتی ہے تو مَسْح نہ گیا۔ ہاں اگر اتارنے کی نیت سے باہر کی تو ٹوٹ جائے گا۔

(6) موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زیادہ حصہ ڈھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں ڈھل گیا تو مَسْح جاتا رہا۔

(7) پائتا بوں (جڑبوں) پر اس طرح مَسْح کیا کہ مَسْح کی تری موزوں تک پہنچی تو پائتا بوں کے اتارنے سے مَسْح نہ جائے گا۔
(بہارِ شریعت، ۱/۳۶۷، حصہ ۲)

مَدَنی مشورہ: مزید معلومات اور علم میں اضافے کے لئے بہارِ شریعت حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه
عَزَّوَجَلَّ ڈھیروں معلومات کا خزانہ ہاتھ آئے گا۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ

اپنے گناہ گار کو اپنے ہی دامن میں لو

صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ بَارِگاہِ نُبُوَّت میں حاضری کے آداب سے بخوبی واقف تھے اسی لئے جب انہوں نے اُس اعرابی کی بلند آواز سنی تو اُسے اس انداز میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن شہر سے دور رہنے کی وجہ سے اسے بارگاہِ رسالت کے زیادہ آداب معلوم نہ تھے، اس لئے بلند آواز سے کلام کیا۔ مگر قربان جائیں غریبوں کے آقا، مدینے

والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَفَقَت و رَحْمَت پر کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بالکل بھی نہ جھڑکا بلکہ اُس کی دلجوئی کے لئے اس جیسی ہی بلند آواز میں اسے جواب دیا۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شَفَقَت و مَحَبَّت کے تو کیا کہنے! آپ کو اپنی اُمت سے بہت زیادہ پیار ہے، وہ ہمارے گناہوں اور خطاؤں کے باوجود ہمیں دُھتکارتے نہیں بلکہ اپنے رَحْمَت بھرے دامن میں چھپا لیتے ہیں۔

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو کون کرے یہ بھلا تم یہ کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی کوئی کمی سُروراً تم یہ کروڑوں درود

اور

جو غم زدوں کو گلے لگالے رُود کو دامن میں جو چھپالے ہے دوسرا کون اس جہاں میں سوائے خَیْرِ الْاَنَامِ ایسا

بارگاہِ رسالت کے آداب

بارگاہِ رسالت کے آداب بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۱﴾ (پ ۶، الحجرات: ۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں
اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور
ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک
دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل
آکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

صدرِالافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْهَادِي اس آیت مبارکہ کی

تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں کچھ عرض کرو تو

آہستہ پست آواز سے عرض کرو، یہی دربار رسالت کا آداب و احترام ہے، اس آیت میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّمَ كَا جَلالِ وَاكْرَامِ وَاَدْبِ وَاِحْتِرامِ تَعْلِيمِ فَرَمَا یَا گِیا اور حَكْمِ دِیا گِیا كِه نِد اَكْرِنِی (پَكْرِنِی) مِیْنِ اَدْبِ كَا پُورِ الحَاظِر كِه مِیْنِ جِیسِی آ پِسِ مِیْنِ اِیكِ دُوسرِی كُونا مِیْنِ لَی كِر پُكْر تِی هِیْنِ اِس طِرْحِ نِی پُكْر اِیْنِ بِلَكِه كَلِمَاتِ اَدْبِ وَا تَعْظِیْمِ وَا تَوْصِیْفِ وَا تَكْرِیْمِ وَا لِقَابِ عَظْمَتِ كِی سَا تَه عَرَضِ كِر وَا جُوعَرَضِ كِر نَا هُ، كِه تَرَكِ اَدْبِ سِی نِیكُیوُنِ كِی بَر بَا دِ هُونِی كَا اِنْدِیشِی هِی۔

شانِ نزول: حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سِی مَرُوی هِی كِه یَا آیتِ نَابِتِ بِنِ قَیْسِ بِنِ شَمَّاسِ كِی حَقِّ مِیْنِ نَا زَلِ هُوی اُنْهِیْسِ ثَقْلِ سَمَاعَتِ (اُوچا سَنَی كَا عَارِضِ) تَهَا اور آواز اُنْ كِی اُوچُی تَهی، بَا تِ كِرِنِی مِیْنِ آوازِ بِلَنْدِ هُوجَا یَا كِر تِی تَهی، جَبِ یَا آیتِ نَا زَلِ هُوی تُو حَضْرَتِ ثَابِتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اِپِنِی گَهْرِ مِیْنِ بیٹھ رِی هِی اور كِهِنِی لَكِی كِه مِیْنِ اَهْلِ نَارِ سِی هُونِ، حَضُورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نِی حَضْرَتِ سَعْدِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سِی اُنْ كَا حَالِ دِرِ یَا فِتِ فَرَمَا یَا، اُنْهُوُنِ نِی عَرَضِ كِی: وِه مِیْرِی پُڑُوسِی هِیْنِ اور مِیْرِی عِلْمِ مِیْنِ اُنْهِیْسِ كُوی بِیْمَارِی تُو نِی هِیْنِ هُوی، پُھْر آ كِر حَضْرَتِ ثَابِتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سِی اِس كَا ذِكْرِ كِیَا، ثَابِتِ نِی كِهَا: ”یَا آیتِ نَا زَلِ هُوی اُوچُی اور تَمِ جَانَتِی هُوكِه مِیْنِ تَمِ سَبِ سِی زِیَا دِه بِلَنْدِ آوازِ هُونِ تُو مِیْنِ جَهَنْمِی هُو گِیا۔“ حَضْرَتِ سَعْدِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نِی یِه حَالِ خِدْمَتِ اِقْدَاسِ مِیْنِ عَرَضِ كِیَا: تُو حَضُورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نِی فَرَمَا یَا: ”وِه اَهْلِ جَنَّتِ سِی هِی۔“ (مُسْلِم، كِتَابِ الْاِیْمَانِ، بَابِ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ اِنْ یَحْبِطِ عَمَلُهُ، ص ۷۳، حَدِیْثِ: ۱۱۹) (خَزَائِنُ الْعِرْفَانِ، پ ۲۶، الْحَجْرَاتِ: ۲)

حَدِیْثِ مَذْكُورِ مِیْنِ دِیْهَاتِی صَحَابِی نِی حَضُورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ سِی اُوچُی آوازِ مِیْنِ كَلَامِ كِیَا حَالًا نَكِه قُرْآنِ مِیْنِ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نِی حَضُورِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ سِی اُوچُی آوازِ سِی بَا تِ كِرِنِی سِی مَنَعِ فَرَمَا یَا هِی اِس كِی اِیكِ وَجْهِ تُو یِه هِی كِه وِه دِیْهَاتِ كِی رِیْنِی وَا لَی تَهْ اور اَدْبِ بَارِگَا هِ نُبُوتِ سِی نَا آ شَنَاتَهْ اِس لَیْنِ اُنْهُوُنِ نِی اِس طِرْحِ كَلَامِ كِیَا اور اِیكِ تُو جِیْهِ عَلَّامَهْ مُلَا عَلِی قَارِی عَلَیْهِ رُحْمَةُ اللهِ الْبَارِی نِی مَرْقَاةُ الْمَفَاتِیْحِ مِیْنِ یِه بِیَانِ فَرَمَائِی هِی كِه اُوچُی آوازِ سِی مَرَادِ جَانِ بُو جَهْ كِر اِخْتِیَارِی طُورِ پُر اُوچُی آوازِ سِی بَا تِ كِرِنَا هِی جُو كِه بَی اَدْبِی كَا مَوْجِبِ هِی۔ (جَبِ كِه یِهَاں

ایسا معاملہ نہیں تھا)

(مَرْقَاةُ الْمَفَاتِیْحِ، كِتَابِ الْمَنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ، بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ، ۵۸۲/۱۰، تَحْتِ الْحَدِیْثِ: ۶۲۱۱)

امام اہلسنت اپنے رسالہ ”تَجَلَّى الْيَقِينِ بَانَ نَبِيْنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ“ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ”یا محمد“ پکارنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نام لے کر نہ کرنا حرام ہے، اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے (يَا مُحَمَّدُ اِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَى رَبِّي) تاہم اس کی جگہ ”يَا رَسُولَ اللّٰهِ“، ”يَا نَبِيَّ اللّٰهِ“ چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حتی الوُشْحِ تَغْيِيرِ (تبدیلی) نہیں کی جاتی۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱۵۷/۳۰)

جو بد بخت و ملعون شخص نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو (مَعَاذَ اللّٰهِ) گالی دے، بے ادبی کرے یا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تَنْقِیص (یعنی عزت میں کمی) کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ،

گستاخِ رسول کی سزا

حضرت سیدنا عَلَامَہ قَاصِي عِبَاض عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَهَّابِ فرماتے ہیں: ”علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کا اجماع ہے کہ شاتمِ نبی (یعنی نبی کو گالی دینے والا) اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تَنْقِیص (یعنی عزت میں کمی) کرنے والا کافر ہے۔ اس پر عذابِ الہی کی وعید جاری ہے اور امتِ مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے وَمَنْ شَكَّ بِكُفْرِهِ وَعَذَابِهِ كَفَرَ۔ یعنی جو اس کے کفر اور مستحقِ عذابِ الہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔“ (الشفا بتعريف

حقوق المصطفى، ۲/۲۱۵-۲۱۶)

”قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا“ حدیثِ پاک میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے گا بروزِ قیامت انہیں کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ احادیث میں بھی اس بات کا ذکر ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابوزر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ”يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ایک

شخص کسی قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر ان جیسے اعمال نہیں کر سکتا؟“ فرمایا: ”اے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم اُسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہے۔“ میں نے عرض کیا: ”میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔“ ارشاد فرمایا: ”اے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسکے ساتھ ہی رہو گے۔“ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب احباء الرجل، ۴/ ۴۲۹، حدیث: ۵۱۲۶) اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ ہمیں اچھوں سے محبت اور انہیں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اچھوں کی صحبت دنیا میں بھی فائدہ مند اور آخرت میں بھی سرخروئی کا باعث ہے جبکہ برے لوگوں اور بد مذہبوں کی صحبت صاحب ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ چنانچہ،

بری صحبت سے بچو، ایمان کی حفاظت کرو

میرے آقا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پر وانہ شمع رسالت مجددین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ”ان (بد مذہبوں) کے پاس نشست و برخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگر چہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَ اِمَّا يُبَسِّئُكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ
الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ (پ: الانعام: ۶۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو
پھر یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

وقال تعالى (اور اللہ عزوجل نے فرمایا)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاَلُوْكَانُوْا
اِبۡآءَهُمْ اَوْ اَبۡنَاءَهُمْ اَوْ اِخۡوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین
رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے
جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ

ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

(المجادلة: ۲۲)

اور اگر ان کو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق

ضرور ہے اور اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قریب بجز ام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور
مَعَاذَ اللّٰهِ بِالْآخِرِ اس پر اندیشہ کفر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی شرح الصدور میں فرماتے ہیں: ایک
شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے مرتے وقت لوگوں نے اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی، اس نے کہا: نہیں کہا
جاتا۔ پوچھا: کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) کو
برا کہتے تھے اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، نہ پڑھنے دیں گے۔“

جب صدیق اکبر و فاروق اعظم (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) کو برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے تو
یہ لوگ تو اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا اور رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کو برا کہتے ہیں ان کی تنقیصِ شان کرتے ہیں انھیں
طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں اُن کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ
وَالْعَافِيَةَ (ہم اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں۔) (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/ ۲۷۸)

توبہ کا دروازہ

حدیث پاک میں ”توبہ کے دروازے“ کا بیان ہوا جو اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک کہ سورج مغرب
سے طلوع نہ ہو جائے یہ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کا بہت بڑا کرم و احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو توبہ جیسی عظیم نعمت عطا
فرمائی۔ وہ اپنے بندوں کو مہلت دیتا ہے اس کے ہاں کرم ہی کرم ہے۔ غور کیجئے جو خدا نے بزرگ و برتر عَزَّ وَجَلَّ دن
رات ہم پر اپنے انعامات کی بارش برساتا ہے اور جس نے ہمارے لئے توبہ کا دروازہ قیامت تک کھول رکھا ہے اس کی
نافرمانی کسی طرح بھی دُرست نہیں۔ اگر انسان شیطان کے بہکاوے میں کوئی گناہ کر بیٹھے تو اسے فوراً توبہ کر لینی چاہیے
اگرچہ کتنی ہی بار گناہ ہو ہر بار اگر سچی توبہ کر لی جائے تو ہمارا کریم پروردگار عَزَّ وَجَلَّ ہماری توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔

”توبہ“ سے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْنِ کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے:

(۱) بار بار گناہ بار بار توبہ

ترجمہ کنز الایمان: توبہ شک وہ توبہ

فَاتَّهُ كَانَ لِذَلِكَ وَابِينًا غَفُورًا ﴿۲۵﴾

کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

(پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۵)

حضرت سَیِّدُ نَاسِعِیدِ بْنِ مُسَیِّبِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں: یہ فرمانِ باری تعالیٰ اس شخص کے

بارے میں ہے جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ (الزهد لابن المبارك، باب فضل ذکر اللہ، ص ۳۸۶، حدیث: ۱۰۹۳-۱۰۹۴)

(۲) توبہ کرنے والے گناہ گاروں کے لئے خوشخبری

حضرت سَیِّدُ نَافِصِیلِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا، گناہ گاروں کو (اس بات کی)

خوشخبری دیجئے کہ اگر وہ توبہ کریں گے تو ان سے قبول کی جائے گی اور صدیقین کو اس بات سے ڈرائیے کہ اگر میں نے

(احیاء العلوم، ۱۸/۴)

عذل سے کام لیا تو ان کو عذاب دوں گا۔“

(۳) گناہوں پر ندامت کی بزرگت

حضرت سَیِّدُ نَاعِبِدُ اللهِ بْنِ مَرَضِیِّ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِمَا فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنے گناہ کو یاد کرے اور اپنے دل

(احیاء العلوم، ۱۸/۴)

کو اس گناہ سے پاک کر لے تو نامہ اعمال سے بھی وہ گناہ مٹ جاتا ہے۔“

(۴) شیطان افسوس کرے گا

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ”بندہ گناہ کر کے اُس پر مسلسل نادم رہتا ہے حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے،

(احیاء العلوم، ۱۸/۴)

شیطان کہتا ہے افسوس! کاش میں اسے گناہ میں مبتلا نہ کرتا۔“

(۵) میں اسی سے ڈرتا تھا

حضرت سَیِّدُ نَاعِرُوهِ بْنِ عَامِرِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن آدمی کے گناہ اس کے سامنے پیش

کئے جائیں گے ایک گناہ سامنے آئے گا تو وہ کہے گا ”میں اسی سے ڈرتا تھا“ پس اسی بات پر اسے بخش دیا جائے گا۔“

(الزهد لابن المبارك، باب فضل ذکر اللہ، ص ۴۷۹، حدیث: ۱۳۶۲)

(6) پلک جھپکنے سے پہلے توبہ قبول

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”میں تم سے جو بات بھی بیان کروں گا وہ کسی

بھیجے ہوئے نبی یا اتاری گئی کتاب سے بیان کروں گا، بے شک! بندہ جب گناہ کا مُرْتَكِب ہوتا ہے پھر پلک جھپکنے کے

برابر بھی نادم ہو تو پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ گناہ زائل ہو جاتا ہے۔“

(احیاء العلوم، ۱۸/۴)

(7) توبہ کرنے والوں کے دل نرم ہوتے ہیں

امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا

کرو کیونکہ اُن کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔“

(الزهد لابن مبارك، باب ما جاء في الحزن والبكاء، ص ۴۲، حدیث: ۱۳۳۲)

(8) صبح شام توبہ

حضرت سیدنا ناطق بن حبيب عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْمُجِيبُ فرماتے ہیں: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کے حقوق اتنے ہیں کہ

بندہ انہیں ادا نہیں کر سکتا لیکن صبح شام توبہ کیا کرو۔“

(الزهد لابن مبارك، باب الهرب من الخطايا والذنوب، ص ۱۰۱، حدیث: ۳۰۲)

(9) توبہ سے محرومی

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: مجھے مغفرت سے محرومی کا اتنا خوف نہیں جتنا توبہ کی محرومی سے

ڈرتا ہوں۔ (کیونکہ مغفرت تو توبہ کے لوازمات اور اس کے پیچھے آنے والی شے ہے)

(قوت القلوب، ۳۰/۱ - احیاء العلوم، ۱۸/۴)

(10) بیس سال بعد توبہ

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے بیس سال تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ

نافرمانیوں میں مبتلا رہا۔ ایک دن آئینے میں داڑھی کے سفید بال دیکھ کر اپنی نافرمانیوں پر نادم ہوا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوا: ”يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ میں نے 20 سال تک تیری عبادت کی پھر 20 سال تیری نافرمانی کی اگر میں تیری طرف رجوع کروں تو تُو میری توبہ قبول کر لے گا؟“ تو اس نے یہ غیبی آواز سنی: ”تُو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے مَحَبَّت کی، تو نے ہمیں چھوڑا تو ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا، تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے تجھے مہلت دی اب اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو ہم تجھے قبول کریں گے۔“

(العقد الفرید لابن عبد ربہ الأندلسی، کتاب الزمرۃ فی المواعظ والزهد، ۱۳۰/۳۔ احیاء العلوم، ۱/۹)

تپن مدینہ کے 7 حروف کی نسبت سے صالحین سے مَحَبَّت کی فضیلت پر مشتمل 7 روایات

(1) حضرت سَیِّدِ نَا اَسِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! قِيَامَتِ كَبِ آءِى كِى؟ فَرَمَايَا: تُو نَءِ كِى لَءِ كِيَا تِيَارِي كِي هِى؟ عَرَضِ كِي: مِيرِءِ پَاسِ (نظلی) نَمَاز وَرُوزَه وَصَدَقَاتِ كِي كَثْرَتِ تُو نَهِيں مَكْرَمِيں اَللهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس كِى رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُو سَبِّ سَءِ زِيَادَه مَحْبُوْب رَهْتَا هُوں۔ اَپْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَءِ فَرَمَايَا: تُو اس كِى سَا تَه هِى، جَسِ كُو تُو مَحْبُوْب رَهْتَا هِى۔ (بخارى، كتاب الادب، باب علامه حب الله، ۱/۴۷، حديث: ۶۱۷۱)

(2) حضرت سَیِّدِ نَاصِفُو ان بِنِ قُدَامَه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءِ وَفِ رَجِيْمِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَءِ فَرَمَايَا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ لِي عِنْدَه جَسِ سَءِ مَحْبُوْب رَهْتَا هِى اَسِ كِى سَا تَه هُو تَا هِى۔ (ترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء ان المرء مع من احب، ۱/۷۲، حديث: ۲۳۹۳)

(3) اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سَیِّدِ نَا مَوْلَا لَءِ كَانَاتِ، عَلِيُّ الْمُرْتَضَى شِيْرُ حُدَا كَرَمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ سَءِ مَرُوِي هِى كِى نَبِيِّ كَرِيْمِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَءِ فَرَمَايَا: جُوْحَسْنُ وَحُسَيْنُ اور ان كِى وَاَلِدُو الْوَالِدَه رِضْوَانُ اللهِ تَعَالَى

عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ سے مَحَبَّت کرے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی رضی اللہ عنہ، ۴۱۰/۵، حدیث: ۳۷۵۴)

(4) ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ میرے نزدیک اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں اور میں آپ کو دل میں یاد رکھتا ہوں، جب تک میں اپنی آنکھوں سے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت نہیں کر لیتا مجھے صبر و قرائت نہیں آتا اور جب میں اپنی موت اور آپ کی جدائی کو یاد کرتا ہوں، تو میں سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں نبیوں کے ساتھ بلند و بالا مقام پر ہوں گے اگر میں جنت میں داخل ہوا تو آپ کی زیارت نہ کر سکوں گا۔ (پھر سکون کیسے ملے گا؟) اس موقع پر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَ
الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ
رَافِقًا ﴿۱۹﴾ (پ ۵، النساء: ۶۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم
مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی
انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اس پیارے صحابی کو بلا یا اور اسے یہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی۔

(شعب الایمان، باب فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۳۱/۲، حدیث: ۱۳۸۰)

(5) دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور نظر بچا کر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو دیکھنے لگا اور کسی طرف متوجہ نہ ہوا، تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا حال ہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر قربان! آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طرف نظر کرنے سے مجھے ولی سکون ملتا ہے۔ بروز قیامت جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا (تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا میں تو آپ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا؟) اس پر مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

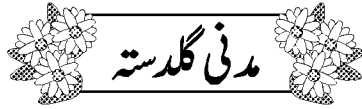
(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲۰/۲)

(6) حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم اس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح و شام اس حال میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کدورت سے پاک و صاف ہو تو ایسا کرو۔ اس کے بعد فرمایا: اے فرزند! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ رکھا اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، ۴/۳۰۹، حدیث: ۲۶۸۷)

(7) حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ایک آدمی کسی قوم سے مَحَبَّت کرتا ہے لیکن ان جیسے کام نہیں کر سکتا۔ فرمایا: ”اے ابو ذر! تم اُس کے ساتھ ہو جس سے مَحَبَّت کرتے ہو۔“ حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی کہ: میں تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے مَحَبَّت کرتا ہوں۔ فرمایا: ”تم اس کے ساتھ ہو جس سے مَحَبَّت کرتے ہو۔“

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب اخبار الرجل الرجل بمحبته إياه، ۴/۴۲۹، حدیث: ۵۱۲۶)



”علم دین“ کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) علم دین کے حصول کے لئے دُور دُور آراز کا سفر کرنا صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کی سُنَّتِ مبارکہ ہے۔
- (2) نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو بلند آواز سے عام لوگوں کی طرح پکارنا اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔
- (3) غیر شرعی کام کو دیکھ کر اس کو اپنی حیثیت کے مطابق ختم کرنا ضروری ہے۔
- (4) موزوں پر مَسْح کی مدت سفر میں تین دن تین راتیں اور حضر (اقامت) میں ایک دن اور ایک رات ہے۔
- (5) لوگوں کے ساتھ اُن کی عقل کے مطابق کلام کرنا سُنَّتِ رسول ہے۔

(6) جو جس قوم سے مَحَبَّت کرے گا بروز قیامت اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بُرے کاموں اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بچنے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور جب ہم سے بتقاضائے بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اپنے پیارے نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خوب خوب تَعْظِيم و تَوْفِير کرنے کی توفیق مَرْحَمَت فرمائے، انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَام اور ہر نیک بندے کی بے ادبی سے ہم سب کو محفوظ رکھے!

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

400 رکعت نفل

منقول ہے کہ حضرت سَيِّدُ نَافِحِ مَوْصَلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي دروس میں بتلا ہوئے تو خوش ہو کر ارشاد فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس مرض میں مبتلا کیا جس میں انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو مبتلا کیا، اب اس کا شکر انہ یہ ہے کہ میں 400 رکعت نفل پڑھوں۔“

(152 رحمت بھری حکایات، ص ۱۷۱)

سو قتل کرنے والے کی توبہ

حدیث نمبر: 20

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَالَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَاتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَالَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضٍ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ بِهَا أَنْاسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَاعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضٌ سُوءٌ، فَاَنْطَلِقْ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ آتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ. فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا، مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَاتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ، أَى حَكَمًا، فَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فِالِي أَيْتَهُمَا كَانَ أَذْنَى فَهُوَ لَهُ. فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَذْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ، فَحَبَسَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ بِشِيرٍ فَجَعَلَ مِنْ أَهْلِهَا. وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي، وَإِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدُوهُ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِيرٍ فَغَفِرَ لَهُ: وَفِي رِوَايَةٍ: فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا. (مُلْتَقَطٌ بِخَارِي، كِتَابُ

احاديث الانبياء، باب حديث الغار، ۴۶۶/۲، حديث: ۳۴۷۰/مسلم، كتاب التوبة، باب يقول توبة القاتل..... الخ، ص ۱۴۷۹، حديث: ۲۷۶۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے زمانہ میں ایک شخص نے ننانوے (99) قتل کئے پھر اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے

بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب (عابد) کے متعلق بتایا گیا۔ یہ اس کے پاس پہنچا اور کہا: میں نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا میری توبہ

قبول ہوگی؟ اس نے کہا: ”نہیں۔“ قاتل نے اسے بھی قتل کر کے سو (100) کی تعداد پوری کر دی۔ پھر روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا، تو اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا، یہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں نے سو (100) قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! تمہارے اور توبہ کے درمیان کون رُکاوٹ بن سکتا ہے! جاؤ، فلاں، فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر رہے ہیں، تم اُن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف نہ جانا کیونکہ وہ بُری جگہ ہے۔ چنانچہ، وہ قاتل، عالم کے بتائے ہوئے علاقے کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اسے موت نے آیا، اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ شخص توبہ کرتا ہوا، دل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا، انہوں نے اس کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا بنالیا، تو اس نے کہا: ”دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، یہ شخص (یعنی قاتل) جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا، جب فرشتوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ، رحمت کے فرشتوں نے اُسے لے لیا۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ شخص ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب تھا۔ تو اُسے انہیں میں کر دیا گیا۔ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس زمین کی طرف وحی فرمائی کہ دور ہو جا! اور اس زمین سے فرمایا کہ قریب ہو جا! پھر اس فرشتے نے کہا: دونوں زمینوں کی پیمائش کرو! (جب پیمائش کی گئی) تو وہ نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب پایا گیا تو اُسے بخش دیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اُس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف کر دیا تھا۔

قاتل کی توبہ بھی قبول ہے

علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَظِیْمَةِ عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ”حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا مشروع ہے حتیٰ کہ کسی کو قتل کر دیا تو اس سے بھی توبہ کرنا ضروری ہے، قاضی نے فرمایا کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح توبہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اسی طرح قتل کو بھی مٹا دیتی ہے اور جو بعض روایات توبہ نہ قبول ہونے کے بارے میں مروی ہیں وہ اس لئے ہیں تاکہ لوگ قتل ناحق پر جرأت نہ کریں۔ اللہ

عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ مغفرت نشان ہے:

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

نہیں بخشا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر کے

ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ^ج (پ، ۵، النساء: ۴۸)

نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

پس شرک کے علاوہ بقیہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اور

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعِدًا فَجْرًا آوًا كَجَهَنَّمَ

جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے

(پ، ۵، النساء: ۹۳)

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کی سزا تو یہی ہے کہ اسے جہنم میں ڈالا جائے لیکن کبھی اسے معاف کر دیا جاتا ہے اور جو

مسلمان کے قتلِ ناحق کو حلال جانے اور اس کے پاس کوئی تاویل بھی نہ ہو تو پھر وہ کافر ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اس حدیثِ پاک سے پتہ چلا کہ عالمِ عابد سے افضل ہے کیونکہ پہلے شخص (راہب) نے اسے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس راہب پر عبادتِ غالب تھی اس لئے اس نے اتنے سارے لوگوں کے قتل پر جرأت کرنے کو ناقابلِ معافی گناہ گمان کیا، جب کہ دوسرے شخص (عالم) پر علم کا غلبہ تھا اس نے صحیح مسئلہ بتایا اور اسے نجات کا راستہ

دکھایا۔ (عمدة القاری، کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار، ۱/۲۲۵، تحت الحدیث: ۳۴۷۰)

رَبِّ رَاضِي تَوْسَبِ رَاضِي

عَلَّامَهُ مَلَا عَلَى قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةَ شَرْحِ مَشْكُورَةَ فِيں فرماتے ہیں: اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے

اس زمین کو حکم دیا جس کی طرف قاتل نے جانے کا ارادہ کیا تھا کہ اس کے قریب ہو جا اور جس زمین سے اس نے

ہجرت کی تھی اسے حکم دیا کہ اس سے دور ہو جا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اب زمین کی پیمائش کرو اور یہ

میت جن لوگوں کی زمین کے قریب ہو اسے انہیں میں شمار کیا جائے گا، پس جب پیمائش کی گئی تو میت نیک لوگوں کی

بستی سے ایک بالشت قریب تھی پس اس کی مغفرت کر دی گئی، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل ہے۔ اس حدیثِ پاک میں اس

بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے کے لئے اللہ عزّوجلّ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ علامہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”جب اللہ عزّوجلّ کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو اس سے سب کو راضی کر دیتا ہے، اس حدیث میں توبہ کی ترغیب اور ناامیدی سے ممانعت ہے۔“

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات باب الاستغفار، ۱۶۰/۵، تحت الحدیث ۲۳۲۷)

صالحین کی صحبت سے توبہ پختہ ہوتی ہے

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ برائی پر ابھارنے والے دوستوں کے سدھرنے تک ان سے قطع تعلق رکھے، گناہوں کی جگہ کو چھوڑ دے اور علما و صالحین اور دینی پیشواؤں کی صحبت بابرکت اختیار کر کے اپنی توبہ کو پختہ کرے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب التوبہ، باب قبول توبۃ القاتل وان کثر، ۸۳/۹، الجزء السابع عشر)

رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان نے اس حدیث پاک کی جو شرح بیان کی اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے: ”اس شخص نے ظلماً، دُکیتی سے یا کسی اور طرح سے ناحق سو (100) قتل کئے، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کئے پر پشیمان ہوا، اپنے گناہوں والے علاقے سے نکل کر توبہ کی قبولیت سے متعلق مسئلہ پوچھنے ایک راہب کے پاس گیا، راہب نے مسئلہ غلط بتاتے ہوئے کہہ دیا کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی، وہ راہب یا تو توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حق العباد ہے، مقتول کے ورثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے سارے مٹھولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا، لہذا اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ راہب کا جواب سن کر بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہو گیا، اور اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ مایوس ملی کتے پر حملہ کر دیتی ہے، اسی لئے اسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو

بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے مجرم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی (یعنی قید تہائی) میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر دوچار اور کو قتل کر دے۔ بہر حال پھر وہ ایک عالم کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ تمہاری توبہ کیوں قبول نہ ہوگی **اللہ عَزَّوَجَلَّ** ہر تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ فلاں بستی میں **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں تو وہاں جا کر **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی عبادت میں مصروف ہو جا! چنانچہ، وہ اولیائے کرام **رَحْمَتُ اللہِ السَّلَامِ** کی بستی کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کی موت واقع ہوئی مرنے سے پہلے اس نے اپنا چہرہ اور سینہ اولیائے کرام **رَحْمَتُ اللہِ السَّلَامِ** کی بستی کی طرف اور پیٹھ اُس گناہوں کی بستی کی طرف کر لی جہاں سے آ رہا تھا۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کو اُس کی یہ ادا پسند آگئی۔ اس کی روح لینے رَحْمَت اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے، عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، بڑے گناہ کر کے آیا تھا۔ رَحْمَت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جا رہا تھا۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ پیمائش کر لو جس سے یہ قریب ہوگا اسی میں شمار ہوگا۔ اس کی موت اگرچہ دونوں بستیوں کے بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی، لیکن رب تعالیٰ نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اُس کا اتنا احترام فرمایا کہ اُس کی لاش کو اُس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اس کو پیچھے ہٹایا اُس کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ اولیائے کرام **رَحْمَتُ اللہِ السَّلَامِ** کی بستی کا فاصلہ کم ہو گیا تھا اور اس کی روح کو رَحْمَت کے فرشتے لے گئے۔

(مرآة المناجیح ۳/۳۵۶-۳۵۸)

اولیائے کرام **رَحْمَتُ اللہِ السَّلَامِ** کی بستی

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر و **بن العاص** **رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْهُ** سے مروی ہے کہ جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس کا نام **نَصْرَة** تھا اور جہاں سے چلا تھا اس کا نام **كُفْرَة** تھا۔ (معجم کبیر، ۱۳/۲۴، حدیث ۷۶) **إمام أبو اللیث سمرقندی** **عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ** نے **”تَبِيئَةُ الْغَافِلِينَ“** میں بھی ان بستیوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین، باب ما

یرجى من رحمة الله تعالى، ص ۴۴، حدیث: (۸)

حدیث مذکور سے متعلق سوال، جواب

سوال: قتلِ ناحق میں وراثت کے حقوق تکلف ہوتے ہیں اور حقوق العباد کی معافی کے لئے بندوں سے معافی ضروری ہے، مذکورہ شخص مقتولین کے وراثت سے اپنے حقوق معاف کرائے بغیر ہی فوت ہو گیا تھا پھر اس کی بخشش کیسے ہوگی؟

جواب: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے سے راضی ہو جائے تو اپنے حقوق بھی معاف فرمادیتا اور بندوں کے حقوق حق والوں سے معاف کرا دیتا ہے۔ اس موقع پر بھی رب تعالیٰ اُس سے راضی ہو گیا اب مَقْتُولِین اور اُن کے وراثت کو رب کریم اپنی بے شمار نعمتیں عطا فرما کر اُن سے اُن کے حقوق معاف کروالے گا۔ (مراة المناجیح، ۳/۳۵۶-۳۵۸) اس ضمن میں ایک رحمت بھری روایت ملاحظہ فرمائیے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ صلح کروائے گا

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک روز سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے تَبَسُّم فرمایا تو امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کس لئے تَبَسُّم فرمایا: ارشاد ہوا: میرے دو اُمّتی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دوزانوگر پڑیں گے، ایک عرض کرے گا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس سے میرا انصافِ دلا کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مدّعی (یعنی دعویٰ کرنے والے) سے فرمائے گا: اب یہ بے چارہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ) کیا کرے اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں۔ مظلوم (یعنی مدّعی) عرض کرے گا: میرے گناہ اس کے ذمے ڈال دے۔ اتنا ارشاد فرما کر سرورِ کائنات، شاہِ موجدِ داتِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رو دیئے اور فرمایا: وہ دن بہت عظیم دن ہوگا کیونکہ اُس وقت (یعنی بروز قیامت) ہر ایک اس بات کا ضرورت مند ہوگا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم (یعنی مدّعی) سے فرمائے گا

دیکھتے تیرے سامنے کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے سامنے سونے کے بڑے شہر اور بڑے بڑے مَحَلَّات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں یہ شہر اور عمدہ مَحَلَّات کس پیغمبر یا صدیق یا شہید کے لئے ہیں؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: یہ اُس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے۔ بندہ عرض کرے گا: ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو ادا کر سکتا ہے۔ وہ عرض کرے گا: کس طرح؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: اس طرح کہ تو اپنے بھائی کے حُقُوق مُعَاف کر دے۔ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے سب حُقُوق مُعَاف کئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور دونوں اکٹھے جَنَّت میں چلے جاؤ۔ پھر سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور مخلوق میں صَلُّح کرو اور کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی بروز قیامت مسلمانوں میں صَلُّح کروائے گا۔ (مستدرک حاکم، کتاب الاحوال باب اذا لم یبق من الحسنات..... ۷۹۵/۵، حدیث: ۸۷۵۸)

سوال: قرآن کریم میں ہے: وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ (پ ۱۶، مریم: ۶۴) (ترجمہ: کنزالایمان: ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے) معلوم ہوا کہ فرشتے تو خدا کے حکم سے آتے ہیں یہاں عذاب و رحمت کے فرشتے کیسے آئے؟

جواب: فرشتوں کے لئے رب تعالیٰ کی طرف سے قانون مقرر کر دیا گیا ہے، کہ کس میت کو عذاب کے فرشتے لیں اور کس کو رحمت کے۔ وہ اسی قانون کے تحت ہر میت تک پہنچ جاتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ وہ سو (100) قتل کر کے آیا تھا اس لئے عذاب کے فرشتے آئے۔ لیکن وہ تائب ہو گیا تھا اس لئے رحمت کے فرشتے آئے۔ دونوں قسم کے فرشتے مقررہ قانون کے مطابق ہی آئے تھے، لہذا یہ حدیث آیت مذکورہ کے خلاف نہیں۔

(مرآة المناجیح، ۳/۳۵۷)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمَت بہت بڑی ہے، وہ کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ بڑے بڑے گناہوں کو لمحہ بھر میں معاف فرمادیتا ہے۔ جو اپنے گناہوں پر نادم ہو کر سچی توبہ کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی توبہ قبول نہ ہو۔ انسان کے گناہ چاہے

کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے بڑے نہیں، ایک ناحق قتل پوری انسانیت کے قتل کی طرح ہے تو اندازہ لگائیے کہ 100 بندوں کے قتل کا گناہ کتنا سنگین ہوگا۔ لیکن جب ایسا قاتل بھی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو رحمتِ خداوندی اُسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ اس کی رحمت کا دریا ہر دم موجزن ہے، دریائے رحمتِ الہی کے ایک قطرے سے ہم جیسے گناہ گاروں کا کام بن جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ہر آن اپنی رحمت میں رکھے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

رحمتِ دا دریا الہی ہر دم وگدا تیرا جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

”رحمت“ کے 4 حروف کی نسبت سے رحمتِ الہی پر مشتمل 4 ایمانِ افرادِ واقعات

(1) قِصَابِ كِی تَوْبَہ

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک قِصَاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہو گیا۔ ایک دن لونڈی اپنے مالک کے کسی کام سے دوسرے گاؤں جا رہی تھی، قِصَاب نے اس کا پیچھا کیا اور جنگل میں ایک جگہ روک کر گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر سمجھدار و باحیا لونڈی نے کہا: اے نوجوان تو اس گناہ میں نہ پڑ، جتنی تو مجھ سے مَحَبَّت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری مَحَبَّت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا خوف اس گناہ کے ارتکاب سے روک رہا ہے۔ اُس نیک سیرت اور خوفِ خدا رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر کا تیر بن کر قِصَاب کے دل میں پیوست ہو گئے اور اُس نے کہا: جب تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اتنا خوف ہے تو میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کیوں نہ ڈروں، میں بھی تو اسی مالک عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں، جا! توبہ خوف ہو کر چلی جا۔ چنانچہ، وہ لونڈی چلی گئی۔ قِصَاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔ راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن اس ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہ تھا قریب تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جاتا، اتنے میں اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَام کا

ایک قاصد وہاں سے گزرا اس نے قصاب کو دیکھ کر کہا: تم کیوں پریشان ہو؟ اس نے کہا: مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ قاصد نے کہا: آؤ! ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ اپنی رحمت کے بادل بھیجے اور ہمیں سیراب کرے یہاں تک کہ ہم اپنی ہستی میں داخل ہو جائیں۔ قصاب نے کہا: میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں، آپ نیک بندے ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔ قاصد نے کہا: میں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہنا، پھر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین کہتا رہا، یکا یک بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور انکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب وہ دونوں جدا ہوئے تو بادل قصاب کے ساتھ ساتھ رہا، قاصد نے قصاب سے کہا: تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ بادل تمہارے سر پر سایہ فگن ہے، بتاؤ! کس عظیم نیکی سے تم پر یہ خاص کرم ہوا ہے؟ قصاب نے اپنا واقعہ بتایا تو قاصد نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔

(عیون الحکایات، الحکایة الثانية بعد المائة، ص ۱۲۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الہی

(2) فاحشہ کی توبہ

حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ فرماتے ہیں: ایک فاحشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دنیا کا تہائی حُسن دیا گیا ہے۔ اُس کی بدکاری بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی، جب تک سو (100) دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔ لوگ اُس کے حُسن کی وجہ سے اتنی بھاری رقم ادا کر کے بھی اس کے پاس جاتے۔ ایک مرتبہ ایک عابد کی اچانک اس پر نظر پڑی تو وہ بھی اس کے فتنے میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ، دن رات مزدوری کر کے 100 دینار جمع کئے اور اس فاحشہ کے پاس پہنچ کر کہا: میں پہلی ہی نظر میں تیرا دیوانہ ہو گیا تھا، تیرا قرب پانے کے لئے میں نے مزدوری کی اور اب 100 دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔ وہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا: میرے

قریب آؤ اور اپنی دیرینہ خواہش پوری کر لو، میں حاضر ہوں۔ عابد اس کے قریب تخت پر جا بیٹھا۔ جب دنوں بدکاری کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو عابد کی عبادت کام آگئی، اسے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضری کا دن یاد آ گیا۔ اُس کی شہوت ختم ہو گئی، جسم پر کچکی طاری ہو گئی، وہ اپنے اس فعلِ بد کے ارادے پر بہت شرمندہ ہوا اور اس عورت سے کہا: میں اس گناہ سے باز آیا، یہ سو دینا رہی تم لے لو لیکن مجھے یہاں سے جانے دو۔

عورت نے حیران ہو کر پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ تم تو میرے لئے بہت بے چین تھے؟ عابد نے کہا: اگر میں نے یہ گناہ کر لیا تو بروز قیامت اپنے رب کی ناراضی لے کر اس کے سامنے کیسے حاضر ہوں گا؟ خوفِ الہی نے میرا دل تجھ سے اُچاٹ کر دیا ہے میں یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا، تم مجھے جانے دو۔

یہ سن کر عورت بہت حیران ہوئی اور کہا: اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو میں بھی پختہ ارادہ کرتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور میرا شوہر ہرگز نہیں بن سکتا، میں تم ہی سے شادی کروں گی۔ عابد نے کہا: جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں اس وقت تک میں شادی کے لئے تیار نہیں۔ عورت نے کہا: ٹھیک ہے ابھی تم چلے جاؤ لیکن میں تمہارے پاس آؤں گی اور تم ہی سے شادی کروں گی۔ چنانچہ، وہ عابد سر پر کپڑا ڈالے منہ چھپائے بہت شرمندہ ہو کر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ عابد کی باتیں عورت کے دل پر اثر کر چکی تھیں۔ چنانچہ، وہ اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے عابد کے گھر پہنچی۔ عابد نے اسے دیکھتے ہی ایک زوردار، درد بھری چیخ ماری اور اس کی روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ عورت کو اس کی موت کا بہت غم ہوا۔ پھر اس نے عابد کی مَحَبَّت میں اس کے ایک غریب و نادار بھائی سے شادی کر لی۔ اللہ عزوجل نے انہیں سات بیٹے عطا فرمائے جو سب کے سب ولی بنے۔

(عیون الحکایات، الحکایة الاربعون بعد المائة، ص ۱۵۹)

بخش ہماری ساری خطائیں کھول دے ہم پر اپنی عطائیں
برساده رحمت کی برکھا یا اللہ! میری جھولی بھر دے

(3) ماں سے بھی زیادہ مہربان

”تفسیر نعیمی“ میں ہے کہ ”دو بھائی تھے، ایک پرہیزگار دوسرا بدکار۔ جب بدکار مرنے لگا تو پرہیزگار بھائی نے کہا، دیکھا تجھے میں نے بہت سمجھایا مگر تُو اپنے گناہوں سے باز نہ آیا، اب بول تیرا کیا حال ہوگا؟ اُس نے جواب دیا کہ اگر قیامت کے روز میرا رب عَزَّوَجَلَّ میرا فیصلہ میری ماں کے سپرد کر دے تو بتاؤ کہ ماں مجھے کہاں بھیجے گی دوزخ میں یا جنت میں؟ پرہیزگار بھائی نے کہا کہ ماں تو واقعی جنت میں ہی بھیجے گی۔ گنہگار نے جواب دیا: ”میرا رب عَزَّوَجَلَّ میری ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔“ یہ کہا اور انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی نے خواب میں اُسے نہایت خوشحال دیکھ کر مغفرت کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا: مرتے وقت کی اُسی بات نے میرے تمام گناہ بخشوا دیئے۔

(تفسیر نعیمی، ۱، ۳۳/۱، تحت آیت التسمیة)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمَكَ هُوَ أَوْ أَنْ يَنْصِبَكَ هُوَ

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہئے

سب گناہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہئے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(4) جاہم نے تجھے بخش دیا

قیامت کے روز عذاب کے فرشتے ایک بندے کو پکڑ لیں گے، حکم ہوگا کہ اس کے اعضاء کو دیکھ لو اس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ چنانچہ، فرشتے تمام اعضاء کو دیکھ ڈالیں گے، کوئی نیکی نہیں ملے گی۔ پھر فرشتے اُس سے کہیں گے۔ ”اب ذرا اپنی زبان باہر نکالو کہ اُس میں دیکھ لیں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟“ جب وہ زبان نکالے گا تو اُس پر سفید خط میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا پائیں گے۔ اُسی وقت حکم ہوگا: ”جاہم نے تجھے بخش دیا۔“

(نُزْهَةُ الْمَجَالِسِ، فَصْلٌ فِي فِضَائِلِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، ۳۸/۱)

گنہگارو نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ

نظرِ رحمت پہ رگھو جٹُ الفردوس میں جاؤ

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے کرم کی بات ہے کہ جس کو چاہے بخش دے۔ یقیناً اُس شخص نے اخلاص کے ساتھ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی تھی جو کام آگئی کہ اخلاص کے ساتھ کیا جانے والا بظاہر چھوٹا عمل بھی بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اِمَامُ الْمُخْلِصِیْنَ، سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ قبولیت نشان ہے: اٰخْلِصْ دِیْنَكَ یُكْفِیْكَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ. ترجمہ: اپنے دین میں مخلص ہو جاؤ تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

(مسندرك حاكم، كتاب الرقاق، ۴۳۵/۵، حدیث: ۷۹۱۴)

جو کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں پر اتنا کرم کرتا ہے اس کی نافرمانی بندوں کو ہرگز زریب نہیں دیتی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ربِّ کریم کی ناراضی والے ہر کام سے بچیں اور اُسے راضی کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ وہ بہت کریم ہے اپنے بندوں کے چھوٹے چھوٹے اعمال سے خوش ہو کر انہیں دائمی سعادتوں سے نواز دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اُس کی راہ میں سفر کر کے دینِ اسلام کے احکامات کو عام کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اسی عظیم مقصد کے حصول کے لئے تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ ”دعوتِ اسلامی“ کے زیرِ اہتمام عاشقانِ رسول کے مدنی قافلے پوری دنیا میں دینِ اسلام کا عظیم پیغام پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی کے ان مدنی قافلوں میں سفر کر کے رضائے الہی کے حصول کے لئے کوشش فرمائیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ہمیشہ اپنی ناراضی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مدنی گلدستہ

”کُفُو و کَرَم“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکورہ اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

(1) پچھلی اُمتوں کے واقعات بیان کر کے مُتَّبِعِينَ کی اصلاح کرنا ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتِ مبارکہ ہے۔

(2) آرہبانیت حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مُتَّبِعِينَ سے شروع ہوئی۔ راہب وہ پادری، جوگی کہلاتے تھے، جو خوفِ خدا میں تَارِکُ الدُّنْیَا (دنیا سے بے رغبت) ہو جاتے تھے، ایک گوشہ میں بیٹھ کر اللہ ہی کرتے تھے ان میں سے اکثر عالم بھی ہوتے تھے یہود و نصاریٰ کے ہاں تزکِ دنیا بہترین عبادت تھی۔

(مرآة المناجیح، ۳/۳۵۶)

(3) دینی مسائل ہمیشہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَامُ ہی سے معلوم کرنے چاہئیں، مسئلہ پوچھنے کے لئے عالموں کے پاس جانا عبادت ہے نیز عالم کے شہر کی تعظیم اور اس طرف منہ کر کے سونا یا مرنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہے۔ سنت یہ ہے کہ مومن کعبہ کو منہ اور سیدہ کر کے سوئے، میت کو بھی کعبہ کے رُخ دُفِن کیا جاتا ہے، بعض عُشَاق، مَدِیْنَةُ مَنُورَہِ زَاہِدَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا یا بغداد شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں، نمازِ غُوشِیہ میں بعد نماز گیارہ قدم ”بغداد شریف“ کی طرف منہ کر کے چلتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا مانگتے ہیں، اُن سب کی اصل مذکورہ حدیث ہے۔ دیکھو! اس شہر میں کَعْبَةُ مُعَظَّمَةٍ یَا بَیْتُ الْمُقَدَّسِ نہ تھا۔ صرف نیک لوگوں کی بستی تھی جس کے ادب کی برکت سے مذکورہ شخص (یعنی 100 لوگوں کا قاتل) بخشا گیا۔

(4) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مایوسی مزید گناہوں پر ابھارتی ہے۔ سچی توبہ سے

بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

(5) اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کی زیارت و ملاقات کے لئے جانا نیکی و بھلائی کا باعث ہے اگر کسی وجہ سے زیارت و ملاقات نہ ہو سکے تب بھی اچھی نیت کی بَرَکت سے کثیر اجر و ثواب ملتا ہے۔

(6) توبہ کرنے والے کے لئے مُسْتَحَب ہے کہ وہ گناہ والی جگہ کو چھوڑ دے۔

(7) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب اور مُقَرَّب بندوں سے عَقِيدَت و مَحَبَّت باعثِ مغفرت ہے اور اُن کے قُرْب میں توبہ بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کی سچی مَحَبَّت عطا فرمائے، اپنے گناہوں پر ندامت و سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہر وقت اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

خسارے کا سودا

جس شخص کے پاس ایک نفیس شے ہو جسے بیچ کر وہ لاکھوں دینار وصول کر سکتا ہو پھر وہ ایک پیسے کے عوض فروخت کر دے تو کیا یہ عظیم خسارہ نہیں کہلائے گا؟ اور یہ انتہائی درجہ کا نقصان نہیں؟ بِعَيْنِهِ یہی حالت اس بندے کی ہے جو اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کی رضا، اس کی بارگاہ میں اپنے عمل کی قبولیت، مدح و ستائش اور ثواب کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف سے تعریف و توصیف اور ذلیل دنیا کا طلب گار ہو۔
(جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ، ص ۴۰۲)

حدیث نمبر: 21 - حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيثِهِ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَتَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِيرَ فَرِيشٍ حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعُقَبَةِ حِينَ تَوَاتَفْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أَحَبُّ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدٌ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا. وَكَانَ مِنْ خَبْرِي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللَّهِ! مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ غَزْوَةَ إِلَّا وَرَى بَغِيرَهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفْرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيرًا، فَجَلَى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرُهُمْ لِيَتَاهَبُوا أَهْبَةً غَزَوْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيدُ بِذَلِكَ الدِّيُونَ) قَالَ كَعْبٌ: فَقُلَّ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ سَيُخْفِي لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيٌ مِنَ اللَّهِ، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظُّلُلُ، فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَطَفِقْتُ أَعْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُ، فَارْجِعْ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، وَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَى ذَلِكَ إِذَا أَرَدْتُ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَارِي شَيْئًا، ثُمَّ عَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ

شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَاذِرَ كَهْمُ، فَيَأْتِيَنِي فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدِّرْ ذَلِكَ لِي، فَطَفِقْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِي أَنِّي لَا أَرَى لِي أُسْوَةً، إِلَّا رَجُلًا مَعْمُوصًا عَلَيْهِ فِي الْبِفَاقِ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظْرُ فِي عِطْفِيهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِئْسَ مَا قُلْتَ: وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبِيضًا يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كُنْ أَبَا خَيْمَةَ) فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِينَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُونَ قَالَ كَعْبُ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَنِي، فَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكُذِبَ وَأَقُولُ بِمِ آخِرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا؟ وَأَسْتَعِينُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا، زَاخَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي لَمْ أَنْجُ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا، فَاجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكِعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ يَعْتَدِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضْعًا وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّ بِسَمِّ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ "تَعَالَى" فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي، مَا خَلَفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟ قَالَ قُلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَاخِرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بَعْدَرٍ، لَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لِيُوشِكَنَّ اللَّهُ يُسَخِطُكَ عَلَيَّ، وَإِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ

عَلَيَّ فِيهِ أَنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عُقْبَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَاللَّهُ مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللَّهُ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا
 أَيْسَرُ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمُّ
 حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي: وَاللَّهُ مَا عَلِمْنَاكَ أَدْنَبْتَ
 ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَدَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا
 اعْتَدَرَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ، فَقَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَنْبَكَ اسْتَغْفَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَكَ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا زَالُوا يُؤْتِبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ. فَأَكْذَبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِيَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، لَقِيَهِ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا
 مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيلَ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ، مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ
 الْعَمْرِيُّ، وَهَلَالُ ابْنِ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ. قَالَ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحِينَ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيهِمَا أُسُوءَ،
 قَالَ: فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي. وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ
 مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ أَوْ قَالَ: تَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرْتُ لِي فِي نَفْسِي الْأَرْضُ، فَمَا
 هِيَ بِالْأَرْضِ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً. فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي
 بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ. وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَاشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ
 الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ
 عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفْتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أَصَلِّي
 قَرِيبًا مِنْهُ وَأَسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ وَإِذَا انْتَفَتُ نَحْوَهُ اعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا
 طَالَ ذَلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي
 وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا قَتَادَةَ! أَنْشُدْكَ بِاللَّهِ هَلْ
 تَعَلَّمَنِي أَحَبُّ اللَّهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ
 فَنَاشَدْتُهُ، فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. ففَاضَتْ عَيْنَايَ، وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، فَبَيْنَا أَنَا امْشِي

فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ، مَنْ يَدُلُّ عَلَيَّ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ حَتَّى جَاءَنِي فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا، فَفَرَّطُهُ فَإِذَا فِيهِ: أَمَا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَّغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بَدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضِيعَةٍ، فَالْحَقُّ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ حِينَ قَرَأْتُهَا: وَهَذِهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنَوُّرَ فَسَجَرْتُهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ وَاسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَرَلَ أَمْرَاتِكَ، فَقُلْتُ أَطْلَقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ فَقَالَ: لَا، بَلِ اعْتَرَلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، وَأَرْسَلْ إِلَى صَاحِبِي بِمِثْلِ ذَلِكَ. فَقُلْتُ لِأَمْرَاتِي: الْحَقِّي بِأَهْلِكَ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ. فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ هَلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا بِهِ مِنْ حَرَكَةٍ إِلَى شَيْءٍ، وَاللَّهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَاتِكَ فَقَدْ أَذِنَ لَامْرَأَةِ هَلَالَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ، لَا اسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُدْرِينِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ أَفْلَيْتُ بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، فَكُمَلْنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نُهِيَ عَنَّا كَلَامَنَا. ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى عَنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحِبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَيَّ سَلَعٍ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَبْشِرْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ. فَاذْنِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، فَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبِي مُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ قَبْلِي، وَأَوْفَى عَلَيَّ الْجَبَلِ، فَكَانَ الصَّوْتُ

أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَ نَبِيَّ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ تَوْبِي فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ بِبُشْرَاهُ، وَاللَّهِ مَا أَمَلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعْرَثُ تَوْبِيْنَ فَلَبِسْتُهُمَا وَأَنْطَلَقْتُ أَتَامَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَيِّئُونََنِي بِالتَّوْبَةِ وَيَقُولُونَ لِي، لَتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ. حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي، وَاللَّهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرَهُ، فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَسَاها لِطَلْحَةَ، قَالَ كَعْبٌ، فَلَمَّا سَأَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهَهُ مِنَ السُّرُورِ "أَبَشِرْ بِخَيْرٍ يَوْمَ مَرَّ عَلَيْكَ مُدٌّ وَلَدَتَكَ أُمُّكَ" فَقُلْتُ: أَمِنْ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: "لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهَهُ حَتَّى كَانَ وَجْهَهُ قِطْعَةً قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَالِى رَسُولِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" فَقُلْتُ إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ. وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِنَّمَا أَنْجَانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ، فَوَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي اللَّهُ تَعَالَى، وَاللَّهِ! مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا، وَإِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ يَحْفَظَنِي اللَّهُ تَعَالَى فِيمَا بَقِيَ، قَالَ: فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴿١١٧﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿١١٨﴾ إِنَّهُ بِهِمْ رِءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١١٩﴾ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴿١٢٠﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿١٢١﴾ اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١٢٢﴾﴾ (پ، التوبة، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹)

قَالَ كَعْبٌ، وَاللَّهِ! مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي

نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذْبْتُهُ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرًّا مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لَنُعْرِضُوا عَنْهُمْ ط فَأَعْرَضُوا عَنْهُمْ ط إِنَّهُمْ رَجَسٌ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۵﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لَتَرْضُوا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى

عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۶﴾ (پ ۱۱، التوبة: ۹۵، ۹۶)

قَالَ كَعْبٌ، كُنَّا خَلْفَنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أَوْلِيَّكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَعْفَرَ لَهُمْ، وَارْجَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا) وَلَيْسَ الَّذِي ذُكِرَ مِمَّا خَلَفْنَا تَخَلَّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَارْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مسلم، کتاب التوبہ، باب حدیث توبۃ کعب ابن مالک، ص ۱۴۸۲، حدیث: ۲۷۶۹)

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ (بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب من اراد غزوة فوری بغيرها ومن احب الخروج يوم الخميس، ۲۹۶/۲، حدیث: ۲۹۵)

وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ لَا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ. (مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب الركتين في المسجد الخ، ص ۳۶۱، حدیث: ۷۱۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اپنے والد کے نابینا ہونے پر ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چلایا کرتے تھے ان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ غزوہ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں کسی غزوہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے، ہاں غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا مگر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر عتاب نہیں کیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور مسلمان، قریش کے قافلہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی میعاد کے اکٹھا کر دیا، میں عقبہ کی رات میں بھی بارگاہِ نبویؐ میں حاضر تھا، جب ہم نے اسلام کی اعانت پر عہد و میثاق کیا تھا، میں اس کے مقابلہ میں بدر کی شرکت کو زیادہ پسند نہ کرتا تھا، حالانکہ لوگوں میں بدر کا زیادہ چرچا تھا۔ غزوہ تبوک سے میرے پیچھے رہنے والوں کا واقعہ یوں ہے، کہ میں دوسرے غزوات کی بہ نسبت ان دنوں زیادہ طاقت و زور اور بہت مالدار تھا۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس کبھی دوسواریاں اکٹھی نہیں ہوئیں، جب کہ اس موقع پر مجھے دوسواریاں میسر تھیں، اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا معمول تھا کہ جب کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اصل معاملہ لوگوں سے مخفی رکھتے۔ اس غزوے کے وقت گرمی شدید، سفر دراز، راستے میں غیر آباد جنگل اور قدم قدم پر دشمن موجود تھے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کے سامنے تمام معاملہ واضح کر دیا تاکہ اس کے مطابق زاہرہ تیار کر لیں، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ کس طرف جانا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ہمراہ مسلمانوں کی کثیر تعداد تھی، کسی رجسٹر وغیرہ میں ان کے نام محفوظ نہیں کئے گئے تھے، حضرت سیدنا کعب رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جو شخص غائب ہونا چاہتا اس کا خیال ہوتا کہ اس کی غیر حاضری پوشیدہ رہے گی جب تک کہ اس کے بارے میں وحی نازل نہ ہو۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس غزوہ کے لیے اس وقت تشریف لے گئے جب پھل اور سائے مرغوب تھے، مجھے بھی ان چیزوں کی طرف رغبت تھی۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور مسلمان جہاد کی تیاری کر چکے تھے، میں صبح کے وقت تیاری شروع کرنے کا ارادہ کرتا لیکن پھر کچھ نہ کرتا اور اپنے دل میں یہی کہتا کہ میں اس پر قادر ہوں کہ جب چاہوں گا سامان تیار کر لوں گا۔ اسی طرح دیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ لوگوں کی کوششیں تیز ہو گئیں اور ایک صبح مسلمان رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ روانہ ہو گئے اور میں نے ابھی تک کوئی تیاری نہیں کی، میرا یہی حال رہا اور مسلمان تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بہت دور نکل گئے، میں نے چاہا کہ میں جا کر ان سے مل جاؤں اور کاش کہ میں نے ایسا کر لیا ہوتا مگر میری تقدیر میں ایسا نہیں تھا۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر لوگوں کی طرف نکلتا تو مجھے یہ دیکھ کر ڈکھ ہوتا کہ منافقین اور کمزور و معذور افراد کے سوا اپنے جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آتا۔

رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبوک پہنچتے تک میرا ذکر نہ کیا، تبوک میں آپ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے پوچھا: کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کیا بنا؟ بِنُو سَلِمَہ کے ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اُسے دو چادروں اور دونوں پہلوؤں کے نظارے نے روک لیا ہے۔ حضرت سَیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: تم نے بری بات کہی ہے، یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم ان کے متعلق بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے (ان کا پیچھے رہنا کسی مجبوری کی وجہ سے ہوگا)۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہو گئے، اسی دوران آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک شخص کو سفید لباس میں ریگستان سے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’ابو خثیمہ ہو جا!‘ جب وہ آئے تو واقعی ابو خثیمہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ کی تھیں تو منافقین نے (اس کم مقدار پر) انہیں طعنہ دیا تھا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں جب مجھے پتا چلا کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع لشکر تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں، تو میرا غم تازہ ہو گیا اور جھوٹے خیالات دل میں آنے لگے اور میں سوچنے لگا کہ کل کس بات کے ذریعے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی سے بچ سکوں گا۔ اس سلسلے میں، میں نے اپنے گھر کے تمام سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کیا۔ جب یہ مشہور ہو گیا کہ عنقریب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لانے ہی والے ہیں، تو میرے ذہن سے تمام جھوٹے بہانے نکل گئے اور میں نے جان لیا کہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب سے کسی جھوٹ کے باعث ہرگز نہ بچ سکوں گا۔ لہذا اب میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبح کے وقت تشریف لائے آپ کی عادت مبارک تھی کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعت نماز ادا فرما کر لوگوں کے درمیان بیٹھ جاتے۔

حسب معمول آپ نے ایسا ہی کیا، پھر غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے لوگ قسمیں کھا کھا کر عذر پیش کرنے لگے، ان کی تعداد اسی (80) سے کچھ زائد تھی، آپ نے ظاہر کو قبول کرتے ہوئے ان کی بیعت کی تجدید کی، ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کا باطن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دیا۔ پھر میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غضب آمیز تَبَسُّم فرمایا اور کہا: ’آگے آؤ۔‘ چنانچہ، میں آپ کے سامنے جا بیٹھا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تجھے کس چیز نے غزوے سے

پیچھے رکھا، کیا تو نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر آپ کے علاوہ کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً کسی بہانے اس کی ناراضی سے بچ جاتا، مجھے تو ت کلامِ عطا کی گئی ہے، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ کو ناراضی کر لوں تو عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر آپ سے سچ سچ کہہ دوں گا تو اگرچہ ابھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ پر ناراضگی کا اظہار فرمائیں گے۔ لیکن مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اچھے انجام کی اُمید ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے کوئی مجبوری نہ تھی، وَاللّٰہُ! میں کبھی اس سے زیادہ تُو ت و فُر اخی والا نہ تھا، جب میں آپ سے پیچھے رہا۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس شخص نے سچ کہا۔ (پھر فرمایا:) اٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے بارے میں کچھ فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ، میں اٹھ گیا اور بنو مسلمہ کے کچھ لوگ بھی میرے پیچھے چل پڑے، کہنے لگے، خدا کی قسم! ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، دوسرے لوگوں کی طرح تم سے کوئی عذر کیوں نہ بن سکا، تمہارے گناہ کی معافی کے لیے رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بخشش کی دعا مانگنا ہی کافی تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مسلسل مجھے ملامت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ واپس جا کر اپنے آپ کو جھٹلاؤں، پھر میں نے پوچھا کیا اس معاملہ میں میرے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں دو آدمی اور بھی ہیں، انہوں نے بھی وہی بات کہی جو تم نے کہی انہیں بھی تمہاری طرح کا جواب دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ کہا: ”مُرَادَہُ بِن رَیْبِعِ عَمْرِی اور ہِلَال بِن اُمیہ وَاقِی رَضِی اللہُ تَعَالَى عَنْہُمَا“ یہ دونوں بہت نیک تھے، غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے اور میرے لئے بہترین نمونہ تھے، جب مجھے ان کا معلوم ہوا تو میں اپنی سچائی پر قائم رہا، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں سے قطع کلامی کا حکم فرمایا۔ چنانچہ، لوگ ہم سے دور رہنے لگے، یہاں تک کہ میرے لئے زمین بھی بدل چکی تھی گویا کہ یہ وہ زمین نہ تھی جس کو میں اس سے پہلے پہچانتا تھا۔ پچاس (50) دن تک ہماری یہی حالت رہی، میرے دونوں ساتھی عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھے رونے لگے۔

چونکہ میں ان سے جوان اور طاقت ور تھا، اس لیے باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا

پھرتا، لیکن کوئی آدمی مجھ سے بات نہ کرتا، میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے میں سلام عرض کرتا اور دل میں کہتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دینے کے لیے لب مبارک ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نظر چرا کر دیکھتا جب میں نماز میں مشغول ہوتا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسری طرف توجہ فرما لیتے، جب لوگوں کے مجھ سے قطع تعلق کو ایک طویل عرصہ گزر گیا تو میں ایک دن اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابوقادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے باغ کی دیوار پھلانگ کر ان کے پاس گیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے سلام کیا لیکن انہوں نے جواب نہ دیا، میں نے کہا: اے ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ ان کو قسم دی وہ پھر خاموش رہے، میں نے تیسری بار قسم دی تو کہنے لگے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ (یہ سن کر) میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، میں واپس لوٹا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا، حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں ایک دن مدینے کے بازار میں تھا کہ ملک شام کا ایک کسان جو غلہ بیچنے مدینہ منورہ آیا تھا اس نے کہا کہ مجھے کعب بن مالک کا پیہ کون بتائے گا؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو اس نے مجھے شاہِ عُثْمَان کا ایک خط دیا، جس میں لکھا تھا:

”أَمَا بَعْدَ! مجھے بتا چلا ہے کہ تمہارے ساتھی (یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے تم پر ظلم کیا۔ حالانکہ اللہ

عزوجل نے تمہیں ذلت و رسوائی کا گھر نہیں دیا ہے، ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہاری خاطر کریں گے۔“

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ، خط پڑھ کر میں نے کہا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے، بس میں نے وہ خط

چلتے تنور میں ڈال دیا، جب پچاس (50) راتوں میں سے چالیس (40) راتیں گزر گئیں اور وحی میں بھی تاخیر ہوئی تو ایک دن رسول

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد نے آ کر کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو

علیحدہ کر دو۔ میں نے کہا: کیا اسے طلاق دے دوں؟ کہا: نہیں بلکہ اسے علیحدہ کر دو اور اس سے قربت نہ کرنا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو

بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہی پیغام بھیج دیا، میں نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم اپنے ماں باپ کے ہاں چلی جاؤ اور جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ نہ فرمائے وہیں رہو۔ ہلال بن اُمیہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجہ محترمہ نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہلال بن اُمیہ بہت بوڑھے ہیں اُن کے پاس کوئی خادم بھی نہیں، اگر میں اُن کی خدمت کرتی رہوں تو کیا آپ اس کو ناگوار سمجھیں گے؟ فرمایا: نہیں۔ لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے۔ انہوں نے عرض کی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ توبہ ایسی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور جب سے یہ واقعہ پیش آیا وہ اب تک مسلسل رورہے ہیں۔“ (حضرت سیدنا کعب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) میرے گھر والوں میں سے کسی نے مجھ سے کہا تم بھی رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی زوجہ کے بارے میں اجازت لے لیتے۔ ہلال بن اُمیہ کی زوجہ کو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی خدمت کی اجازت دے دی ہے میں نے کہا بخیر! میں ایک جوان آدمی ہوں میں اس بارے میں رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت نہیں لوں گا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ مجھے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے۔ اسی حالت میں دس (10) راتیں اور گزر گئیں۔ جب پچاس (50) راتیں پوری ہو گئیں، تو پچاسویں رات کی صبح کو میں نے گھر کی چھت پر صبح کی نماز پڑھی اور میری بالکل وہی حالت تھی جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذکر فرمایا۔ میں اپنی جان سے بیزار ہو چکا تھا: اور زمین کشادگی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی، اچانک میں نے ”سَلْع“ پہاڑی پر ایک مُنَادِی کی آواز سنی جو با آواز بلند کہہ رہا تھا ”اے کعب بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! تمہیں خوشخبری ہو۔“ یہ سن کر میں سجدے میں گر پڑا مجھے معلوم ہو گیا کہ فرانخی کا وقت آچکا ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز فجر کے بعد لوگوں میں اعلان فرمادیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہماری توبہ قبول فرمائی ہے۔ چنانچہ لوگ مجھے خوش خبری دینے لگے، میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے جانے لگے۔ ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا میری طرف آیا، اسلم قبیلہ سے ایک آدمی دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کی آواز گھروسوار کی رفتار سے تیر تھی۔ (لہذا پہلے مجھ تک پہنچی) جب خوشخبری سنانے والا میرے پاس آیا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر اُسے دے دیئے، یہ خوشخبری سنانے کا صلہ تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت صرف اُن دو کپڑوں کا مالک تھا، پھر میں نے دو کپڑے ادھار لے کر پہنے اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل دیا، لوگوں کی فوج در فوج نے مجھ سے ملاقات کی اور قبولیتِ توبہ کی مبارکباد دینے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے مبارک ہو! اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی ہے، جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہیں اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مجھے دیکھ کر جلدی سے میری طرف لپکے۔ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی، اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مہاجرین میں سے اُن کے سوا کوئی نہیں اُٹھا (راوی کہتے ہیں) حضرت کعب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت طلحہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ حضرت سیدنا کعب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کا چہرہ انور خوشی سے دمک رہا تھا آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: ”تمہیں اس دن کی خوشخبری ہو کہ جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا، آج کا دن سب سے بہتر دن ہے۔“ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ! یہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کی طرف سے ہے یا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے؟“ فرمایا: ”نہیں بلکہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے۔“ اور رسول اکرم، نورِ محمد، شہابِ نبی، محمّدی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ خوش ہوتے تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کا چہرہ خوشی سے چاند کی طرح چمکنے لگتا گویا کہ چاند کا کلڑا ہو۔ اس سے ہمیں آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کی خوشی کا اندازہ ہو جاتا، جب میں آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنا مال اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ کے نام پر صدقہ کر دوں۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، کچھ مال اپنے پاس رکھو، تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کی: میں اپنا خبیث والا حصہ رکھ لیتا ہوں اور اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سچ بولنے کے سبب نجات عطا فرمائی ہے، لہذا میری تکمیلِ توبہ سے یہ بھی ہے کہ میں آئندہ بھی ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے میں نے رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ سے یہ بات کہی اس وقت سے میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے سچ بولنے کی وجہ سے مجھ سے زیادہ انعام عطا فرمایا ہو اور رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ سے عرض کرنے کے بعد سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ بھی نہیں کیا اور

امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ آئندہ بھی مجھے جھوٹ بولنے سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے (ہمارے بارے میں) یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں:

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَ
الْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ
بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَعُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى
الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ
عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ
أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنَّهُ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ ﴿۱۱۸﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ
كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ (توبة: ۱۱۷-۱۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبر بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا، بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے، اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی، مجھ پر اس سے بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سچ بولا اور جھوٹ نہ بولا، ورنہ میں بھی جھوٹ بولنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاتا، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ بولنے والوں کو جس قدر بُرا قرار دیا شاید ہی دوسروں کو اس قدر قابلِ مذمت قرار دیا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ
لِنُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں

رَجَسٌ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ﴿۹۵﴾ يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ
فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ
الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۶﴾ (پ: ۱۱، التوبة: ۹۵، ۹۶)

نہ پڑو، تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو، وہ تو نرے پلید ہیں، اور ان کا
ٹھکانہ جہنم ہے، بدلہ اس کا جو کھاتے تھے۔ تمہارے آگے قسمیں
کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ،
تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں سے الگ ہے جن کے قسم کھانے پر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا عذر قبول فرمایا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا یہاں تک
کہ اللہ عزوجل نے ہمارا فیصلہ یوں فرمایا: ”وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا... الخ“ اس آیت سے غزوہ سے پیچھے رہ جانا مراد نہیں
بلکہ اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے معاملہ کو اُن لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کر دینا مراد ہے، جنہوں نے آپ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قسمیں کھائیں اور عذر خواہی کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا عذر قبول فرمایا۔ ایک
روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر سے چاشت کے
وقت واپس تشریف لاتے، پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر تشریف فرما ہوتے۔

کسی کی مصیبت دور ہونے پر اسے خوشخبری دینا

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے
پچاس سے زائد فوائد حاصل ہوتے ہیں (جن میں سے چند یہ ہیں) اس امت کے لئے مالِ غنیمت حلال ہے، سفر سے
لٹنے والے کے لئے گھر جانے سے پہلے مسجد میں جا کر نماز (نفل) ادا کرنا مستحب ہے، دوست کے باغ میں بغیر

اجازت داخل ہونا جائز ہے، جب کسی کو کوئی نعمت ملے یا کوئی بڑی مصیبت دور ہو تو اسے خوشخبری دینا مستحب ہے، غم یا مصیبت کے ٹل جانے پر صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (عمدة القاری، کتاب المغازی، باب فی حدیث کعب بن مالک، ۱۲/۳۷۹،

تحت الحدیث: ۴۱۸)

صحابہ کرام رَضُوا اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنُ کا جذبہ ایمانی

اس حدیث پاک کے تحت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیْ ”نزہة القاری“ میں فرماتے ہیں: غزوة تبوک میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت ”روم“ سے مقابلہ تھا اس لیے نَفِیْرِ عام (ہر خاص و عام کو جہاد) کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی جہاد کی اسْتِطَاعَت رکھتا ہے وہ ضرور ساتھ ہو لے اور زمانہ سخت عُسْرَت (تنگی) کا تھا اور کھجوریں پک چکی تھیں حضور پاک صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اخراجاتِ جنگ کے لئے چندہ فرمایا اسی موقع پر امیرُ الْمُؤْمِنِیْنِ حضرت سَیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے اپنا کل مال اور امیرُ الْمُؤْمِنِیْنِ حضرت سَیِّدُنا فاروقِ اعْظَم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے آدھا مال نذر کیا تھا، لیکن اس غزوة کی تَجْهِیْز (تیاری) کا سہرا امیرُ الْمُؤْمِنِیْنِ حضرت سَیِّدُنا حضرت عثمانِ غَمَی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے سر رہا۔ اسی وجہ سے جو لوگ اسْتِطَاعَت کے باوجود اس غزوة میں شریک نہ ہوئے ان پر سخت عتاب ہوا، انصار میں سے اسی (80) سے کچھ زائد افراد غزوة میں شریک نہ ہوئے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جب اس غزوة سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے، تو تین کے علاوہ بقیہ تمام پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی جن سے کوئی مُوَآخَذَہ نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ لوگ مومن مخلص نہ تھے، منافق تھے۔ البتہ تین حضرات مومنین مخلصین میں سے تھے، انہوں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا، جس کی وجہ سے اُن پر (وقتِ طور پر) عتاب ہوا، (لیکن پھر عظیم الشان انعام سے نوازے گئے) جسکی پوری تفصیل اور ایمان افروز احوال حدیث مذکور میں بیان ہوئے۔

(نزہة القاری، ۴/۸۷۸)

سیدنا کعب بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ انصاری خزرجی ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ بدر کی حاضری میں اختلاف ہے، سوائے تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے خاص شاعروں میں سے ہیں۔ آپ کے متعلق سورہ توبہ میں قبولِ توبہ کی آیت نازل ہوئی۔ آپ نے ایک جماعت سے روایت کی 77 سال عمر پائی 50 ھ میں وفات پائی آخری عمر میں آپ نابینا ہو گئے تھے۔ (مراۃ المناجیح، ترجمہ اکمال (حالات صحابہ تابعین) ۷۵/۸)

سیدنا مرارہ بن ربیع عامری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

آپ عامری انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے آپ ان تین افراد میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی۔ (الاصابة فی

تمییز الصحابة، ۵۲/۶)

سیدنا ہلال بن اُمیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

آپ انصاری صحابی ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے آپ سے حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے روایت کی آپ قدیم الاسلام ہیں۔ بنو واقف کے بتوں کو بھی آپ ہی نے توڑا تھا۔ (اسد الغابہ، ۴۲۲/۵)

سچائی میں نجات ہے

ٹپٹھے ٹپٹھے اسلامی بھائیو! سچ ہمیشہ نجات دلاتا ہے جبکہ جھوٹ ہلاکت و بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور انکے دونوں ساتھیوں نے سچ بولا تو انہیں وقتی طور پر اگرچہ آزمائش میں مبتلا کیا گیا لیکن پھر انھیں جو عزت و مقام ملا وہ کسی اور کو نہ ملا جبکہ جھوٹ بولنے والوں سے اگرچہ وقتی طور پر کچھ مؤاخذہ نہ ہوا لیکن ان کا انجام بہت بُرا ہو۔ سچ بولنے والوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

هَذَا يَوْمٌ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ (پ ۷، المائدة: ۱۱۹)

ترجمہ کنز الایمان: یہ ہے وہ دن جس میں بچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گیا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی۔

سچائی کی اچھائی اور جھوٹ کی مذمت بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک! سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بیشک بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے ہاں صدیق (بہت سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے جبکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے ہاں کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ، ۴/۱۲۵، حدیث: ۶۰۹۴)

یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ غزوہ بدر کی فضیلت مُسَلَّم ہے اور وہ بہت مشہور غزوہ ہے پھر حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیوں فرمایا کہ مجھے غزوہ بدر میں شرکت سے زیادہ بیعت عقبہ میں شرکت پسند ہے؟ اس بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ التورانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہ اگرچہ فضیلت رکھتے ہیں اس حیثیت سے کہ غزوہ بدر پہلا غزوہ ہے جس میں اسلام کی مدد کی گئی، لیکن بیعت عقبہ اسلام کے پھیلنے کا سبب بنی اور اسی کی وجہ سے غزوہ بدر وجود میں آیا۔ (فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکہ و بیعة العقبة، ۱۸۸/۸، تحت الحدیث: ۳۸۸۹)

حدیث مذکور میں ذکر ہوا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں استفسار فرمایا تو ایک شخص نے کہا کہ انہیں دو چادروں کے نظارے نے روک لیا۔

حضرت سیدنا علامہ نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس کے تحت فرماتے ہیں: چونکہ یہ قول غیبت پر مبنی تھا اس

لئے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے غیبت سے روکتے ہوئے فرمایا: ”بَسَسَ مَا قُلْتُ“، یعنی تم نے بُری

بات کہی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان کی غیبت کا رد کیا جائے گا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب التوبہ، باب حدیث توبہ

کعب بن مالک و صاحبہ، ۸۹/۹، الجزء السابع عشر)

جنتی عمل

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! جنتی عمل کون سا

ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: سچ بولنا، بندہ جب سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا

ہے محفوظ ہو جاتا ہے اور جب محفوظ ہو جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کی: يَا رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! جہنم میں لے جانے والا عمل کون سا ہے؟ فرمایا: جھوٹ بولنا، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو

گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو ناشکری کرتا ہے اور جب ناشکری کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مسند امام

احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۵۸۹/۲، حدیث: ۶۶۵۲)

لمحہ فکر یہ

عمدۃ القاری میں ہے: حضرت سیدنا حسن بصری عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ ان تینوں حضرات نے نہ تو

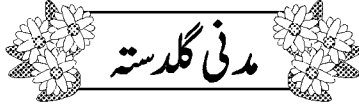
مال حرام کھایا، نہ کسی کا ناحق خون بہایا، نہ زمین میں فساد پھیلایا لیکن پھر بھی ان پر بہت سخت آزمائش آئی، زمین اپنی تمام

توسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی، تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو فواحش و کبیرہ گناہوں میں پڑا ہوا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب فی حدیث کعب بن مالک، ۳۷۹/۱۲، تحت الحدیث: ۴۴۱۸)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ



”سچائی“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

(1) ہمیشہ سچ بولنا چاہیے چاہے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے کیونکہ سچ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا و خوشنودی ہے۔

(2) مصیبت کے دنوں میں صبر کرنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے کہ ایک نہ ایک دن اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام مصیبتوں کو دور فرما دے گا۔

(3) مصیبت کے وقت شیطان مختلف وار کر کے ایمان چھیننے کی کوشش کرتا ہے، ایسے وقت میں نہایت صبر و استقامت سے کام لینا چاہئے۔ ایمان کی سلامتی کے لئے بڑی سے بڑی مشکل و مصیبت کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ایمان کی برکت سے جنت اور اس کی ایسی لازوال نعمتیں نصیب ہوں گی کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی لمحہ بھر میں بھول جائے گی۔

(4) ہمارے اسلاف کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کسی بھی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہ کرتے انہیں دنیا کا ہر دکھ درد سہنا منظور تھا لیکن کسی بھی صورت و امن مصطفیٰ سے جدائی برداشت نہ تھی۔ وہ اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں میں رہنے کی خاطر دنیا کی بڑی سے بڑی دولت و راحت کو ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا کَعْب رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے شاہِ غَسَّان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

(5) جمعرات کے دن سفر پر جانا، سفر سے چاشت کے وقت واپس آنا اور مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے وہ کبھی بھی ہمارے نیک اعمال سے خوش

نہیں ہوتا، لمبی لمبی اُمیدیں دلا کر نیکیوں سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور انسان اس کے بہکاوے میں آ کر نہ صرف نیک اعمال سے دور ہو جاتا ہے بلکہ اپنے گناہوں پر معافی مانگنے میں بھی سستی و غفلت سے کام لیتا ہے اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اچانک موت کا شکار ہو کر اندھیری قبر میں اتر جاتا ہے پھر سوائے حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ لہذا سمجھ دار وہی ہے جو جلد از جلد اعمالِ صالحہ و توبہ و استغفار کے ذریعے اپنے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو راضی کر لے۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے کا ایک بہترین ذریعہ اس کی راہ میں سفر کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کے زیرِ اہتمام عاشقانِ رسولِ راہِ خدا میں سفر کر کے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مصروفِ عمل ہیں، آپ بھی ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب ہوگی۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچنے اور نیک کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اللہ عزوجل کی خاطر جان کی قربانی

حدیث نمبر: 22

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ الْخَزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّوْنِيِّ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقْنِمُهُ عَلَيَّ، فَدَعَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيَّهَا، فَقَالَ: أَحْسِنُ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعْتَ فَأَتِنِي فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ زَنْتُ؟ قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قَسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسَعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، ص ۹۳۳، حدیث: ۱۶۹۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جھینہ قبیلہ کی ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں حد (گناہ کی سزا) کی مستحق ہوں، اُس (حد) کو مجھ پر قائم فرمادیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ولی (سرپرست) کو بلایا اور اُس سے فرمایا کہ اسے اپنے ہاں اچھے طریقے سے رکھو! جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ، اس نے اسی طرح کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کے کپڑوں کو اس کے جسم پر باندھ دو اور اس کو رجم کر دو۔ چنانچہ، وہ رجم کر دی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمتِ اقدس میں عرض کی: اس نے زنا کیا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے ستر (70) آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو اُن کی بخشش کے لئے کفایت کرے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

جو توبہ کر لے اُسے ملامت نہیں کرنی چاہیے

حضرت سیدنا امام نووی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي شَرَحَ مُسْلِمٌ میں فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا اس عورت کے ولی کو یہ کہنا کہ تم اسے اچھی طرح رکھو اور جب بچے کی ولادت ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا، یہ زہری دوسبب سے تھی (1) تاکہ اس کے عزیز و اقربا غیرت و عار کی بنا پر اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائیں (2) چونکہ لوگ ایسی عورتوں سے نفرت کرتے اور انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں، لیکن اس عورت نے سچی توبہ کر لی تھی اس لئے اس کے ساتھ زہری کا حکم دیا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب حد الزنا، باب قبول توبة القاتل وان کثر، ۶/۲۰۵، الجزء الحادی عشر)

خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں اپنے گناہوں پر سچی ندامت نصیب ہو جاتی ہے اور یہی ندامت ان کی معافی کا باعث بن جاتی ہے۔ جو جتنا نیک ہوگا اُسے اپنے گناہ پر اتنی ہی زیادہ ندامت ہوگی۔ بتقاضائے بشریت جب اُس عورت سے گناہ سرزد ہوا تو اسے اپنے اس فعل پر ایسی ندامت ہوئی کہ اپنے آپ کو رجم کے لئے پیش کر دیا۔ نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسے بچے کی پیدائش کے بعد آنے کا حکم فرمایا کیونکہ حاملہ کو رجم کرنے کی صورت میں ایک جان بلا کسی وجہ کے ضائع ہوتی۔ بچے کی ولادت کے بعد جب وہ دوبارہ حاضر خدمت ہوئی تو اسے رجم کیا گیا اور میرے آقا مدینے والے المصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی توبہ کے بارے میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ منورہ کے ستر 70 آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان کی بخشش کے لئے کفایت کرے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بات ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر اس نے اپنی جان قربان کر دی۔ مُقَسَّرٌ شَهِیرٌ حَکِیمٌ الْأُمَّتِ مُفْتِیْ أَحْمَدِ یَارِخَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ فرماتے ہیں: یہاں توبہ کو مادی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کے لئے تقسیم کا ذکر فرمایا اور ہو سکتا ہے کہ تقسیم توبہ سے مراد اس کے ثواب کی تقسیم ہے۔ اس دوسری توجیہ کو مرقات نے ترجیح دی۔ (مرآة المناجیح، ۵/۲۸۵)

گناہوں پر دُنیوی سزائیں کیوں رکھی گئیں؟

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے دنیا و آخرت کے ہر میدان

میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ جہاں اس دینِ برحق نے نیک اعمال پر اجرِ عظیم کی خوشخبری سنائی وہیں گناہوں کے ارتکاب پر دُنیوی و اُخروی سزائیں بھی مقرر فرمائیں تاکہ برائی کا مذاک (روک تھام) ہو سکے۔ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی صرف رضائے الہی پانے کے لئے برائی سے بچتا ہے تو کوئی غضبِ الہی اور آخرت کے خوف سے گناہوں سے مُجْتَنِبُ (بچا) رہتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو آخرت کی وعیدوں کو دُر جاننے کی وجہ سے غفلت کے عَمِیق (گہرے) گڑھے میں پڑے رہتے ہیں۔ چونکہ دُنیوی سزائیں فوری ملتی ہیں اس لئے وہ ان سزاؤں کے خوف سے برائیوں سے بچتے ہیں اور اس طرح معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لہذا اسلام نے مختلف گناہوں کی جو دُنیوی سزائیں مقرر کیں ہیں وہ مَعَاذَ اللّٰہِ ظلم نہیں بلکہ ظلم و ستم کا قلع قمع کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جب کسی ایک کو سزا ملے گی تو اسے دیکھنے والے سب عبرت حاصل کریں گے۔ زنا ایسا جرم ہے کہ جس کی وجہ سے انسانی نسب خراب ہوتا ہے، شریعتِ مُطہّرہ نے حفظِ نسب کو بڑی اہمیت دی ہے، لہذا جو اس میں خرابی کا باعث بنے گا۔ اسے قہرِ خُداوندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ زنا کی حرمت کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْرُبُوا الرِّیَآئِ اِنَّہٗ كَانَ فَاحِشَةً طُ و سَاءَ

ترجمہ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ

بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔

سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ (پ ۱۵، بنی اسرائیل الاسراء: ۳۲)

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ وَلَا

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی معبود کو

یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی

لَا یُزْنُوْنَ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقِ اٰثَمًا ۝۱۱

ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے

یُضَعَفُ لَہٗ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ وَ یَحُدُّ فِیْہِ

وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذابِ قیامت کے دن،

اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

مُہَا نًا ﴿۱۱﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۶۹-۶۸)

کوڑے ہیں۔ ثبوت زنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار 4 مرتبہ اقرار کر لینے سے پھر بھی امام بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے کہاں کیا، کس سے کیا، کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحتاً اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔

لواطت، زنا میں داخل نہیں، لہذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب ہوتی ہے اور اس تعزیر میں صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کے چند اقوال مروی ہیں: (۱) آگ میں جلادینا (۲) غرق کردینا (۳) بلندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا، فاعل و مفعول دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (خزائن العرفان پ ۱۸، سورۃ النور: ۲)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے مقبول بندے بھی ہیں جو گناہوں سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور اگر ان سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جو کسی گناہ کی طرف لے جانے والا ہو تو وہ اپنے آپ کو ایسی سزا دیتے ہیں کہ ہم اس کے بارے میں سوچ کر بھی کانپ جاتے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ

انوکھی سزا

ایک مرتبہ حضرت سپیدنا عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام شہر سے باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں کے لئے بارش طلب کریں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: اے عیسیٰ! بارش کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ تمہارے ساتھ خطا کار ہیں۔ حضرت سپیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس بات کی خبر دی اور اعلان فرمایا کہ ہمارے ساتھ جو بھی گنہگار ہے وہ جدا ہو جائے۔ یہ سن کر صرف ایک آدمی بچا جس کی ایک آنکھ تھی باقی سب چلے گئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم کیوں نہیں گئے؟ اس نے عرض کی: اے رُوْحُ اللّٰہِ (عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ)! میں نے ایک لمحہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی، ہاں! ایک دن بلا ارادہ ایک عورت کے پاؤں پر نظر پڑی تھی تو میں نے اپنی ایک آنکھ نکال دی، اگر دوسری آنکھ بھی پڑتی تو اسے بھی نکال پھینکتا۔ یہ سن کر حضرت سپیدنا عیسیٰ علیہ السلام رونے لگ گئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ریش (داڑھی) مبارک تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: ہمارے لئے دعا کر، تو ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا ہے۔ چنانچہ وہ بارگاہ

خداوندی میں عرض گزار ہوا: ”اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔“ ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو۔

(ملخصاً عیون الحکایات، الحکایة الخامسة والاربعون، ص ۶۴)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

شرابی نوجوان کی توبہ

شہرِ بصرہ میں رضوان نامی ایک آوارہ و سرکش، شرابی نوجوان رہتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شراب کے نشے میں مد ہوش تھا، کہ ایک درویش کچھ عربی اشعار پڑھتا ہوا وہاں سے گزرا اشعار کا مفہوم کچھ اس طرح ہے: جب تو کسی دن لوگوں سے الگ کسی جگہ تنہا ہو تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ لوجہ بھر کے لئے بھی ہرگز غافل نہ جانتا اور نہ یہ گمان کرنا کہ اس سے کوئی چھپی ہوئی بات پوشیدہ ہے۔

یہ نصیحت آموز اشعار سن کر نوجوان زار و قطار رونے لگا اور درویش کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر دوبارہ وہی اشعار پڑھنے کو کہا۔ اس نے وہی اشعار دوبارہ پڑھے تو نوجوان نے کہا: یاسیدی! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے، اپنی درد بھری آواز میں مزید نصیحت آموز اشعار سنا کر ہماری زندگی کو پاکیزہ و ستھرا کر دیجئے۔ چنانچہ، درویش نے مزید کچھ اشعار سنائے جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رِزق کھا کر بھی تو اُس کی نافرمانی کرتا ہے، جب تو اُس کی مخلوق سے چھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے، اے انسان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچ، تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔

یہ سن کر نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اُسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ

ڈالے اور عرض کی: یاسیدی! کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ درویش نے کہا: یہ رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کی گھڑی ہے،

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے نیکی کے دروازے پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے! (لہذا توبہ بارگاہِ الہی میں سچی توبہ کر لے)۔ جو جوان نے پھر چیخ ماری اور غش کھا کر زمین پر گر گیا۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا: یا سیدی! کیا مجھ سے گزشتہ گناہوں کا مواخذہ ہوگا؟ کہا: نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! خالص مَحَبَّتِ کتنی عمدہ ہے! مَحَبِّین کے لئے دُوری کے بعد لذتِ تَرَب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد بچر و فراق کی گھڑی کتنی شدید ہے! اے (اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کہے ہوئے) عہدِ مَحَبَّت کو بھولنے والے! تو نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے معاملہ کیا پھر غفلت کی میٹھی نیند سو گیا، تو کس فُضولِ کام میں مشغول ہے؟ تو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں پر کمر بستہ ہو جا اور گزشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور دَرَوِیشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس پر جو جوان کے آنسو بہہ نکلے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیب و زینت اُتار پھینکا۔ جو جوان نے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھلے بُرے افعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ و بکا، گریہ و زاری اور حسرت و ندامت سے پچھاڑیں کھاتے ہوئے دَرَوِیشِ فقیر کے پاس گزاری۔ جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آگئیں۔ چنانچہ اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھا تو وہ دنیاے فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔ (الروض الفائق، المجلس الحادی والاربعون فصل فی جملة نصائح، ص ۲۲۹)



بتیغ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) جو بندہ جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اسے اپنے گناہوں پر اتنی ہی زیادہ ندامت ہوتی ہے۔
- (2) دینِ اسلام نے جرائم کی جو سزائیں مقرر کی ہیں اگر وہ نافذ ہو جائیں تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے۔

(3) زانی عورت اگر حاملہ ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو حد قائم نہ کریں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر رجم کرنا ہے تو فوراً

کردیں۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعاً... الخ، ۲۴/۶)

(4) مرجوم (یعنی جو رجم کیا گیا اس) کو غسل و کفن دینا اور اُس کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ (تسویر الابصار، کتاب

الحدود، ۲۰/۶)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھے اور اپنے عفو و کرم سے ہمارے تمام گناہ معاف

فرمائے! اٰمِنٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ کا توشہ دان

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک غزوہ میں لشکرِ اسلام کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی، توشہ دان میں تھوڑی سی گھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں نے حاضر کر دیں جوکل 21 تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر دست مبارک رکھ کر دعا مانگی پھر فرمایا: دس افراد کو بلاؤ! میں نے بلایا، وہ آئے اور سیر ہو کر کھایا اور چلے گئے۔ پھر دس افراد کو بلانے کا حکم دیا، وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ اسی طرح دس آدمی آتے اور سیر ہو کر کھاتے اور تشریف لے جاتے، یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھائیں اور جو باقی رہ گئیں ان کے بارے میں فرمایا: اے ابوہریرہ! ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور جب چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو لیکن توشہ دان نہ اُٹھانا! حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا عثمان غنی علیہم السلام کے عہدِ خلافت تک ان ہی گھجوروں سے کھاتا رہا۔ اور خرچ کرتا رہا تھمبنا (یعنی اندازاً) 50 وُشُق توفی سبیل اللہ دیں اور 200 وُشُق سے زیادہ میں نے کھائیں۔ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو وہ توشہ دان میرے گھر سے چوری ہو گیا۔ (الخصائص الجبزی ج ۲/۸۵)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

حِرْصِ مالِ كِی مَدَمَت

حدیث نمبر: 23

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَاوِيَاءَ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابَ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنه المال..... الخ، ۴ / ۲۲۹، حدیث: ۶۴۳۹-۶۴۳۷) (مسلم، کتاب الزکاة،

باب لو ان لابن ادم، ص ۵۲۲، حدیث: ۱۰۴۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ عزوجل سے توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔“

انسان کی حرص ختم نہیں ہوتی

عَلَّامَهُ ابْنُ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَفَّارِ فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کی مالی حرص کو بیان فرمایا کہ اس کی کوئی انتہا نہیں جس پر وہ قناعت کرے یا اس کی حرص ختم ہو جائے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا کہ ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے یعنی جب وہ مر کر اپنی قبر میں جائے گا تو قبر کی مٹی ہی اس کے پیٹ کو بھرے گی۔ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے) اس قول میں دنیوی مال پر حرص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے، اسی لئے بزرگانِ دین رَحْمَهُمُ اللَّهُ الْمُبِينِ اس فانی دنیا سے گناہ گشتی کرتے اور بقدرِ ضرورت ہی اس میں سے کچھ لیتے۔

(شرح لابن بطال، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنه المال..... الخ، ۱۰ / ۱۶۰)

حِرْصِ كِی كہتے ہیں؟

کسی چیز سے سیر نہ ہونا اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص اور حرص رکھنے والے کو ”حَرِیص“ کہتے

(مراۃ المناجیح، ۸۶/۷)

ہیں۔

حرص کسی بھی چیز کی ہو سکتی ہے

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صرف ”مال و دولت“ کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی شے کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے اور وہ چیز کچھ بھی ہو سکتی ہے، چاہے مال ہو یا کچھ اور! چنانچہ، مزید مال کی خواہش رکھنے والے کو ”مال کا حریص“ کہیں گے تو مزید کھانے کی خواہش رکھنے والے کو ”کھانے کا حریص“ کہا جائے گا اور نیکیوں میں اضافے کے تمنائی کو ”نیکیوں کا حریص“ جبکہ گناہوں کا بوجھ بڑھانے والے کو ”گناہوں کا حریص“ کہیں گے۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ (جنتی زیور، ص ۱۱۱ ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

مال کے حریص کی توبہ بھی قبول ہے

ابن حَجَر عَسْقَلَانِی قُدِّسَ سِرُّهُ النَّوَرَانِی فرماتے ہیں: جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ دوسرے گناہ گاروں کی توبہ قبول فرماتا ہے اسی طرح دنیوی مال کے حریص کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے۔ اس حدیث پاک میں مال جمع کرنے، مال کی تمنا کرنے اور مال کی لالچ کی مذمت کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اس حدیث پاک کا یہ مطلب ہو کہ انسان فطری طور پر مال کی کثرت کو پسند کرتا ہے اور اس کی ہوس کا پیٹ کبھی بھی نہیں بھرتا سوائے اُن لوگوں کے جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ بچائے اور جن کی فطرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ مال کی ہوس زائل فرمادے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنۃ المال..... الخ، ۲۱۶/۱۲، تحت الحدیث: ۶۴۳۹)

انسان فطرتاً حریص ہے

عَلَّامَهُ مُلَا عَلِی الْقَارِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تشبیہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ایک ایسا بجل ہوتا ہے جو اسے حَرِیص (لالچی) بناتا ہے جیسا کہ اس کی خبر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن

میں بھی دی۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَسْلُكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّيَ
إِذَا لَمْ تُسْأَلْتُمْ خَشِيَةَ الْإِنْفَاقِ ۗ وَكَانَ
الْإِنْسَانُ قَتُورًا ﴿۱۰﴾ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۰)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی
رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے
اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

پس یہ آیت ابن آدم کے انتہائی حریص (لاپچی) اور بخیل ہونے پر دلیل ہے، ابن آدم اس پرندے سے بھی
زیادہ بخیل ہے جو ساحلِ سمندر پر اس خوف سے پیسا مر جاتا ہے کہ کہیں پانی پینے سے پانی ختم نہ ہو جائے اور اس
کیڑے سے بھی زیادہ بخیل ہے جس کی خوراک مٹی ہے لیکن وہ اس خوف سے بھوکا مر جاتا ہے کہ کہیں کھانے سے مٹی ختم
نہ ہو جائے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، الفصل الاول، ۱۲۴/۹، تحت الحدیث: ۵۲۷۳)

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: حدیث
کے معنی یہ ہیں کہ انسان دنیا پر حریص (لاپچی) ہی رہے گا حتیٰ کہ اس کی موت آجائے اور اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی
بھرے گی، غالباً یہ حدیث انسان کے دنیا پر حریص ہونے کے حکم کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور اس کی تائید حدیث
شریف کے اس حصے سے بھی ہوتی ہے کہ ”اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرتا ہے“ یعنی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
ایسے لاپچی انسان کی توبہ بھی قبول فرماتا ہے جس طرح دیگر گناہ گاروں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الزکاة، باب کراهة الحرص علی الدنيا، ۱۳۹/۴، الجزء السابع)

حدیث مذکور میں انسان کے انتہائی حریص ہونے کا بیان ہے کہ اُسے چاہے کتنا ہی مال دے دیا جائے لیکن
وہ قناعت نہیں کرے گا۔ اس کی حرص کو صرف موت ہی ختم کر سکتی ہے کیونکہ مرنے کے بعد اس پر مال و دنیا کی حقیقت
واضح ہو جائے گی۔ سمجھدار انسان کبھی بھی دنیا کے چکر میں پھنس کر اپنے خالق حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا
بلکہ غفلت میں ڈالنے والی ہر شے سے وہ گوسوں دور بھاگتا ہے۔ شریعتِ مُطَهَّرَہ نے دنیا کی بہت مذمت بیان

فرمائی تاکہ انسان اس سے دھوکا نہ کھائے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ
أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحِرَ عَنْ
النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا إِلَّا لَمْتَعًا عُرُوسٍ ﴿١٨٥﴾ (پ ۴، ال عمران: ۱۸۵)

ترجمہ کنز الایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے
بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر
جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی
دھوکے کا مال ہے۔

گناہوں کی حرص سے بچنے کا نسخہ

گناہوں کی حرص سے بچنا بے حد ضروری ہے، اس کے لئے سب سے پہلے گناہوں کی پہچان حاصل کیجئے، پھر ان کے نقصانات پر غور کیجئے کیونکہ ہمارا نفس فائدے کی طرف لپکتا اور نقصان سے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں احساس ہو جائے کہ ہمیں گناہوں کی کیسی ہولناک سزا ملے گی تو ہم گناہ کے خیال سے بھی بھاگیں۔ حصولِ عبرت کے لئے مختلف گناہوں میں ملوث ہونے والوں کے لرزہ خیز انجام کی حکایات پڑھنا بھی بے حد مفید ہے۔

حرصِ مال بھی ایک باطنی بیماری ہے

مال کی مذموم حرص بھی یقیناً ایک باطنی بیماری ہے جو محتاجِ علاج ہے۔ سرکارِ مدینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: عنقریب میری اُمت کو بچھلی اُمتوں کی بدترین بیماری پہنچے گی جو کہ تکبر، کثرتِ مال کی حرص، دنیوی معاملات میں کینہ رکھنا، باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور حسد (کرنے پر مشتمل) ہے، یہاں تک کہ وہ سرکشی اختیار کر لے گی۔ (مستدرک حاکم، کتاب البر والصلة، باب داء الامم..... الخ، ۲۳۴/۵، حدیث: ۷۳۹۱)

حرصِ مال کا علاج کیسے کیا جائے؟

مال کی مذموم حرص کے علاج کے لئے ان باتوں پر عمل کرنا بے حد مفید ہے

✽ بارگاہِ الہی میں حرص سے بچنے کی دعا کرنا ✽ خواہشات کو کنٹرول کرنا ✽ اخراجات میں میانہ روی

اختیار کرنا ✨ اپنے رب کریم پر حقیقی توکل کرنا ✨ لمبی لمبی امیدیں نہ لگانا ✨ موت کو یاد رکھنا ✨ میدانِ محشر میں مالداروں سے حساب کا تصور کرنا ✨ سخاوت اپنانا ✨ صبر و قناعت سے کام لینا ✨ حُرصِ مال کے نقصانات پر غور کرنا ✨ مال کے حربوں کے عبرتناک انجام اپنے پیش نظر رکھنا۔ وغیرہ جسے دنیا کی حقیقت معلوم ہوگی وہ اس کے مذموم مال کی کبھی بھی حرص نہیں کرے گا آئیے! دنیا کی مذمت سے متعلق چند عبرت آموز روایات ملاحظہ کرتے ہیں:

”قناعت“ کے 5 حروف کی نسبت سے دنیا کی مذمت پر مشتمل 5 روایات

(1) مچھر سے بھی زیادہ حقیر

حضرت سیدنا سہیل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔“ (ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی هوان الدنيا علی اللہ، ۱/۴۳، حدیث: ۲۳۲۷)

(2) صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی گریہ وزاری

حضرت سیدنا زید بن ارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، امیر المؤمنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پانی منگوایا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اُسے اپنے منہ کے قریب کیا پھر ہٹالیا اور رونے لگے حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ رونے لگے، پھر صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ چُپ ہو گئے اور آپ روتے رہے پھر اپنی چادر سے اپنے چہرے کو صاف کیا اور پھر روئے یہاں تک کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کلام بھی نہیں کیا جا رہا تھا پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی آنکھوں کو صاف کیا تو صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے

عرض کی: اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو کس چیز نے رُلا یا؟ فرمایا: ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ مجھے تو کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ فرمایا: یہ دنیا ہے جو میرے پاس آنا چاہتی ہے میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہو جا، تو اُس نے مجھ سے کہا: اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے تو کیا ہوا، آپ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ مجھ کو نہیں چھوڑیں گے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: مجھے خوف ہے کہ کہیں میں اس کے ہاتھ نہ پڑ جاؤں۔

(شعب الإيمان، باب فی الزهد وقصر الامل فصل فیما بلغنا عن الصحابة، ۲/۳۶۵، حدیث: ۱۰۵۹۶)

(3) دنیا کی حقیقت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیا اور جو اُس میں ہے اسکی حقیقت نہ بتاؤں؟ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ لے گئے، وہاں لوگوں کے سر، غلاظت، پھٹے پرانے کپڑے اور بہت سی ہڈیاں پڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یہ سرجوتم دیکھ رہے ہو یہ بھی تم لوگوں کی طرح حرص کرتے اور لمبی لمبی امیدیں باندھتے تھے لیکن آج ان کی صرف ہڈیاں باقی ہیں اور یہ ہڈیاں بھی عنقریب گل کر مٹی ہو جائیں گی اور یہ غلاظت وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جو بڑی تگ و دو سے حاصل کئے گئے تھے لیکن اب لوگ ان سے کراہت کرتے ہیں۔ اور یہ پھٹے پرانے کپڑے لوگوں کے شاندار لباس تھے لیکن اب انہیں ادھر ادھر پھینک رہی ہیں اور یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہیں جن پر سوار ہو کر یہ لوگ دُنیا کی سیر کرتے تھے۔ بس یہی دنیا کی حقیقت ہے۔ جو دنیا پر رونا چاہے اسے چاہئے کہ وہ

روئے۔ یہ سن کر ہم زار و قطار رونے لگے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۵۱)

(4) دنیا سے بے رغبتی کا صلہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شانہ نبوت سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل اسے بغیر کسی کے سکھائے علم اور بغیر کسی رہبر کے ہدایت عطا فرمائے، کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل اُس کا اندھا پن دور فرما کر اُس سے بینا کر دے؟ جان لو کہ جو کوئی دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور لمبی امیدیں نہ باندھے تو اللہ عزوجل اسے بغیر سیکھے علم عطا فرمائے گا۔

(شعب الایمان، باب فی الزهد وقصر الامل، ۳۶۰/۷، حدیث: ۱۰۵۸۲)

(5) مال کی زیادتی دشمنی کا باعث ہے

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! مجھے تمہارے مفلس ہو جانے کا ڈر نہیں، مجھے تو ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر کشادہ نہ ہو جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم اس میں رغبت کرنے لگو جیسے اگلے لوگ کرنے لگے تھے اور یہ تمہیں ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کیا۔ (بخاری، کتاب الجزیة، باب الجزیة والمواذعة مع اهل الحرب، ۳۶۳/۲، حدیث: ۳۱۵۸)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے، آقا دینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان دنیا سے کس قدر بیزار تھے۔ انہوں نے اس دنیائے فانی کو اچھا نہیں سمجھا وہ اس کی حقیقت کو جانتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ان کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس بے وفادانیا کی محبت سے اپنے دلوں کو خالی کر کے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد سے معمور رکھیں۔ اللہ عزوجل ہمیں دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

بجاءِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ بہت کریم ہے وہ اپنے بندوں کے گناہ معاف فرمانے والا ہے۔ اس کی بارگاہِ عالی میں جو بھی سچے دل سے توبہ کرتا ہے اس کی توبہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ اگر سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد شیطان و نفس کے بہکاوے میں آکر دوبارہ گناہ ہو جائے تو یہ سوچ کر ہرگز ہرگز توبہ سے دور نہیں رہنا چاہیے کہ نہ جانے توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ یاد رکھئے! چاہے کتنی ہی مرتبہ توبہ کرنی پڑے فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔ کیونکہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** توبہ کرنے والوں سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ خوش ہو کر ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: توبے شک وہ توبہ

فَاتَّئِبُ كَانُ لِلَّهِ تَائِبًا عَفْوًا ﴿٢٥﴾

کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

(پ ۱۵ بنی اسرائیل: ۲۵)

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”یہ فرمان اُس شخص کے بارے میں ہے

جس سے گناہ سرزد ہوتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔“ (احیاء العلوم، ۴/ ۱۸۱)

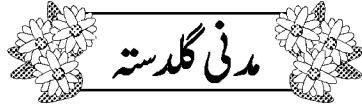
عَارِفِ بِاللّٰهِ كِي پِجَان

کسی دانا کا قول ہے کہ **عَارِفِ بِاللّٰهِ** کی چھ حالتیں ہوتی ہیں: (1) جب **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کا ذکر ہو تو مچل جائے (2) جب اس کا اپنا ذکر ہو تو خود کو حقیر سمجھے (3) **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی آیات سے عبرت حاصل کرے (4) گناہ یا شہوت کا کام کرنے لگے تو ڈر جائے (5) **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی شانِ غفاری کا تذکرہ ہو تو خوش ہو جائے (6) جب اپنے گناہ یاد آئیں تو توبہ واستغفار کرے۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۵۵)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے کبھی مایوس نہیں کرتا، بڑے سے بڑا گناہ بھی اس کی رحمت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو وہ بڑے بڑے مجرموں کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرما کر ان پر نظرِ کرم فرماتا ہے۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** ہمیں سچی توبہ اور اُس پر استغفار کی توفیق

عطا فرمائے! اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْأَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



”تقناعت“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث پاک اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

- (1) مال کی حرص ایک مذموم شے ہے اور یہ موت ہی سے ختم ہوتی ہے۔
 - (2) موت تمام خواہشات اور اُمیدوں کو ختم کر دیگی اس لئے خواہشات اور لمبی لمبی امیدوں سے بہتر ہے کہ انسان اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے نیک اعمال کرے۔
 - (3) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کو دنیا بالکل بھی پسند نہیں، اس کے نزدیک دنیا کی حیثیت چمچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، دنیا کی مَحَبَّت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔
 - (4) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سچی توبہ کرنے والے ہر شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے۔
 - (5) بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اگر سچے دل سے توبہ کرے تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔
- دنیا کی مَحَبَّت تمام گناہوں کی جڑ ہے، یقیناً دنیا کی زندگی تو بہت تھوڑی ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ دنیا میں جتنا رہنا ہے اتنی دنیا کے لئے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لئے تیاری کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی ماحول میں خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفیٰ کے جام بھر بھر کے پلائے جاتے ہیں، آپ سے مدنی التجا ہے کہ ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے۔

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمارے دلوں سے دنیا کی مَحَبَّت نکال کر اپنی اور اپنے پیارے حبیبِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی

مَحَبَّت ڈال دے۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْأَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قاتل جنت میں کیسے گیا؟

حدیث نمبر: 24

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ! يَضْحَكُ اللَّهُ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَيَّ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْأُخْرَى يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ،
ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسَلِّمُ فَيُسْتَشْهِدُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الکافر یقتل المسلم..... الخ، ۲۶۲/۲، حدیث: ۲۸۲۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ایسے دو آدمیوں کو دیکھ کر ضحک فرمائے گا جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا (پھر بھی) وہ
دونوں جنت میں داخل ہونگے۔ ان میں سے ایک تو اللہ عزوجل کی راہ میں لڑ کر شہید ہوا تھا پھر اللہ عزوجل نے اس کے قاتل کو
توبہ کی توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔

شہید جنتی ہے

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: اس حدیث
پاک سے معلوم ہوا کہ جو بھی راہِ خدا میں شہید کیا جائے وہ جنتی ہے۔ علمائے کرام رحمہم اللہ السلام اس حدیث کا ایک معنی
یہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے وہ قاتل کا فر تھا پھر اللہ عزوجل نے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو وہ مسلمان ہوا اور پھر
شہید ہو گیا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے پھر توبہ کرے اور راہِ خدا میں
شہید کر دیا جائے۔ (عمدة القاری، کتاب الجہاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد او یقتل، ۱۰/۳۹، تحت
الحدیث: ۲۸۲۶)

ضحک سے کیا مراد ہے؟

امام یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: حدیث مذکور میں

”ضَحْکُ“ کا لفظ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے بطورِ استِعَارَہ استعمال ہوا ہے، کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے ایسے الفاظ کا اطلاق ناجائز ہے، کیونکہ ایسے الفاظ کا اطلاق اجسام پر ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے۔ چنانچہ، یہاں ”ضَحْکُ“ سے مراد ان دونوں سے راضی ہونا، اجر و ثواب دینا اور ان کی تعریف کرنا ہے۔ کیونکہ ہم اسی وقت ہنستے ہیں جب کوئی کام ہماری مرضی کے مطابق ہوا ہو یا کسی سے ملاقات کے وقت خوشی اور بھلائی پہنچی ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں ہنسنے سے مراد ان ملائکہ کا ہنسا ہے جو ان کی روح قبض کرتے ہیں اور انہیں جنت میں لے کر جاتے ہیں۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب بیان الرجلین یقتل احدهما الاخر..... الخ، ۳۶/۷، الجزء الثالث عشر)

عَلَامَةُ ابْنِ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْفَقَّارِ شَرَحَ بَخَّارِي فِي فَرَمَاتِهِ هُنَّ: اَوْرِيهَآ ”ضَحْکُ“ سَے مَرَادِیَہِ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رضامندی اور رحمت کے ساتھ ان سے ملاقات فرمائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ، قتل اور اس کے علاوہ پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (شرح بخاری لابن بَطَّال، کتاب الجہاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد او یقتل، ۳۸/۵)

مُفَسِّرُ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُتَّفِیْ اَحْمَدِ یَا رَحْمَانِ عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اِسْ حَدِیْثِ پَاکِ کَ تَحْتِ فَرَمَاتِهِ هُنَّ: ”ضَحْکُ“ کَے مَعْنٰی هُنَّ ”ہنسا“ رَبُّ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ کَے لَئے یہ نَامُکِن ہے۔ اِسْ لَئے بَعْضِ شَارِحِیْنَ نَے اِسْ کَے مَعْنٰی کَئے هُنَّ، خُوش ہونا، راضی ہونا، پسند فرمانا، صَاحِبِ اَشْعَةِ اللُّمَعَاتِ نَے فرمایَا کہ ”ضَحْکُ“ کَا مَعْنٰی هے، پَانِیِ بَہَانَا، لَہٰذَا اِسْ کَے مَعْنٰی هُوَ، رَحْمَتِیْنِ بَہَانَا، یہ مَعْنٰی نَہَایْتِ لَدِیْذِ وَ نَفِیْسِ هُنَّ۔ مَزِیْدِ فَرَمَاتِهِ هُنَّ قَاتِلِ وَ مَقْتُولِ دُونوں اِیکِ سَا تَہِ ہَا تَہِ مِیْنِ ہَا تَہِ ذَا لَے جَنَّتِ مِیْنِ جَائِسِ گَے کہ پہلا بَہِی شَہِیْدِ وَ سَعِیْدِ فُوتِ ہُوا اُو دُوسَرَا بَہِی شَہِیْدِ وَ سَعِیْدِ، دِیکھو حَضْرَتِ سَیِّدِ نَا اِمِیْرِ حَمَزَہِ کُو جَنَابِ وَ حَشِی نَے شَہِیْدِ کِیَا اُو رِ پَہْرِ بَعْدِ مِیْنِ خُودِ بَہِی سَعِیْدِ وَ مَومِنِ ہُو کَر فُوتِ هُوَ، رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ خِیَالِ رَہے کہ دُنِیَا کَے تَمَامِ مُسْلِمَانوں کِی ذَاتِی عَدَاوَتِیْنِ آخِرَتِ مِیْنِ خَتْمِ ہُو جَائِسِ گِی، یوں ہِی دُنِیَا کِی جِسْمَانِی مَحَبَّتِیْنِ بَہِی وَ ہَاں فَنَا ہُو جَائِسِ گِی، اِیْمَانِی عَدَاوَتِ وَ رَحْمَتِ بَاتِی رَہے گِی، مُسْلِمَانِ بَاپِ کَا فَرِیْئَے کُو عَذَابِ مِیْنِ دِیکھِ کَر خُوش

ہوگا، اور اجنبی مسلمان دوسرے مسلمان کو عذاب میں دیکھ کر مملؤل (غمگین) ہوگا، اس کی سفارش و شفاعت کر کے اسے بخشوائے گا، یونہی وہ دو مسلمان جو دنیوی معاملات میں ایک دوسرے کے دشمن تھے وہاں دوست ہو جائیں گے۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ (پ ۱، الحجر: ۴۷)

اور فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

أَلَّا خَلَاءٌ يَوْمَئِذٍ يَبْعَثُ لِبَعْضٍ عَدُوًّا لِلْآسِفِينَ ﴿۲۵﴾ (پ ۲۵، الزخرف: ۲۷)

(مراۃ المناجیح، ۵/۲۲۳)

حضرت سپیدنا ابن سعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ابنِ قَوْلِ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) میرے ہاتھوں قتل ہوا، جبکہ میں کافر تھا۔ میرے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا مرتبہ عطا کیا اگر وہ اس وقت مجھے قتل کر دیتا تو میں (مَعَاذَ اللّٰهِ) کفر کی حالت میں مرتا اور اس کے ہاتھوں سے ذلیل و رسوا ہوتا، میری عاقبت تباہ ہو جاتی اور میں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا۔ (تفہیم البخاری، ۴/۳۹۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق عطا فرما کر اُس کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت غفور رحیم ہے اس کے عفو و کرم کی انتہا نہیں، یہ اُس کا کرم ہی تو ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایک مُحَافِظ (فرشتہ) ہے جو شیطان اور اُس کے چیلوں سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ،

ہر انسان کے ساتھ ایک محافظ ہوتا ہے

مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُ نَا آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر ایلیس کو مُسَلِّط کر دیا، میں تیری مدد کے بغیر اس پر قابو نہیں پاسکتا۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں تیری اولاد کے ہر ہر فرد کے ساتھ ایک محافظ پیدا کروں گا جو اسے شیطان اور دیگر برے ساتھیوں سے بچائے گا۔ عرض کی: الہی عَزَّوَجَلَّ! کچھ مزید عطا فرما! ارشاد فرمایا: ایک نیکی کا اجر دس گنا ہوگا اور نیکی میں اضافہ کروں گا اور برائی کا گناہ برائی جتنا ہی ہوگا اور برائی کو مٹاؤں گا۔ عرض کی: الہی عَزَّوَجَلَّ! مزید عطا فرما! ارشاد فرمایا: جب تک روح کا جسم کے ساتھ رشتہ برقرار رہے گا میں انسان کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ اور عطا فرما! ارشاد فرمایا: میرے جو بندے گناہوں کے سبب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں ان سے کہہ دو کہ وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں، بے شک میں تمام گناہ بخش دوں گا، بے شک میں بہت مغفرت فرمانے والا ہوں (روح البیان، پ ۱۱، ہود، تحت الاية: ۳، ۹۳/۴)

اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو کبھی بھی اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔ حضرت سَیِّدُ نَاوَحِشِی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ایمان لانے کا واقعہ بھی نہایت ایمان افروز ہے اس واقعے سے اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی اپنے بندوں پر رحمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُ نَاوَحِشِی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قبولِ اسلام

منقول ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سَیِّدُ نَا امیر حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قاتل وحشی نے مَکَّہ مَکْرَمَہ سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں خط بھیجا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں لیکن اس آیت کی وجہ سے نہیں ہو پاتا:

وَ الَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے، اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں

کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا (پ ۱۹، الفرقان: ۶۸)

اس آیت میں جن تین گناہوں کا ذکر ہوا میں ان تینوں کا مرتکب ہو چکا ہوں کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور

انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔ (پ ۱۶، مریم: ۶۰)

وحشی کو یہ آیت مبارکہ لکھ کر بھیجی گئی تو انہوں نے جواباً لکھ کر بھیجا کہ اس آیت میں عمل صالح کی شرط ہے، کیا خبر میں عمل صالح کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُعْزِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَعْفُو مَا دُونَ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَنْشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا۔ (پ ۵، النساء: ۴۸)

یہ آیت مبارکہ سن کر وہ بولے کہ اس میں مشیتِ الہی کی شرط ہے، پتا نہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ میری مغفرت چاہے گا بھی یا نہیں؟ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو
جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے
نامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک
وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ لِيُعَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا
تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الدُّنُوبَ جَبِيحًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۵۲﴾
(پ: ۲۴، الزمر: ۵۳)

اس آیت مبارکہ میں چونکہ کسی شرط کا ذکر نہیں لہذا اسے پڑھتے ہی وہ مَدِينَةُ مُنَوَّرَةٍ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا
وَتَعْظِيمًا کی جانب روانہ ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور دامنِ اسلام سے وابستہ ہو کر صَحَابِيَّتِ کے
مرتبے پر فائز ہو گئے۔

(روح البیان، پ: ۵، النساء، تحت الایة: ۴۸، ۲/۹۱۹)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔
اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو توبہ کے لئے بڑی مہلت دیتا ہے۔ وہ کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کی
توبہ پر خوش ہوتا ہے، بندہ جتنی بار بھی توبہ کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُس پر رحمت نازل ہوتی ہے اور توبہ
کرنے والا بالآخر کامیاب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں ”توبہ“ کے چار حروف کی نسبت سے ”4“ روایات ملاحظہ ہوں

(1) تائبین کے لئے خوشخبری

مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَابَ مِنْ ذُنُوبِهِ
حَيْرَانَ كُنْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى. (تبيين الغافلين، باب التوبة، ص ۵۳)

مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَابَ مِنْ ذُنُوبِهِ
حَيْرَانَ كُنْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى. (تبيين الغافلين، باب التوبة، ص ۵۳)

گناہگارو! نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نظر رحمت پہ رکھو جنٹ الفردوس میں جاؤ

(2) آخری دم تک توبہ قبول ہے

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن بیکمانی قدیس سِرُّهُ السُّودَانِی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں نے سرکارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنا: جس نے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کر لی، اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسکی توبہ قبول فرمائے گا۔ یہ سن کر ایک اور صحابی نے کہا: تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس پر دوسرے صحابی نے کہا: میں نے سرکارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنا کہ جس نے مرنے سے ایک ماہ پہلے توبہ کر لی اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات سرکارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنی ہے؟ کہا: ہاں! تو اس نے کہا: میں نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنا کہ جو مرنے سے ایک دن پہلے بھی توبہ کر لے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنی ہے؟ کہا: ہاں! تو اس نے کہا: میں نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنا کہ جو مرنے سے ایک گھڑی پہلے توبہ کر لے تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ایک اور صحابی نے کہا: کیا تم نے یہ بات حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے سنی ہے؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: میں نے تو حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص موت کے غُرْغُرَہ (یعنی آخری ہنگامی) سے پہلے بھی توبہ کر لے، تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُس کی توبہ بھی قبول فرمائے گا۔ (مستدرک حاکم، کتاب التوبۃ والاناہ، باب من تاب الی اللہ قبل الغرغرة، ۳۶۶/۵، حدیث: ۷۷۳۷)

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کی رحمت بہت بڑی ہے، وہ تو بہانہ تلاش کرتی ہے کہ بندہ مغفرت طلب کرے اور اُسے بخش دیا جائے۔ چنانچہ،

(3) صرف تین کلمات کی وجہ سے مغفرت ہوگئی

حضرت سیدنا مُعْتَبِ بن سُمَی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص بہت گناہ کیا

کرتا تھا، ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ گزشتہ زندگی پر نگاہ دوڑائی تو شرمندگی سے سر جھک گیا تڑپ کر بارگاہِ الہی میں تین مرتبہ یوں عرض کی: ”اللَّهُمَّ غُفْرَانَكَ“ (یا الہی میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔ پھر فوراً اسے موت آگئی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے بخش دیا۔

(تنبیہ الغافلین ، باب التوبة ، ص ۵۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں سے بہت مَحَبَّت فرماتا ہے وہ ستر 70 ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان و رحیم ہے۔ اگر اس کے مقبول بندے کسی گناہ گار کے لئے بددعا کرتے ہیں تو بسا اوقات انہیں بددعا سے منع کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

(4) گناہ گاروں کی تین حالتیں

حضرت سَیِّدُ نَامُكْ حَوْلِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ جب حضرت سَیِّدُ نَابِرِ اَبْرَاهِيمِ عَلَيَّ نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو انہوں نے دنیا میں ایک شخص کو بدکاری میں مُلَوِّث دیکھ کر اس کے لئے بددعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر ایک آدمی کو چوری کرتے دیکھا تو اس کے لئے بھی بددعا کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے میرے خلیل! میرے بندوں کو رہنے دو، میرے بندوں کی تین حالتیں ہوں گی: (۱) یہ توبہ کریں گے تو میں انہیں بخش دوں گا (۲) یا ان کی اولاد نیک ہوگی جو میری عبادت کرے گی (جس سے انکے والدین کی مغفرت ہو جائے گی) (۳) یا پھر بدبختی ان پر غالب آجائے گی تو یہ جہنم کے مستحق ٹھہریں گے۔

(تنبیہ الغافلین ، باب التوبة ، ص ۵۳)

حضرت سَیِّدُ نَافِقِيهِ أَبُو اللَّيْثِ سَمْرَقَنْدِي عَلَيَّ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِي فرماتے ہیں کہ بندہ جب بھی توبہ کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس لیے انسان کو رحمتِ خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنْ سِوَى اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ

الْكَافِرُونَ ﴿۸۷﴾ (پ ۱۳ یوسف: ۸۷)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کی رحمت سے

نامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَ

يَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۵﴾

(پ ۲۵، الشوری: ۲۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی

توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور

جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

عقل مند کو چاہیے کہ ہر وقت توبہ کرتا رہے، گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ گناہ گار خواہ ستر 70 مرتبہ گناہ کرے

اور ہر مرتبہ گناہ کے بعد توبہ کر لے تو اسے گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں کہیں گے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت

سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ محبوب، دانائے عُیُوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

نے ارشاد فرمایا: جو گناہوں کی معافی مانگتا رہے وہ مُصْر (بار بار گناہ کرنے والا) نہیں، خواہ ایک دن میں 70 مرتبہ ہی

معافی کیوں نہ مانگے۔ (ترمذی، کتاب احادیث شنی، باب من ابواب الدعوات، ۳۲۷/۵، حدیث: ۳۵۷۰)

دور کعت نماز، سارے گناہ معاف

امیر المؤمنین مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ فرماتے ہیں کہ

جب میں سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے کوئی بات سنتا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنی مشیت

(حکمت) کے مطابق مجھے اس سے نفع عطا فرماتا اور اگر کوئی اور شخص مجھے حدیث بیان کرتا تو میں اُس سے حَلْف (قسم)

لیتا۔ جب وہ حَلْف اٹھالیتا تو میں اُس کی تَصْدِيق کرتا۔ مجھے یا رِعا رومز اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا صدیق اکبر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا اور انہوں نے سچ فرمایا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید المرسلین، خاتم

النبيين صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب کسی آدمی سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اچھی طرح وضو

کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر استغفار کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور بخش دے گا۔ پھر یہ آیت مقدسہ تلاوت کی:

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد کر کے اپنی گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے، اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں، ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا اچھا نیک ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ وَمَنْ يُغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۳۷﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَبِيدِ ﴿۳۸﴾ (پ ۴، مال عمران، ۱۳۵، ۱۳۶)

(ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الصلوٰۃ عند التوبۃ، ۴۱۴/۱، حدیث: ۴۰۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَى مُحَمَّدٍ

شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ کبھی نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کی مغفرت ہو بلکہ وہ تو انہیں جہنم کا حقدار بنانا چاہتا ہے لیکن جو بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا رہتا ہے وہ فضلِ الہی سے ضرور شیطان کے شر سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ،

شیطان مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتا

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پر نور، شافعِ يومِ النُّشور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ابلیس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کہا کہ، مجھے تیری عزت و عظمت کی قسم! میں اولادِ آدم کے ساتھ مرتے دم تک چمٹا رہوں گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت و عظمت کی قسم! میں اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے۔

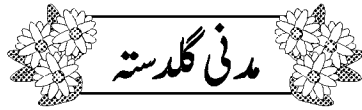
(مسند امام احمد، مسند ابی سعید خدری، ۵۹/۴، حدیث: ۱۱۲۴۴)

نیکیاں فوراً نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دائیں کندھے والا فرشتہ بائیں کندھے والے فرشتے پر نگران ہے، جب بندہ کوئی اچھا کام کرتا ہے تو وہ فوراً 10 نیکیاں لکھ دیتا ہے، لیکن جب بندہ برائی کرتا ہے اور بائیں کندھے والا گناہ لکھنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے: ابھی نہ لکھو! ٹھہر جاؤ! اس طرح اسے 6، 7 گھڑیاں روکے رکھتا ہے اگر بندہ توبہ کر لے تو کچھ نہیں لکھا جاتا ورنہ ایک گناہ لکھا جاتا۔

(شعب الإیمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، ۳۹۰/۵، حدیث: ۷۰۴۹)

ایک روایت میں یوں ہے کہ بندے کا گناہ اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک دوسرا گناہ نہ کر لے، اسی طرح اگلا گناہ اس سے اگلے گناہ تک نہیں لکھا جاتا، پھر جب پانچ گناہ ہو جائیں اور وہ کوئی نیکی کر لے تو 5 نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور ان 5 نیکیوں کے عوض پہلے 5 گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اس وقت شیطان چیختا چلاتا ہے کہ اے انسان! میں تجھ پر کیسے غلبہ پاؤں، میری ساری کوشش تیری ایک نیکی سے رائیگاں چلی گئی۔ (تنبیہ الغافلین، باب التوبة، ص ۵۴)



”توبہ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 4 مدنی پھول

- (1) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔
- (2) جو کوئی گناہ سے توبہ کر لے تو اسے اسی گناہ پر شرمندہ اور زَجْر و تَوْبِیْخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرنا دُرست نہیں کیونکہ توبہ سے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- (3) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے بندہ جس وقت بھی اس سے توبہ کرے اور معافی مانگے وہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(4) شیطان کے مکرو فریب اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کا ایک بہترین ذریعہ توبہ و استغفار ہے۔

یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر کرم بالائے کرم ہے کہ اُس نے نہ صرف ہمیں توبہ جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی بلکہ توبہ کے دروازے بھی ہمارے لئے موت کی آخری ہچکی تک کھول دیئے اور فرما دیا کہ میرا بندہ جب تک مجھ سے توبہ کرتا رہے گا میں قبول کرتا رہوں گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں بلا حساب جَنَّتُ الْفِرْدَوْسُ میں مالکِ جنت، قاسمِ نعمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرمائے!

ہو بہر ضیاء نظرِ کرم سُوئے گناہ گار جنت میں پڑوسی مرے آقا کا بنا دے

اور

ہر وقت جہاں سے کہ نہیں دیکھ سکوں میں جنت میں مجھے ایسی جگہ پیارے خدا دے

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

باب نمبر: 3

صبر کا بیان

صبر کا بیان

باب نمبر: 3

خداے بڑے بڑے و بڑے بڑے شمار نعمتیں نچھاور فرما کر احسانِ عظیم فرماتا ہے اسی طرح کبھی انہیں مصائب و آلام کے امتحان میں ڈال کر کامیابی کی صورت میں بلندی درجات کے علاوہ بے شمار دنیوی و اخروی انعامات بھی عطا فرماتا ہے اور ایسے خوش نصیبوں کو جو سب سے بڑا انعام ملتا ہے اس کے بارے میں قرآن کریم اس طرح مژدہ جاں فزا سنا رہا ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۵۲﴾ (پ ۲، البقرہ: ۱۵۳) ترجمہ کنز الایمان: بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے

ذاتِ باری تعالیٰ کا ثرب وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کے حصول کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رحمہم اللہ السلام نے ایسی ایسی تکالیف پر صبر کیا کہ جن کے تصور ہی سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ عزّوجلّ ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور جو مصائب ہمارے مقدر میں ہیں ان پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ رِیَاضُ الصَّالِحِیْنَ کا یہ باب ”صَبْر“ کے بارے میں ہے۔ حضرت سَیِّدُنَا اِمَامُ اَبُو زَكَرِيَّا يَحْيٰى بِنُ شَرَفِ نَوَوِي دِمَشْقِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِي نے اس باب میں 6 آیات مقدسہ اور 29 احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہم اس باب میں صبر کی تعریف، اسکی فضیلت و اہمیت، حصولِ صبر اور اس پر اِسْتِقَامَت کے ذرائع، بے صبری کے نقصانات اور اس کے علاوہ صابریں کے ایمان افروز حالات و واقعات بیان کریں گے۔ سب سے پہلے قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ اللہ عزّوجلّ صبر اور صابریں کے متعلق کیا ارشاد فرما رہا ہے۔

اے ایمان والوں! صبر کرو!

پارہ 4 سورۃ ال عمران آیت 200 فرمانِ خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَبِرُوا وَصَابِرُوا

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو صبر کرو اور

صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

(پ ۴، ال عمران: ۲۰۰)

حضرت سیدنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي ”تفسیر طبری“ میں اس آیت مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی اے ایمان والو! اپنے دین اور اس وعدے پر صبر کرو جو میں نے تم سے کیا ہے اور دشمن کے مقابلے میں صبر کرنے میں ان سے بڑھ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنے باطل دین کو چھوڑ کر دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جائیں۔“

(تفسیر طبری، پ ۴، ال عمران، تحت الایة: ۲۰۰، ۵۶۲/۳)

مومنوں کی آزمائش

پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 155 میں جان و مال کی کمی اور بھوک و خوف پر صبر کرنے والوں کو یوں خوشخبری سنائی

جا رہی ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَ

کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور

نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَ

پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنانا صبر والوں کو۔

بَشِيرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ (پ ۲، البقرہ: ۱۵۵)

حضرت سیدنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي ”تفسیر طبری“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی ہم تمہیں دشمن کے خوف، قحط سالی، شدید بھوک و فقر وفاقہ، فصلوں کی کمی، مقاصد کے حصول میں مشکلات، کفار سے جنگ کے دوران افرادی قوت میں کمی اور اہل و عیال کی موت وغیرہ کے ذریعے آزمائیں گے اور یہ سب چیزیں ہماری جانب سے بطور امتحان ہونگیں تاکہ تمہارے سچے جھوٹوں سے اور اہل بصیرت منافقوں سے جدا ہو جائیں۔“

(تفسیر طبری، پ ۲، البقرہ، تحت الایة: ۱۵۵، ۴۴/۲)

صَدْرُ الْفَاضِلِ حَضْرَتِ عَلَّامِهِ مَوْلَانَا سَيِّدِ مُحَمَّدِ نَعِيمِ الدِّينِ مُرَادِ أَبِي عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي خَزَائِنِ الْعِرْفَانِ فِي

اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللہ عزّوجلّ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا اور پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لئے کہ اولادِ دل کا پھل ہوتی ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے کہ ”جب کسی کا بچہ مرتا ہے تو اللہ عزّوجلّ ملائکہ (فرشتوں) سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں! یا رب (عزّوجلّ)! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں: ہاں! پھر اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور ”اِنَّ اللہَ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ“ پڑھا۔ اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے: اس کے لئے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام ”بیتُ الحمد“ رکھو۔ مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو مصیبت کے وقت صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے، ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا و مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور اِسْتِقْلَال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، ایک یہ کہ آنے والی مصیبت سے قبل اطلاع دے دینا نبی خبر اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلا کی خبر سے اُکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔

(خزائن العرفان پ ۲، البقرہ: ۱۵۵)

صابرین کے لئے بے حساب اجر و ثواب

پارہ 23 سورہ زمر آیت 10 میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب

اِنَّمَا يُؤْتِي الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ①

بھر پور دیا جائے گا بے گنتی۔

(ب ۲۳، الزمر: ۱۰)

علامہ مولانا مُحَمَّدِ اِسْمَاعِیلِ بْنِ مُصْطَفٰی حَقّٰی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ تفسیر ”روح البیان“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: بے شک! وہ لوگ جو امورِ دینیہ کی تکمیل اور ان کی حدود کی محافظت میں آنے والی ہر طرح کی تکالیف مثلاً اہل و عیال اور وطن سے دوری کی تکلیف پر صبر کرتے ہیں اور کسی بھی صورت استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے (تو ایسوں کو بے حساب بھرپور ثواب دیا جائے گا) (روح البیان، پ ۲۳، الزمر، تحت الایة: ۱۰، ۸۵/۸)

صبر کرنا باہمت لوگوں کا کام ہے

پارہ 25 سورہ شوریٰ آیت 43 میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَنَ صَابِرًا وَغَفَرًا إِنَّ ذَلِكَ لَمِنَ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿۴۳﴾ (پ ۲۵، الشوریٰ: ۴۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

حضرت علامہ شیخ مُحَمَّدِ اِسْمَاعِیلِ حَقّٰی حَنْفِیِّ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ اپنی مایہ ناز تفسیر ”روح البیان“ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: درحقیقت صبر جو ان مردوں کا کام ہے کہ وہ ہر وقت ظلم و جفا پر صبر کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ حضرت أَبُو سَعِیدِ قَرَشِیِّ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِیِّ نے فرمایا: تکالیف و مصائب اور ناگوار امور پر صبر کرنا انتباہ کی علامت ہے، یعنی جو ناگوار امر پر صبر کرتا ہے اور جَزَع و فَرَع (رونا بیٹنا) نہیں کرتا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی رضاء فرماتا ہے اور صوفیائے کرام رَحْمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک رضائے الہی کا حصول بہت بڑے امور میں سے ہے اور جو شخص صبر نہیں کرتا بلکہ جزع و فزع کرتا ہے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے نفس کے سپرد کر دیتا ہے پھر اسے شکوہ و شکایت سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بعض مشائخ کرام رَحْمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے فرمایا کہ جو شخص تکالیف پر ایسا صبر کرے کہ کسی کے سامنے شکایت نہ کرے بلکہ اپنے مخالف کو معاف کر دے اور اپنے نفس کے لئے اپنے مخالف پر دنیا و آخرت میں کوئی دعویٰ باقی نہ رکھے تو یہ ”إِنَّ ذَلِكَ لَمِنَ عَزْمِ الْأُمُورِ“ پر عمل کرنا ہے۔

(روح البیان، پ ۲۵، الشوریٰ، تحت الایة: ۴۳، ۸۵/۳۳۶-۳۳۷)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَبْرَ كَرْنِ وَالْوَلِّ كَسَاثِ

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو صبر اور نماز

سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

(ب ۲، البقرة: ۱۵۳)

تفسیر ”روح البیان“ میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ نماز پڑھتے اور مذکورہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے۔ (آیت طیبہ میں) صبر و نماز کی تخصیص اس لئے ہے کہ صبر باطنی عبادت میں بدن کے لیے بہت دشوار ہے جیسے ظاہری طور پر نماز بدن پر زیادہ سخت ہے کیونکہ نماز کئی قسم کی طاعات مثلاً ارکان و سنن و مستحبات اور خشوع و خضوع اور توجہ و سکون و دیگر جملہ اُن عبادتِ شاقہ (سخت عبادت) کا مجموعہ ہے کہ جن کی ادائیگی توفیق الہی کے بغیر ناممکن ہے۔

(روح البیان، پ ۲، البقرة، تحت الاية: ۱۵۳، ۱/۲۵۷)

صَابِرِيْنَ اَوْرِ مَجَاهِدِيْنَ كَا مَتْحَانِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ

تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو۔

(ب ۲۶، محمد: ۳۱)

حضرت سیدنا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي ”تفسیر طبری“ میں فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل ایمان سے فرمایا: اے مومنوں ہم تمہیں قتل اور اپنے دشمنوں سے جہاد کے ذریعے آزما بیٹے گا تاکہ مجاہدین میں سے ہمارا لشکر اور ہمارے اولیا پہچانے جائیں اور ہمارے دشمنوں سے جہاد پر صبر کرنے والے پہچانے جائیں دین میں بصیرت رکھنے والے اور شک کرنے والے، اسی طرح مومنین و منافقین پہچانے جائیں اور ہم تم میں

سے پھول جھوٹوں کو جانچ لیں۔ (تفسیر طبری، پ ۲۶، محمد، تحت الاية: ۳۱، ۱/۳۲۵)

نیک اعمال کے فضائل

حدیث نمبر: 25

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتَقُهَا أَوْ مُوقِفُهَا.

(مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الطہور، ص ۱۴۰، حدیث: ۲۲۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے رسول، رسول مقبول کا فرمانِ عظمت نشان ہے: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ "الْحَمْدُ لِلَّهِ" میزان کو بھر دیتا ہے۔ "سُبْحَانَ اللَّهِ" اور "الْحَمْدُ لِلَّهِ" زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے۔ اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے، ہر انسان اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اپنے نفس کو بیچنے والا ہوتا ہے پھر یا تو (نیک اعمال کے ذریعے) اسے آزاد کرتا ہے یا (برے اعمال کے سبب) تباہ کرنے والا ہے۔

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں:

"طہارت نصف ایمان ہے" کا ایک معنی یہ ہے کہ طہارت کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جس طرح ایمان لانے سے سابقہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں، اسی طرح وضو سے بھی مسلمان کے سابقہ گناہ مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا: "طہارت نصف ایمان ہے"

"الْحَمْدُ لِلَّهِ" میزان کو بھر دیتا ہے اور "سُبْحَانَ اللَّهِ" اور "الْحَمْدُ لِلَّهِ" آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتے

ہیں، قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ اعمال کا وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اس حدیث کا معنی یہ

ہے کہ اگر سُبْحَانَ اللَّهِ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ کے ثواب کو مُجَسِّم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان اور زمین کو بھر دے گی، اور انکے ثواب کے زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللَّهِ کا کلمہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے مُنَزَّہ (پاک ہونے) اور ہر نقص اور عیب سے بری ہونے کے معنی پر مشتمل ہے اور الْحَمْدُ لِلَّهِ کا کلمہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف مُفْتَقِر (محتاج) ہونے اس کی حمد و ثنا اور اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔

”نماز نور ہے“ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس طرح نور اندھیروں کو دور کر کے روشنی پھیلا دیتا ہے اسی طرح نماز گناہوں، بے حیائی اور بُرے کاموں کو دور کر کے اعمالِ صالحہ کی ہدایت دیتی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے بروز قیامت نمازی کا چہرہ نماز کی وجہ سے روشن و منور ہوگا اور دنیا میں بھی نمازی کا چہرہ تروتازہ رہتا ہے۔

”صدقہ دلیل ہے“ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ مال کہاں خرچ کیا؟ تو اس کے صدقات اس سوال کے جواب پر براہین (دلیل) بن جائیں گے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ مال انسان کو طبعاً عزیز ہوتا ہے اور جب وہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو یہ صدقہ کرنا اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت پر دلیل بن جاتا ہے۔

”صبر ضیاء (روشنی) ہے“ اس سے مراد یہ ہے کہ صبر ایک پسندیدہ عمل ہے اور صبر کرنے والا ہمیشہ تروتازہ اور ہدایت پر مستقیم رہتا ہے، حضرت سَیِّدُنا ابراہیم خَواص عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوٰہِبَاتِ نے فرمایا: کتاب اور سنت پر ثابت قدم رہنا صبر ہے، حضرت سَیِّدُنا ابنِ عطاء عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی نے فرمایا: حوصلہ اور برداشت کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنا صبر ہے، استاذ اَبُو عَلَی دَقَّاق عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاقِ نے فرمایا کہ صبر کی حقیقت یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے، البتہ مصائب کا اظہار کرنا صبر کے مُنافی نہیں، بشرطیکہ یہ اظہار بطور شکایت نہ ہو۔

”قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے“ یعنی اگر تم قرآن مجید کی تلاوت کرو گے اور اس کے احکامات پر عمل کرو گے تو یہ تمہارے حق میں دلیل ہوگا ورنہ یہ تمہارے خلاف دلیل ہوگا۔

نیز اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ”ہر شخص جب صبح کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے، پھر یا تو اپنے جسم کو جہنم سے آزاد کرالیتا ہے یا اسے عذاب میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان عمل کرتا ہے، بعض انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام مان کر اپنے نفس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کر دیتے ہیں اور اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرالیتے ہیں اور بعض انسان شیطان اور خواہش کی اتباع کرتے ہیں اور اپنے نفس کو شیطان کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اور شیطان انہیں جہنم میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، ۱۰۰/۲، الجزء الثالث)

قبر کا اُجالا

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مَرْقَاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق نفس کو اس کی خواہشوں سے روکنا، گراں گزرنے والی عبادات کی طرف اسے مائل کر کے اس راہ میں آنے والی تکالیف کو برداشت کرنا صبر کہلاتا ہے۔ جب بندہ اپنے صبر کے عہد کو پورا کرے تو یہ اس کے لئے ضیاء (روشنی) ہے کیونکہ اگر صبر کو ترک کیا تو گناہوں کے اندھیرے میں جا گرے گا۔ ضیاء سے مراد قبر کا اُجالا ہے، کیونکہ جب مومن دنیا کی زندگی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور بلاؤں پر اور گناہوں سے بچنے پر صبر کرتا ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی تنگ و تاریک قبر کو کشادہ و منور فرما دیتا ہے۔ (ملخصاً مرقاة المفاتیح، کتاب الطہارت، الفصل الاول، ۸/۲)

صبر بہت ہی اچھا عمل ہے لیکن ہر صبر اچھا ہو یہ ضروری نہیں۔ کبھی کبھی صبر کرنا مکروہ و حرام ہوتا ہے اور کبھی فرض و واجب یا نفل۔ چنانچہ،

حکم کے اعتبار سے صبر کی اقسام

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِي فرماتے ہیں: ”حکم کے اعتبار سے صبر

کی چار قسمیں ہیں (۱) فرض (۲) نفل (۳) مکروہ اور (۴) حرام۔

ممنوعہ کاموں سے صبر کرنا ”فرض“ ہے (جیسا کہ گناہوں سے صبر کرنا)۔ ناپسندیدہ اُمور پر صبر کرنا ”نفل“ ہے (یعنی نفس کی ناپسندیدہ باتوں مثلاً نفلی عبادات صدقہ و خیرات وغیرہ پر صبر کرنا کیونکہ اعمالِ صالحہ نفس پر بہت گراں گزرتے ہیں)۔ شرعی طور پر ممنوع اذیت پر صبر کرنا ممنوع ہے جیسے بلا وجہ کسی شخص یا اس کے بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے اور وہ اس پر صبر کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی شہوت کے ساتھ اس کی بیوی کا قرضہ کرے تو اس سے اس کی غیرت جاگ اٹھے لیکن غیرت کے اظہار سے صبر کرے اور اس کی بیوی سے جو سلوک کیا جائے اس پر خاموشی اختیار کرے تو یہ صبر ”حرام“ ہے۔ اور جو صبر ایسی اذیت پر ہو جو شرعی طور پر مکروہ طریقے سے پہنچے اس پر صبر کرنا مکروہ ہے۔ گویا صبر کی کسوٹی معیار شریعت ہے، لہذا صبر کے ”نصفِ ایمان“ ہونے سے یہ مراد نہیں لینی چاہیے کہ ہر قسم کا صبر محمود (قابل تعریف) ہے بلکہ اس سے صبر کی مخصوص انواع مراد ہیں۔ (احیاء العلوم، ۸۵/۴)

صبر کے مختلف نام

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِيَةِ اِحیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

”صبر کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ہے، بدنی صبر جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا وہ یا تو فعل کے ذریعے ہوتا ہے جیسے سخت اعمال برداشت کرنا یا عبادات وغیرہ کے ذریعے، یا اس کا تعلق برداشت سے ہوتا ہے مثلاً سخت مار، بہت بڑی بیماری اور تکلیف دہ زخموں کو برداشت کرنا یہ صبر اگر شریعت کے موافق ہو تو قابل تعریف ہے۔ لیکن مکمل طور پر تعریف کے قابل دوسری قسم ہے اور وہ ”طبعی خواہشات“ اور خواہش کے تقاضوں سے نفس کا صبر کرنا ہے اب اگر اس قسم میں پیٹ اور شرمگاہ کی خواہش سے صبر ہو تو اسے ”عَفَّت“ کہتے ہیں۔ چونکہ وہ مکروہ اُمور جن پر صبر غالب آتا ہے لوگوں کے نزدیک مختلف ہیں اس لیے ان کے نام بھی مختلف ہیں اگر وہ مصیبت میں ہو تو اسے ”صبر“ ہی کہا جاتا ہے اور اس کے خلاف حالت کو ”جَزَع و فَزَع (رونادھونا)“ کہتے ہیں یعنی خواہش کے تقاضوں کو کھلی چھٹی دی جائے کہ وہ خوب آواز بلند کرے، رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے، نیز اس قسم کی دوسری حرکات کرے اور اگر مالدار

کی برداشت میں صبر کرے تو اسے ”ضبطِ نفس“ کہتے ہیں اور اس کے خلاف حالت کو ”بَطْر“ (اکڑ) کہتے ہیں اگر یہ لڑائی اور جنگ میں ہو تو اسے ”بہادری“ کہا جاتا ہے جس کا مُقابلِ بڑ دلی ہے، اگر غصہ پی جانے کے سلسلے میں صبر ہو تو اسے ”بُز دباری“ کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں غضبنا کی ہے اور اگر زمانے کی کسی آفت پر صبر ہو تو اسے ”دل کی کشادگی“ کہتے ہیں اور اس کی ضد کم حوصلگی، دل کی تنگی اور زچ (تنگ، مجبور) ہونا ہے اگر کلام کو چھپانے کے سلسلے میں صبر ہو تو اسے ”کِسْمَانِ سِر“ (راز چھپانا) کہا جاتا ہے، اور ایسے شخص کو کُتْموم (چھپانے والا) کہا جاتا ہے اگر ضروریات زندگی سے زائد اشیاء سے صبر کیا جائے تو اسے ”زُہد“ کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حُرص ہے، اگر تھوڑے حصے پر صبر کیا جائے تو اسے ”قِنَاعَت“ کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حُرص ہے۔ الغرض ایمان کے اکثر اخلاق صبر میں داخل ہیں اسی لیے جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ایمان صبر ہے۔ (احیاء العلوم، ۸۲/۴)

صبر بہت ہی افضل چیز ہے یہاں تک کہ اگر انسان کا نفلی روزہ اور رات کی ساری نفلی عبادت چھوٹ جائے تو صبر و یقین کی برکت سے اسے ان اعمال کا ثواب مل سکتا ہے۔

”صَبْر“ کے 3 حروف کی نسبت سے صبر کے متعلق 3 روایات ملاحظہ فرمائیے:

(1) صبر اور دیگر نفلی عبادات

نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرِّ و رِصَلِّ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو چیزیں تمہیں دی گئی ہیں ان میں سب سے کم چیز یقین اور صبر کی عزیمت ہے اور جسے ان دونوں باتوں سے حصہ مل گیا اس کا قیام لیل (رات کی نفلی عبادت) اور دن کا (نفلی) روزہ فوت بھی ہو جائے تو کوئی پروا نہیں اور تم جس حالت پر ہو اس پر تمہارا صبر کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی شخص تم سب کے عمل کے برابر عمل میرے پاس لائے، لیکن مجھے خوف ہے کہ تم پر دنیا کھول دی جائے تو تم ایک دوسرے سے اجنبی ہو جاؤ گے، اس وقت آسمان والے بھی تمہیں نہیں پہچانیں گے۔ جس نے صبر کیا اور

ثواب کا ارادہ کیا وہ پورے ثواب کے ساتھ کامیاب ہوا۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ عزّوجلّ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور وہ صبر کرنے والوں کو ضرور ان کا اجر عطا فرمائے گا۔ (احیاء العلوم، ۷/۴، ۷۶)

(2) جنت الفردوس میں ٹھکانا

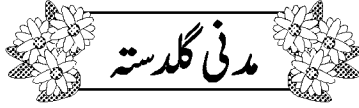
شہنشاہِ نبوت، خزانِ جود و سخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص دنیا میں ہی اپنی ہر خواہش کی تکمیل کر لے تو یہ چیز آخرت میں اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان آڑ اور پردہ بن جائے گی اور جو مالداروں کی زینت کی طرف اپنی نگاہیں دراز کرے تو وہ آسمان والوں کے سامنے بے عزت ہو جاتا ہے اور جو شدید بھوک پر صبر کرے اللہ عزّوجلّ اس کو جنت الفردوس میں جہاں چاہے گا ٹھکانا عطا فرمائے گا۔“

(شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۱۲۵/۷، حدیث ۹۷۲۲)

(3) مومن کی پہچان

ملکی مدنی سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: کیا تم مومن ہو؟ وہ خاموش رہے، امیرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ہاں! یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا: ”تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟“ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: ”ہم فرانجی کی حالت میں شکر کرتے ہیں، آزمائش کے وقت صبر کرتے ہیں، اللہ عزّوجلّ کے فیصلے پر راضی رہتے ہیں۔“ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”رَبِّ کَعْبِدْ کِی تَمَّ! تم مومن ہو۔“ (احیاء العلوم، ۷/۴، ۷۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ



”صابر“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 4 مدنی پھول

- (1) نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی طہارت کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔
 - (2) سارے اعمال وہاں (بروزِ قیامت) شکلوں میں نمودار ہونگے۔ جیسے آج دنیا میں ہم واقعات کو خواب میں مختلف شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔ (مرآة المناجیح ۱۳۹/۳)
 - (3) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی منع کردہ چیزوں سے صبر کرنا سب سے افضل صبر ہے۔
 - (4) شرعی تقاضوں کے مطابق صبر کرنا نصف ایمان ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں مصائب و آلام پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں دین و دنیا میں عافیت عطا فرمائے!
- اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سوال کرنے سے، صبر کرنا بہتر ہے

حدیث نمبر: 26

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانَ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفَدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ أَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدِهِ "مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعْفِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بخاری، کتاب الزکاة، باب الاستغفار عن المسئلة، ۴۹۶/۱، حدیث: ۱۴۶۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے بیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا انہوں نے پھر مانگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر عطا فرمایا یہاں تک کہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال تھا وہ ختم ہو گیا۔ پس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب چیزیں اپنے ہاتھ سے خرچ کر دیں تو ارشاد فرمایا: جو کچھ میرے پاس ہوگا وہ تم سے بچا نہ رکھوں گا جو سوال سے بچنا چاہے اللہ عزوجل اسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا اللہ عزوجل اسے غنی کر دے گا اور جو ضرر چاہے گا اللہ عزوجل اسے ضرر دے گا اور کسی کو ضرر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہ ملی۔

عَلَامَهُ مُلَا عَلِيٍّ قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مَرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ فِيهِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”انصار کی ایک جماعت نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر کچھ مانگا تو نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سوال پورا کر دیا، انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سائلین کو عطا فرمایا یہاں تک کہ اس وقت جو کچھ موجود تھا وہ ختم ہو گیا تو ارشاد فرمایا: ”جو کچھ میرے پاس تھا میں نے تمہیں دے دیا، نہ میں تم سے اپنی عطا روکتا ہوں نہ کوئی مال تم سے چھپا کر ذخیرہ کرتا ہوں۔ جو شخص مانگنے سے بچنا چاہے اللہ عزوجل اسے بچاتا ہے یعنی جو اپنے آپ کو سوال سے روکے یا سوال نہ کرنے کی توفیق اللہ عزوجل سے طلب کرے تو اللہ عزوجل اسے

سوال اور دیگر بری باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیتا ہے، جو کوئی تھوڑی غذا پر صبر کر لے اور لوگوں سے سوال نہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قناعت کی دولت سے نوازتا ہے اور قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، جو کوئی بے نیازی اختیار کرنا چاہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، یعنی جو لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرے اور سوال کرنے سے بچے یہاں تک کہ لوگ اسے غنی سمجھنے لگیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے شخص کو دل کا غنی بنا دیتا ہے اور یہی حقیقی غنا ہے کیونکہ کثرتِ مال سے کوئی شخص غنی نہیں ہوتا بلکہ غنی تو وہ ہے جو دل کا غنی ہو اور جو صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے صبر کی دولت عطا فرمادیتا ہے۔ یعنی جو شخص حقیقی صبر کے حصول کے لئے تکلیف دہ امور پر محتلف صبر کرتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے صبر کی توفیق مانگتا ہے یا اپنے آپ کو لوگوں کے مال کی طرف نظر کرنے سے روکتا اور سوال سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے صبر کرنا آسان فرمادیتا ہے۔ حدیث پاک میں صبر کو انسان کے لئے سب سے اچھا اور وسیع عطیہ بتایا گیا، کیونکہ صبر ہر اعلیٰ مقام کے حصول کے لئے لازم ہے اور صبر خود سب سے اعلیٰ مقام ہے کیونکہ صبر تمام اچھی صفات و کمالات کا جامع ہے۔ قرآن کریم میں بھی صبر کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا فرمانِ خداوندی ہے اِسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔“ (ترجمہ کنز الایمان: صبر اور نماز سے مدد چاہو)

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الزکاة، باب من لا تحل له المسئلة ومن تحل له، ۴/۳۵۲ تا ۳۵۳، تحت الحدیث: ۱۸۴۴)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”ظاہر یہ ہے کہ یہ مانگنا بلا ضرورت تھا جیسا کہ اگلے فرمان سے معلوم ہو رہا ہے۔ ضرورتاً مانگنے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بھی دیتے تھے اور دوسروں سے بھی دلواتے تھے یعنی وہ حضرات مانگتے رہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیتے رہے انہیں سب کچھ دے کر پھر مسئلہ بتایا۔ اس میں تبلیغ بھی ہے اور سخاوتِ مطلقہ کا اظہار بھی۔ خیال رہے کہ جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ خوش ہو کر دیا ہے وہ بہت عرصہ تک ختم نہ ہوا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھوڑے تھوڑے جو عطا فرمائے تھے جو

اُن بزرگوں نے ساہا سال کھائے اور کھلائے، پھر جب تولے تو اتنے ہی تھے مگر تولنے سے ختم ہو گئے۔ حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاں ساڑھے چار سیر جو کی روٹی پر سینکڑوں آدمیوں کی دعوت فرمادی۔ (مراة المناجیح، ۵۹/۳)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے

حدیث مذکور میں بلا وجہ شرعی سوال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو سوال سے بچنا چاہے اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اُسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اسے غنا دے گا۔ مُفَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فرماتے ہیں: یہاں مانگنے سے مراد ذَلَّتْ و خواری کا مانگنا ہے یعنی بھیک مانگنا، لہذا باپ کا اولاد سے یا آقا کا غلام سے یا اس کے برعکس یا اُن سے کچھ مانگنا جن سے مانگنے میں عار نہ ہو، مطلقاً جائز ہے، حضور انور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے شفاعت اور انعام الہیہ اور خروی نعمتوں کی بھیک مانگنا بادشاہوں کے لئے فخر و عزت ہے۔ اس پر علما کا اتفاق ہے کہ بلا ضرورت مانگنا ممنوع ہے۔ (مراة المناجیح، ۵۳/۳)

بلا وجہ شرعی سوال کرنے کی مَدَمَّت میں بھی بہت سی احادیث آئی ہیں۔ چنانچہ،

بلا ضرورت مانگنے والے کے چہرے پہ گوشت نہ ہوگا

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مَرْعَةٌ لَحْمٍ“ ترجمہ: آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ (بخاری، کتاب الزکاة، باب من سئل الناس تكفرا، ۱/۹۷۷، حدیث: ۱۴۷۴)

مُفَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”یعنی پیشہ ور بھکاری اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کا عادی قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں صرف ہڈی اور کھال ہوگی گوشت کا نام نہ ہوگا۔ جس سے محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ بھکاری تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اس کے

چہرے پر ذلت و خواری کے آثار ہوں گے، جیسے دنیا میں بھی بھکاری کا منہ چھپا نہیں رہتا، لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ سائل ہے۔ (مرآة المناجیح، ۵۶/۳)

بھیک مانگنے والا انگارہ مانگتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ۵۱۰/۱، حدیث: ۱۸۳۸)

مفسر شہیر حَکِيمُ الْأُمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَانِ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی پلا سخت ضرورت بھیک مانگے بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لیے اسے انگارہ فرمایا، اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت لینی چاہیے، افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے، اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں جو ان موٹے مسٹنڈے پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔ (مرآة المناجیح، ۵۵/۳)

سائل کو دیکر اُسے سوال سے روکنا

مفسر شہیر حَکِيمُ الْأُمَّتِ مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَانِ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ مانگنے کو عیب نہ سمجھتے تھے بلا ضرورت بھی دستِ سوال دراز کر دیتے تھے۔ نو مسلم حضرات اسی عادت کے مطابق اولاً مانگتے تھے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اکثر انہیں دے کر سوال سے منع فرماتے تھے۔ (مرآة المناجیح، ۵۷/۳)

حدیث مذکور میں فرمایا گیا کہ ”میں مال جمع نہیں کرتا“ اس فرمانِ عالیشان سے پتہ چلتا ہے کہ مال کی محبت اچھی شے نہیں، مگر افسوس! آج جسے دیکھو اسی پر دھن کی دھن سوار ہے، مال کمانے کے لئے ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی محبت میں انسان جہنم کے عمیق گڑھے میں گرنا چلا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں

متعدد مقامات پر جمع مال کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ، چند آیات مبارکہ اور روایات ملاحظہ فرمائیے:

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید فرقان جمید میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۗ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٩﴾ (ب ۲۸، المنافقون: ۹)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں، اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَ أَجْرٍ عَظِيمٍ ﴿٥٠﴾ (ب ۲۸، التغابن: ۱۵)

زیادہ مال والوں کے لئے مقام غور

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: هَلِكُ الْمُكْشَرُونَ، یعنی زیادہ مال والے ہلاک ہوئے مگر وہ کہ جس نے اپنا مال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح خرچ کیا، (نیک کاموں میں خرچ کیا) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

(مسند امام احمد، ۱۸۰/۳، حدیث: ۸۰۹۱)

انسان کے تین دوست

نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں (۱) اس کے گھر والے (۲) اس کا مال اور (۳) اس کا عمل۔ پھر دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں جبکہ ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ گھر والے اور مال لوٹ آتے ہیں جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب سكرات الموت، ۲۵۰/۴، حدیث: ۶۵۱۴)

پُل صراط پر مالداروں کی حالت

حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حضرت سیدنا ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا: ”اے میرے بھائی! دنیا سے اتنا مال جمع نہ کرنا کہ اس کا شکر ادا نہ کر سکو۔ میں نے رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”قیامت کے دن ایک ایسے دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں مال کے بارے میں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا حکم مانا ہوگا، اس کا مال اس کے سامنے ہوگا جب پُل صراط پر اس کے قدم لڑکھرائیں گے تو اس کا مال کہے گا کہ چلو چلو تم نے مجھ سے متعلق اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر ایک ایسے دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا تو اس کا مال اس کے کندھوں کے درمیان ہوگا اور اسے پُل صراط سے پھسلانے گا اور کہے گا تجھے خرابی ہو تو نے اپنے مال میں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کیوں نہیں کیا وہ شخص اسی حالت پر رہے گا اور کہے گا (ہائے میری) ہلاکت (ہائے میری) بربادی۔“ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع لمعمر بن راشد، باب اصحاب الاموال، ۱۳۵/۱، حدیث: ۲۰۱۹۸)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

شیطان کا غلام

حضرت سیدنا حسن بصری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جو شخص درہم کی عزت کرتا ہے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل کرتا ہے۔ سب سے پہلے درہم و دینار تیار ہوئے تو شیطان نے اُن کو اُٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور کہا: جس نے تم دونوں سے محبت کی حقیقت میں وہی میرا غلام ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۸۸)

ہر مال بُرا نہیں ہوتا

مذکورہ بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مال میں کوئی خیر نہیں اور ہر مال باعثِ ہلاکت ہے۔ بلکہ یہاں کلام اُس مال کے بارے میں ہے جسے حرام ذریعے سے کمایا گیا ہو یا جس سے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو اور جو مال اَللّٰهُ

عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل کر دے وہ مال بُرا ہے۔ جبکہ وہ مال جو حلال ذریعے سے کمایا گیا ہو، جس کے ذریعے صدقہ و خیرات کی گئی ہو، اس کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہو اور دیگر امور خیر میں خرچ کیا گیا ہو وہ ہرگز برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ، ترجمہ: کیا ہی اچھا مال نیک مرد کے لئے ہے۔“ (شعب الایمان، باب التوکل باللہ والتسلیم لامرہ، ۹۱/۲، حدیث: ۱۲۴۸)

فرمانِ مشکل کُشا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، علیُّ المُرْتَضَى شیرِ حُدَا کَرَّمَ اللہُ تَعَالَى وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ فرماتے ہیں کہ صبر وہ سواری ہے جس سے گرنے کا ڈر نہیں ہوتا۔ (رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص ۲۲۰)

صبر سے متعلق حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی کا فرمانِ عالیشان

حضرت جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے دنیا سے آخرت کو جانا آسان ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر مخلوق کو چھوڑ دینا مشکل ہوتا ہے پھر خواہشات چھوڑ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف توجہ اس سے بھی مشکل ہے اور ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ پر نظر رکھ کر صبر تو اور بھی مشکل ہے۔ جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ سے صبر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: بُر ا ج ا ن ے ب غ ی ر ک ر و ی چ ی ز و ن کا گھونٹ پی جانا صبر کہلاتا ہے۔ (رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص ۲۱۹)

بچھو کے کاٹنے پر صبر

حضرت سیدنا سہری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے صبر سے متعلق بیان شروع کر دیا، اسی دوران ایک بچھو آپ کی ٹانگ پر مسلسل ڈنک مارتا رہا لیکن آپ پُرسکون رہے، آپ سے پوچھا گیا کہ اس موذی کو ہٹایا کیوں نہیں؟ فرمایا: ”مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا آرہی تھی کہ میں صبر کا بیان کروں لیکن خود صبر نہ کروں۔“

(رسالۃ قشیریۃ، باب الصبر، ص ۲۲۳)

مدنی گلدستہ

”سوال سے بچ“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے منئے والے 8 مدنی پھول

- (1) بلا ضرورت سوال کرنے والے کو اگر ممکن ہو تو حکمت عملی کے ساتھ سوال سے روک دینا چاہیے۔
- (2) جو ضرورہ مانگے اُسے دے دینا چاہیے اور ہو سکے تو دوسروں سے بھی دلوانا چاہیے۔
- (3) جو سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو بچا لیتا ہے، لیکن جو لوگوں کے سامنے بلا وجہ شرعی دستِ سوال دراز کرتا ہے تو اس کا نقر مزید بڑھ جاتا ہے۔
- (4) صبر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ صبر سے بہتر اور وسیع چیز کوئی نہیں۔
- (5) لوگوں کے سامنے اپنی مصیبت بیان کرنے سے بہتر ہے کہ صبر کیا جائے اور بندوں کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھی جائے۔
- (6) مال کی محبت دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔
- (7) جمع مال بری چیز ہے لیکن اگر اسی مال کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں صدقہ و خیرات کیا جائے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کا باعث بن سکتا ہے۔
- (8) مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگنا اپنے لئے انگارہ جمع کرنا ہے۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ہر آن اپنی رحمت کی نظر میں رکھ، دوسروں کی محتاجی سے بچا کر صرف اور صرف اپنا محتاج رکھ، دنیا کی محبت سے بچا کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی محبت عطا فرما! اٰمِیْنِ بِجَاہِ

النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مومن کو اچھا ثابت کرنے والا عمل

حدیث نمبر: 27

عَنْ أَبِي يَحْيَىٰ عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. (مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن امره كله خير، ص

۱۵۹۸، حدیث: ۲۹۹۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ کس قدر اچھا ہے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ بات صرف مومن ہی کے لئے ہے۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ یا تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔

عَلَامَهُ مُحَمَّدُ عَبْدُ الرَّءُوفِ مُنَاوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”مومن کا ہر معاملہ تعجب انگیز ہے اس لئے کہ اس کے تمام کاموں میں بھلائی ہی بھلائی ہے جبکہ کفار و منافقین کو اصلاً (بالکل بھی) یہ فضیلت حاصل نہیں، اگر مومن کو صحت و سلامتی پہنچتی ہے تو اس پر اللہ عز و جل کا شکر ادا کرتا ہے، یہ اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ اسے شاکرین میں لکھ دیا جاتا ہے اور جب کوئی تکلیف دہ بات پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور صابرین میں لکھ دیا جاتا ہے جن کی تعریف قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے، پھر جب تک وہ تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اس پر رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں، تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔ لہذا ہر مومن کو چاہیے کہ نعمت ملنے پر مُنْعِم یعنی نعمت دینے والے کا شکر بجالائے اور مصیبت پہنچنے پر صبر کرے اور جن چیزوں کا اسے حکم ہے انہیں بجالائے جن سے منع کیا گیا ہے ان سے اجتناب (پرہیز) کرے۔“ (ملخصاً فیض القدر، حرف العین، ۴/۳۹۹، تحت الحدیث: ۵۳۸۲)

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ میں فرماتے ہیں: مومن کے تمام امور خیر

و برکت والے ہیں اگرچہ بعض اُمور ظاہری طور پر شرمسوس ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ خیر پڑنی ہوتے ہیں اگر مومن کو تنگدستی وفاقہ پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ حدیثِ قدسی ہے: ”میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ ان کو فقور (تنگی) دُرست رکھتا ہے اگر ان کو میں غنی (مالدار) کر دوں تو وہ اپنے حال کو بگاڑ دیں اور کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کو غنا ہی دُرست رکھتا ہے اگر میں ان کو فقیر کر دوں تو اپنی حالت کو بگاڑ ڈالیں۔“ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”اللہ عزوجل مومن کے لئے خیر ہی کا فیصلہ فرماتا ہے۔“ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمان کے لئے تعجب ہے کہ اگر اس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ عزوجل سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرتا ہے اور جب خیر کی بات پہنچتی ہے تو حمد و شکر بجالاتا ہے، بے شک! مسلمان کو ہر کام کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ وہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے (اس کا بھی ثواب پائے گا)۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، ۱۵۲/۹، ۱۵۳، تحت الحدیث: ۵۲۹۷)

قرآنِ پاک سے صبر کی اقسام

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں تین قسم کا صبر بیان ہوا ہے:

- (1) وہ صبر جو طاعت میں ہو، اس کے ثواب کے تین سو درجے ہیں۔
- (2) وہ صبر جو حرام چیزوں سے بچنے پر کیا جائے، اس کے ثواب کے چھ سو درجے ہیں۔
- (3) وہ صبر جو مصیبت کی ابتدا میں کیا جائے، اس کے ثواب کے نو سو درجے ہیں۔

بلا پر صبر کرنا ”صدیقوں“ کا درجہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوں مناجات فرمایا کرتے تھے: ”اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم کو اتنا یقین عطا فرما کہ دنیا کی مصیبتوں کا برداشت کرنا ہمارے لئے آسان

ہو جائے۔“

(احیاء العلوم، ۸۹/۴)

رحمتِ کاملہ کے سائے میں

اللہ عزوجل فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے، کسی سے شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو اچھے گوشت سے اور اس کے خون کو اچھے خون سے بدل دیتا ہوں۔ پھر اگر میں اسے شفا دوں تو ایسی شفا دیتا ہوں کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اسے دنیا سے اٹھا لوں تو اسے اپنی رحمتِ کاملہ کے سائے میں لے جاتا ہوں۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ والرفاق والخطب والحکم، قسم الاقوال، ۳۴۳/۸، حدیث: ۴۳۲۲۰، الجزء الخامس عشر)

ایمان کی خلعت

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں عرض کی: یا اللہ عزوجل! جو بندہ تیری رضا کے لئے مصائب و آلام پر صبر کرے تو تیرے ہاں اس کی کیا جزا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”میں اسے ایمان کی خلعت (یعنی عزت والا لباس) عطا فرماؤں گا اور اس لباس کو اس کے اور جہنم کے درمیان آڑ بنا دوں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔“ (شعب الایمان، الرابع والستون، باب فی الصلاة علی من مات ما اهل القبلة، ۱۲/۷، حدیث: ۹۲۸۰)

میزانِ عمل سے نجات کا نسخہ

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاج و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد کی طرف کوئی سختی بھیجوں پھر وہ صبر جمیل کے ساتھ اس کا استقبال کرے تو قیامت کے دن مجھے اس سے حیا آئے گی کہ میں اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامہ اعمال کھولوں۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۱۱۵/۲، حدیث: ۶۵۵۸، الجزء الثالث)

دیدارِ الہی

تمام نبیوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل جبریل علیہ

السَّلَام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! جب میں اپنے کسی بندے کی مینائی لے لوں تو اس کا اجر یہ ہے کہ میں اسے اپنے دیدار سے مشرف فرماؤں گا۔ (معجم الاوسط، من اسمة مقدم، ۳۰/۶، حدیث: ۸۸۵۵)

حضرت سیدنا ابوالقاسم عبدالکریم قشیری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی سے منقول ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ طوافِ کعبہ کے بعد جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر پڑھتا اور چلا جاتا۔ کئی دن تک میں اسے اسی حالت میں دیکھتا رہا پھر ایک دن اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس کی جیب سے کاغذ نکال کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا
ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔

(پ ۲۷، الطور: ۴۸)

(رسالہ قشیریہ، باب الصبر، ص ۲۲۲)

مصیبت کے وقت آنسو بہانے اور غمگین ہونے سے صبر کی فضیلت میں کوئی فرق نہیں آتا، ہاں واویلا کرنے، کپڑے پھاڑنے اور شکایت کرنے سے اجر میں خلل واقع ہوتا ہے۔ (کیمائے سعادت، ۷۸۳/۲)

صبر جمیل کیا ہے؟

صبر جمیل یہ ہے کہ دیکھنے والا مصیبت والے اور غیر مصیبت والے میں فرق محسوس نہ کر سکے۔ مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سراور منہ پر ہاتھ مارنا، سینہ پیٹنا، چیخنا چلانا یہ تمام باتیں حرام ہیں۔ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے پر اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑے رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا، درست نہیں ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندے کو بغیر بندے کی مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر اس کی مرضی کے اُسے اٹھالیا۔ (کیمائے سعادت، ۷۸۳/۲)

ناخن ٹوٹنے پر خوشی کا اظہار

حضرت سیدنا فَتْح مَوْصِلِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کی زوجہ محترمہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کَاوَل پھسلا اور ان کا

ناخن ٹوٹ گیا تو وہ مسکرائے لگیں۔ پوچھا گیا: کیا آپ کو درد نہیں ہو رہا؟ فرمایا: اس درد پر صبر کرنے کے عوض ملنے والے ثواب نے میرے درد کی تلخی دور کر دی ہے۔

(احیاء العلوم، ۴/۹۰)

مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے: (۱) جو کچھ نہیں ملا اس کے بارے میں کامل توکل کرنا (۲) جو کچھ پاس موجود ہو اس پر راضی رہنا (۳) جو لے لیا گیا اس پر خوب صبر کرنا۔

(احیاء العلوم، ۴/۹۰)

اللہ عزوجل کی تعظیم اور اس کے حق کی معرفت

راحتِ قلب ناشاد، محبوبِ ربِّ العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عزوجل کی تعظیم اور اس کے حق کی معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو اپنے درد کی شکایت کرے نہ ہی دوسروں کے سامنے اپنی مصیبت کا تذکرہ کرے۔“

دورانِ جنگ حضرت سیدنا سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی تھے کسی نے انہیں پانی پلانا چاہا تو فرمایا: مجھے دشمن کے قریب کرو اور پانی میرے پاس رکھ دو اگر میں زندہ رہا تو اس پانی سے روزہ افطار کر لوں گا۔ (احیاء العلوم، ۴/۹۰)

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! ایسے لوگ واقعی حقیقی صبر والے ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے صدقے ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرمائے! آمین بجاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا صبر

جب حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی: اے ایوب (علیہ السلام)! عنقریب آپ کا رب عزوجل آپ پر ایسی آزمائش اور ہولناک معاملہ نازل فرمائے گا کہ جسے پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے

فرمایا: اگر میں محبوب کے ساتھ تعلق میں ثابت قدم رہا تو ضرور صبر کروں گا یہاں تک میرے بارے میں یوں کہا جائے: یہ انتہائی تعجب خیز بندہ ہے۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو یہ ندا کی گئی: اے ایوب! آزمائش کے لئے تیار ہو جاؤ اور میرا حکم و فیصلہ نازل ہونے تک صبر کرتے رہو۔ آپ کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ابلیس لعین نے حسد کی وجہ سے طرح طرح کے مکرو حیلے سے آپ پر غالب ہونا چاہا لیکن نہ ہو سکا تو کہنے لگا: **يَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ!** ایوب شکر گزار بندہ ہے وہ اس لئے فرمانبردار ہے کہ تو نے اسے مال، رزق اور اولاد میں وسعت عطا فرمائی اور صحت بخشی ہے، اگر تو یہ سب کچھ واپس لے لے تو ایک لمحہ بھی تیری اطاعت نہ کرے گا۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** نے ارشاد فرمایا: وہ اپنی حالت ہرگز تبدیل نہ کرے گا۔ چنانچہ، آزمائش شروع ہوئی اور آپ کی ساری اولاد لے لی گئی اس پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام اور زیادہ عبادت کرنے لگے۔ دوسرے دن مال جلادیا گیا تو فرمایا: تمام عطائیں اُسی کی ہیں، چاہے لے لے چاہے باقی رکھے۔ تیسرے دن آپ عَلَیْہِ السَّلَام صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطان لعین نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے جسم پر پھونک ماری تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام جسمانی بیماری میں مبتلا ہو گئے، لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام ظاہر و باطن میں **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کا ذکر کرتے رہے۔ مال و اولاد چلے جانے کے بعد جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام جسم کی آزمائش میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: تمام خوبیاں **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنی عبادت کے لئے چُن لیا اور مجھ پر اپنا خاص فضل اور بھلائی فرمائی اور مجھے اپنے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ رکھا۔ حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ذکر کرتے رہے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور شکر بجا لاتے رہے۔

آزمائش انسان کے احوال کو ظاہر اور محبت کے دعوے دار کی حالت بہت جلد واضح کر دیتی ہے۔ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** نے اپنے پیارے نبی حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام پر ستر ہزار قسم کی آزمائشیں نازل فرمائیں لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے صبر و شکر کیا اور شکوہ نہ کیا۔ تو اے بھائیو! تم تو ایک کانٹا بھی برداشت نہیں کر سکتے جبکہ حضرت سیدنا ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کو اولاد لے کر آزما لیا گیا مگر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے عبادت میں اضافہ کر دیا، مال لے لیا گیا مگر محبتِ الہی میں

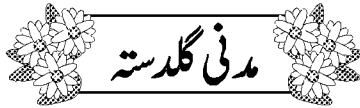
ذره برابر کی نہ آئی، تمام آزمائشوں پر راضی رہے اور ظاہری و باطنی طور پر بالکل کوئی شکوہ نہ کیا۔ چنانچہ، آپ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ کوندا دی گئی: ”اے ایوب! تو نے ہماری آزمائشوں پر صبر کیا تو ہم تجھے تیرا مال اور اولاد لوٹا دیں گے اور تیرے جسم کو آزمائش سے عافیت بخشیں گے اور تیرا نام اپنی آخری کتاب میں لکھ دیں گے اور تیرا ذکر محبوب بندوں کے رجسٹر میں پھیلا دیں گے۔“ (الروض الفائق، ص ۸۷)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمَكَ هُوَ أَوْ أَنْ يَكْفُرَكَ هُوَ -

أَمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کم مال والا پہلے جنت میں چلا گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ”اے مالک بن دینار! اے محمد بن واسع! (رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمَا) تم دونوں جنت میں جاؤ۔“ میں دیکھنے لگا کہ دونوں میں سے کون پہلے جاتا ہے تو حضرت سیدنا محمد بن واسع عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الرَّافِعِ جنت میں پہلے داخل ہوئے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو بتایا گیا کہ دنیا میں محمد بن واسع عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الرَّافِعِ کے پاس ایک قمیص تھی جبکہ مالک بن دینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْفَقَّارِ دو قمیصوں کے مالک تھے (اس لئے پیچھے رہ گئے)۔“ حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَهَّابِ فرماتے ہیں: ”میزان میں فقر و غنا نہیں رکھا جائے گا بلکہ صبر و شکر رکھا جائے گا، لہذا آؤ! ہم سب صبر و شکر کرنے والے بن جائیں۔“ (الروض الفائق، ص ۹۲)



”صبر سے جنت“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور
اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

(1) مومن کے لئے مصیبت و نعمت دونوں ہی میں خیر ہے۔

- (2) جس کا رتبہ جتنا بلند ہوتا ہے اس پر اتنے ہی زیادہ مصائب آتے ہیں۔
- (3) آزمائشوں کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے رہنا انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی سنتِ مبارکہ ہے۔
- (4) دنیاوی مال و اسباب کی زیادتی جنت میں دیر سے جانے کا سبب بن سکتی ہے۔
- (5) سچا مُحِبُّ وہی ہے جو محبوب کی طرف سے آنے والی ہر آزمائش پر صبر کرے۔
- (6) جب مصیبت پہنچے تو اس پر صبر کرنے کے ثواب کو یاد کر لینا چاہیے اس طرح صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔
- (7) کامل صبر کرنے والا وہ ہے جو اپنی حالت سے یہ محسوس نہ ہونے دے کہ وہ مصائب میں مبتلا ہے۔
- (8) جو دنیا میں بیانی چھن جانے پر صبر کرے تو بروز قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے دیدار کی عظیم دولت سے نوازے گا۔

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ فرما کیونکہ ہم تیرے ناتواں اور کمزور بندے ہیں اور اگر کبھی ہم پر آزمائش آجائے تو ہمیں اپنے پیارے نبی حضرت سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر کے صدقے صبر کرنے کی توفیق عطا فرما!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

موت کے وقت صبر

حدیث نمبر: 28

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَآ كَرُبُّ أَبْنَاهُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيَّ أَبِيكَ كَرُبُّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبْنَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبْنَاهُ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاهُ يَا أَبْنَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ. (بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، ۱۶۰/۳، حدیث: ۴۴۶۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرض سے گرانی ہوئی، بے چینی نے غلبہ کیا تو حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: ہائے! ابا جان کی بے چینی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں، پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: اے میرے ابا جان! آپ اللہ عزوجل کے بلانے پر تشریف لے گئے۔ اے باپ میرے وہ کہ جسٹ الفردوس جن کا ٹھکانا ہے، اے باپ میرے کہ جن کے انتقال کی مصیبت ہم جبریل سے بیان کرتے ہیں۔ پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر اطہر میں اتار دیئے گئے۔ تو حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے انس! تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو خاک میں پہنچا کرو۔

عَلَامَهُ ابْنِ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قُدَّسَ سِرُّهُ النَّوْرَانِي فَتَحَ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ: حضرت سیدنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کہا: ہائے! ابا جان کی بے چینی، یہ آہستہ آواز میں کہا تھا اگر آپ بلند آواز سے کہتیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو منع فرمادیتے۔ مزید فرماتے ہیں: ”اس حدیث پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس انداز میں حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اظہار کیا بس اس طرح ہی درد و غم کا اظہار کرنا کسی شخص کی موت کی شدت کے وقت جائز ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ نوحہ کے انداز میں درد و غم کا اظہار نہ ہو۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آدمی کے مرنے کے

بعد ایسے الفاظ کہنا جن سے وہ متصف ہو منع نہیں۔ اور ایسے اوصاف بیان کرنا جن سے آدمی متصف نہ ہو وہ منع ہیں۔

(فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاته، ۱۲۷/۹، تحت الحدیث: ۴۴۶۲)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اَہْلَسُنْتُ، ولی نعمت، عَظِیْمُ الْبَرَکَاتِ، عَظِیْمُ الْمَرْتَبَاتِ، پروانہ شَمْعِ رِسَالَتِ، مُجَدِّدِ دِیْنِ وَمِلَّتِ، مولانا شاہ امام اَحْمَدِ رَضَا خَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ”حضرت بتول زہرانے یہ کلمات نہ صحیحہ و فریاد (بلند آواز) کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یا بے تحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت رب العزّة و ناراضی قضائے الہی پر دال تھا، لہذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ زُرْقَانِی میں ہے: فَقَالَ لَهَا لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا لَمْ تَرْفَعْ صَوْتَهَا وَالْأَنَّهَُا - حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی بیٹی سے فرمایا: آج کے بعد تیرے والد گرامی کو گھبراہٹ اور کوئی بے چینی نہ ہوگی۔ یہ ارشاد اس پر دلالت کرتا ہے کہ سیدہ نے اپنی آواز (کلمات مذکورہ کہتے ہوئے) بلند نہ کی تھی ورنہ آپ منع فرمادیتے۔“

فقیر اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے جن دردناک الفاظ میں حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مُفَارَقَتِ (جدائی) پر اپنے غم کا اظہار فرمایا یہ شدتِ غم میں، حالتِ اضطراب میں ان کے ذہنِ پاک سے نکلا، یہ نِسَابَتِ مَمْنُونِ عَه (ایسا رونا جو کہ شرعاً منع ہے) نہیں جو اپنے قُصْدِ و اختیار سے چیخِ چیخِ کراؤ بنا بنا کر کیا جاتا ہے جس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے، کسی کے فوت ہونے پر حالتِ اضطراب میں آنسو نکل آئیں یا کچھ کلمات ایسے نکل آئیں جن سے اندرونی غم و اندوہ کا اظہار ہو یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ (اپنے صاحبزادے) حضرت سیدنا ابراہیم عَلَیْهِ السَّلَام کے وصال پر خود حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے تھے اور یہ فرمایا تھا ”الْعَيْنُ تَدْمَعُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى وَ اَنَا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُونُونَ يَا اِبْرَاهِيمَ“ آنکھ سے آنسو جاری ہے مگر

ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے اور ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم غمزدہ ہیں اسی قبیل (قسم) سے حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے یہ کلمات ہیں۔
(نزہۃ القاری، ۴/۸۹۰)

حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا گریہ و زاری کرنا نوحہ و بے صبری نہیں

مفسر شہیر حکیم الْأُمّت مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الْخَنَانِ فرماتے ہیں: ”خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ ہیں نہ بے صبری بلکہ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فراق (جدائی) پر بے چینی ہے جو بذاتِ خود عبادت ہے نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جاویں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جاوے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی شکایت کی جاوے۔ جناب سیدہ ان دونوں سے محفوظ ہیں۔“
(مرآة المناجیح، ۸/۲۹۱)

کیا نزع کے وقت صرف گناہ گاروں کو تکلیف ہوتی ہے؟

نزع کے عالم میں محبوبانِ خدا کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ”آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں“ ایک حدیث جو کہ اُمّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: ”نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات پائی، تو میں حضور انور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بعد کسی کے لیے موت کی سختی کو کبھی ناپسند نہیں کرتی۔“ اس حدیث کی شرح میں عَلَّامَةُ مَلَا عَلِي قَارِي عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِي مَرْقَاةُ الْمِفَاتِيحِ میں فرماتے ہیں: ”یعنی میں یہ یگانہ کرتی تھی کہ نزع کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن جب میں نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شدت نزع دیکھی تو میں نے جان لیا کہ موت کی سختی گناہوں کی وجہ سے نہیں بلکہ درجات کی بلندی کے لئے بھی ہے۔ اور آسان موت نیکی و مقبولیت کی نشانی نہیں وگرنہ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس کے زیادہ حقدار تھے۔“ (مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، ۲/۴ تحت الحدیث: ۱۵۴۰)

مفسر شہیر حکیم الْأُمّت مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الْخَنَانِ فرماتے ہیں: ”خیال رہے کہ اللہ عزوجل

نے بیماریوں اور وفات کی تکلیفوں کو حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اس لیے زیادہ کیا کہ قیامت تک آپ کے مصیبت زدہ امتی آپ کے ان حالات کو سن کر تسلی پائیں۔ مبارک ہیں وہ رسول جن کی بیماری بھی تبلیغ اور امت کے لیے ذریعہ رحمت ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۲/۲۱۱)

آپ ہم سے بڑھ کر ہم پر مہربان ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

آخری وقت میں بھی صبر کی تلقین

امام الصّابِرین، سَيِّدُ الشَّاكِرِينَ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آخری وقت میں بھی حضرت سَيِّدِ ثَنَا فاطمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کو صبر کی تلقین فرمائی، جب حضرت سَيِّدِ ثَنَا فاطمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا شدتِ غم کی وجہ سے اپنے دکھا کا اظہار فرما رہی تھیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لَيْسَ عَلَيَّ اَبِيكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ یعنی آج کے بعد تمہارے بابا کو کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ مُفَسِّرُ شَيْخِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰحَنَانِ اس کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اے بیٹی! تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔ اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ اب میں دارالتکلیف سے رخصت ہو رہا ہوں وہاں جا رہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۲۹۰)

”فَتْحُ الْبَارِي شرح بخاری“ میں ہے کہ حضرت سَيِّدِ ثَنَا فاطمہ الزہراء رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی کیفیت خوب معلوم تھی اسی لئے کہا کہ اے انس! اتنی شدید محبت کے باوجود اپنے نبی کو قبر میں اتارنا تم نے کیسے گوارا کر لیا؟ حضرت سَيِّدِ ثَنَا فاطمہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا سَيِّدِہٖ زہرا رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کی یہ بات سن کر ادباً خاموش رہے۔ لیکن زبان حال سے گویا یوں کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنی جانوں پر جبر کر کے یہ سب کچھ کیا ہے ہم بھی خوش نہیں ہیں۔ لیکن حکم نبی یہی تھا اس لئے مجبوراً اس پر عمل کرنا پڑا۔ (فتح الباری

، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، ۱۲۷/۹، تحت الحدیث: ۴۴۶۲)

مصائب پر صبر کیسے کریں؟

حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِیِ ایک سوال قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر صبر سے مراد یہ ہے کہ کسی مصیبت پر بندہ اپنے دل میں کراہت محسوس نہ کرے، یہ بات تو بندے کے اختیار میں نہیں پھر اس کا شمار صابریں میں کیسے ہوگا؟

جواب: بندہ صابریں کے مرتبہ (درجہ) سے اس وقت نکلتا ہے جب وہ بے جا روئے پیٹے، اپنا گریبان پھاڑے، چہرے پر تھپڑ مارے، بہت زیادہ شکوہ و شکایت کر کے لوگوں پر اپنی مصیبت کا اظہار کرے، معمول کا لباس دکھانا وغیرہ ترک کر کے ایسا انداز اختیار کرے کہ لوگ اسے مصیبت زدہ جانیں تو ایسا کرنے والا صابریں کے مقام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ یہ امور بندے کے اختیار میں ہیں ان میں وہ مجبور نہیں ہے، لہذا ایسی باتوں سے بچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل پر رضا کا اظہار کرے، نیز اپنے معمول کے کام برقرار رکھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ چیز اس کے پاس امانت تھی، پس واپس لے لی گئی۔ (احیاء العلوم، ۹۰/۴)

صبر ہو تو ایسا ہو

حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا۔ آپ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو بچے کا انتقال ہو گیا، واپس آ کر بچے کا حال پوچھا تو بچے کی والدہ حضرت سیدتنا اُمّ سُلَیْمٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا کہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے، پھر ان کے سامنے کھانا رکھا، انہوں نے کھایا اور پھر بیوی سے ہمبستر ہوئے اس کے بعد اُمّ سُلَیْمٍ نے کہا: بچے کو دفن کرو۔ پھر صبح کے وقت حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پوچھا: کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ عرض کی: ہاں! آپ نے دعا مانگی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان دونوں کو برکت دے۔

چنانچہ، ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے

مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا کر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے جاؤ ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی دیں۔ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ عرض کی: جی ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں چبایا اور پھر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور یوں اس کی تَحْنِیْک فرمائی اور اس کا نام عَبْدُ اللہ رکھا۔ (بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیة المولود غداة یولد..... الخ، ۵۴۷/۳، حدیث: ۵۴۷۰)

حضرت سفیان بن عُیینہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نے کہا کہ میں نے عَبْدُ اللہ کی اولاد سے ٹوٹ کے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم ینظر حزنہ عند المصیبة، ۴۴۰/۱، حدیث: ۱۳۰۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

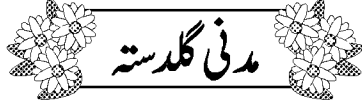
رونا صبر کے خلاف نہیں

بعض بزرگ فرماتے ہیں: صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت زدہ شخص کسی سے پہچانا نہ جائے، اگر کوئی قریبی عزیز مر جائے تو اس کی وجہ سے بالکل ہی دل چھوڑ کر نہ بیٹھ جائے، ہاں شدتِ غم سے آنسو بہہ نکلیں اور بندہ اُداس ہو جائے تو یہ صبر کے خلاف نہیں کیونکہ یہ باتیں بشری تقاضوں میں سے ہیں جو موت تک انسان سے علیحدہ نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ کوئی شخص جب بخوشی اپنے زخم کا علاج کرائے تو اگر چہ اسے درد محسوس ہوتا ہے، کبھی شدتِ درد سے آنسو بھی نکل جاتے ہیں تو آنسو نکلنا اس کی طرف سے جَزَع و فَزَع (رونا پینٹنا) نہیں (بلکہ طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے ہے)۔ (احیاء العلوم، ۹۱/۴)

میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخنا چلانا کپڑے پھاڑنا بال نوچنا سینہ پیٹنا اور ناشکری کے کلمات زبان پر لانا ممنوع و ناجائز ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے تو یہ اس صورت میں عذاب ہوگا جبکہ

میت نے نوحہ کی رسم کو جاری کیا ہو یا نوحہ کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر صرف نوحہ کرنے والے گنہگار ہوں گے میت پر اس کا بوجھ نہ ہوگا۔
(فیوض الباری، ۹۲/۵)



”صبر جمیل“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مرنے والے 7 مدنی پھول

- (1) کسی قریبی عزیز کے فوت ہونے پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا یا زبان سے ایسے کلمات کا نکل جانا جن سے رنج و اَلَم کا اظہار ہو یہ منع نہیں۔
- (2) کسی عزیز کے آخری وقت میں اس کی جدائی پر غم کا اظہار کرنا جائز ہے۔
- (3) میت کے ان اوصاف کا ذکر کرنا جائز ہے جو اس میں موجود ہوں۔
- (4) حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے وہ کلمات نوحہ نہیں تھے بلکہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فراق میں شدید غم کا اظہار تھا۔
- (5) کسی کے مرنے پر اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو اس میں نہیں تھے یا ایسے کلمات بولنا جو اللہ سے شکایت پر مبنی ہوں یہ ناجائز ہے۔
- (6) نوحہ یعنی میت کے اوصاف مُبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَیِّن کہتے ہیں بِإِجْمَاعِ حَرَام ہے۔ (بہار شریعت، ۱/۸۵۴، حصہ ۴)
- (7) اگر کسی شخص نے نوحہ کی رسم جاری کی تھی یا وہ نوحہ کی وصیت کر کے مرا تو نوحہ کرنے سے میت کو بھی عذاب ہوگا ورنہ صرف نوحہ کرنے والوں پر ہی عذاب ہوگا ان کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب نہیں ہوگا۔

يَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ! ہمیں اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے بڑی سے بڑی مصیبت

پر بھی صبر کرنے کی توفیق عطا فرما اور اُس صبر پر اجرِ عظیم عطا فرما! اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حدیث نمبر: 29 اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب

عَنْ أَبِي زَيْدٍ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِبِّهِ وَابْنِ حَبِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ أُرْسِلْتُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنِي قَدْ احْتَضَرَ فَأَشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَنْصَبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنَهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ فَأَقْعَدَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَفْسُهُ تَتَقَعَّقُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَفِي رِوَايَةٍ "فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ" وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی، یعذب المیت ببعض بکاء اہله، ۴۳۴/۱، حدیث: ۱۲۸۴)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور آپ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بچہ فوت ہو رہا ہے آپ تشریف لے آئیں، آپ نے جواب میں سلام کے ساتھ کہلا بھیجا کہ جو چیز خدا تعالیٰ کی تھی وہ اُس نے لے لی اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا اور سب کے لئے ایک میعاد مقرر ہے، پس چاہیے کہ وہ صبر کریں اور اسے ثواب سمجھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کو قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت (علیہم الرضوان) اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے، وہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ کرم سے آنسوؤں بہنے لگے، حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کیا؟ ارشاد فرمایا: یہ جذبہ ترحم (رحم) ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اور ایک روایت

یوں ہے کہ ”اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہا ڈال دیا“ اور اللہ عزوجل رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

عَلَامَهُ إِسْنِ حَجْرٍ عَسَقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ الشُّوْرَانِي فَتَحَ الْبَارِي فِيهِ فِرَاتِي فِيهِ: ”حدیث شریف کے الفاظ ”لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَ لَهُ مَا أُعْطِيَ“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزّوجلّ جس چیز کو لینے کا ارادہ فرماتا ہے وہ وہی چیز ہے جو اللہ عزّوجلّ ہی نے بندے کو عطا فرمائی تھی اگر وہ بندے سے لے لے تو اللہ عزّوجلّ نے وہی لیا جو اُس کا تھا، لہذا اس وقت بے صبری اور جَزَع و فَزَع کرنا مناسب نہیں کیونکہ اگر کسی کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر اس سے واپس طلب کی جائے تو اسے جَزَع و فَزَع نہیں کرنا چاہیے۔ (فتح الباری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت، ۱۳۶/۴، تحت الحدیث: ۱۲۹۰)

حضرت سیدِ ثنائینِ نبوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان صاحبزادی کا نام حضرت سیدِ ثنائینِ نبوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا اور ان کے فوت ہونے والے بچے کا نام علی بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ (فتح الباری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت، ۱۳۵/۴، تحت الحدیث: ۱۲۹۰)

صبر کروا جبر پاؤ

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ”جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی شہزادی حضرت سیدِ ثنائینِ نبوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پیغام ملا تو آپ نے فرمایا: فَلْتَصْبِرْ یعنی انہیں چاہیے کہ صبر کریں اور اس صبر پر اللہ عزّوجلّ سے ثواب کی نیت کریں، تاکہ ان کا یہ عمل ان کے نیک اعمال میں شمار کیا جائے۔“ (عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۰۱/۶، تحت الحدیث: ۱۲۸۴)

شفیق اور رحم دل آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) بچے کا حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اڑراہ شفقت ضبط نہ رہا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس پر حضرت سیدِ ناسعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا اس

لئے کہ وہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صبر و ضبط کو بارہا ملاحظہ فرما چکے تھے غزوہٴ اُحد کی اُس قیامت خیز گھڑی میں زخمی ہونے کے باوجود زبان سے اُف تک نہ کہا، غزوہٴ خندق کی اُس شدت میں جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ دل حلقوم تک آگئے تھے، پہاڑ سے بھی زیادہ اِسْتِقَامَت تھی اور آج بچے کا یہ حال ملاحظہ فرما کر رو رہے ہیں یا تجب اس پر ہوا کہ میت پر رونے سے منع فرمایا ہے پھر آنسو کیوں بہ رہے ہیں؟ تو جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ شفقت کا مقتضی ہے جو اختیاری نہیں، فطری ہے اور یہ ممنوع نہیں بلکہ محمود ہے اس لئے کہ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اپنے اُنہیں بندوں پر مہربانی فرماتا ہے جو دوسروں پر مہربان ہوتے ہیں۔ (نزہۃ القاری، ۲/۹۰۷)

ہمارے پیارے آقَا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت نرم دل اور رحیم ہیں۔ رحم کرنا ایسی صفت ہے کہ جسکی وجہ سے رحمت الہی متوجہ ہوتی ہے۔ انسان تو انسان بسا اوقات بے زبان جانوروں پر رحم کرنے والوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ،

فاحشہ عورت کی بخشش ہوگئی

منقول ہے کہ ایک فاحشہ عورت کو صرف اس لئے بخش دیا گیا کہ اس نے کنویں کے منڈیر پر پیاس سے تڑپتے ہوئے کتے کو پانی پلایا تھا۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم الخ، ۲/۹۰۷، حدیث: ۳۳۲۱)

پیارے آقَا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولادِ کرام

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولادِ کرام کی تعداد چھ ہے۔ دو فرزند حضرت سیدنا قاسم و حضرت سیدنا ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرت سیدنا زینب و حضرت سیدنا رقیہ و حضرت سیدنا اُمّ کلثوم و حضرت سیدنا فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، لیکن بعض مورخین نے کہا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک صاحبزادے عبد اللہ بھی ہیں جن کا لقب طیب و طاہر ہے۔ اس قول کی بنا پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدس اولاد کی تعداد سات ہے۔ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت

سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اسی قول کو زیادہ صحیح بتایا ہے۔ (شرح المواہب، ۴/ ۳۱۳) حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان ساتوں مقدس اولاد میں سے حضرت سیدنا ابراہیم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت ماریہ قِبْطِيَّة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شکمِ اطہر سے تُوَلِّد (ت۔ وُل۔ لُد۔ پید) ہوئے باقی تمام اولاد کرام اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سیدنا خدیجۃ الْکُبْرٰی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئیں۔ (شرح المواہب، ۴/ ۳۱۶)

بچوں کے انتقال پر صبر کا ثواب

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر صرف اتنی دیر کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم پوری ہو جائے۔“ (مسلم، کتاب البر والصلوٰۃ والاداب، باب فضل من يموت له ولد، ص ۱۴۱، حدیث: ۲۶۳۲)

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ”وَ اِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَاْرِدُهَا“ ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر روزِ آخر پر نہ ہو۔ (پ ۱۶، مریم: ۷۱)

لہذا حدیث مبارکہ کا معنی یہ ہوا کہ آگ سے بالکل معمولی چھوئے گی تاکہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم پوری ہو جائے لیکن اس سے انسان کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلوٰۃ والاداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ۱۸۰/۸، الجزء السادس عشر)

آگ سے بچانے والی مضبوط دیوار

ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: اے اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے لئے دعا کیجئے کیونکہ میں اپنے تین بچوں کو دفنا چکی ہوں۔“ نور کے بیکر، تمام نبیوں کے سمر و رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”کیا تُو تین بچوں کو دفنا چکی ہے؟“ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: بے شک! تو نے

آگ سے حفاظت کیلئے ایک مضبوط دیوار تیار کر لی ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلہ والاداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ص ۱۴۱۶، حدیث: ۲۶۳۶)

ایک بچے کے انتقال پر صبر کا انعام

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرَّ وَرَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيِّهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جس مسلمان جوڑے کے تین بچے انتقال کر جائیں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ان بچوں پر فضل و رحمت کرتے ہوئے ان دونوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“ صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: اور دو بچے؟ فرمایا: اور دو بچے بھی۔ پھر عرض کی: اور ایک؟ فرمایا: ایک بھی۔ پھر فرمایا: اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس عورت کا کچا بچہ فوت ہو جائے (یعنی حمل ضائع ہو جائے) اور وہ اس پر صبر کرے تو وہ بچا اپنی ماں کو اپنی ناف کے ذریعے کھینچتا ہوا جنت میں لے جائے گا۔ (مسند امام

احمد، ۲۵۴/۸، حدیث: ۲۲۱۵۱)

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجِ حُورِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيِّهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس کے دو بچے پیشوائی کرنے والے ہونگے (یعنی فوت ہو چکے ہوں گے) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ انکے سبب سے جنت میں داخل فرمائے گا۔“ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سَيِّدَتُنَا عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کی: اور جس کا ایک بچہ پیشوائی کے لیے گیا ہو تو؟ فرمایا: وہ ایک بچہ بھی اس کی پیشوائی کرے گا۔“ عرض کی: آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيِّهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی امت میں جس کی پیشوائی کیلئے کوئی نہ ہو تو؟ فرمایا: ایسوں کی پیشوائی میں کروں گا اور وہ میرے جیسا پیشوا ہرگز نہ پاسکیں گے۔“

(ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النشاء الحسن علی المیت، ۳۳۳/۲، حدیث: ۱۰۶۴)

جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی
اس کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

مدنی گلستہ

”بقیع“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) نزع کے وقت بزرگوں کو دعا اور برکت کے لئے بلانا چاہیے۔

(2) اہل میت کو صبر و شکر کی تلقین کرنی چاہیے۔

(3) غم اور مصیبت کے وقت آنکھوں میں آنسو آجانا ایک فطری عمل ہے شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔

(4) لوگوں پر رحم کرنے والوں پر اللہ رَحِيمٌ وَكَرِيمٌ عَزَّوَجَلَّ رحم فرماتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہم پر رحم و کرم فرمائے! آسانی و کرم والا معاملہ فرمائے، جب کبھی کوئی مصیبت

آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صابرین کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت فرمائے!

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

آگ کی خندق

حدیث نمبر: 30

حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ فَأَبْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أَعْلِمُهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرًّا بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرِبَهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ حَبَسَنِي أَهْلِي وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمْ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ فَأَخَذَ حَجْرًا فَقَالَ أَللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَأَقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمُضِيَ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَفَتَلَّهَا وَمَضَى النَّاسُ فَاتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَيُّ بَنِي أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى وَإِنَّكَ سَتَبْتَلِي فَإِنْ ابْتَلَيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ وَكَانَ الْغُلَامُ يُرِيءُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَاتَّاهُ بِهِدَايَا كَثِيرَةً فَقَالَ مَا هَهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي فَقَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللَّهِ دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ فَاَمَّنَ بِاللَّهِ فَشَفَاهُ اللَّهُ فَاتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ قَالَ: رَبِّي قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ فَجِئَءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ أَيُّ بَنِي قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِئَءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَشَقَّه حَتَّى وَقَعَ شَقَّاهُ ثُمَّ جِئَءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَشَقَّه بِهِ حَتَّى وَقَعَ شَقَّاهُ ثُمَّ جِئَءَ بِالْغُلَامِ

فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ فَذْهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ كَفَانِيهِمُ اللَّهُ فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرُقُورٍ فَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاقْدِفُوهُ فَذْهَبُوا بِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ فَاثْقَلَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ كَفَانِيهِمُ اللَّهُ فَقَالَ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمُرُكَ بِهِ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِدْعٍ ثُمَّ تَحْذُ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي ثُمَّ صَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِاسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِنِي فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ وَصَلَبَهُ عَلَى جِدْعٍ ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ وَصَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ أَمَّا بَرَبِ الْغُلَامِ فَأَتَى الْمَلِكُ فَيَقِيلُ لَهُ أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذْرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأَخْذِ فِي أَفْوَاهِ السِّكِّكِ فَخَذَّتْ وَأُضْرِمَ فِيهَا النَّيْرَانَ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَافْحِمُوهُ فِيهَا أَوْ قِيلَ لَهُ افْتَحِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَا أُمَّهُ اصْبِرِي فَإِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ.

(مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب قصة اصحاب الاخذود، ص ۱۶۰، حدیث: ۳۰۰۵)

ترجمہ: ”حضرت سیدنا نصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: ”تم سے پہلے کے لوگوں میں ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا:

میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لہذا میرے پاس کسی لڑکے کو بھجواؤ تاکہ میں اسے جادو سکھاؤں۔ چنانچہ، بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیج دیا

تو وہ اسے سکھانے لگا، لڑکے کے راستے میں ایک راہب رہتا تھا۔ راہب کی باتیں اسے بہت اچھی لگتیں۔ چنانچہ، وہ اس کے پاس بیٹھتا

اور اس کی باتیں سنتا، جب وہ جادوگر کے پاس دیر سے پہنچتا تو وہ اسے مارتا، لڑکے نے راہب سے شکایت کی تو اس نے کہا: جب جادوگر سے ڈر محسوس کرو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے گھر والوں نے روک رکھا تھا اور جب گھر والوں کا خوف ہو تو کہہ دو کہ مجھے جادوگر نے روک رکھا تھا۔ (چنانچہ یونہی سلسلہ چلتا رہا) پھر ایک دن لڑکے نے راستے میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا تو اس نے دل میں کہا: آج معلوم کروں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب؟ چنانچہ، اس نے یہ دعا مانگی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر راہب کا معاملہ تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے تاکہ لوگ گزر سکیں۔ پھر اس نے ایک پتھر پھینکا اور اس جانور کو ہلاک کر دیا تو لوگ گزر گئے، اب اس نے راہب کے پاس آ کر واقعہ سنایا تو راہب نے کہا: بیٹا! آج تم مجھ سے افضل ہو گئے ہو، تمہارا معاملہ وہاں تک پہنچ گیا جس کو میں دیکھ رہا ہوں اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی جب تمہیں آزمایا جائے تو میرے بارے میں نہ بتانا۔ اب لڑکے کی یہ کیفیت ہوگئی کہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے) وہ پیدائشی اندھوں اور برص والوں کو شفا دینے لگا اور لوگوں کا ہر قسم کا علاج کرنے لگا، بادشاہ کا ایک ہم مجلس نابینا تھا جب اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو بہت سے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تو مجھے شفا دیدے تو یہ سب کچھ تجھے دیدیا جائے گا۔ اُس نے کہا: میں کسی کو شفا نہیں دیتا، شفا تو اللہ تَعَالٰی کے دستِ قدرت میں ہے، اگر تو اس پر ایمان لے آئے تو میں دعا کروں گا اور وہ تجھے شفا دے گا۔ چنانچہ، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لایا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفا عطا فرمادی، پھر وہ حسبِ معمول بادشاہ کے پاس آ کر بیٹھا تو بادشاہ نے پوچھا: تیری بینائی کس نے لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے اسے پکڑا اور اس وقت تک سزا دیتا رہا جب تک کہ اس نے لڑکے کے بارے میں نہ بتا دیا۔ پھر اس لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے کہا: اے لڑکے تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو ماہر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کر دیتا ہے، اور اب تو خوب ماہر ہو گیا۔ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ شفا دیتا ہے۔ (یہ سن کر) بادشاہ نے اسے پکڑا اور مسلسل سزا دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے راہب کا پتا بتا دیا۔ راہب کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اپنا دین چھوڑ دے تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے آرا اس کے سر کے درمیان رکھا اور سر کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر اپنے مُصاحب سے کہا کہ وہ اپنا دین چھوڑ دے تو اس نے بھی انکار کر دیا بادشاہ

نے اس کے سر پر بھی آرا رکھا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر لڑکے کو لایا گیا اور اُس سے بھی دین چھوڑنے کا مطالبہ کیا گیا، اُس نے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ، اُسے چند آدمیوں کے حوالے کیا گیا کہ اگر یہ اپنے نئے دین سے پلٹ جائے تو ٹھیک ورنہ اسے فلاں پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دینا۔ چنانچہ، لوگ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو اس نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے کفایت کر۔ چنانچہ، پہاڑ لرز نے لگا اور وہ گر پڑے، لڑکا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھ جانے والوں نے کیا کیا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ ان سے بچالیا۔ بادشاہ نے اسے کچھ اور آدمیوں کے حوالے کیا اور کہا: اسے کشتی میں سوار کر کے دریا کے وسط میں لے جاؤ اگر اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ہے ورنہ اسے (دریا میں) پھینک دینا۔ چنانچہ، وہ اُسے لے گئے، تو اُس نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو جس طرح چاہے مجھ ان سے محفوظ رکھ۔ چنانچہ، کشتی اُلٹ گئی اور وہ غرق ہو گئے، لڑکا پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھ جانے والے کہاں ہیں؟ اُس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ ان سے بچالیا اور تو اُس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک میری بات پوری نہ کرے، بادشاہ نے کہا: بتا کیا بات ہے؟ اُس نے کہا: لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے مجھے ایک لکڑی پر سولی چڑھا دے پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر یہ الفاظ کہتے ہوئے مجھے تیر مار دے، ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔“ تو جب ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔

چنانچہ، بادشاہ نے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے لڑکے کو سولی پر لٹکا کر اس کے ترکش سے ایک تیر لیا اور کمان میں رکھ کر ”بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِ“ کہا: اور تیر پھینک دیا جو لڑکے کی کپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ کپٹی پر رکھا اور اس دار فانی سے آخرت کی طرف کوچ کر گیا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ جب لوگوں کی یہ حالت بادشاہ کو بتا کر کہا گیا کہ تجھے جس بات کا خطرہ تھا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے وہ سب کچھ تیرے ساتھ کر دیا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے گلیوں کے دہانے پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ، خندقیں کھود کر ان میں آگ جلا دی گئی اور بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے دین سے باز نہ آئے اُسے آگ میں ڈال دیا جائے یا اس سے کہا جائے آگ میں داخل ہو جا! چنانچہ، لوگوں نے ایسے ہی کیا یہاں تک کہ ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں داخل ہونے سے کچھ بچکچا نے لگی تو بچے نے کہا: ماں صبر کر، تو حق پر ہے۔

بادشاہ کا نام کیا تھا؟

حدیث میں جس بادشاہ کا ذکر ہے اس کا نام زُرْعَةُ بْنُ حَسَّانٍ تھا حُمَیْر اور گردنواح کا بادشاہ تھا اسے یوسف بھی کہا کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، پ ۳۰، البروج، تحت الایۃ: ۴، ۱۰/۳۸۶) تفسیرِ بَعُوٰی میں ہے کہ یہ نَجْرَان میں حُمَیْر کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا اور سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت سے ۷۰ سال پہلے زمانہ فطرت میں تھا۔ (تفسیرِ بَعُوٰی، پ ۳۰، البروج، تحت الایۃ: ۴، ۴/۴۳۸)

لڑکا کون تھا؟

حدیث میں جس لڑکے کا ذکر ہوا ”دَلِیْلُ الْفَالِحِیْنَ“ میں اس کا نام عَبْدُ اللہ بن تَامِر بیان کیا گیا ہے۔

(دلیل الفالحن، باب فی الصبر، ۱/۱۶۲)

اولیائے کرام رَحْمَةُ اللہِ السَّلَام کا مصیبت پر صبر

قاضی أَبُو الْفَضْلِ عِیَاضِ بْنِ مُوسَى رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ”اِكْمَالُ الْمَعْلَم“ میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت دیتے وقت نیک بندوں کو مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور وہ ان مصائب پر صبر کرتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ چاہے کتنے ہی شدید مصائب کا سامنا ہوا ظہارِ حق سے نہیں ڈرنا چاہیے بلکہ ہر مشکل گھڑی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع اور اس سے دعا کرنی چاہیے۔“ (اکمال المعلم، کتاب الزہد والرفاق، باب قصة اصحاب الاحدود... الخ، ۸/۵۵۷، تحت الحدیث: ۳۰۰۵)

کراماتِ اولیا

امام یحییٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں اولیائے کرام رَحْمَةُ اللہِ

السَّلَام کی کرامات کا ثبوت ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الزہد، باب قصة اصحاب الاحدود... الخ، ۹/۱۳۰، الجزء الثامن عشر)

اپنے قتل پر معاونت کیوں کی؟

سوال: اس لڑکے نے اپنے قتل پر معاونت کیوں کی حالانکہ یہ جائز نہیں ہے؟

جواب: قاضی أَبُو الْفَضْلِ عِيَّاضِ بْنِ مُوسَى رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ "اِكْمَالُ الْمُعَلِّمِ" میں فرماتے ہیں: "لڑکے نے ایسا اس لئے کیا تاکہ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ پر ایمان لانے کی حَقَّانیت ظاہر ہو جائے اور لوگ ایمان لے آئیں اور واقعی ایسا ہی ہوا۔" علامہ خطابی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي نے فرمایا: چونکہ اس لڑکے کو معلوم تھا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اس لئے ایسا کیا۔ (اکمال

المعلم، کتاب الزهد والرقائق، باب قصة اصحاب الاحدود... الخ، ۵۵۷/۸، تحت الحديث: ۳۰۰۵)

کتنے بچوں نے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا؟

حدیث پاک میں چھوٹے بچے کے کلام کرنے کا بیان ہے، یہ ان بچوں میں سے ایک ہے جنہوں نے گود میں کلام کیا۔ عُمْدَةُ الْقَارِي فِي هَيْئَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ میں ہے: چھ بچوں نے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا: (1,2) حضرت سَيِّدُ نَاعِيسِي وَيَكِيَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (3) صاحبِ جُرْتَن (4) حضرت سَيِّدُ نَايُوسَفِ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی گواہی دینے والا بچہ (5) فرعون کو کنگھی کرنے والی کا بیٹا (6) صاحبِ اُخْدُود. (عمدة القاری، کتاب المظالم والغضب، باب اذا هدم حائطاً فليبين مثله، ۲۵۶/۹، تحت الحديث: ۲۴۸۲)

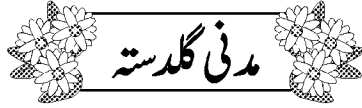
راہب نے جھوٹ بولنے کا مشورہ کیوں دیا؟

سوال: راہب نے لڑکے کو جھوٹ بولنے کا مشورہ کیوں دیا تھا؟

جواب: علمائے کرام رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ "ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے، خصوصاً اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے۔" (اکمال المعلم، کتاب الزهد والرقائق، باب قصة اصحاب الاحدود، ۵۵۵/۸، تحت الحديث: ۳۰۰۵)

سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: "اپنا حق مردہ (جس کے ملنے کی امید نہ ہو) زندہ کرنے کے لئے پہلو دار بات کہنا کہ جس کا ظاہر دروغ (جھوٹ) ہو اور واقعی میں اس کے سچے معنی مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہہ باتفاق علمائے دین جائز

اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز (جائز ہونا) ثابت ہے جبکہ وہ حق بے (بغیر) اس طریقے کے ماننا میسر (ممکن) نہ ہو، ورنہ یہ بھی جائز نہیں۔ مزید فرمایا: اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا مباح ہے۔ جان لیجئے کہ جھوٹ کبھی مباح اور کبھی واجب ہوتا ہے اس میں ضابطہ (قاعدہ) یہ ہے کہ ہر اچھا مطلوب (مقصد) کہ جس تک صدق و کذب (سچ اور جھوٹ) دونوں سے رسائی ہو سکے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور ہر اچھا مطلوب جس تک رسائی صرف کذب سے ہو سکے تو جھوٹ بولنا مباح ہے جبکہ اس مطلوب کو حاصل کرنا مباح ہو اور اگر مطلوب حاصل کرنا واجب ہو تو پھر جھوٹ بولنا واجب ہے جیسا کہ بے گناہ کو دیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہا ہے جو اسے مار ڈالنے یا ایذا پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں (اس مظلوم کو بچانے کے لئے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرَجہ، ۲۴/۳۵۲، ۳۵۵)



”صبر کرو“ کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے ولی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے لوگوں کی مدد کرتے اور ان کی دکھ بیماریاں دور کرتے ہیں۔
- (2) چاہے کیسے ہی بڑے ظالم کا سامنا ہو حق بات کے اظہار سے نہیں ڈرنا چاہیے۔
- (3) نیک بندے راہِ خدا میں آنے والی ہر مصیبت برداشت کر کے اپنے رب کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں۔
- (4) ہر مشکل گھڑی میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف رجوع لانا چاہیے اور اسی سے دعا کرنی چاہیے۔
- (5) حدیث مذکور اس بات کا ثبوت ہے کہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کی کرامات حق ہیں۔
- (6) اگر کوئی عذر شرعی موجود ہو تو تَوَرَّیہ (یعنی پہلو دار بات کرنا) جائز ہے۔

یا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اور اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

السَّلَام کے صدقے مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مصیبت کے وقت صبر

حدیث نمبر: 31

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِمْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفَكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: تَبْكِي عَلَيَّ صَبِيًّا لَهَا.

(بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۴۳۳/۱، حدیث: ۱۲۸۳)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے، وہ ایک قبر کے قریب رو رہی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”خدا سے ڈرا اور صبر کر۔“ وہ آپ کو نہ پہچان سکی اس لئے کہا: آپ مجھ سے دور ہو جائیے، کیونکہ آپ کو میری طرح مصیبت نہیں پہنچی۔ پھر جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو وہ در اقدس پر حاضر ہوئی، تو وہاں کوئی دربان نہ پایا اس نے عرض کی: میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔“ مسلم شریف میں ہے کہ ”وہ اپنے بچے پر رو رہی تھی۔“

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: علامہ قرطبی نے فرمایا کہ شاید وہ عورت نوح زین تھی اور بہت زیادہ جزع و فزع (رونا پٹینا) کر رہی تھی اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے ڈر۔ علامہ طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ”اتَّقِي اللَّهَ“ (اللہ عزوجل سے ڈر) اس لئے فرمایا تاکہ اس کے لئے صبر کرنا آسان ہو جائے، گویا فرمایا کہ تو نے اگر صبر نہ کیا تو اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر، اور آہ و بکا نہ کر، تاکہ تجھے اس پر ثواب ملے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۹۳/۶، تحت الحدیث: ۱۲۸۳)

بڑی مصیبت کے وقت صبر کرنا ہی اصل صبر ہے اور اسی پر اجر عظیم ہے، بیٹے کی موت ماں کے لئے بہت بڑا

صدّمہ ہے۔ وہ عورت بھی اپنے بیٹے کی موت کا صدّمہ برداشت نہ کر سکی اور اس کی قبر پر آ کر رونے لگی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دیکھا تو صبر کی تلقین فرمائی۔ اس پر غم کا غلبہ تھا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچان سکی اور بولی کہ آپ مجھے چھوڑ دیں، جیسا غم مجھے پہنچا ہے آپ کو ایسا غم نہیں پہنچا۔ پھر جب اسے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا گیا تو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس نے اپنے اندازِ گفتگو پر معافی مانگ لی۔

صدّمہ کسے کہتے ہیں؟

علامہ عینی علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْعَظِيمِ عَمْدَةُ الْقَارِي فِيں فرماتے ہیں: صدّمہ کے معنی کسی چیز سے ٹکر لگنے کے ہیں چونکہ مصیبت سے بھی دل کو ایک دھچکا لگتا ہے اس لئے مصیبت کے اثر کو صدّمہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں صبر سے مراد صبرِ کامل ہے جس پر ثواب مُرتَب ہوتا ہے ورنہ مصیبت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو رفتہ رفتہ صبر آہی جاتا ہے کسی مصیبت پر اجرِ صبرِ جمیل اور حسنِ ثبوت ہی سے ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۶/۹۴، تحت الحدیث: ۱۲۸۳)

مدہوشی کا کفر معتبر نہیں

اس عورت پر غم کا شدید غلبہ تھا اس لئے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچان سکی اور اس انداز میں جواب دیا۔ مراۃ المناجیح میں ہے: یہ نہ پہچانا بھی شدتِ غم سے ہوگا ورنہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو اجنبی بھی پہچان لیتے تھے، گلی سے گزرتے تو گھروالے خوشبو کی مہک سے پہچان جاتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو کنکر، پتھر، جنّ و انس، چاند، تارے، سورج سب پہچانتے ہیں۔ اس عورت نے جو کہا تھا وہ کفر تھا کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین تھی مگر چونکہ اس نے غم کی مدہوشی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے بغیر یہ الفاظ کہے تھے اس لئے وہ اسلام سے خارج نہ ہوئی۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر جاں گنی کی شدت میں مرنے والے سے کوئی کفر کی بات سنی جائے تو اسے کافر نہ کہا جائے گا اس کی نماز جنازہ اور دفن

ہوگا کیونکہ مدہوشی کا کفر معتبر نہیں۔“ (ملخصاً مراۃ المناجیح، ۲/۵۰۳)

والی دو جہاں کا دربار عالی

دَلِيلُ الْفَالِحِينَ میں ہے عَلَامَهُ طَيْبِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي نے فرمایا: ”جب اس عورت کو بتایا گیا کہ تجھے نیکی کی دعوت دینے والے والی دو جہاں، سرورِ ذیشان صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تجھے تو اس نے دل میں خوف محسوس کیا، آپ کے دربار عالی کی ہیبت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ اس نے سوچا کہ جس طرح دنیوی بادشاہوں کے دربان و پھریدار ہوتے ہیں لوگوں کو بادشاہ کے پاس جانے سے روکتے ہیں، شاید یہاں بھی ہے ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ لیکن جب وہ شہنشاہ کو نین صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دربار عالی میں پہنچی تو معاملہ بالکل برعکس پایا۔ (دلیل الفالحین، باب الصبر ۱۷۲/۱) یعنی وہاں نہ کوئی دربان تھا نہ پھرے دار۔ کیونکہ وہ کسی دنیوی بادشاہ کا دربار نہ تھا بلکہ وہ تو نبیوں کے سالار، احمد مختار صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا وہ دربار تھا جہاں ہر بے کس و ناچار کو حاضر خدمت ہونے کی اجازت عام تھی۔ یہ وہی مقدس بارگاہ تھی جہاں حاضر ہونے والوں کے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں، بڑے بڑے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَأَسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَجِيمًا ﴿۳۳﴾ (پ ۵، النساء: ۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جہاں وک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

إِمَامُ شَرَفِ الدِّينِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ طَيْبِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِيّ فرماتے ہیں: ”جب اس عورت نے آکر معافی مانگی اور عذر پیش کیا کہ میں آپ کو پہچان نہ پائی تھی اس لئے نازیبا کلمات منہ سے نکل گئے تو شفیع مذنبان، سرور ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ حکمت بھرا جواب ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُولٰی، یعنی صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے، گویا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے یوں فرمایا: تو میرے سامنے معذرت نہ کر (اور خوف محسوس نہ کر) کیونکہ ہمارا غصہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہی کے لئے ہوتا ہے (اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتا) تو اپنے نفس کی طرف دیکھ کہ اچانک آنے والی مصیبت پر صبر کے بجائے جَزَع و فَرَع (رونا پیٹنا) کر کے تیرے نفس نے تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والی فضیلت و کرامت سے محروم کر دیا ہے۔“ (شرح الطیبی علی

المشکوٰۃ، کتاب الحنائن، باب البكاء علی المیت، ۳/۴۱۵، تحت الحدیث: ۱۷۲۸)

سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حَسَنِ اخلاق

اس حدیث پاک سے ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسنِ اخلاق اور عفو و درگزر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب اس عورت کو نصیحت کی تو اس نے بہت ہی دل آزاری والی بات کہی لیکن قربان جانیں اس پیکرِ عظمت و شرافت پر کہ ہر طرح کے اختیارات کے باوجود کسی طرح کی کوئی جوابی کاروائی نہ فرمائی۔ جب وہ معافی طلب کرنے آئی تب بھی اسے شرمندہ کرنے کے بجائے علم و حکمت کے گوہر عطا فرمائے۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صبر و تحمل اور عفو و درگزر کے تو کیا کہنے۔

وہ پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت ہو تو ایسی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حسنِ اخلاق کے جس عظیم مرتبے پر فائز ہیں اس کا ذکر قرآن مجید میں

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس طرح فرمایا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک

وَ اِنَّكَ لَعَلَّ خَلْقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾

تمہاری خوبڑی شان کی ہے۔

(پ: ۲۹، القلم: ۴)

حدیثِ مذکور میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسنِ اخلاق کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سمجھانے پر اس عورت نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے ادبانہ الفاظ کہے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ تو اُسے ڈانٹا نہ مارا نہ ہی اپنے نفس کی خاطر کوئی انتقامی کاروائی کی۔ پھر جب وہ عورت نادیم ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تب بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے اس کی غلطی کا احساس نہیں دلا یا نہ اُسے اس کی خطا پر زرد و کوب کیا بلکہ احسن انداز میں اُسے نیکی کی دعوت دی، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جانتے تھے کہ وہ اس وقت سخت صدمے سے دوچار ہے۔

نیکی کی دعوت

شہنشاہِ خوشِ خصال، پیکرِ حسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی کوئی قابلِ اصلاح کام دیکھتے تو نیکی کی دعوت دیتے۔ سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب دیکھا کہ وہ عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی ہے اور اس طرح آہ و بکا کرنا صبر اور تقویٰ کے خلاف ہے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے صبر و تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِتَّقِ اللہَ وَاَصْبِرِ یَعْنِی اللہَ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرا اور صبر کر۔

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غنودرگزر فرماتے تھے

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اَبُو عَبْدُ اللہِ جَدَلِی کہتے ہیں کہ میں نے اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ تو عادیہ بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلفاً، نہ بازاروں میں شور کرتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے اور درگزر سے کام لیتے۔ (ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول

اللہ، باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۰۹/۳، حدیث: ۲۰۲۳)

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غنودرگزر کے کمال مرتبے پر فائز تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عَلَيْهِ وَالِاهِ وَسَلَّمَ اپنے گناہ گاروں اور ایذا دینے والوں کو نہ صرف معاف فرماتے بلکہ انہیں انعامات سے بھی نوازتے۔ سیرت کی کتب میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے غنوکا معاملہ اہل مکہ و طائف کے سرداروں سے مخفی نہیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عام معافی کا دامن مکے کے سرداروں اور ان زعماء تک پھیل گیا جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی زمین میں سرکشی کی اور آپ کو ایذا دینے میں کسی زیادتی سے دریغ نہ کیا۔ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینکنے سے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے جس کے نتیجے میں انہیں شکست ہوئی اب وہ امن کے طالب ہوئے تو نہ صرف آپ نے انہیں امان دیکر معاف فرما دیا بلکہ ان کی تالیفِ قلب کے لئے انہیں بہت سا مال بھی عطا فرمایا۔

ایذا دینے والے پر انعام کی بارش

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُٹھ جاتے تو ہم بھی اُٹھ جاتے۔ ایک دن آپ اُٹھے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھے، جب آپ مسجد کے درمیان پہنچے تو ایک اعرابی نے آپ کی چادر کو زور سے کھینچا آپ کی چادر گھر دری تھی جس سے آپ کی گردن مبارک پر اس کا نشان رہ گیا پھر اعرابی نے کہا: اے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) یہ مال جو تمہارے پاس ہے اس سے میرے یہ دو اونٹ لا دو کیوں کہ جو تم مجھے دو گے وہ نہ تمہارا مال ہے نہ تمہارے والد کا، یہ سن کر رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے استغفار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: نہیں! میں تجھے نہیں دوں گا جب تک تم میری چادر کھینچنے کا بدلہ نہ دو۔ اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم میں آپ کو بدلہ نہیں دوں گا۔ سرکار نے تین مرتبہ یہی فرمایا اور ہر مرتبہ اعرابی نے یہی کہا میں آپ کو بدلہ نہیں دوں گا، جب ہم نے اعرابی کا قول سنا تو ہم تیزی سے اس کی طرف دوڑے تو رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جس نے میری بات سنی میں اسے قسم دیتا ہوں کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے جب تک کہ میں اسے اجازت نہ دے دوں، پھر رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں اسے ایک اونٹ گندم اور ایک اونٹ کھجور دے دو پھر رَسُولُ اللہِ

صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: چلو۔ (نسائی، کتاب القسامۃ و القود، باب الْقَوْدُ مِنَ الْجَبْدَةِ، ص ۷۶۸، حدیث: ۴۷۸۵)

قبروں کی زیارت کرنا

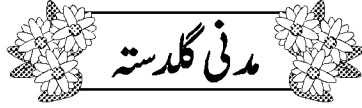
علامہ بدرُ الدّین عینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِيِّ عُمْدَةُ الْقَارِي میں فرماتے ہیں: زیارتِ قبور کے مسئلے میں علمائے کرام رَحْمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ کا اختلاف ہے، حازمی کہتے ہیں کہ تمام اہل علم حضرات مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ زیارتِ قبور کے جواز پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حضرت سیدنا بُرَيْدَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث ہے جسے امام مسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے روایت کیا ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

(عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۹۴/۶، تحت الحدیث: ۱۲۸۳)

عورتوں کو قبروں پر جانا منع ہے

سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ”أَصَحُّ (صحیح ترین بات) یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ مجزہ، ۵۳۷/۹) مزید فرماتے ہیں: قبورِ اقرباء پر خصوصاً بحالِ قُرب عہدِ مَمَاتِ تَجْدِيدِ حُزْنِ لَازِمِ نِسَاءٍ ہے (یعنی قریبی رشتہ داروں کی قبور پر جانے سے عورتوں کا غم ضرور تازہ ہوتا ہے بالخصوص اس وقت کہ جب وفات کچھ عرصہ قبل ہی ہوئی ہو) اور مزاراتِ اولیاءِ پر حاضری میں اِحْدَى الشَّنَاعَتَيْنِ (دو برائیوں میں سے ایک) کا اندیشہ یا ترکِ ادب (ادب چھوڑنا) یا ادب میں افراطِ ناجائز (حد سے زیادہ بڑھ جانا) تو سبیلِ اطلاقِ منع ہے۔ ولہذا ”غُنِيْهِ“ میں کراہت پر جزم فرمایا (یعنی مکروہ کہا) البتہ حاضری و خاکبوسی آستانِ عرشِ نشان سرکارِ اعظم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (یعنی حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے روضے پر حاضری) اعظمُ التَّمَدُّ وَبَات (مستحبات میں سب سے اہم) بلکہ قریب واجبات ہے۔ اس سے عورتوں کو نہ روکیں گے اور تعدیلِ ادب (ادب میں میاندروی رکھنا) سکھائیں گے۔ وَاللهُ تَعَالَى اَعْلَمُ

(فتاویٰ رضویہ، ۵۳۸/۹)



”یادِ رحیم کر“ کے ۹ حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے ۹ مدنی پھول

- (1) اگر کسی کو خلافِ شرع کام کرتا دیکھیں اور اُسے منع کرنے پر قدرت بھی ہو تو فوراً اُسے منع کرنا چاہیے۔
- (2) اوّل صدّے کے وقت بے صبری کے کلمات کہے بغیر صبر کرنا صبرِ جمیل ہے اور اسی پر اجرِ عظیم ہے۔
- (3) کسی مصیبت پر ثواب، صبرِ جمیل اور اچھی نیت ہی کی وجہ سے ملتا ہے۔
- (4) شدّتِ غم کی وجہ سے بلا قصد بے دھیانی میں اگر کسی سے کوئی کلمہ کفر صادر ہو جائے تو اُس پر حکم کفر نہیں۔
- (5) غلطی کا احساس ہوتے ہی فوراً معافی مانگ لینی چاہیے۔
- (6) اگر کوئی شخص بد اخلاقی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ حسن سلوک ہی کرنا چاہیے۔
- (7) ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم سے ہمارے والدین سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔
- (8) زیارتِ قبور کو جانا چاہیے کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ مگر عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔
- (9) سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ مبارک کی حاضری قریب واجب ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر مصیبت پر صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ مبارک کی باادب حاضری جلد از جلد نصیب فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صبر کی جزا جنت ہے

حدیث نمبر: 32

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبِضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ.

(بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذي يتغنى به وجه الله، ۲۲۵/۴، حدیث: ۶۴۲۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے، جب میں اپنے مومن بندے سے اس کی کوئی دنیوی محبوب چیز لے لوں، پھر وہ صبر کرے تو میرے پاس اس کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔“

محبوب شے کے بدلے جنت

حَافِظُ ابْنِ حَجَرَ عَسْقَلَانِي قَدِيسَ سِرَّةِ التَّوْرَانِي فَتْحَ الْبَارِي فِي فَرَمَاتِهِ هِيَ: ”صَفِيَّهُ“ سے مراد صرف بیٹا نہیں بلکہ یہ عام ہے اس میں بھائی باپ ہر وہ انسان یا چیز شامل ہے جس سے انسان محبت کرتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مُفْرَد (واحد) ذکر کیا ہے یعنی کسی کا ایک بچہ فوت ہو اس کے لئے بھی جنت ہے۔

اِحْتَسَبَهُ سے مراد یہ ہے کہ محبوب چیز کے فوت ہو جانے پر اللہ عزوجل سے ثواب کی امید کرتے ہوئے اس پر صبر کرے۔

امام احمد و نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! پھر اس کا بیٹا فوت ہو گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت کیا کہ اس آدمی کا کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے کسی دروازے سے آؤ

اور وہ (فوت شدہ بچہ) پہلے سے تمہارے انتظار میں وہاں کھڑا ہو؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کیا یہ خوشخبری صرف اس شخص کے لئے ہے یا ہمارے لئے بھی ہے؟ حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم سب کے لئے بھی ہے۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، باب العمل الذى يتغى به وجه الله فيه سعد،

(۲۰۵/۱۲، تحت الحدیث: ۶۴۲۴)

پسندیدہ چیز کے چلے جانے پر صبر کی فضیلت

مراۃ المناجیح میں ہے: یہ حدیث پاک ہر بیاری چیز کو عام ہے ماں باپ، بیوی، اولاد حتی کہ فوت شدہ تندرستی وغیرہ جس پر بھی صبر کرے گا اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جنت پائے گا۔ لہذا یہ حدیث بڑی بشارت کی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۵۰۵/۲)

شَرْحُ الطَّيْبِيِّ فِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ طَيْبِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فَرَمَاتے ہیں: ”حدیث پاک میں بیاری چیز کو نبوی چیز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یعنی نبوی چیز کے فوت ہونے پر صبر کیا تو اس کی جزا جنت ہے۔ یہ اس لئے ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اگر کسی اُخْرَوِي چیز (یعنی جن چیزوں کی وجہ سے آخرت بہتر بنتی ہے جیسے دینی دوست، دینی استاذ، پیر و مرشد وغیرہ) کے فوت ہو جانے پر صبر کیا تو اس کی جزا جنت سے بھی زیادہ ہے یعنی ”اللہ کی رضا“ اور یہ سب سے بڑی جزا ہے۔“ (شرح الطیبی، کتاب الجنائز باب البكاء علی المیت، ۴۱۷/۳، تحت الحدیث: ۱۷۳۱)

سدا کیلئے ہو جا راضی خدایا ہمیشہ ہو لطف و کرم یا الہی

کائنات کی ہر ہر شے کا خالق و مالک خدائے بزرگ و برتر ہے۔ ہر جگہ اسی قَادِرِ مُطْلَقِ (ہر چیز پر قادر) کا حکم چلتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: ”إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ (پ۷، الانعام: ۵۷) ترجمہ کنز الایمان: حکم نہیں مگر اللہ کا۔ انسان اور اس کی تمام پسندیدہ اشیاء بھی اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ہی کی ملک ہیں۔ اگر وہ اپنی ملک (مِلْکِیَّت) میں سے کچھ لے لیتا ہے اور اُس پر بندہ صبر کرے تو اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اسکے صبر کے بدلے میں جنت کے انعام سے نوازتا ہے تو یہ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کا اپنے بندوں پر فضلِ عظیم ہے۔

بیٹے کی موت پر مسکراہٹ

ہمارے بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللهِ الْمُبِينِ صبر و شکر کے آئینہ دار تھے۔ رَبِّ کی رضا پر راضی رہتے اور کبھی بھی حرفِ شکایت زباں پر نہ لاتے۔ سُلَيْسِلَهُ عَلِيهِ جِحْتِيهِ کے عظیم پیشوا حضرت سَيِّدُ نَافِضِيْلٍ بِنِ عِيَاضِ عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَهَّابِ کو کبھی کسی نے مسکراتے نہ دیکھا تھا، لیکن جس دن آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلِيهِ کے شہزادے ولی کامل حضرت سَيِّدُ نَافِضِيْلٍ بِنِ فُضَيْلٍ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلِيهِ کا انتقال ہوا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلِيهِ مسکرانے لگے، لوگوں نے عرض کی: یہ خوشی کا کونسا موقع ہے جو آپ مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا: میں اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی ہو کر مسکرا رہا ہوں کیونکہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہی کے سبب میرے بیٹے کو قضا آئی ہے۔ رب عَزَّوَجَلَّ کی پسند اپنی پسند۔ (مُلَخَّصًا تَذَكُّرَةُ الْاَوْلِيَاءِ، فارسی، ۱/۸۶)

صبر کرنے والوں کا مرتبہ

حضرت سَيِّدُ نَافِضِيْلٍ بِنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلی چیز کو بَرِّ مَحْفُوظِ میں یہ لکھی کہ میں اَللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) ہوں میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں! محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) میرے رسول ہیں۔ جس نے میرے فیصلے کو تسلیم کر لیا اور میری نازل کی ہوئی مصیبت پر صبر کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا کیا تو میں نے اس کو صدق لکھا ہے اور اس کو صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے میرے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور میری نازل کی ہوئی مصیبت پر صبر نہیں کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ میرے سوا جسے چاہے اپنا معبود بنا لے۔ (تفسیر قرطبی، پ ۳۰، البروج، تحت الاية: ۲۲، ۱۰/۲۱)

صابرین کو عِلْمٌ وَحِلْمٌ عطا کیا جاتا ہے

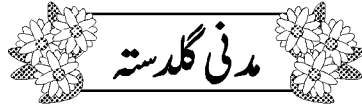
حضرت سَيِّدُ نَافِضِيْلٍ بِنِ ابُو دَرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے نبی کریم، رءوف رحيم آقا صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایسی اُمت پیدا کرنے والا ہوں کہ اگر انہیں کوئی پسندیدہ چیز ملے گی تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کریں گے اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز ملے گی

تو ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کریں گے۔ حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہوگا نہ حلم۔ عرض کی: الہی! انہیں یہ خوبی علم و حلم کے بغیر کیونکر ملے گی؟ فرمایا: میں انہیں اپنے علم و حلم سے دوں گا۔

(شعب الایمان، السبعون من شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، ۱۹۰/۷، حدیث: ۹۹۵۳)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدًا



”یا غوث“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

- (1) اولاد یا اس جیسی محبوب شے کے فوت ہو جانے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ثواب کی امید پر صبر کرنا چاہیے کہ اس صبر پر جنت کی بشارت ہے۔
- (2) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندوں پر مصائب زیادہ آتے ہیں۔
- (3) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بہت بڑا اکرم ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی چیز لے لے اور بندہ اس مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کو جزا میں جنت عطا فرماتا ہے۔
- (4) صبر کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ علم و حلم عطا فرماتا ہے۔
- (5) جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے کو دل سے قبول کرے اور اس پر صبر کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے صِدِّیقین میں لکھ دیتا ہے۔



حدیث نمبر: 33 طاعون پر صبر کرنے کا ثواب

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ.

(بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، ۴/۳۰، حدیث: ۵۷۳۴)

ترجمہ: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ عز و جل جس پر چاہتا ہے بھیجتا۔ پھر اللہ عز و جل نے مؤمنین کے لئے اسے رحمت بنا دیا۔ تو جو شخص طاعون پھیلنے کے زمانے میں اپنے شہر میں صبر کے ساتھ طلبِ ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو اللہ عز و جل نے اس کے لئے لکھ دیا ہے تو اس کے لئے شہید کی مثلِ ثواب ہے۔

طاعون (Plague) کیا ہے؟

علامہ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي شرحِ مُسْلِمٍ میں فرماتے ہیں: طاعون، یہ جسم میں نکلنے والی گلٹیاں ہیں، جو بغلوں، کہنیوں، ہاتھوں، انگلیوں اور سارے بدن میں سخت درد اور سوجن اور جلن کے ساتھ نکلتی ہیں اور مُتَأَثِّرَه حصہ سیاہ، سرخ یا سبز ہو جاتا ہے ان کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرہ والکھانہ، ۷/۲۰۴، الجزء الرابع عشر)

مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ كِي مطبوعہ کتاب ”عَجَائِبُ الْقُرْآنِ مَعَ غَرَائِبِ الْقُرْآنِ“ میں ہے ”طاعون ایک مُهْلِك (جان لیوا) وبائی بیماری ہے جس کو ڈاکٹر (پلگ) Plague کہتے ہیں۔ اس بیماری میں گردن اور بغلوں اور رُج ران (ران کے کنارے) میں آم کی گٹھلی کے برابر گلٹیاں نکل آتی ہیں۔ جن میں بے پناہ درد اور ناقابلِ برداشت

سوزش ہوتی ہے۔ شدید بخار چڑھ جاتا ہے، آنکھیں سرخ ہو کر دردناک جلن سے شعلہ کی طرح جلنے لگتی ہیں، مریض شدتِ درد اور شدید بے چینی و بے قراری میں تڑپ تڑپ کر بہت جلد مر جاتا ہے۔ (عجائب القرآن، ص ۲۵۷)

شہید کے برابر ثواب

عَلَامَهُ ابْنِ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قَدَّسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتُحُ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتے ہیں کہ طاعون مومنوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہے اور یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ طاعون کا رحمت ہونا مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے اور جب طاعون کی بیماری کافروں پر مُسَلِّط ہو تو یہ آخرت سے پہلے دنیا میں ان کے لئے عذاب ہے۔ جب کسی آبادی میں طاعون کی بیماری پھیلے اور بندہ مومن وہاں صبر کرتے ہوئے، اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کا حکم مانتے ہوئے اور اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ٹھہرا رہے تو اسے شہید کی مثل ثواب ملے گا، یہ تینوں (صفتیں جو ابھی ذکر ہوئیں) طاعون کی بیماری میں مرنے والے کے لئے شہید کے برابر ثواب پانے کے لئے شرط ہیں۔

(فتح الباری، کتاب الطب، باب اجر الصابر علی الطاعون، ۱/۱۶۳، تحت الحدیث: ۵۷۳۴)

دو حدیثوں میں تطبیق

علامہ بدرُ الدِّین عینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعِنِي عَمَدَةُ الْقَارِي فِيهِ فَرَمَاتے ہیں: ”ایک حدیث میں ہے کہ جو طاعون میں مرادہ شہید ہے جبکہ حدیثِ مذکور میں ہے کہ طاعون میں مبتلا ہونے والے کے لئے شہید کی مثل اجر ہے تو ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ جو طاعون کے مرض پر بغیر شکوہ و شکایت کے صبر کرے اور اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو وہ شہید ہے اور جسے موت نہ آئے تو اس کے لئے شہید کی مثل ثواب ہے۔“

(عمدۃ القاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، ۱/۷۱۳، تحت الحدیث: ۵۷۳۴)

شہید کی مثل ثواب

مُفَسِّرُ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْحَمَانِ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: طاعون کفار

پر عذاب ہے جو کافراں میں مرے گا وہ عذاب کی موت مرے گا اور صبر کرنے والا مسلمان خواہ طاعون میں فوت ہو جائے یا بعد میں جب بھی مرے گا، درجہ شہادت پائے گا۔ (ملخصاً مرآة المناجیح، ۲/۲۱۴)

اُمّتِ محمدیہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم

حضرت علامہ غلام رسول رضوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ تفہیم البخاری میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس اُمّتِ مُحَمَّدِیَّةِ پر اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی بہت مہربانی ہے کیونکہ جو بیماری دوسری امتوں کے لئے عذاب مقرر کی گئی ہے وہ اس امت کے لئے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہے۔ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب اور اس امت کے لئے رحمت ہے۔“ (تفہیم البخاری، ۵/۳۵۵) دوسرے مقام پر فرمایا: ”اس اُمّت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو مُتَضَمِّن (شامل) ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔“ (تفہیم البخاری، ۸/۸۰۰)

طاعون والے علاقے میں صبر و استقلال سے ٹھہرنا

میرے آقا علی حضرت، اِمَامِ اَهْلِ سُنَّتِ، عَظِیْمُ الْبَرَکَاتِ، عَظِیْمُ الْمَرْبِیَّتِ، بِرِوَاۃِ شَمْعِ رِیَاسَاتِ، مُجَدِّدِ دِیْنِ وَ مِلَّتِ مَوْلَانَا شَاہِ اِمَامِ اَحْمَدِ رَضَا خَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فِتَاوٰی رَضَوِیَّةِ شَرِیْفِیْنَ میں فرماتے ہیں: ”اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے: اول صبر و استقلال، دوم تَسْلِیْمِ وَ تَفْوِیْضِ وَ رَضَا بِالْقَضَاءِ پر طلبِ ثواب (یعنی ثواب کی نیت سے رب کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنے آپ کو اس بستی میں روک رکھے)، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الہی (اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے بغیر) کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔“ (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۳۰۲)

معلوم ہوا کہ انسان تقدیر سے نہیں بھاگ سکتا۔ جو نفع و نقصان اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا وہ اسے ضرور پہنچے گا۔ موت اپنے وقت پر ضرور آئے گی چاہے گھر میں ہوں یا مضبوط و محفوظ قلعوں میں۔ ہاں جس کی زندگی باقی ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مار سکتی اور بسا اوقات تو قدرتِ الہی ایسے کرشمے دکھاتی ہے کہ عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے۔

اسی مناسبت سے ایک ایمان افروز حکایت بیان کی جاتی ہے:

جانور نے انسانی بچہ کی پرورش کی

حضرت سیدنا معدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: ابو بعلیل نامی ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا: ایک مرتبہ طاعون کے مرض نے لاشوں کے انبار لگا دیئے، ہم مختلف قبیلوں میں جا کر مردوں کو دفن کرتے۔ لیکن جب پورے پورے گاؤں ہلاک ہونے کی وجہ سے لاشوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور ہم انہیں دفنانے سے عاجز آگئے تو ہم یوں کرتے کہ ایک گھر کے افراد کی لاشیں گھر کے ایک کمرے میں جمع کر کے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بند کر دیتے۔ پھر طاعون کا مرض ختم ہونے کے بعد جب ہم ایک گھر میں داخل ہوئے تو وہاں ایک صحت مند، خوبصورت بچہ موجود تھا۔ نہ جانے وہ بچہ کہاں سے آیا تھا؟ اور اب تک بغیر غذا کے کیسے زندہ تھا؟ ہم ابھی اسی شش و پنج میں تھے کہ اچانک ایک مادہ درندہ دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہوا اور بچے کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ بچہ اس کی طرف گیا اس کا دودھ پینے لگا۔ خالق کائنات و رزاق مخلوقات جل جلالہ کی اس شانِ رزاقی کو دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کو رزق کے اسباب مہیا کرتا ہے۔ اس نے ایک بچے کی خوراک کا انتظام کس طرح کیا۔ طاعون کی بیماری سے اس گھر کے تمام افراد عورتیں اور مرد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے، انہیں افراد میں ایک حاملہ عورت بھی تھی جس کا انتقال ہو گیا پھر اس بچے کی ولادت ہوئی اور اس کے رزق کا انتظام ایک درندے کے ذریعے کیا گیا۔ حضرت سیدنا معدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کہتے ہیں کہ اس بچے کی خوب پرورش ہوئی اور وہ جوان ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ وہ بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی سنوار رہا تھا (یعنی وہ جوان ہو گیا تھا)۔ (عیون الحکایات، ص ۳۹۴)

طاعون والے علاقے میں نہ جاؤ!

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو اس زمین میں نہ جاؤ اور اگر تمہاری زمین میں وبا پھیلی

ہے تو اس زمین سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ (بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، ۲۹/۴، حدیث: ۵۷۳۰) لہذا جب کسی زمین میں طاعون کی وبا پھیلی ہو تو وہاں نہیں جاسکتے کیونکہ اس جگہ جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اگر ہمارے علاقے میں یہ وبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ نہیں سکتے کیونکہ ہمارا بھاگنا ہمیں تقدیر کے لکھے سے بچا نہیں سکتا۔

عقل مند غلام

تفسیر روح البیان میں ہے: ”جب ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی تو بنو امیہ کا بادشاہ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ موت کے ڈر سے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے شہر سے بھاگ نکلا اور ساتھ میں اپنے خاص غلام اور کچھ فوج بھی لے لی وہ طاعون سے اس قدر خائف اور ہراساں تھا کہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتا تھا بلکہ گھوڑے کی پشت پر ہی سوتا۔ دوران سفر ایک رات اُسے نیند نہ آئی تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم مجھے کوئی قصہ سناؤ۔ عقلمند غلام نے بادشاہ کو نصیحت کرنے کا موقع پا کر یہ قصہ سنایا کہ ایک لومڑی اپنی جان کی حفاظت کے لئے ایک شیر کی خدمت گزاری کیا کرتی تھی تو کوئی درندہ شیر کی بہیت کی وجہ سے لومڑی کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لومڑی نہایت ہی بے خوفی اور اطمینان سے شیر کے ساتھ زندگی بسر کر رہی تھی۔ اچانک ایک دن ایک عقاب لومڑی پر چھپتا تو لومڑی بھاگ کر شیر کے پاس چلی گئی۔ شیر نے اسے اپنی پیٹھ پر بٹھالیا۔ عقاب دوبارہ چھپتا اور لومڑی کو شیر کی پیٹھ پر سے اپنے بچوں میں دبا کر اڑ گیا۔ لومڑی چلا چلا کر شیر سے فریاد کرنے لگی تو شیر نے کہا: میں زمین پر رہنے والے درندوں سے تو تیری حفاظت کر سکتا ہوں لیکن آسمان کی طرف سے حملہ کرنے والوں سے میں تجھے نہیں بچا سکتا۔ یہ قصہ سن کر عبدالملک بادشاہ کو بڑی عبرت حاصل ہوئی اور اس کی سمجھ میں آ گیا کہ میری فوج ان دشمنوں سے تو میری حفاظت کر سکتی ہے جو زمین پر رہتے ہیں مگر جو بلائیں اور وبائیں آسمان سے مجھ پر حملہ آور ہوں، ان سے مجھ کو نہ میری بادشاہی بچا سکتی ہے نہ میرا خزانہ اور نہ میرا لشکر میری حفاظت کر سکتا ہے۔ آسمانی بلاؤں سے بچانے والا تو بجز خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچ کر عَبْدُ الْمَلِکِ بادشاہ کے دل سے طاعون کا خوف جاتا رہا اور وہ رضائے الہی پر راضی رہ کر سکون و اطمینان کے ساتھ اپنے شاہی محل

میں رہنے لگا۔

(روح البیان، پ ۲، البقرہ، تحت الایۃ: ۲۴۴، ۳۷۸/۱)

طاعون سے بھاگنے والی جماعت کا انجام

بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے طاعون کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑا تو وہ سب کے سب مر گئے۔

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِن أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۳﴾ (پ ۲، البقرہ: ۲۴۳)

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

تفسیر نعیمی میں اس آیت کے تحت جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: ایک شہر کے لوگ طاعون کے ڈر سے کسی پہاڑی علاقے میں چلے گئے۔ وہاں ایک فرشتے نے حکم الہی چیخ کر کہا ”سب مر جاؤ“ چنانچہ سب ہلاک ہو گئے۔ اُن کی لاشیں ایسے ہی پڑی رہیں یہاں تک کہ گل سڑ گئیں۔ اتفاقاً حضرت سیدنا حزقیل علیہ السلام وہاں سے گزرے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: الہی! انہیں زندہ فرما دے! ارشاد ہوا: آپ انہیں پکارئیے! چنانچہ، آپ علیہ السلام نے کہا: اے ہڈیو! اللہ کے حکم سے جمع ہو جاؤ! تمام ہڈیاں جمع ہو گئیں، پھر فرمایا: اے گلے ہوئے جسمو! میرے پروردگار کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ! تو وہ سارے یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ پھر یہ لوگ کئی سال زندہ رہے۔ مگر ان کے چہرے مُردوں کے سے تھے۔ ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ اس آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر نعیمی پ ۲، البقرہ، تحت الایۃ: ۲۴۳، ۲۴۲/۲، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شانِ انبیاء

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنو

نُبُوَّتِ عَالَمِ كَسَارِے اگلے پچھلے واقعات ملاحظہ فرمائے کیونکہ اتنے پرانے واقعات کو ”اَلَمْ تَرَ“ اسْتَفْهَامِ اِنْكَارِی سے بیان فرمایا گیا کہ کیا آپ نے نہ دیکھا تھا یعنی ضرور دیکھا تھا۔ اِلْسِی سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت بمعنی نظر چشم ہے۔ ایسے ہی حضور نے آئندہ واقعات کو دیکھ کر خبر دی جن کے بارے میں بکثرت روایات موجود ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى اللّٰدِیْنِ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ سے اشارةً دو باتیں معلوم ہوئیں (1) طاعون کے زمانہ میں گھر چھوڑ دینا منع ہے خواہ شہر بھی چھوڑ دیا جائے یا صرف محلّہ تبدیل کیا جائے جب کہ وَا سے بھاگنا مقصود ہو۔ (2) حضور کی نظر اس عالم میں رہ کر ہر چیز کو دیکھتی بھی تھی اور پہچانتی بھی تھی ہماری آنکھیں بیک وقت بڑے مجمع کو دیکھ کر ہر ایک کو پہچان نہیں سکتیں ہماری ناک بہت سی خوشبوئیں صحیح محسوس نہیں کر سکتی، ہمارے کان بیک وقت بہت سی آوازیں سن نہیں سکتے مگر حضور کے حواس ان کمزوریوں سے محفوظ۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آج لاکھوں کا سلام بیک وقت سن کر سب کو علیحدہ جواب دیتے ہیں قیامت میں بیک وقت ساری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لیں گے پھر ہر امتی کے ہر حال کو جانیں گے ورنہ شفاعت ناممکن ہے۔ حضور نعمتِ الہیہ کے قاسم ہیں اور قاسم ہر حصہ اور ہر حصہ دار کو پہچانتا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا تھا:

وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمِمَّا تَدَّخِرُونَ لِيَّ يَبۡيۡتُكُمْ ط
ترجمہ کنز الایمان : اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو
(پ ۳، ال عمران: ۴۹)

معلوم ہوا کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام ہر دانہ اور اس کے کھانے والے سے خبردار ہیں۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَی
نَبِیْنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو اتنا علم ہے تو پھر نبیوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا؟
دوسرا فائدہ: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی بارگاہِ الہی میں وہ عزت ہے کہ اگر وہ کسی بات پر بطریقہ ناز ضد کر
جائیں یا تم کھالیں تو رب کریم عَزَّوَجَلَّ پوری فرما دیتا ہے۔ دیکھو حضرت حَزَقِیْل عَلَیْہِ السَّلَام کی عَرَضِ مَعْرُوضِ پَران
سب کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔

تیسرا فائدہ: اللہ والوں کی پھونک یا آواز صورِ اسرافیل کا اثر رکھتی ہے کہ حضرت حِزْقِیل عَلَیْهِ السَّلَام کی پکار سے نَفْعِ صُور (صورِ اسرافیل) کی طرح اتنی بڑی جماعت زندہ ہوگئی۔

چوتھا فائدہ: کوئی بھی تدبیر سے تقدیر نہیں بدل سکتا اور نہ آنے والی موت کو ٹال سکتا ہے۔ لہذا اے مسلمانو! جہاد نہ چھوڑو جب اپنے وقت پر موت آئے گی تو بہتر ہے کہ راہِ خدا میں آئے۔

پانچواں فائدہ: طاعون سے بھاگنا منع ہے، دیکھو یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) طاعون سے بھاگے تھے عتابِ الہی میں گرفتار ہوئے۔“ (تفسیر نعیمی پ ۲، البقرہ، تحت الایۃ: ۲۴۳/۲، ۲۸۳، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

انسان کو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی، بُرے لوگوں کی صُحْبَت، بُرے مشوروں اور تمام گناہوں سے بچنا چاہیے۔ بسا اوقات دنیا میں بھی گناہوں کی سزا ملتی ہے، جس میں لوگوں کے لئے عبرت کا سامان ہوتا ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص بدکاری کا مرتکب ہوا تو پوری جماعت کو طاعون میں مبتلا کر کے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ،

گناہوں کی وجہ سے طاعون

منقول ہے کہ بَلْعَمُ بْنُ بَاعُورَاءِ اپنے دور کا بہت بڑا عالم، عابد و زاہد اور اسمِ اعظم جاننے والا تھا۔ اس کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ زمین سے عرشِ اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ بہت ہی مُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتِ تھا (یعنی اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں) اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی دو ایتھن بارہ ہزار تھیں۔ جب حضرت سَیِّدُ نَامُوسِ عَلَی نَبِیِّنَا وَعَلِیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ”قَوْمِ جَبَّارِیْنِ“ سے جہاد کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بَلْعَمُ بْنُ بَاعُورَاءِ کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا: موسیٰ (عَلِیْهِ السَّلَام) بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ وہ ہماری زمینیں اپنی قوم بنی اسرائیل کو دینا چاہتے ہیں۔ تم اُن کے لئے ایسی بددعا کرو کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں، تم چونکہ مُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتِ ہو (تمہاری ہر دعا مقبول ہے) اس لئے یہ دعا بھی ضرور قبول ہوگی۔ یہ سن کر بَلْعَمُ بْنُ بَاعُورَاءِ کانپ اٹھا۔ اور کہنے لگا:

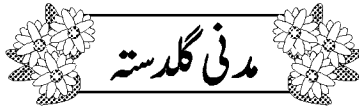
تمہارا بُرا ہو، خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے میں ان پر کیسے بددعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم رُو رُو کر اسی طرح اصرار کرتی رہی۔ چنانچہ، اس نے کہا کہ اسْتِخَارَہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کر دوں گا۔ جب اسْتِخَارَہ کیا تو اسے بددعا کی اجازت نہ ملی۔ چنانچہ، اس نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا: اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ یہ سن کر اس کی قوم نے بہت سے گراں قدر (مہنگے) ہدایا اور تحائف اسے دیئے یہاں تک کہ بَلْعَمُ بِنِ بَاعُورَاءِ پر حُرُص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا، وہ مال کے جال میں پھنس کر اپنی گدھی پر سوار ہوا اور بددعا کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر واپس بھاگتی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی۔ تو وہ بول پڑی: ”تجھ پر افسوس! اے بَلْعَمُ بِنِ بَاعُورَاءِ! تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بَلْعَمُ! تیرا بُرا ہو، کیا تو اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا کرے گا؟ گدھی کی یہ گفتگو سن کر بھی بَلْعَمُ بِنِ بَاعُورَاءِ واپس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ”حُسْبَان“ نامی پہاڑ پر چڑھ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کر دی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے لئے بددعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس کی قوم کے لئے بددعا جاری ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بَلْعَمُ! تجھے کیا ہوا کہ اٹھی بددعا کر رہا ہے؟ اس نے کہا: اے میری قوم! میں کیا کروں؟ میں بولتا کچھ ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے۔ پھر اچانک اس پر یہ عذابِ الہی نازل ہوا کہ اس کی زبان لٹک کر سینے پر آ گئی۔ اس وقت بَلْعَمُ بِنِ بَاعُورَاءِ نے اپنی قوم سے کہا: افسوس میری دنیا و آخرت برباد و عارت ہو گئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا اور میں قَهْرِ قَهَّارِ و غَضَبِ جَبَّارِ عَزَّوَجَلَّ میں گرفتار ہو گیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی مگر میں تم لوگوں کو ایک چال بتاتا ہوں تم لوگ ایسا کرو گے تو شاید حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ کے لشکروں کو

شکست ہو جائے گی۔ تم لوگ ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کو بہترین لباس و زیورات پہنا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیج دو۔ اگر ان کا ایک آدمی بھی بدکاری میں مبتلا ہو گیا تو پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔ چنانچہ، بَلْعَمُ بْنُ بَاعُورَء کی قوم نے اس کے بتائے ہوئے مکر کا جال بچھایا، بہت سی خوبصورت دوشیزاؤں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دیا۔ بنی اسرائیل کا ایک رئیس ایک لڑکی کے فتنے میں مبتلا ہو گیا اس نے لڑکی کو اپنے ساتھ لیا اور حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام کے پاس آ کر پوچھا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی! کیا یہ لڑکی میرے لئے حلال ہے؟ آپ عَلَیْهِ السَّلَام نے فرمایا: خبردار! یہ تیرے لئے حرام ہے۔ فوراً اس کو اپنے سے الگ کر دے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے ڈر۔ مگر اس رئیس پر شہوت کا غلبہ تھا اس نے اپنے نبی عَلَیْهِ السَّلَام کی بات نہ مانی اور اس لڑکی سے بدکاری میں مبتلا ہو گیا۔ اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون کی وبا پھیل گئی اور گھنٹے بھر میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ سارا لشکر منتشر ہو کر ناکام واپس چلا آیا۔ بَلْعَمُ بْنُ بَاعُورَء بارگاہِ الہی سے دُھتکار دیا گیا۔ آخری دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مرا۔ (صاوی، پ ۹، الاعراف، تحت الاية: ۷۲۷/۲۰، ۱۷۵)

دین کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے

دینِ اسلام ایسا پاکیزہ و سترادین ہے کہ اس کا ہر حکم حکمت بھرا ہے، اسلام کے احکامات کو ماننے والا ہمیشہ فائدے میں رہتا ہے۔ اگرچہ بسا اوقات بعض احکام بظاہر بہت گراں محسوس ہوتے ہیں لیکن ان میں دین و دنیا کی بے شمار بھلائیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اسی حکم کو لے لیجئے کہ طاعون زدہ علاقے سے بھاگنا ناجائز و گناہ ہے، بظاہر یہ حکم نفس پر بہت گراں ہے لیکن اس میں بے شمار دینی و دنیوی فوائد و حکمتیں ہیں۔ چنانچہ، اس حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہِ امامِ احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ”جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم، رءوف رحیم عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوٰةِ وَالتَّسْلِیْمِ نے طاعون سے فرار (بھاگنا) حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا

نہ خبر گیراں، پھر جو میں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردنواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں، اگر شرعِ مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو مَعَاذَ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں مہبتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ اِرْشَادُ السَّارِی شرح صحیح البخاری میں ہے (لَا تُخْرِجُوا فِرَارًا مِنْهُ) فَإِنَّهُ فِرَارٌ مِنَ الْقَدْرِ وَلِنَلَّا تَصْبِیحُ الْمَرْضَى لِعَدَمِ مَنْ يَتَعَهَّدُهُمُ وَالْمَوْتَى مِمَّنْ يُجَهِّزُهُمْ. ترجمہ (مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ کیونکہ یہ تقدیر الہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تا کہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا)۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۳۰۳-۳۰۴)



”شہید“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) طاعون ایک عذاب تھا لیکن اس اُمت کے لئے اسے رحمت بنا دیا گیا۔
 - (2) جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ بچانا چاہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تقدیر سے کوئی نہیں بھاگ سکتا جو انسان کے مُقَدَّر میں لکھ دیا گیا وہ اسے ضرور پہنچے گا۔
 - (3) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا گستاخ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔
 - (4) جہاں طاعون پھیل جائے وہاں سے بھاگنا حرام اور اس علاقے میں جانا بھی منع ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرمائے، جو مصائب ہمارے مُقَدَّر میں ہیں ان پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بینائی ختم ہونے پر صبر

حدیث نمبر: 34

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ
قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتِيهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنِيهِ

(بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۶/۴ حدیث: ۵۶۵۳)

ترجمہ: ”حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کروں پھر وہ صبر کرے تو میں اس کے عوض سے جنت دوں گا۔ دو محبوب چیزوں سے مراد اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا ”حَبِيبَتِيهِ“ یعنی دو محبوب چیزیں دوسری حدیث میں اس کی وضاحت بھی فرمائی یعنی دونوں آنکھیں، اس لئے کہ انسان کے بدن میں سب سے اہم اور محبوب عضو آنکھیں ہیں اور یہ بات کسی پر مخفی (ڈھکی چھپی) نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب اس کی آنکھیں چلی جائیں پھر وہ صبر کرے۔ ترمذی میں یہ الفاظ زائد ہیں ”وَاحْتَسَبَ“ مطلب یہ ہے کہ جس کی آنکھوں کی روشنی چلی جائے اور وہ صبر کرے اُس ثواب کی نیت کرتے ہوئے جس کا اللہ عزوجل نے صابریں سے وعدہ فرمایا ہے تو اس کو ان (آنکھوں) کے عوض جنت ملے گی، لیکن اس کا صبر کرنا اس نیت سے خالی نہ ہو کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ اور ظاہری طور پر صبر سے مراد یہ ہے کہ نہ وہ شکایت کرے، نہ پریشان ہو اور نہ ہی ناراضی کا اظہار کرے۔ (عمدة القاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۶/۴، تحت

الحدیث: ۵۶۵۳)

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ میں اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یعنی جو نابینا ہو جائے (تو اللہ عزوجل سے جنت عطا فرمائے گا)۔ بعض روایات میں ایک آنکھ کی بینائی ختم ہونے پر بھی یہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ آنکھوں کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کہ انسان کو اپنے حواس میں

سے ان دونوں سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ اگرچہ اصْحَح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ قوتِ سماعت، قوتِ بصارت سے افضل ہے کیونکہ اخْرُوی اعتبار سے قوتِ سماعت کے فوائد قوتِ بصارت پر غالب ہیں وہ اس لئے کہ کان ہی قرآن و سنت و دیگر علوم کے اذْرَاک (حاصل کرنے) کا محل ہیں۔ ہاں دنیوی اعتبار سے آنکھوں کے فوائد غالب ہیں۔ بعض روایات میں ایک آنکھ کے ضائع ہونے پر بھی جنت کی بشارت ہے اور اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ تو جو شخص اس آزمائش میں مبتلا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ان انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَاوْاَلِیَاۤءِ عِزَام رَحْمَتِہُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے حالات میں غور و فکر کرے کہ جب اُن پر یہ آزمائش آئی تو وہ حضرات قدسیہ صبر و رِضَا کے پیکر بنے رہے بلکہ وہ تو ایسی مصیبتوں کو نعمت شمار کیا کرتے تھے۔ جَبْرُ الْاُمَّةِ، (اُمَّت کے عالم)، ترجمان قرآن، حضرت سَیِّدُنَا عَبْدُ اللّٰہِ بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ جب نابینا ہو گئے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اِنْ يُذْهِبِ اللّٰهُ مِنْ عَيْنِي نُوْرًا هُمَا
فَفِي لِسَانِي وَقَلْبِي لِلْهُدٰى نُوْرًا

ترجمہ: اگر اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ میری آنکھوں کا نور لے گیا تو کیا ہوا؟ میری زبان اور دل میں تو ہدایت کا نور ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، ۴/۲۸، تحت الحدیث: ۱۵۴۹)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

حضرت سیدنا اَبُو الْحَسَنِ عَلٰی بن خَلْفِ ابْنِ بَطَّال عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَفَّارِ شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلیل ہے کہ مصیبت پر صبر کرنے کا ثواب جنت ہے، دنیا میں کسی مسلمان کا نابینا ہو جانا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی اس پر ناراضی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ یا تو اُس سے کسی ایسی بُری چیز کو دور کر دیتا ہے جس کا سبب اس کی آنکھیں بنتیں اور آخرت میں ایسا عذاب ملتا کہ اس پر صبر نہ ہو سکتا یا اس کے ایسے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے کہ جسم کے کسی بہت ہی اہم حصے کا تلف ہی دنیا

میں اس کا عوض ہو سکتا ہے تاکہ بروز قیامت وہ گناہوں سے پاک ہو کر اپنے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کرے، یا پھر اس مصیبت کے ذریعے وہ اُجر کے اس درجے تک پہنچ جاتا ہے کہ جس تک وہ اپنے اعمال کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ دیگر تمام مصیبتوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اَنْبِيَاءُ كِرَامٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پَرَسَبٍ سَے زِيَادَهٗ مِصِيبَتِيْنَ آتِي هِيْنَ پَهْرَانِ كَے بَعْدِ جَوَلُوْگِ بَهْتَرِ هِيْنَ پَهْرَانِ كَے بَعْدِ جَوَبَهْتَرِ هِيْنَ، بِنْدَے كُو اِسْكِ دِيْنِدَارِي كَے اَعْتِبَارَے مِصِيبَتِ مِیْنِ مَبْتَلَا كِيَا جَاتَا هَے۔ (ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ۴/ ۳۶۹)۔

حدیث: (۴۰۲۳) ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ دنیا میں عافیت سے رہنے والے لوگ جب مصیبت زدوں کو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كِي طَرْفِے سَے دِيَا جَانِے وَالْاَثْوَابِ دِيكْهِيْنَ گَے تُو تَمَنَّا كَرِيْنَ گَے كَه كَاش! دُنْيَا مِیْنِ اَنكُے جِسْمِ قِيْنِجِيُوں سَے كَاثِ دِيئَے جَاتَے۔ (معجم كبير، ۱۴۱/۱۲، حدیث: ۱۲۸۲۹) پس جو آنکھیں چلی جانے یا کسی اور عضو کے ضائع ہو جانے کی مصیبت میں مبتلا کیا گیا تو اسے چاہیے کہ اس مصیبت کو صبر و شکر اور ثواب کی امید کے ساتھ قبول کرے اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كِي جَانِبِے سَے لَئَے جَانِے وَالْاَمْتِحَانِ پَر رَاضِي رَہَے كِيُونكَه اِس مِصِيبَتِ كَے بَدَلِے اَسَے بَهْت اِجْهَا اور بَهْت عَظِيْم بَدَلِے مَلِے گا اور وہ جنت ہے۔ (بخاری لابن بطال، كتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۳۷۷/۹)

رضائے الہی کے طلب گار بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ وہ مصائب و آلام پر یوں خوش ہوتے ہیں جیسے عام لوگ نعمتیں ملنے پر خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ،

عجیب و غریب مریض

منقول ہے کہ حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا جبریل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: میں رُوئے زمین کے سب سے بڑے عابد (یعنی عبادت گزار) کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدنا جبریل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جُذام کی وجہ سے گل سر کر جُدا ہو چکے تھے اور وہ زبان سے کہہ رہا تھا: "يَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! تُو نے جب تک چاہا

ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور میری اُمید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پیدا کرنے والے! میرا تو مقصود بس تو ہی تو ہے۔“ حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے جبرئیل! میں نے آپ کو نمازی روزہ دار شخص دکھانے کا کہا تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا، اس مصیبت میں مُتکَلِّم ہونے سے قبل یہ ایسا ہی تھا، اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چنانچہ، حضرت سیدنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ کیا اور اُس کی آنکھیں نکل پڑیں! مگر عابد نے زبان سے وہی بات کہی: ”یا اللہ عزوجل! جب تک تو نے چاہا ان آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انھیں واپس لے لیا۔ اے خالق عزوجل! میری اُمید گاہ صرف اپنی ذات کو رکھا، میرا تو مقصود بس تو ہی تو ہے۔“ حضرت سیدنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عابد سے فرمایا: آؤ ہم تم باہم ملکر دعا کریں کہ اللہ عزوجل تم کو آنکھیں اور ہاتھ پاؤں پھر لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابد نے کہا: ہرگز نہیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آخر کیوں نہیں؟ عابد نے جواب دیا: ”جب میرے رب عزوجل کی رضا اسی میں ہے تو مجھے صحت نہیں چاہیے۔“ حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، واقعی میں نے کسی اور کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں دیکھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا، یہ وہ راستہ ہے کہ رضائے الہی تک رسائی کیلئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔ (رَوْضُ الرِّیَاحِیْنَ، الْحِکَايَةُ السَّادِسَةُ وَالثَّلَاثُونَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ، ص ۲۸۱)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ! صابر ہو تو ایسا! آخر کون سی مصیبت ایسی تھی جو اُن بزرگ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے دُجُو میں نہ تھی حتیٰ کہ آنکھوں کے چراغ بھی بجھا دیئے گئے مگر اُن کے صبر و استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا، وہ ”راضی برضائے الہی کی اُس عظیم منزل پر فائز تھے کہ اللہ عزوجل سے شفا طلب کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے کہ جب اللہ عزوجل نے بیمار کرنا منظور فرمایا ہے تو تند رُستی نہیں چاہیے۔“ سُبْحَانَ اللّٰهِ! یہ انھیں کا حصہ تھا۔ ایسے ہی اَہْلُ اللّٰهِ کا مقولہ ہے، نَحْنُ

نَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالنِّعَمِ۔ یعنی ”ہم بلاؤں اور مصیبتوں کے ملنے پر ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے اہل دنیا دنیوی نعمتیں ہاتھ آنے پر خوش ہوتے ہیں۔“ یاد رہے! مصیبت بسا اوقات مومن کے حق میں رحمت ہوا کرتی ہے اور صبر کر کے عظیم اجر کمانے اور بے حساب جنت میں جانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم، نُورِ مُجَسِّمِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اُس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔“ (مجمع الزوائد، کتاب الزهد، باب فیمن صبر علی العیش الشدید... الخ، ۴۵۰/۱۰، حدیث: ۱۷۸۷۲) ایک روایت میں ہے کہ ”مسلمان کو مرض، پریشانی، رنج، اذیت اور غم میں سے جو بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کاشا بھی چُھٹتا ہے تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔“ (بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض،

۳/۴، حدیث: ۵۶۴۱)

صَلُّوا عَلَيِ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيِ مُحَمَّدٍ

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے اپنے ایک بچے کے مرجانے پر صبر کیا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے اس کے نامہ اعمال میں اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر اجر لکھ دیتا ہے اور جس نے دو بچوں کے مرجانے پر صبر کیا تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (قیامت میں) اسے ایسا نور عطا فرمائے گا جو اُس کے آگے آگے ہوگا اور محشر کی ظلمت و تاریکی میں اس کے لئے روشنی کریگا اور جس نے اپنے تین بچوں کے مرجانے پر صبر کیا تو جہنم کو عبور کرتے وقت اس کے لئے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جس نے اپنی ایک آنکھ ضائع ہونے پر صبر کیا تو وہ شخص اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار سب سے پہلے کریگا اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نابیناؤں کو ضلعتِ خاص سے نوازے گا اور تمام مصیبت زدوں سے پہلے ان کے لئے جہنڈے لہرائے جائیں گے اور جس نے اپنی دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے پر صبر کیا ہوگا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے عرش کے نیچے گھر بنائے گا اور اس کے لئے ایسی بادشاہت ہوگی جس کی کوئی

تعریف نہیں کر سکتا۔“ (قرۃ العیون لابی الیث سمرقندی، الباب السادس فی عقوب النائحة ملحق بروض الفائق، ص ۳۹۵)

صبر نہ کرنا بھی مصیبت ہے

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے فرمایا: ”مصیبت ایک ہوتی ہے لیکن جب وہ کسی پر پہنچے اور وہ صبر نہ کرے تو دو مصیبتیں بن جاتی ہیں، ایک تو وہی مصیبت اور دوسری مصیبت صبر کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ مصیبت پہلی سے بڑھ کر ہے۔ (درۃ الناصحین، المجلس الخمسون فی بیان صبر ایوب علیہ السلام، ص ۱۹۳)

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”صبر تین ہیں (1) مصیبت پر صبر (2) طاعت (نیکیوں) پر صبر (3) گناہوں سے صبر۔ تو جس شخص نے مصیبت پر صبر کیا اس کے لئے تین سو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جس نے طاعت پر صبر کیا اس کے لئے چھ سو درجات لکھے جاتے ہیں، ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک زمین سے دوسری زمین تک کا فاصلہ ہے۔ اور جس نے گناہوں سے صبر کیا اس کے لئے نو سو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اس سے دو گنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے لیکر عرش تک کا فاصلہ ہے۔“

(کنز العمال، الصبر علی البلیا والامراض والمصائب والشدائد، ۱۱۱/۲، حدیث: ۶۵۱۲)

نا بینا بزرگ کی نظرِ ولایت

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَهَّاب سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک ویران جنگل میں بانس کی جھونپڑی کے قریب ایک ایسے نابینا بوڑھے شخص کو دیکھا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا، کیڑے اس کے جسم کو کھا رہے تھے۔ مجھے اس پر بہت ترس آیا میں نے کہا: اے بزرگ! اگر آپ چاہیں تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے آپ کی صحت یابی کی دعا کروں؟ اس نے کہا: اے یحییٰ بن معاذ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ! میں اس حال میں بھی اپنے رب کریم سے راضی ہوں اور سن! کبھی بھی اولیائے عظام رَحْمَتُهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے ٹکرنہ لینا، اور اگر تجھے اپنی دعا کی قبولیت پر اتنا ہی ناز ہے

تو پہلے اپنے لئے دعا کر کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے دل سے اناروں کی محبت نکال دے یہ سن کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس نے میرے اس عہد کو جان لیا تھا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ اور میرے درمیان تھا کہ میرا نفس جس چیز کی خواہش کرے گا میں اسے ترک کر دوں گا، لیکن انار مجھے بہت پسند تھے، باوجود کوشش میں انہیں ترک نہ کر سکا تھا۔ (اس نابینا بزرگ نے نظر ولایت سے ان کے دل کا حال جان لیا تھا)۔

(عیون الحکایات، الحکایة الثالثة عشرة بعد المائة، ص ۱۳۱)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یہ بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آنکھوں سے پیاری رضائے الہی

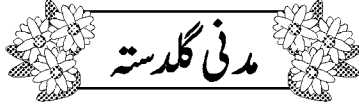
اپنے زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا یونس بن یوسف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ كَا عَالَمِ شَبَاب تھا، اکثر وقت مسجد میں ہی گزارتے تھے ایک مرتبہ مسجد سے گھر آتے ہوئے اچانک ایک عورت پر نظر پڑی اور دل اس طرف مائل ہوا لیکن پھر فوراً ہی شرمندہ ہو کر تائب ہوئے اور بارگاہِ الہی میں یوں دعا کی: ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آنکھیں اگرچہ بہت بڑی نعمت ہیں لیکن اب مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے کہ کہیں یہ میری ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں اور میں ان کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں، میرے مالک! تو میری بینائی سلب کر لے۔“ چنانچہ، ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ نابینا ہو گئے۔ (عیون الحکایات، الحکایة السابعة والاربعون بعد المائة، ص ۱۶۵)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے اسلاف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کیسے عظیم تھے کہ گناہوں سے حفاظت کے لئے نابینا ہونا بھی منظور کر لیتے۔ اے ہمارے پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ان بزرگوں کے صدقے ہمیں بھی نعمتوں کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرما، بُرے اعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری عطا فرما، بدنگاہی جیسی مُہْلِک (ہلاک کرنے والی) بیماری سے ہماری حفاظت فرما۔ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیچی نیچی نظروں کے صدقے ہماری بے باکیوں اور غفلتوں سے درگزر فرما اور ہماری دائمی مغفرت فرما۔

یا الہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

ناہیناؤں پر خصوصی کرم

ناہینا ہو جانا اگرچہ بہت بڑی آزمائش ہے لیکن اس پر ملنے والے انعامات ایسے عظیم ہیں کہ ان پر نظر رکھنے والے کو صبر کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے، آنکھوں کا نفع دنیا تک محدود ہے، مرتے ہی یہ نفع ختم ہو جاتا ہے لیکن آنکھوں کے بدلے ملنے والی جنت اور اس کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی اس لئے جو ناہینا ہو جائے وہ نقصان میں نہیں بلکہ بہت فائدے میں رہتا ہے۔ دوسروں کی نسبت ناہینا کے حواس اور قوت مدرکہ بہت تیز ہوتی ہے یہ دنیا میں اس کے لئے پہلا انعام ہے۔



”صابرین“ کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 6 مدنی پھول

- (1) جو اپنی بینائی چلی جانے پر صبر کرے تو اس صبر کے عوض اسکی جزا جنت ہے۔
- (2) جو ایک آنکھ ضائع ہو جانے پر صبر کرے تو اس کے لئے بھی جنت کی بشارت ہے۔
- (3) مصیبت پر صبر نہ کرنا بھی ایک بڑی مصیبت ہے۔
- (4) ہر وہ مصیبت جس پر صبر کیا جائے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔
- (5) نیک بندے مصائب پر خوش ہوتے اور انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نعمت شمار کرتے ہیں۔
- (6) مسلمان پر مصائب کا آنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کی علامت نہیں بلکہ رحمتِ خداوندی کے اس کی طرف متوجہ ہونے کی علامت ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر دم صابروشا کر رکھے، اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے!

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

جنتی عورت

حدیث نمبر: 35

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ بَلَى! قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ تَعَالَى لِي قَالَ: إِنْ شِئْتَ صَبِرْتِ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِكَ، فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفُ، فَدَعَا لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الريح، ۶/۴، حدیث: ۵۶۵۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا عطاء بن ابورباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، اللہ عزوجل سے میرے لیے دعا کیجئے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر صبر کر سکو تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری صحت کے لیے اللہ عزوجل سے دعا کروں، اس نے کہا: میں صبر کروں گی، پھر عرض کی: میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، دعا کیجئے میں بے پردہ نہ ہوا کروں، چنانچہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمادی۔

علامہ عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کو دو باتوں کا اختیار دیا، یا تو اس بیماری پر صبر کر اور جنت کو پالے یا پھر میں تیرے لئے اللہ عزوجل سے دعا کروں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے، اس عورت نے صبر اختیار کیا اور عرض کی: اللہ عزوجل سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ دورانِ مرگی میں بے پردہ نہ ہوا کروں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اس کے بعد وہ بے پردہ نہیں ہوتی تھی۔ (عمدۃ القاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الريح، ۶۴۷/۱۴، تحت الحدیث: ۵۶۵۲)

اُس نیک عورت کا نام سَعِیرَہ یَاسْقِیرَہ تھا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنگھی چوٹی کی خدمت انجام

دینی تھیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، ۵۰/۴، تحت الحدیث: ۱۵۷۷)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الغنائن حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(اس عورت نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میں مرگی کے دورے کی وجہ سے گر جاتی ہوں) مجھے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا، دوپٹہ وغیرہ اتر جاتا ہے، خوف کرتی ہوں کہ کبھی بے ہوشی میں ستر نہ کھل جائے (فرمایا: اگر صبر کرے گی تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو میں تیری صحت یابی کی دعا کروں) اگر چہ آرام ہونے پر بھی توجہتی تو ہوگی، کیونکہ تو مومنہ اور صحابیہ ہے مگر صبر پر جنت کے اعلیٰ مقام کی مستحق ہوگی۔ (عرض کی: میں صبر کرتی ہوں، دعا کیجئے میں بے پردہ نہ ہوا کروں)۔ چنانچہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمادی پھر وہ مرگی میں کبھی بھی بے ستر نہ ہوئیں، رب کریم عَزَّوَجَلَّ نے اُن کی حفاظت کے لئے کوئی فرشتہ مقرر فرمایا ہوگا۔ حدیث پاک سے اشارہ معلوم ہوا کہ کبھی بیماری کی دوا اور مصائب میں دعا نہ کرنا ثواب اور صبر میں شامل ہے اس کا نام خود کشی نہیں، خصوصاً جب پتا لگ جائے کہ یہ مصیبت رب کی طرف سے امتحان ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں دفعیہ کی دعا نہ کی، ورنہ عام حالات میں دوا بھی سنت ہے اور دعا بھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر دعا کی ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض وفات میں دوا بھی۔ (ملخصاً مرآة المناجیح ۱۲/۴۲۷)

دُعَاؤں سے علاج

عَلَامَہِ ابْنِ حَجْرٍ عَسْقَلَانِی قَدِيسَ سِرَّةِ النُّوْرَانِی فَتْحُ الْبَارِی میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث پاک میں خاص طور پر مرگی زدہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دُنوی مصیبتوں پر صبر کرنا جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہ بھی بیان ہوا کہ رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے بشرطیکہ وہ جاننا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت میں صبر کر سکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا۔ بیماری میں دوا کا استعمال نہ کرنا بھی جائز ہے اور تمام امراض کا علاج صرف دعائیں کے ذریعے کرنا (اور دوا استعمال نہ کرنا) یہ بھی جائز ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں

التجا کے ذریعے علاج کروانا دواؤں وغیرہ کے علاج سے بہتر و فائدہ مند ہے کیونکہ دواؤں کی تاثیر دواؤں کی تاثیر سے افضل و اعلیٰ ہے۔“ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۹۹/۱۱، تحت الحدیث: ۵۶۵۳)

مرگی (Epilepsy) کیا ہے؟

مرگی (Epilepsy) کو عربی میں ”صَرَعُ“ کہتے ہیں اس کا معنی ہے: ”بے ہوش ہو کر گر پڑنا“ یہ مرض کبھی اخلاط کے فساد کے سبب ہوتا ہے اور کبھی جن یا خبیث ہمزاد کے اثر سے ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (پ۳، البقرة: ۲۷۵) ترجمہ کنز الایمان: جسے آسیب نے چھو کر مغبوط بنا دیا ہو۔

(نزہۃ القاری، ۴۸۹/۵)

عَلَامَهُ ابْنُ حَجَرٍ عَسْقَلَانِي قَدَّسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتَحَ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتِي هِيَ: ”مرگی وہ بیماری ہے جو اعضائے ربیہ (یعنی قلب، جگر، دماغ، پھیپھڑے، گردے وغیرہ) کو ان کے افعال سے جزوی طور پر روک دیتی ہے۔ اس بیماری کے واقع ہوتے ہی مریض کے اعضاء مڑنے لگتے ہیں وہ کھڑا نہیں رہ سکتا گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگتے ہیں۔“ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من بصرع من الريح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۶۵۵۲)

سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجددین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے جب مرگی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ”یہ بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو اُمُّ الصَّبِيَانِ کہتے ہیں اگر بچوں کو ہو۔ ورنہ صَرَعُ (یعنی مرگی)۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر پچیس برس کے اندر اندر ہوگی تو اُمید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس برس کے بعد یا پچیس برس والے کو ہوئی تو اَب نہ جائے گی۔ ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو یہ امر آخر (یعنی دوسری بات) ہے۔ یہی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔“ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۱۷)

مرگی کے اسباب

اس بیماری کے دو سبب ہیں (۱) آلودہ ہوا کا دماغ کے راستوں میں رُک جانا یا پرانے بخار کا اعضاء سے

دماغ کی طرف پہنچنا (2) خبیث جنات کی شرارت، یہ جنات کبھی تو انسان کی خوبصورتی کی وجہ سے اور کبھی فقط اذیت پہنچانے کے لئے انسان پر مُسَلِّط ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۶۵۵۲)

مرگی کا علاج

مرگی کی پہلی قسم کے بارے میں اطباق کا موقف ہے کہ اس کا علاج دواؤں کے ذریعے ممکن ہے (لہذا کسی ماہر تجربہ کار طبیب، ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا جائے) جبکہ دوسری قسم کی مرگی جو جنات کے اثر سے ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ نیک و پاکیزہ ارواح کو ان کے مقابل لایا جائے تاکہ شریر و خبیث روحوں کے اثرات زائل اور افعال باطل ہو جائیں۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، ۹۸/۱۱، تحت الحدیث: ۶۵۵۲)

سُورَةُ الشَّمْسِ (پ: ۳۰) پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے۔ (جنتی زیور ص ۶۰۲)

اذان کے ذریعے مرگی کا علاج

بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بد مزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔ (بہار شریعت، ۴۶۶/۱، حصہ ۳)

بچوں کو مرگی کے مرض سے بچانے کا نسخہ

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اذان میں دیر کی جاتی ہے، اس سے اکثر (یہ مرگی کا) مرض ہو جاتا ہے اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اقامت بچے کے کان میں کہہ دی جائے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر بھر محفوظ رہے گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ۴۱۷، بحوالہ، شعب الایمان باب فی حقوق الاود، ۳۹۰/۶، حدیث: ۸۶۱۹)

طیبیوں کے طیب نے مرگی زدہ کا علاج فرمایا

حضرت سیدنا یعلیٰ بن مَرَّة تَقَفَّی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں مجھے نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ہمراہی کا شرف ملا ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضر خدمت ہوئی جسے مرگی کا مرض تھا۔ طیبیوں کے طیب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی ناک کا بانسہ پکڑ کر فرمایا: ”نکل! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) ہوں۔“ سفر سے واپسی پر جب اس عورت سے بچے کے متعلق پوچھا تو عرض گزار ہوئی: اُس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو نبی برحق بنا کر بھیجا! آپ کے بعد ہم نے اس میں کوئی تشویش والی بات نہ پائی (یعنی ذرہ برابر بھی مرگی کا اثر نہ پایا)۔

(مسند امام احمد، حدیث یعلی بن مرة الثقفی، ۱۷۸/۶، حدیث: ۱۷۵۷۶)

یہ مریض مر رہا ہے ترے ہاتھ میں شفا ہے

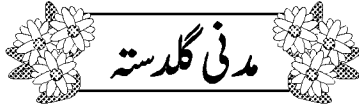
اے طیب جلد آنا مدنی مدینے والے

مرگی کی بیماری بغداد سے بھاگ گئی

ایک شخص حضورِ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قُدسِ سِرُّهُ النُّورِ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ”میں اَصْبَهَانَ کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور اس پر کسی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا۔“ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، قطب ربانی، غوثِ صمدانی قُدسِ سِرُّهُ النُّورِ نے فرمایا کہ ”یہ ایک جن ہے جو وادی سَرَ اَنْدِیپ کا رہنے والا ہے، اُس کا نام خانس ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہنا کہ اے خانس! تمہارے لئے شیخ عبدالقادر (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ) جو کہ بغداد میں رہتے ہیں ان کا فرمان ہے کہ ”آج کے بعد پھر نہ آنا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔“ تو وہ شخص چلا گیا اور دس سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا: ”میں نے شیخ کے حکم کے مطابق کیا پھر اب تک اس پر مرگی کا اثر نہیں ہوا۔“ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانی قدس سرہ التورانی کی زندگی مبارک میں چالیس برس تک بغداد میں کسی پرمرگی کا اثر نہیں ہوا، جب آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے وصال فرمایا تو وہاں مرگی کا اثر ہوا۔ (بہجة الاسرار، باب ذکر فصول من کلامہ، ص ۱۴۰)

فَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ سے ہوا ظاہر
تَصْرُفِ اِنْسٍ وَجَنِّ سَبِّ پر ہے آقا غوثِ اعظم کا
ہوئی اک دیو سے لڑکی رہا اس نام لیوا کی
پڑھا جنگل میں جب اس نے وظیفہ غوثِ اعظم کا
معلوم ہوا کہ نیک بندوں کی برکت سے مصائب و آلام دور ہوتے اور بلائیں ٹلتی ہیں۔ لہذا بھلائی کے طلبگار
کو نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔



”مدنی آقا“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

- (1) دُنوی مصائب پر صبر کرنا دخولِ جنت کا باعث ہے۔
- (2) مرگی زدہ کے کان میں اذان دینے سے مرگی کے مرض میں افاقہ ہوتا ہے۔
- (3) ہمارے اسلاف رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ آخرت کی بہتری کے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت بھی قربان کر دیا کرتے تھے۔
- (4) مرگی زدہ شخص کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے۔
- (5) کسی مرض کی دوا نہ لینا اور صرف دعا کے ذریعے مرض کا علاج کرنا جائز ہے بلکہ دعا کا اثر دوا سے زیادہ ہوتا ہے۔
- (6) بچے کو پیدائش کے فوراً بعد نہلا کر اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے تو وہ تمام عمر مرگی کے مرض سے محفوظ رہتا ہے۔
- (7) جسے جنات کی وجہ سے مرگی کا مرض ہوا ہو تو نیک لوگوں سے تعویذ یاد م وغیرہ کے ذریعے اس کا علاج کروایا جائے۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَضْرَةَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے طفیل ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے! اپنے نیک

بندوں کے صدقے ہمیں مصائب و آلام سے محفوظ رکھے۔ اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پتھر مارنے والوں کو دعائیں

حدیث نمبر: 36

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ۴۶۸/۲، حدیث: ۳۴۷۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک نبی علیہ السلام کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں اس قدر مارا کہ ہولناکیاں کر دیا اور وہ اپنے چہرہ انور سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے: یا اللہ! میری قوم کو بخش دے یہ (مجھے) جانتے نہیں۔

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: معلوم

ہوا کہ وہ نبی (علیہ السلام) حلم و صبر والے، غفور و درگزر کرنے والے اور اپنی قوم پر بہت شفیق تھے، اپنی قوم کے لئے ہدایت

کی دعا کرتے تھے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوة احد، ۱۵۰/۶، الجزء الثانی عشر)

عَلَامَهُ ابْنُ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتْحُ الْبَارِي فِي: «شَايِدُوهُ نَبِيٌّ حَضَرَتْ سَيِّدَنَا

نُوحٌ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَحْتَهُ قَوْمٌ نَعَى نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.» (فتح الباری، کتاب

احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، ۴۳۴/۷، تحت الحدیث: ۳۴۷۷)

مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مَرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ فِي: «أُسُّ نَبِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَى نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.» (مفتاح دار السعادة، باب حدیث الغار، ۴۳۴/۷، تحت الحدیث: ۳۴۷۷)

کیلئے دعا کی: اے اللہ! غزو جنگ میری قوم کو بخش دے، اس کا معنی یہ ہے کہ تو انہیں دنیا میں عذاب نہ دے اور نہ ہی ان

کی نسلوں کو ختم کر! ورنہ یہ بات تو معلوم ہے کہ کفار کے لئے مغفرت طلب کرنا کہ ان کے شرک اور کفر کو معاف کر دیا

جائے یہ بالا جماع جائز نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مغفرت، ایسی توبہ سے کنایہ ہو جو مغفرت کو واجب کرنے والی ہو۔ یہ اس نبی عَلَیْهِ السَّلَام کا کمالِ حِلْم اور حسنِ اخلاق تھا کہ گناہ ان کی قوم نے کیا اور آپ نے اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اُن کا عذر پیش کیا کہ انہوں نے یہ جرم اس وجہ سے کیا ہے کہ یہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کو نہیں جانتے۔“

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، ۹/ ۱۷۴، تحت الحدیث: ۵۳۱۳)

مُفَسِّرِ شَہِیْمِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُتِّیِ أَحْمَدِ یَارِخَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ حدیث پاک کے اِن الفاظ (كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ) گویا میں اب بھی رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ ہے تصورِ رسول، حضراتِ صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ ہر وقت اپنے محبوب نبی (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی اداؤں کے تصور میں رہتے تھے:

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

نبی سے مراد یا تو نوح عَلَیْهِ السَّلَام ہیں جو اپنی قوم سے بڑی تکلیف اٹھاتے تھے حتیٰ کہ کئی کئی دن بے ہوش رہتے تھے، ہوش آنے پر پھر جاتے تبلیغ فرماتے یا خود حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات پاک مراد ہے۔ یہ واقعہ طائف کی تبلیغ اور اُحد شریف کے جہاد کا ہے کہ حضور اُنُو ر صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ان ظالم کفار کو دعائیں دیتے جاتے تھے چہرہ پاک سے خون صاف کرتے جاتے تھے۔ تاکہ خون آنکھوں یا منہ میں نہ پڑے یا زمین پر نہ گرے زمین پر گرنے سے عذاب الہی آجانے کا اندیشہ تھا۔ ”میری قوم کو بخش دے“ (اس کے) معنی یہ ہیں کہ تو انہیں ایمان کی توفیق دے عذاب نہ دے ورنہ کفار کے لئے بخشش کی دعا حکمِ قرآن ممنوع ہے، نہ جاننے کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں اگر پہچانتے ہوتے تو یہ حرکت نہ کرتے۔

(مراۃ المناجیح، ۷/ ۱۲۶)

طائف کا سفر

وہ ہادی جو نہ ہو سکتا غَیْرُ اللَّهِ سے خائف
دیا پیغام حق طائف میں طائف کے مکینوں کو
چلا اک روز مکے سے نکل کر جانبِ طائف
دکھائی جنسِ روحانی کمینوں کو نھسیوں کو

نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعوتِ اسلام کے لئے جب طائف گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ طائف میں بڑے بڑے اُمرا اور مالدار رہتے تھے۔ ان میں ”عمرو“ کا خاندان تمام قبائل کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ یہ تین بھائی تھے عبدیاللیل، مسعود، حبیب۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ انتہائی بیہودہ اور گستاخانہ جواب دیا۔ ان بد نصیبوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھارا کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برا سلوک کریں۔ چنانچہ، شریروں کا یہ گروہ ہر طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ٹوٹ پڑا اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسوانے لگے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس پاؤں زخموں سے لہولہان ہو گئے اور آپ کے موزے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگتے تو پھر پتھروں کی بارش کرتے۔ طعنہ زنی کرتے، گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے ہوئے ہنستے۔

بڑھے آنہ در آنہ پتھر لے کے بیگانے	لگے مینہ پتھروں کا رحمتِ عالم پہ برسانے
وہ ابر لطف جنکے سائے کو گلشن ترستے تھے	یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے
وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے	پیاپے آنے والے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے
وہ سینہ جس کے اندر نور حق مستور رہتا تھا	وہی اب شق ہوا جاتا تھا اس سے خون بہتا تھا
جگہ دیتے تھے جن کو حاملانِ عرش آنکھوں پر	وہ نعلین مبارک ہائے خون سے بھر گئیں یکسر
حضور اس بُور سے جب پُور ہو کر بیٹھ جاتے تھے	شقی آتے تھے بازو تھام کر اوپر اٹھاتے تھے

حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ دوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے۔

(شرح المواہب، ۵۰/۲، ۵۱)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زخموں سے نڈھال ہو کر انگور کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ یہ باغ مکہ مکرمہ کے ایک مشہور کافر غُتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ جب غُتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو کافر ہونے کے باوجود انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے نصرانی غلام عدّاس کے ہاتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بِسْمِ اللہ پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا تو عدّاس تعجب سے کہنے لگا: یہاں کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے! یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: تمہارا وطن کہاں ہے؟ کہا: میں ”شہرِ نبوی“ کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا: وہ حضرت یونس بن مَتیٰ علیہ السّلام کا شہر ہے۔ وہ بھی میری طرح خدا عزّوجلّ کے رسول تھے۔ یہ سن کر عدّاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (شرح المواہب، ۵۶/۲، ۵۷)

اس سفر کے مدتوں بعد ایک مرتبہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا جنگِ اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ فرمایا: ہاں! اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) وہ دن میرے لئے جنگِ اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار ”عَبْدِ یَالِیل“ کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوتِ اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور اہل طائف نے مجھ پر پتھر برسائے۔ میں اس رنج و غم میں سر جھکائے چلتا رہا یہاں تک کہ مقام ”قَرْنُ الشَّعَالِیْب“ میں پہنچ کر مجھے کچھ آرام ملا وہاں جب میں نے سراٹھایا تو

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اس بادل میں سے جبریل (عَلَيْهِ السَّلَام) نے مجھ سے کہا: **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** آپ کی قوم کی باتوں سے باخبر ہے اور اب آپ کی خدمت میں **مَلِكُ الْجِبَال** (پہاڑوں پر مومل فرشتہ) حاضر ہے۔ وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ چنانچہ، **مَلِكُ الْجِبَال** نے سلام کیا اور عرض کی: اے محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)! **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** نے آپ کی قوم کی باتیں سن لیں ہیں اب مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے آپ جو چاہیں حکم فرمائیں میں آپ کا حکم بجالاؤں گا، اگر آپ حکم دیں تو میں ان دو پہاڑوں کو ان پر اُلٹ دوں تاکہ پکھل جائیں اور ہلاک و برباد ہو جائیں؟ رحمتِ عالم، شافعِ اُمّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ (شرح المواہب، ۲/۵۱)

اگر یہ لوگ آج اسلام پر ایمان نہیں لاتے خدائے پاک کے دامانِ وحدت میں نہیں آتے
مگر نسلیں ضرور ان کی اسے پہچان جائیں گی در توحید پر اک روز آکر سر جھکائیں گے

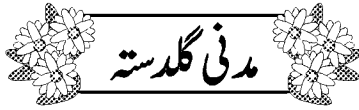
ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دو جہاں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ کفارِ ناهنجار آپ کو بہت ستاتے کبھی سِرِ اَقْدَس پر گوڑا کر گٹ ڈال دیا جاتا، راستے میں کانٹے پچھائے جاتے، سجدے کی حالت میں پُشتِ مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی جاتی علاوہ ازیں کفارِ بد اُطوار آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شانِ عظمت نشان میں گستاخانہ جملے بکتے پھرتیاں کستے مَعَاذَ اللَّهِ آپ کو کاہن و جادوگر کہتے۔ مگر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صبر سے کام لیتے کوئی جوانی کا روائی نہ کرتے و نہ اگر چاہتے تو آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دشمنوں کا نام و نشان تک مٹ جاتا لیکن آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے انہیں دعائیں دیں۔

پیہرِ دعوتِ اسلام دینے کو نکلتا تھا نویدِ راحت و آرام دینے کو نکلتا تھا
نکلتے تھے قریش اس راہ میں کانٹے بچھانے کو وجودِ پاک پر سو سو طرح کے ظلم ڈھانے کو

خدا کی بات سن کر مُضحکے میں ٹال دیتے تھے نبی کے جسمِ اقدس پر نجاست ڈال دیتے تھے
 تَمَسُّخُرُ کرتا تھا کوئی، کوئی پتھر اُٹھاتا تھا کوئی توحید پر ہنستا تھا کوئی منہ چڑاتا تھا
 قریشی مرد اُٹھ کر راہ میں آواز گستے تھے یہ ناپاکی کے چھڑے چار جانب سے برستے تھے
 کلامِ حق کون کر کوئی کہتا تھا شاعر ہے کوئی کہتا تھا کاہن ہے کوئی کہتا تھا ساحر ہے
 مگر وہ مَنجِ حِلْمِ وحیا خاموش رہتا تھا دعائے خیر کرتا تھا جفا و ظلم سہتا تھا

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے دینِ اسلام کی راہ میں آنے

والی مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



”رحمتِ عالم“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

- (1) انسانوں میں سب سے زیادہ قوت برداشت انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام میں ہوتی ہے، انہیں سب سے زیادہ ستایا جاتا ہے اور یہ سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہوتے ہیں۔
- (2) انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو جتنا زیادہ ستایا جائے ان کا حِلْم اتنا ہی زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔
- (3) کفار کے لئے دعائے مغفرت ناجائز، ہاں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنا جائز ہے۔
- (4) صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کو اپنے پیارے نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے ایسا عشق تھا کہ وہ اپنے محبوب نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اداؤں کے تصور میں گم رہا کرتے تھے۔
- ایسا گما دے ان کی ولایت میں خدا ہمیں ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
- (5) جاہل کا گناہ عالم کے گناہ سے ہلکا ہوتا ہے۔

(6) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو طائف میں کفار کی طرف سے پہنچائی گئی تکلیف غزوہ احد کی تکالیف سے زیادہ تھی۔

(7) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسی شان عطا فرمائی کہ تمام فرشتے بلکہ فرشتوں کے سردار حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے غلام ہیں۔

(8) ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعوتِ اسلام عام کرنے کے لئے مختلف علاقوں کی طرف سفر فرمایا کرتے تھے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دینِ اسلام کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے ”دعوتِ اسلامی“ کے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

عطار سے محبوب کی سنت کی لے خدمت

دُنکا یہ تیرے دین کا دنیا میں بجا دے

اٰمِیْنِ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆

گناہوں کا کفارہ

حدیث نمبر: 37

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا آذَى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، ۳/۴، حدیث: ۵۶۴۱) وَالْوَصَبُ الْمَرَضُ

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ”مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، تکلیف وغیرہ حتیٰ کہ کانٹا بھی پہنچ جائے تو اللہ عزوجل اس کے بدلے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ ”وَصَب“ بیماری کو کہتے ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: انسان کو اس کے ارادے کے مطابق آئندہ آنے والے خطرات سے جو تکلیف پہنچتی ہے اسے ہم کہتے ہیں۔ ماضی میں جو تکلیف پہنچی ہو اسے حُزْن کہتے ہیں، ہَمّ اور حُزْن یہ دونوں باطنی تکلیفیں ہیں۔ غیر کی زیادتی سے جو تکلیف پہنچے اسے آذَى (اذیت) کہتے ہیں۔ ایسی چیز جس سے دل تنگ ہو جائے اسے غم کہتے ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، ۶۳۹/۱۴، تحت الحدیث: ۵۶۴۱)

فَتَحَّ الْبَارِي شرح بخاری میں ہے: اِمَامٌ قَرَأَ فِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْكَافِي فرماتے ہیں: ”یقیناً مصائب و آلام گناہوں کا کفارہ ہیں، چاہے ان کے ساتھ بندے کی رضامندی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ ہاں مصائب پر راضی رہنے کی صورت میں یہ مصائب بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں جبکہ بغیر رضا کے کم گناہوں کا کفارہ۔ تحقیق یہ ہے کہ مصیبت جتنی بڑی ہوگی اتنے ہی بڑے گناہوں کا کفارہ ہوگی اگر بندہ مصیبت پر راضی رہے تو اس پر بھی اُسے (الگ) اجر دیا جائے گا۔ اگر مصیبت زدہ پر کوئی گناہ نہ ہو تو اسے اس کے بدلے اتنا ثواب دے دیا جائے گا۔ (فتح الباری، کتاب المرضی، باب

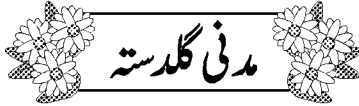
ما جاء في كفارة المرض، ۹۰/۱۱، تحت الحدیث: ۵۶۴۱)

مُفْتًى شَيْخِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُفْتًى أَحْمَدِ يَارْحَمَنُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْكَافِي اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”خلاصہ

حدیث یہ ہے کہ صابر مسلمان کی تھوڑی تکلیف بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، صوفیائے کرام (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو عبادتوں میں لذت نہ آئے، اُس پر اُسے غم ہو یہ بھی گناہوں کی معافی کا باعث ہے، عبادت کی لذت پانے والا لذت کے لئے بھی عبادت کرتا ہے مگر اس سے محروم (شخص) خالص اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے لئے (عبادت کرتا ہے)۔“ (مراۃ المناجیح، ۱۲/۴۱)

مومن کے لئے خیر ہی خیر ہے

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو مصائب میں مبتلا کر کے ان مصائب کو ان کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے، دنیا میں کسی بھی انسان کی ہمیشہ ایک جیسی حالت نہیں رہتی۔ کبھی خوشی ہوتی ہے تو کبھی غمی، کوئی دن اس کے لئے نوید مسرت لے کر آتا ہے تو کوئی پیغامِ غم۔ کبھی اس کی ذات پر مصیبت آتی ہے تو کبھی اس کے کاروبار پر، کبھی بدن پر تو کبھی گھر بار پر، اس طرح انسان پر بے شمار مصیبتیں آتی ہیں، لیکن مسلمان کے لئے ان تمام معاملات میں خیر ہی خیر ہے اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ صبر کرے تو یہ اس کے لئے بھلائی ہے اور خوشی ملنے پر ربّ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ بھی بھلائی ہے۔ الغرض صابر و شاکر مسلمان ہر حال میں کامیاب ہے۔



”احمد“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) مسلمان پر آنے والی ہر مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔
- (2) مصیبت جتنی بڑی ہوتی ہے بڑے گناہ کا کفارہ بنتی ہے۔
- (3) جس مصیبت پر رضا کے ساتھ صبر کیا جائے اس کا ثواب اس مصیبت سے زیادہ ہے جو بغیر رضا کے ہو۔
- (4) نیک اعمال چھوٹ جانے پر جو غم ہوتا ہے وہ غم بھی گناہوں کے لئے کفارہ ہوتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ

بخار سے گناہ جھڑتے ہیں

حدیث نمبر: 38

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ تُوعَكُ وَعَمَّا شَدِيدًا؟ قَالَ: أَجَلُ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ، قُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: أَجَلُ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَدَى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 ”وَالْوَعَكُ“ مَغْتُ الْحُمَى، وَقِيلَ: الْحُمَى

(بخاری، کتاب المرضی، باب اشد الناس بلاء الانبياء ثم الاول، ۵/۴، حدیث: ۵۶۴۸)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بخار میں مبتلا تھے، میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو تو شدید بخار ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے۔“ میں نے عرض کی یہ اس لئے کہ آپ کو دو گنا ثواب ملے؟ فرمایا: ”ہاں یہی بات ہے اور اسی طرح جب کسی مسلمان کو کاٹنا چاہیے یا اس سے زائد کسی مصیبت سے تکلیف اٹھانی پڑے تو اللہ عزوجل اس کے بدلے اُس کی برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔“ ”الْوَعَكُ“ بخار چڑھنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف بخار کو بھی کہتے ہیں۔

اس حدیث کے تحت مُفَسِّرُ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُفتی احمد یار خان علیہ رَحْمَةُ الْعَالَمِینِ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ غلام آقا کی مزاج پُرسی بھی کرے اور اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگائے، خیال رہے کہ بخار مرضِ انبیاء ہے، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بخار ہی سے ہوئی۔

(کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کا یہ بخار آپ کے اجر میں اضافے کے لئے ہے؟) اس کے تحت مفتی

صاحب مزید فرماتے ہیں: یہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب و احترام یعنی یا رسول اللہ! یہ تو وہم بھی نہیں کیا

جاسکتا کہ آپ کی بیماری خطاؤں کی معافی کے لیے ہو آپ کو گناہ و خطا سے نسبت ہی کیا، آپ کی بیماری صرف بلندی درجات کے لیے ہو سکتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں سے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔ (حدیث مذکور میں) مسلمان سے مراد گنہگار مسلمان ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۰)

بخاری ایک رحمت بھری بیماری ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں بخاری کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات ملاحظہ فرمائیے!

(1) بخار گناہوں کو دور کر دیتا ہے

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ عزّوجلّ کے محبوب، دانا غیبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُمّ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان سے پوچھا: ”تمہیں کیا ہوا؟ کیوں کانپ رہی ہو؟“ عرض کی: مجھے بخار ہے، اللہ عزّوجلّ اس میں برکت نہ دے! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بخار کو برانہ ہو کیونکہ یہ آدمی کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔“

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المومن، ص ۱۳۹۲، حدیث: ۲۵۷۵)

(2) صرف اچھائی باقی رہ جاتی ہے

خاتم المرسلین، رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ مومن کو جب لوگتی ہے یا بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال اس لوہے کی طرح ہوتی ہے جسے آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے اس کا زنگ دور کر دیا اور اچھائی باقی رکھی۔“ (مستدرک، کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب عبدالرحمن، ۴/۵۳۶، حدیث: ۵۸۸۰)

(3) ہر وقت نیکیاں ہی نیکیاں

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! بخار کا ثواب کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: جب تک بخار میں مبتلا شخص کے قدم میں دردر ہتا ہے اور اس کی رگ پھرتی رہتی ہے اسے اسکے عوض نیکیاں ملتی رہتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ابی بن

كَعْبُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعَى دَعَاكَ: يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! میں تجھ سے ایسے بخار کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے، تیرے گھر اور تیرے نبی صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مسجد شریف کی طرف جانے سے نہ روکے۔ اس کے بعد حضرت سَيِّدُنَا أَبِي بِنِ كَعْبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کو روزانہ شام کے وقت بخار ہو جایا کرتا تھا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر..... الخ، ۱۵۳/۴، حدیث: ۸۲)

(4) پہاڑ کے برابر گناہ معاف

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”جب کوئی مرد یا عورت مسلسل بخار یا سردرد میں مبتلا ہو اور اس پر اُحد پہاڑ کی مثل گناہ ہوں تو جب وہ بیماری اُس سے جدا ہوتی ہے تو اس کے سر پر رائی کے برابر بھی گناہ نہیں ہوتے۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر..... الخ، ۱۵۱/۴، حدیث: ۶۷)

مدنی گلدستہ

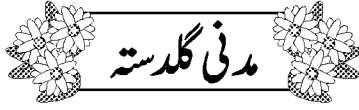
”صالحین“ کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اُس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) مومن کو پہنچنے والی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت یا تکلیف بھی اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہے۔
- (2) تکلیف یا مرض کی وجہ سے مومن کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔
- (3) بارگاہِ خداوندی میں جو جتنا زیادہ مُقَرَّب ہوتا ہے اس پر اتنے ہی زیادہ مصائب و آلام آتے ہیں۔ سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام پر اور پھر اُن کے بعد درجہ بدرجہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَام پر آتے ہیں۔
- (4) مصیبت پر صبر کرنے سے گناہوں میں کمی اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
- (5) بخار باعثِ رحمت ہے کہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو بھی بخار ہوا کرتا تھا۔
- (6) بخار کو بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعے گناہ جھڑتے اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

مُقَدِّم شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ مُقْتَدِیْ اِحْمَدِ یَارِخَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْعَنَّانِ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: انسان صبر سے وہاں پہنچتا ہے جہاں دیگر عبادات سے نہیں پہنچ سکتا۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۰)

حدیث مذکور میں مصیبت پر صبر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، مصیبت کا آنا خیر کی علامت ہے، اس لئے جب کوئی مصیبت آن پڑے تو صبر سے کام لیا جائے، شکوہ و شکایت کے الفاظ اپنی زبان پر نہ لائے جائیں اور نہ ہی لوگوں کے سامنے پریشانی کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ مصیبت پر صبر کرنا گناہوں کے مٹنے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔



پنجتن پاک کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے مکمل والے 5 مدنی پھول

- (1) مصیبتوں کا آنا انسان کے حق میں بہتری کی علامت ہے۔
- (2) صبر وہ عظیم نیکی ہے جس کے ذریعے انسان وہ مقام و مرتبہ پالیتا ہے کہ دوسری نیکیوں کے ذریعے اسے حاصل نہیں کر سکتا۔
- (3) مصائب میں وہی مسلمان مبتلا ہوتا ہے جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ محبت فرماتا ہے۔
- (4) مصائب و آلام سے گھبرا کر بے صبری نہیں کرنی چاہیے بلکہ صبر کر کے عظیم اجر حاصل کرنا چاہیے۔
- (5) بے صبری سے مصیبتیں دور نہیں ہوتی بلکہ صبر پر ملنے والا اجر ضرور ضائع ہو جاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی محبت سے مالا مال فرمائے، اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، سَيِّدُ الصَّابِرِينَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے ہمارا حشر صابریں کے ساتھ فرمائے!

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



موت کی تمنا نہ کرو!

حدیث نمبر: 40

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِضُرِّ أَصَابِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْبِبْنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوُفَاةَ خَيْرًا لِي.

(بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المرضی الموت، ۱۳/۴، حدیث: ۵۶۷۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کسی تکلیف کے آنے پر تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اگر ضروری ہو تو یہ کلمات کہے: ”یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہے اور جب میرا مرنا بہتر ہو مجھے موت دے دے۔“

علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ کسی مرض، فقر و فاقہ، دشمن کے خوف یا اس جیسی دوسری دُنیوی مشقتوں کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! جب دینی نقصان یا کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں موت کی تمنا ممنوع نہیں اور ہمارے بہت سے اَسْلَافِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ نے فتنے یا دینی نقصان کے خوف سے موت کی تمنا کی، اگر کسی کو ایسا خوف ہو تو وہ ارشادِ نبوی کے مطابق یوں دعا کرے: ”یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! جب تک میرے حق میں زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔“ اور افضل یہی ہے کہ وہ صبر کرے اور تقدیر پر راضی رہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ..... الخ، باب کراهة تمنی الموت لضر نزل به، ۷/۹، الجزء السابع عشر)

لمبی عمر مومن کے لئے بہتر ہے

حضرت سیدنا علامہ ابوالحسن ابن بطال رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ”مذکورہ حدیث میں حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنے سے اپنی امت کو منع فرمایا اور اُس وقت موت کی دعا مانگنے کی اجازت عطا فرمائی جب موت ان کے لئے بہتر ہو۔“

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور نہ ہی اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا مانگے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کا عمل مُنْقَطَع (ختم) ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر جتنی زیادہ ہوتی بہتر ہے۔“

سوال: اگر کوئی کہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے وصال کے وقت یہ فرمانا: ”اللَّهُمَّ الْحَقْنِي بِالرِّفِيقِ الْأَعْلَى“ (اے اللہ عزوجل مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے) یہ بھی تو موت کی تمنا ہی ہے، اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے موت کی تمنا فرمائی (تو اس میں کیا حکمت تھی) حالانکہ حدیث پاک میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے؟

جواب: ان احادیث مبارکہ میں کوئی تعارض (تکراؤ) نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا: ”اللَّهُمَّ الْحَقْنِي بِالرِّفِيقِ الْأَعْلَى“ موت کی تمنا نہیں کیونکہ وہ ملائکہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رب سے ملاقات کی خوشخبری دے رہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر جان لیا تھا کہ اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہونے والا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ”تمہارے والد کو آج کے بعد کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔“ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے اختیار نہ دیا جائے، پھر جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہونے والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں رہنا اختیار نہیں فرمایا اور آخرت کی زندگی کو پسند فرمایا اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی۔

(شرح بخاری لابن بطلان، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۳۸۷/۹)

اسی طرح حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خوف لاحق ہوا کہ بڑھاپے اور جسمانی

کمزوری کی وجہ سے شاید رعایا سے متعلق احکامِ خداوندی صحیح طور سے بجا نہ لاسکیں یا کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو دنیا یا آخرت میں باعثِ ملامت ہو تو انہوں نے دعا کی کہ اے میرے اللہ عزّوجلّ! اس سے پہلے کہ میں عاجز ہو جاؤں یا مجھ پر ملامت کی جائے تو میری روح قبض فرما۔

اسی طرح جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو رعایا سے اکتاہٹ یا رعایا کی ان سے اکتاہٹ اور اس کے نتیجے میں اللہ عزّوجلّ کی ناراضی یا دور نہ ہونے والے باہمی اختلاف کا خوف ہوا تو انہوں نے موت کی تمنا کی۔ (شرح بخاری لابن بطلال، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۳۸۹/۹)

تفہیم البخاری شرح بخاری میں ہے: اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ ”نہی“ (موت کی تمنا سے منع کرنا) آیت مقدسہ میں یوسف علیہ السلام کے قول

تَوَقَّئِنِّي مُسْلِمًا وَالْحَقِّقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۱۰﴾ ترجمہ کنز الایمان: مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں۔ (پ ۱۳، یوسف: ۱۰)

اور حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے قول

وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں۔ (پ ۱۹، النمل: ۱۹)

اور اس حدیث ”الْحَقِّقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى“ سے منسوخ ہے۔ (تفہیم البخاری، ۷۴۵/۸)

افسوس! آج کل اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے بہت سے لوگ گھریلو ناچاقیوں، تنگیِ معاش، کسی مؤذی مرض یا اور طرح طرح کی پریشانیوں سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرتے دکھائی دیتے ہیں، انہیں اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ بہت سی احادیث مبارکہ میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ، اس ضمن میں

چار فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملاحظہ فرمائیے!

(1) تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور وقت سے پہلے اس کی دعا نہ کرے کیونکہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال بھی مُنْقَطِع ہو جاتے ہیں اور مومن کے لئے زیادہ عمر میں بھلائی ہے۔ (مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار،

باب کراہۃ تمنی الموت لضر نزل بہ، ص ۱۴۴۱، حدیث: ۲۶۸۲)

(2) تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو اُمید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو

شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ (بخاری، کتاب التمنی، باب ما یکرہ من التمنی، ۴/۴۸۶، حدیث: ۷۲۳۵)

(3) موت کی تمنا مت کرو کیونکہ نزع کی ہولناکی سخت ہے، انسان کی عمر کا زائد ہونا نیک بختی ہے ممکن ہے کہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ اسے رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، ۵/۸۷، حدیث: ۱۴۵۷۰)

(4) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موت کی

تمنا کرنے سے منع نہ فرماتے تو میں تمنا کرتا۔ (بخاری، کتاب التمنی، باب ما یکرہ من التمنی، ۴/۴۸۶، حدیث: ۷۲۳۳)

مذکورہ احادیث مبارکہ میں موت کی تمنا سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس لئے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ

درازی عمر بالخیر اور درازی عمر علی الطاعة (یعنی نیکیوں والی لمبی زندگی) کی دعا کرنی چاہیے، کیونکہ جس کی عمر زیادہ ہوگی

اس کی نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی۔ بہت سی احادیث میں لمبی عمر کی فضیلت بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ، چار فرامین مصطفیٰ

بیان کئے جاتے ہیں:

(1) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ”یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سب سے بہتر کون ہے؟“ فرمایا: ”جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو۔“ پوچھا: سب سے بُرا

کون ہے؟ فرمایا: ”جس کی عمر لمبی اور عمل بُرا ہو۔“ (ترمذی، کتاب الزهد باب منہ، ۴/۴۸۸، حدیث: ۲۳۳۷)

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ (مسند امام احمد،

مسند ابی ہریرہ، ۳/۲۰، حدیث: ۷۲۱۶)

(3) نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی: ہاں! يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! فرمایا: اسلام کی حالت میں جس کی عمر زائد ہو اور اچھے کام کرے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق قسم الاقوال، ۲۱/۲، حدیث: ۵۳۸۲، الجزء الثالث)

(4) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے: قُضِيَ عَنْهُ (قبیلہ) کے دو شخص حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے، ان میں سے ایک تو شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال بعد تک زندہ رہ کر انتقال کر گیا، حضرت سیدنا طلحہ بن عُبَيْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شخص شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گیا۔ صبح میں نے یہ واقعہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا اس نے شہید کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے اور چھ ہزار رکعت نماز اور اتنی سنتیں نہیں پڑھی تھیں؟ (یعنی اس شخص نے ایک سال میں جو رمضان کے روزے اور نمازیں پڑھیں ان کے سبب اس کی نیکیاں شہید سے زیادہ ہو گئیں

اس لئے جنت میں جلدی چلا گیا)۔ (مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، ۲۲۹/۳، حدیث: ۸۴۰۷)

معلوم ہوا کہ اگر انسان طویل عمر پائے اور اس میں خوب نیک اعمال کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے کیونکہ نیک اعمال جتنے زیادہ ہوں گے اتنے ہی درجات بھی زیادہ ہوں گے جیسا کہ حدیث مذکور میں بیان ہوا کہ ایک مسلمان ایک شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا کیونکہ اس نے شہید سے ایک سال زیادہ عمر پائی اور اس نے اس ایک سال میں اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کی اتنی عبادت کی کہ وہ نیک اعمال میں شہید سے بھی آگے نکل گیا۔

موت کی تمنا کرنے کی جائز صورتیں

رنج و مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا ممنوع ہے۔ ہاں شوقِ وصلِ الہی (اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ملنے کے شوق)، صالحین سے ملنے کے اِشْتِيَاقِ (شوق)، دینی نقصان یا فتنے میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا جائز ہے، رَئِيسُ الْمُتَكَلِّمِينَ حضرت علامہ مولانا تقی علی خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فرماتے ہیں: جب دین میں فتنہ دیکھے تو اپنے

مرنے کی دعا جائز ہے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منقول ہے: ”اِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ“ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب تو کسی قوم کے ساتھ عذاب و گمراہی کا ارادہ فرمائے (ان کے اعمالِ بد کے سبب) تو مجھے بغیر فتنے کے اپنی طرف اٹھا۔ حدیثِ پاک میں ہے: تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے مگر جب کہ نیکی کرنے پر اعتماد نہ رکھتا ہو۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ دُنوی مَحْضَر توں (نقصانات) سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے اور دینی مَحْضَر ت (دینی نقصان) کے خوف سے جائز۔ (فضائلِ دعا، ص ۱۸۲)

اسی طرح بعض روایات میں بھی موت کی تمنا کرنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ قبر کے پاس گزرنے والا یہ نہ کہے گا: اے کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔ (بخاری، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يغبط اهل القبور، ۴/۴۷۷، حدیث: ۷۱۱۵)

امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری عمر بڑھ گئی، قوت کم ہوئی اور میری رعایا پھیل گئی تو مجھے وفات دے تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔

(کنز العمال، کتاب الحدود، قسم الاقوال، ۱۷۱/۳، حدیث: ۱۳۵۱۹، الجزء الخامس)

مُفَسِّرُ شہیرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بیماری و آفات سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے، کیونکہ اس خیر و شر میں دین و دنیا کی خیر و شر شامل ہے۔ گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے، خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے: خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینے پاک میں موت نصیب کر! چنانچہ، عمر فاروق (رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ) نے دعا کی تھی کہ مولا! مجھے اپنے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے شہر میں شہادت نصیب کر! حضرت حفصہ (رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا) نے

عرض کی: یہ کیسے ہو سکے گا؟ تو آپ نے فرمایا: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ، مسجدِ نبویِ محرابِ النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفیٰ پر آپ کو کافر جموسی اَبُو لؤلؤ نے شہید کر دیا، دعا کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو، یہ رب کی مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۳۶۱۲)

زندگی میں بہت سی پریشانیاں اور مشکلات آتی ہیں، اگر بندہ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ثواب کی نیت سے مصائب پر صبر کرے تو اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ صبر کی برکت سے گناہ مٹتے، درجات بلند ہوتے اور ثواب کا عظیم خزانہ ملتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہوں کا مٹنا نیکیوں کا بڑھنا انسان کے لئے بہت بڑی بھلائی ہے کیونکہ مصیبت وقتی ہوتی ہے دنوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا اثر اس کا درد زائل ہو جاتا ہے جبکہ آخرت کا عذاب باقی رہنے والا اور بہت دردناک ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ صبر کے ذریعے مصیبت کا مقابلہ کرے آخرت کے فائدے کی طرف نظر رکھے اور اس مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے۔

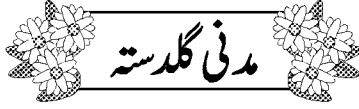
صَدْرُ الشَّرِيعَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِيْ بہارِ شَرِيعَتِ مِیْنِ فَرَمَاتے ہیں: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جبکہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو، مثلاً تنگی سے بسراوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں مصیبت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔ (بہارِ شریعت ۳/۶۵۸)

(حصہ ۱۶)

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہِ بارگاہِ رسالت میں یوں استغاثہ کرتے ہیں:

مجھے ہریالے گنبد کے تلے قدموں میں موت آئے
میں ہوں سنی رہوں سنی مروں سنی مدینے میں
سلامت لے کے جاؤ دین و ایمان یا رَسُوْلَ اللّٰہِ
بقیچ پاک میں جائے تڑبت یا رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ



تین گنبد تک 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

- (1) دنیوی مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔
 - (2) خوش بخت ہے وہ مسلمان جس کی عمر طویل اور اعمالِ صالحہ کثیر ہوں۔
 - (3) دینی نقصان یا کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔
 - (4) اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔
 - (5) بُرا ہے وہ شخص جس کی عمر طویل اور اعمال برے ہوں۔
 - (6) اگر موت کی دعا کرنا ضروری ہو تو یوں دعا کی جائے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ جب تک میرے حق میں زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ جب موت بہتر ہو تو مجھے اس دنیا سے اٹھالے۔
 - (7) اگرچہ بعض صورتوں میں موت کی تمنا جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ صبر کیا جائے اور اپنی تقدیر پر راضی رہا جائے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، اگر ہمارے مقدر میں بدبختی لکھ دی گئی ہو تو اسے مٹا کر ہمیں نیک بخت لکھ دے۔

يَسْأَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُبْشِرُ ۗ وَعِنْدَآمُّ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت

کرتا ہے، اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے

الکِتٰبِ ﴿۱۳﴾ (پ ۱۳، الرعد: ۳۹)

تُوبُوا۟ اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

ظلم پر صبر

حدیث نمبر: 41

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكُعْبَةِ، فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نَصْفَيْنِ، وَيُمَشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، مَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهُ لَيَتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّائِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذُّبَّ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ“ رواه البخارى

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ۵۰۳/۲، حدیث: ۳۶۱۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (کفار کی) شکایت کی آپ اپنی چادر مبارک کو تکیہ بنائے کعبۃ اللہ شریف کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے مدد نہیں مانگتے؟ آپ ہمارے حق میں دعا نہیں فرماتے؟ فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کو پکڑا جاتا پھر ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں گاڑھا جاتا، پھر ایک آرا لاکر اس کے سر پر چلایا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے، لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو گوشت اور ہڈیوں تک پہنچ جاتیں لیکن اس کے باوجود وہ دین سے روگردانی نہ کرتا، اللہ عزوجل کی قسم! اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تکمیل فرمائے گا یہاں تک کہ ایک سواری مقام صَنْعَاءَ سے حَضْرَمَوْتَ تک سفر کرے گا، اُسے اللہ عزوجل کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ ہی اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا لیکن تم جلد بازی کرتے ہو۔

مصیبت پر صبر کرو

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے

ہیں: ”صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ اللہ عزوجل سے ہمارے

لئے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے؟ تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کفار پر ہماری مدد فرمائے یا ان پر اپنا کوئی عذاب نازل فرمائے، یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دعا پر ابھارنے کے لئے تھا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کو چھپلی امتوں کی مثال دینا اور فرمانا کہ تم جلدی کرتے ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جلدی نہ کرو اور صبر سے کام لو اور ہم نے تمہیں چھپلی امتوں کا جو حال سنایا اس پر خود کو رکھ کر صبر کرو۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اس طرح چھپلی امتوں کے واقعات سنانے کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کا صبر مزید پختہ ہو جائے۔

(ملخصاً عمدة القاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة، ۳۴۶/۱۱ تحت الحدیث: ۳۶۱۲)

مومنوں پر ظلم

مُقَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: ”چھپلی امتوں میں مومنوں پر ایسی سختی کی جاتی تھی کہ انہیں زندہ ہی آرے سے چیر دیا جاتا تھا۔ وہ چر جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے نہ ان مصیبتوں سے گھبراتے تھے۔ اور لوہے کی نوکیلی اور دھار دار کنگھیاں ان کی کھوپڑی میں ٹھونکی جاتی تھیں، جب وہ دماغ کی تہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کا بھیجہ تک کھنچ کر باہر نکل پڑتا تھا، مگر وہ لوگ اس کے باوجود نہ گھبراتے تھے، نہ ایمان چھوڑتے تھے۔ تم تو خَیْرُ الْأُمَّمِ (بہترین امت) ہو تمہاری اِسْتِقَامَتِ ان سے زیادہ چاہیے۔ دُنیاوی تکالیف سے مت گھبراؤ یہ عارضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنتِ رسول ہے بلکہ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اور یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اسلام کا پھیلنا، مسلمانوں کا غالب آجانا، کفار کا مغلوب ہو جانا، مسلمانوں کی سلطنت میں اُمن و امان قائم ہو جانا۔ اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں، رب کریم فرماتا ہے:

وَيَأْتِي اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ (ب ۱۰، التوبہ: ۳۲) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا

اور فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۗ (پ ۱۰، التوبہ: ۳۳)

(مراۃ المناجیح، ۱۲۱/۸)

بارگاہ رسالت میں دعا کی درخواست

شارح بخاری فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیْ نُزْهَةُ الْقَارِی شرح بخاری میں فرماتے ہیں: (حضرت سیدنا خباب بن اَرت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کو) مشرکین سے سخت تکلیفیں پہنچی تھیں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ غلام تھے اُن کا مکہ مکرمہ میں کوئی حامی ویاور (مددگار) نہ تھا اس لئے اُن پر ستم گرایسے ایسے مظالم ڈھاتے تھے جسے سن کر روح لرز جاتی ہے۔ انہیں دیکھتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر چڑھ جاتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک انگارے بچھ نہ جاتے۔ ایک دفعہ تو ان کے ظالم آقا نے لوہا تپا کر اُن کے سر کو داغ دیا۔ ان جان لیوا مصائب سے تنگ آ کر انہوں نے (بارگاہ رسالت میں) یہ درخواست پیش کی تھی۔

صَنْعَاءُ۔ یمن کا دارالسلطنت تھا اور وہاں کا سب سے بڑا شہر۔

حَضْرَ مَوْتٍ۔ صَنْعَاءُ سے چار دن سے زیادہ کی مسافت پر ایک شہر ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ صَنْعَاءُ سے مراد شام کا صَنْعَاءُ ہو جو شام میں دِمَشْقُ کے بَابُ الْفَرَادِیْسِ کے اطراف میں ایک بستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آج انسان کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا خطرے سے خالی نہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ پورے عرب میں اسلام پھیل جائے گا اور ایسا امن قائم ہوگا کہ کسی سفر میں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوگا اگرچہ وہ لمبا سفر ہو۔ (نزہۃ القاری، ۵۳۵/۴)

جسم کی کھال اُتار دی گئی

حضرت سیدنا حَسَن بَصْرِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی سے منقول ہے کہ ”سابقہ اُمتوں میں ”عُقَیْب“ نامی ایک عابد ایک پہاڑی پر اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اسے خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم و جاہل بادشاہ لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے، بلا وجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک، کان کاٹ ڈالتا ہے۔ چنانچہ، وہ عابد اس ظالم حکمران کے پاس گیا

اور بڑے ہی جرأت مند انداز میں کہا: اے بادشاہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! یہ سن کر بد بخت و ظالم بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور بڑے گستاخانہ انداز میں بولا: اے کتے! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہ دی گئی ہوگی۔ پھر اس ظالم بادشاہ نے حکم دیا کہ قدموں سے سر تک اس کی کھال اتار لو تا کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے! حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے عابد کو زمین پر لٹایا اور قدموں سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ وہ صبر و شکر کا پیکر بنا رہا، زبان سے اُف تک نہ کہا۔ جب پیٹ تک کھال اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے اس کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔ فوراً حکم الہی پہنچا: اے عُقَیْب! صبر سے کام لے، ہم تجھے غم و حُزْن (دکھ درد) کے گھر (دُنیا) سے نکال کر راحت و آرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ و تاریک دنیا سے نکال کر وسیع و عریض جنت میں داخل کریں گے، حکم الہی پا کر وہ عظیم ولی بالکل خاموش ہو گیا۔

جب ظالموں نے چہرے تک کھال اتار لی تو شدتِ درد سے دوبارہ بے اختیار درد بھری آہ نکلی، پھر حکم الہی ہوا، اے عُقَیْب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رورہی ہے، فرشتے تیری طرف متوجہ ہو گئے ہیں، اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم کو شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔ اب وہ عابد بالکل خاموش ہو گیا کہ کہیں میری آہ وزاری سے میری قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جائے، بالآخر اس صبر و شکر کے پیکر کی تمام کھال اتار لی گئی اور اس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (عیون الحکایات، ص ۱۰۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے

تری سنتوں پہ چل کر مری روح جب نکل کر

ہو نصیب سر کٹانا مدنی مدینے والے

ترے نام پہ ہو قربان میری جان، جانِ جاناں

مصائب پر صبر کا صلہ

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ”سرکارِ والا ابتبار، ہم بے کسوں کے مددگارِ صلتی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بنی اسرائیل کا ایک شخص کہیں سفر پر گیا تو پیچھے سے اس کی ماں نے اس کی بیوی کے دل میں شوہر کی نفرت ڈال دی اور اپنے بیٹے کی طرف سے اسے جھوٹا طلاق نامہ دے دیا۔ چنانچہ وہ عورت اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے والدین کے ہاں چلی گئی۔ وہاں کے ظالم بادشاہ نے مسکینوں کو کھانا کھلانے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ ایک دن عورت روٹی پکا رہی تھی کہ کسی مسکین نے کھانا مانگا، اس نے کہا: ”کیا تجھے معلوم نہیں یہاں کے ظالم بادشاہ نے مسکینوں کو کھانا کھلانے سے منع کیا ہوا ہے؟ کہا: مجھے معلوم ہے لیکن اگر مجھے کھانا نہ ملا تو میں بھوک سے مر جاؤں گا۔“ عورت کو ترس آ گیا اور اسے دو روٹیاں دیں اور یہ بات کسی کو بتانے سے منع کر دیا۔ مسکین روٹیاں لے کر وہاں سے چلا گیا۔ راستے میں سپاہیوں نے روٹیاں دیکھ کر پوچھا: یہ کہاں سے لائے ہو؟“ کہا: ”فلاں عورت نے دی ہیں۔“ چنانچہ، سپاہی اس عورت کے پاس گئے اور اس سے حقیقت پوچھی تو اس نے اقرار کر لیا۔ سپاہی اسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ ظالم بادشاہ نے اس کے دونوں ہاتھ کٹوا کر دربار سے نکال دیا۔ راستے میں اس کا ایک بیٹا نہر سے پانی بھرتے ہوئے نہر میں ڈوب گیا۔ دوسرا بیٹا اسے بچانے کے لئے گیا تو وہ بھی ڈوب گیا۔ اب وہ بیچاری تنہا رہ گئی۔ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیا ہوا؟ میں تیری حالت بہت بُری دیکھ رہا ہوں؟ کہا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، مجھ پر گزرے ہوئے واقعات نے مجھے بے حال کر دیا ہے۔ جب اس کو وارد نے اصرار کیا تو عورت نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے کہا: تو اپنے ہاتھوں اور بچوں میں سے کس کی واپسی چاہتی ہے؟ کہا: مجھے میرے بچے چاہئیں۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے وہ دونوں بچوں کو بھی نہر سے صحیح سالم نکال لایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ بھی درست کر دیئے اور کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ پر رحم فرمایا اور مجھے تیری مدد کے لئے بھیجا۔ مسکین کو دی ہوئی دو روٹیوں کے بدلے تیرے دونوں ہاتھ تجھے لوٹا دیئے گئے اور مسکین پر ترس کھانے اور مصیبت

پر صبر کرنے کی وجہ سے تیرے دونوں بیٹے تجھے لوٹا دیئے گئے ہیں اور تیرے شوہر نے تجھے طلاق نہیں دی تھی، لہذا اب تو اس کے پاس چلی جا، وہ گھر آچکا ہے اور اس کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ جب وہ عورت اپنے گھر گئی تو تمام معاملہ ویسا ہی پایا جیسا اسے بتایا گیا تھا۔“ (الروض الفائق، ص ۱۲۲)

جان دے دی مگر ایمان نہ دیا

جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو پیغامِ حق پہنچایا تو بجائے قبول کرنے کے وہ بد بخت اپنے ملک کے بڑے بڑے جادوگروں کو آپ علیہ السلام کے مقابلے میں لے آیا پھر اس مقابلے کا انجام کیا ہوا آئیے تفسیرِ نعیمی کی روشنی میں جانتے ہیں: چنانچہ، ”تفسیرِ نعیمی میں ہے کہ جب جادوگروں نے اپنا پورا زور صرف کر دیا اور اپنی رسیاں پھینک کر میدانِ مقابلہ کو مصنوعی سانپوں، اژدہوں سے بھر دیا لوگوں کو ڈرا دیا تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی آئی کہ اب موقع ہے آپ اپنا عصا ڈالیں۔ چنانچہ، آپ نے عصا ڈالا۔ عصا ڈالنا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا اثر ڈھا بن گیا اور اس میدان کے سارے مصنوعی سانپوں، اژدہوں کو ایک ایک کر کے نکل گیا، دیکھتے ہی دیکھتے میدان بالکل خالی ہو گیا، پھر اس نے تماشائیوں کی طرف رخ کیا۔ سارے فرعونیوں میں بھگدڑ مچ گئی، بہت سے لوگ کچل کر مر گئے، آپ نے اس کی گردن پکڑ کر اٹھایا تو پھر وہی ہلکی پھلکی لاٹھی تھی، حق یعنی توحید، نبوتِ موسیٰ، عصا کا معجزہ ہونا، دینِ موسیٰ کا درست ہونا، ثابت بلکہ ظاہر ہو گیا اور آج تک جو کچھ جادوگر کرتے رہے تھے اس کا باطل ہونا سب کو معلوم ہو گیا۔

جادوگروں نے سوچا کہ اگر عصا موسیٰ بھی ہمارے سانپوں کی طرح ایک شُعْبَدَہ (جادو) یا نظر بندی ہے تو ہمارے رَسے، بانس، بے جو سینکڑوں من تھے کہاں گئے اور اس قدر زنی چیز نکل جانے کے بعد اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ یقیناً وہ معجزہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں۔ چنانچہ، وہ خود نہیں گرے بلکہ رب کی طرف سے سجدے میں گرا دیئے گئے، انہوں نے شکر یہ یا اظہارِ وفاداری یا اپنے ایمان کے لیے سجدہ کیا اور سجدہ میں گر کر بلند آواز سے

بولے کہ ہم اُس پر ایمان لائے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے یعنی وہ جسے حضرت مُوسٰی و ہَارُونُ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ بتاتے ہیں جو اُن دونوں کا رب ہے، اس پر ہم ایمان لائے، فرعون اور اس کی رُبُوبِیَّت (خدا ہونے) کے عقیدے سے ہم پھر گئے، تو بہ کرتے ہیں۔

فرعون جب اس میدان سے سخت شکست کھا کر بدحواسی میں بھاگا، گھر پہنچ کر ہوش ٹھکانے آئے اور اسے پتہ لگا کہ جادو گر تو سجدے میں گر کر موسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اور اسکے رب پر ایمان لے آئے تو اسے اپنی قوم کے سامنے سخت شرمندگی ہوئی تب اس نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے جادو گروں کو پھر جمع کیا مگر اس دفعہ موسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اس مُجمع میں نہ تھے۔ ان سے بولا کہ تم لوگ میری رعایا ہو، تم نے میری اجازت کے بغیر دل میں حضرت موسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کی مَحَبَّت کیوں قائم کی، دماغ میں انکی عظمت کیوں سوچی، سرسجدہ میں کیوں رکھا، زبان سے وہ کلمات کیوں کہے، تمہارے یہ اعضا یعنی دل، دماغ، سر، زبان میری ملکیت ہیں، تم نے انہیں میری اجازت کے بغیر کیوں استعمال کیا؟ تم میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو یہ تمہارا ایک قصور ہے۔ اور تمہارا دوسرا قصور یہ ہے کہ تمہیں شکست اور موسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فتح نہیں پائی ہے۔ بلکہ تم نے اس مقابلہ سے پہلے مصر میں یا مقابلہ کے وقت ”اِسْکَنْدَرِیَہ“ میں ایک سازش کر لی تھی۔ موسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ تم سب کے استاد ہیں تم سب ان کے شاگرد تم نے دیدہ دانستہ یہ کھیل رچایا ہے، تاکہ تمہاری ظاہری شکست دیکھ کر میں اپنی سلطنت سے دستبردار ہو جاؤں اور میری قوم کو اس علاقے سے نکال کر خود راج کرو، سن لو! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ میں تم کو تمہارے کئے کی سزا دوں گا تم اپنی سزا عنقریب جان لو گے، میں پہلے تو تمہارے دو طرفہ ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا، یعنی ایک طرف کا ہاتھ، دوسری طرف کا پاؤں پھر تم کو درخت میں سولی دوں گا۔ تم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

جادو گر جو کہ اب پکے مومن بن چکے تھے فرعون کی یہ دھمکی سن کر بولے کہ ہم کو تیری دھمکیوں کی پرواہ نہیں کیونکہ اس صورت میں ہماری موت شہادت کی ہوگی اور ہم دَارُ الْفَرَارِ (دنیا) سے نکل کر دَارُ الْقَرَارِ (آخرت) کی

طرف، دَارُ الْمِحْنِ (امتحان کے گھر) سے نکل کر دَارُ الْاَمْنِ (امن کے گھر) کی طرف، تیرے پاس سے چھوٹ کر اپنے رب کی رحمت کی طرف جائیں گے۔ ایسی کامیاب موت پر ہزاروں زندگیاں قربان ہوں اتنا سن لے کہ ہم نے کوئی قصور نہیں کیا ہے جس سے ہم سزائے موت کے مستحق ہوں۔ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات پر یا آیات کے ذریعہ پر ایمان لائے، یہ ایمان کمال ہے عیب نہیں، یہ کہہ کر وہ اسی جگہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ مولیٰ اب تو ہم پر صبر بہادے، جس سے ہم نہا کر پاک و صاف ہو جاویں اور ہم کو ایمان، اپنی اطاعت پر موت نصیب فرما! امین۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی ۹/۸۳-۹۲-۹۸)

سب سے پہلے سولی کس نے دی؟

حضرت سَیِّدُ نَاعِبِدُ اللّٰہِ بنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ فرعون نے سب سے پہلے سولی دی اور اسی نے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں سب سے پہلے کاٹے تھے۔ (تفسیر الطَّبْرِي، پ ۹، الاعراف، تحت الاية: ۲۴/۶، ۱۲۴)

حضرت سَیِّدُ نَاعِبِدُ نَا آسِيَه بِنْتِ مُزَا حِم

حضرت سَیِّدُ نَاعِبِدُ نَا آسِيَه بِنْتِ مُزَا حِم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا فرعون کی بیوی تھیں۔ حضرت آسیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا نے جب جادو گروں کو حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے دیکھ لیا تو فوراً اُن کے دل میں ایمان کا نور چمک اُٹھا اور وہ ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس ظالم نے ان پر بڑے بڑے عذاب کئے، بہت زیادہ زد و کوب کے بعد چومیخا کر دیا یعنی چار کھونٹیاں گاڑ کر حضرت آسیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا کے چاروں ہاتھوں پیروں میں لوہے کی میخیں ٹھونک کر چاروں کھونٹوں میں اس طرح جکڑ دیا کہ وہ ہل بھی نہیں سکتی تھیں اور دھوپ کی تیش میں ڈال دیا اور بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھنے کا حکم دیا جب پتھر لایا گیا تو حضرت آسیہ نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یارب عَزَّوَجَلَّ! میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے، انہیں جنت میں سفید موتیوں سے بنا ہوا ان کا گھر دکھا دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی پس جب ان کے جسم پر پتھر رکھا گیا تو ان کے جسم میں روح نہیں تھی تو انہیں کچھ

بھی دردمسوس نہ ہوا۔ ابن کیسان علیہ رحمۃ المّنان کا قول ہے کہ وہ زندہ ہی اٹھا کر جنت میں پہنچادی گئیں، پس وہ جنت میں کھاتی اور پیتی ہیں۔ (عمدة القاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وضرب اللہ مثل للذین آمنوا..... الخ، ۱/۱۴۴)

جس طرح سابقہ امتوں کے مومنین پر طرح طرح کے ناقابل برداشت ظلم کئے گئے حتیٰ کہ انہیں انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا لیکن وہ دینِ برحق پر قائم رہے۔ اسی طرح سید الصّابریں، رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے تربیت یافتہ مومنین نے بھی دینِ اسلام کی خاطر ایسی ایسی قربانیاں دیں کہ جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، دیکھتے ہوئے انگاروں اور صحرائے عرب کی بھڑکتی ہوئی ریت پر برہنہ جسم لیٹ جانا، گھوڑوں کے ساتھ بندھ کر جسم کو درمیان سے چروالینا، جلتے ہوئے تیل میں بخوشی کود جانا، اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بخوشی میدانِ جہاد میں بھیج کر انکی شہادت پر شکر الہی بجالانا، گھربار، مال و اسباب، خاندان و اہل عیال اور اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر ہجرت کر جانا، دشتِ کربلا میں خاندانِ نبوت کے لاڈلوں کا بھوک پیاس کی حالت میں ایک ایک کر کے شہید ہو جانا، اپنے دودھ پیتے بچوں کو اپنے سامنے تیروں سے چھلنی ہوتا دیکھنا، الغرض سابقہ امت کے مومنین نے جتنی قربانیاں دیں، اس سے کہیں زیادہ قربانیاں نبی آخر الزماں، شہنشاہ کون و مکالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے غلاموں نے دیں یہ سب بارگاہ رسالت کا فیض تھا کہ ایسے ایسے مصائب پر صبر کیا جن کو سن کر ہی رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا صبر

حضرت سیدنا بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہ صحابی رسول ہیں جو بالکل آغازِ اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایسے خوفناک ماحول میں جب اسلام لانے کی پاداش میں سخت ترین مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا تھا، حضرت سیدنا بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کفار مکہ سخت سے سخت اذیتیں دیتے تھے۔ ان کا آقا امیہ بن خلف پتی ہوئی دھوپ میں ان کو مکہ کے صحرا میں پیٹھ کے بل لٹاتا اور ایک بڑا پتھران کے سینہ اقدس پر رکھواتا اور حضرت سیدنا بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کہتا میں تمہیں ایسے ہی سزا دیتا رہوں گا یہاں تک کہ مرجاؤ گے یا پھر تم اپنے نبی محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا انکار کر دو

اور لآت و عَزْیٰ کی عبادت کرو لیکن اس قدر تکلیف جھیلنے کے بعد بھی حضرت سَیِّدُ نَابِلَالِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زبان پر

أَحَدٌ أَحَدٌ ہئی جاری رہتا۔ (السیرة النبویة لابن هشام، ذکر عدوان المشركين على المستضعفين، ۲۹۷/۱)

حضرت سَیِّدُ نَاخَبَابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی مبارک و مُقَدَّسِ پِیْٹھ

حضرت سَیِّدُ نَاخَبَابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پوری پِیْٹھ پر زخموں کے سفید نشانات تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نَاعِمِرُ فَارُوقِ اعْظَمِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا: اے خَبَابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! یہ زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ عرض کی: اے امیر المؤمنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! جب میرے دل میں محبتِ رسول کی شمع روشن ہوئی اور میں دامنِ اسلام سے واسطہ ہوا تو کفار مکہ نے مجھے دہکتے ہوئے کوٹلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا اور میری پیٹھ کی چربی سے انگارے بجھائے گئے میں کئی گھنٹے بے ہوش رہا رتِ کعبہ کی قسم! جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے یہ کلمہ نکلا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ“ حضرت سَیِّدُ نَاخَبَابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہ حالات سن کر امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نَاعِمِرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی آنکھیں بھر آئیں، فرمایا: اے خَبَابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! گرتا اٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبتِ رسول میں جلائی گئی ہے۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد، خباب بن الارت، ۱/۲۲/۳)



”المدینہ“ کے ۷ حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے ۷ مدنی پھول

(۱) صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اپنے مصائب کے حل کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

(۲) ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے علمِ غیب کی دولت سے

مالا مال فرمایا۔ اسی لئے تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آنے والے واقعات کی خبر دی اور بتا دیا کہ ایک دور ایسا

بھی آئے گا کہ پورے عرب میں اسلام پھیل جائے گا اور مومنوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔

(3) صبر کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا اسے دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

(4) صابریں کے واقعات سن کر بھی صبر کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔

(5) جب سابقہ امتوں کے مومنین نے اپنے دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی دی تو امتِ محمدیہ کے ہر فرد کو بھی دین

اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے کیونکہ یہ امت پچھلی تمام امتوں سے افضل ہے اور جو جتنا

زیادہ مقرب ہو اُس پر اتنی ہی زیادہ آزمائشیں آتی ہیں۔

(6) جب کوئی مصیبت آئے تو فوراً اُس سے چھٹکارے کی دعا کے بجائے پہلے صبر کرنا بہتر ہے تاکہ اس صبر پر زیادہ سے

زیادہ ثواب مل سکے۔

(7) مسکین پر ترس کھانے اور اس کی مدد کرنے سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

☆☆☆☆☆☆☆☆

صبرِ مصطفیٰ

حدیث نمبر: 42

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ قِسْمَةٌ مَا عَدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهَ اللَّهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! لَا أُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصَّرْفِ. ثُمَّ قَالَ: "فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟" ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ" فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطى المؤلفنة

قلوبہم، ۳۵۹/۲، حدیث: ۳۱۵۰)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرماتے ہوئے بعض لوگوں کو ترجیح دی، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے، عیینة بن حصن کو بھی اتنے ہی دیئے شرفائے عرب میں سے بھی بعض کو ترجیحاً کچھ زیادہ مال دیا، ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور ندرضائے الہی کو پیش نظر رکھا گیا (حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتاؤں گا۔ چنانچہ، میں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کر دیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور سرخ ہو گیا، فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ پھر فرمایا: اللہ عز و جل موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔ (حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ آئندہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کی

بات نہیں پہنچاؤں گا۔

صبر کا اجر تمام اعمال سے بڑھ کر

عَلَامَهُ أَبُو الْحَسَنِ ابْنُ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْفَقَّارِ شَرَحَ بِخَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ: "اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَعَى

نیک اعمال کی جزا کے ساتھ ایک حد بھی بیان فرمائی جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِثْلَهَا ۚ

ترجمہ کنز الایمان: جو ایک نیک

لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

(پ ۸، الانعام: ۱۶۰)

پھر راہِ خدا میں خرچ کرنے کی جزا اس سے بھی زیادہ رکھی اور فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: ان کی کہات جو اپنے مال اللہ کی راہ

میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات

بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے

جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والاعلم والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَيْتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ

سُنبلةٍ مائة حبة ۗ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ

يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۱﴾ (البقرة: ۲۶۱)

اور صبر کرنے والوں کا اجر بے حساب رکھا اور فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک جس نے صبر کیا

اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

وَلَسَنُ صَابِرًا وَعَقْرًا إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ

الْأُمُورِ ﴿۲۲﴾ (البقرة: ۲۵۳)

اذیت پر صبر کرنا اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے یہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وصالحین عظام رَحِمَهُمُ اللَّهُ

السَّلَامُ کے اوصاف میں سے ہے۔ اگرچہ، اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے تمام نفوس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ تکلیف اور

مشقت پر دردمسوس کرتے ہیں جیسا کہ حضور صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو انصاری کی بات سے تکلیف پہنچی حتیٰ کہ آپ کا

چہرہ انور غصے سے سرخ ہو گیا لیکن آپ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے صبر کیا اور پُر سکون ہو گئے کیونکہ آپ صابرین

کے لئے اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کے وعدے واجر کو جانتے تھے۔ چنانچہ، آپ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سے

ثواب کی امید کرتے ہوئے حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ کے صبر کو مد نظر رکھا اور صبر کیا۔ صبر کی کئی اقسام ہیں چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، علیُّ الْمُرْتَضٰی شَیْرُ خَدَا كَرَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْمُ سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: صبر تین قسم کا ہوتا ہے (۱) مصیبت پر صبر کرنا (۲) طاعت (نیک اعمال) پر صبر کرنا (۳) معصیت سے صبر کرنا۔ پس جس نے مصیبت پر صبر کیا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لئے تین سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان کی مسافت (فاصلہ) ہے اور جس نے طاعت پر صبر کیا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لئے سات سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان ساتویں زمین سے لے کر مُنتَهَائِهِ عَرُشُ (اللّٰهُ تَعَالٰی کے عرش کی انتہا تک) کا فاصلہ ہے اور جس نے معصیت سے صبر کیا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لئے نو سو درجات لکھے گا اور ہر درجہ کے درمیان ساتویں زمین سے لے کر مُنتَهَائِهِ عَرُشُ کا ڈگنا فاصلہ ہے۔ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب الصبر علی الاذى، ۲۸۳/۹)

نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی توہین کفر ہے

رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی توہین کرنا بلا جماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب کے مختلف اقوال ہیں خواہ توہین آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات کی ہو یا آپ کے نسب کی، آپ کے دین میں ہو یا آپ کی کسی صفت میں ہو اور یہ توہین کرنا خواہ صراحتاً ہو یا کنائیہ (چھپے الفاظ میں) تَعَرِیْضاً (ایسا کلام جس سے مراد کچھ اور ہو اور اشارہ کسی اور جانب ہو) ہو یا تَلْوِیْحاً (ایسا کلام جس میں بہت ہی دور کے معنی مراد لئے جائیں) اسی طرح کوئی شخص آپ کو بددعا کرے، اسی طرح (معاذ اللّٰہ) کوئی شخص آپ پر لعنت کرے یا آپ کا بُرا چاہے، آپ کے عوارضِ بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مَدَمَّتْ ذکر کرے، الغرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ عَلَیْهِ السَّلَامُ کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قاتل واجب القتل ہے۔ (الشفاء للقاضی عیاض، الباب الاول فی بیان ما هو فی حقہ سب او نقص

من تعریض او نص، ۲/۴۱)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے کو سزا کیوں نہیں دی گئی؟

جس نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کی وہ واجب القتل ہے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کو سزا نہیں دی، ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ قول ثابت نہ ہوا ہو اور چونکہ صرف ایک صحابی نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک یہ قول پہنچایا تھا اور ایک شخص کی گواہی پر کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ غزوہ حُنَیْن کی واپسی پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چاندی تقسیم کی تو ایک شخص نے کہا: اے محمد (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عدل کرو! تو اَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرت سَیِّدُنا عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت مانگی کہ میں اس کو قتل کر دوں، تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: (مَعَاذَ اللہ) کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، تو یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو قتل نہیں کروایا۔ (اکمال المعلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۶۰۷/۳، تحت الحدیث: ۱۰۶۴)

غیبت کی جائز صورت

عَلَامَہُ ابنِ حَجَرٍ عَسْقَلَانِی قَدِیْسَ سِرَّةَ النُّوْرَانِی فَتْحُ الْبَارِی میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر کوئی شخص کسی حاکم یا مُعَظَّم و محترم شخصیت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو اُس کی شان کے خلاف ہو تو اسے اس بات کی اطلاع دینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کی یہ صورت جائز ہے کیونکہ جب حضرت سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے یہ خبر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہنچائی تو آپ نے انہیں اس سے منع نہ فرمایا کیونکہ حضرت سَیِّدُنا ابن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیر خواہی کا ارادہ کیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس شخص کی نشاندہی کی جو منافق تھا تاکہ اس سے بچا جاسکے اور یہ جائز ہے جیسا کہ کفار

کی جاسوسی کرنا جائز ہے تاکہ ان کے مکرو فریب سے بچا جائے اور جس شخص نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں یہ بات کہی بے شک وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا پس اس کے لئے کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں۔“

(فتح الباری، کتاب الادب، باب الصبر فی الاذی، ۱۱ / ۴۳۴)

حدیثِ مذکور میں ہے کہ نَبِیِّ مُعَظَّم، رَسُوْلٍ مُّحْتَرَمٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس انصاری کی بات سے سخت صدمہ پہنچا اور آپ کو اتنا جلال آیا کہ چہرہ انور سرخ ہو گیا لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غصے پر قابو رکھا، صبر فرمایا اور کسی قسم کی کوئی انتقامی کاروائی نہیں کی۔ چنانچہ ہمیں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس سلوک سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھنا چاہیے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب معاملہ ہماری اپنی ذات سے متعلق ہو اور اگر کوئی بد بخت شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ یا اس کے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا اسکے دین کی توہین کرے تو ہمیں اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ جب اپنی ذات سے متعلق کسی بات پر غصہ آئے تو کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس میں اپنا نقصان کر بیٹھیں، عموماً غصے کی حالت میں انسان ایسا کام کر جاتا ہے جس کے بعد اسے پچھتانا پڑتا ہے، کیونکہ غصے کی حالت میں شیطان انسان سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

کئی آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ میں غصہ پینے کی فضیلت وارد ہوئی ہے یہاں چند فضائل بیان کئے جاتے ہیں:

غصہ پینے کے فضائل

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور غصہ پینے

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظِ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ

والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے

اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(پ، ۴، ال عمران: ۱۳۴)

اُمّت کے بہترین لوگ

نبی مُکَرَّم، نورِ مُجَسَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”میری اُمّت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں غصہ آجائے تو فوراً رُجوع کر لیتے ہیں۔“ (معجم الاوسط، ۲۲۴/۴، حدیث: ۵۷۹۳)

سب سے زیادہ اجر والا گھونٹ

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اس گھونٹ سے زیادہ اجر والا کوئی گھونٹ نہیں جو غصے کا گھونٹ بندے نے رضائے الہی کے لئے پیا۔“ (ابن ماجہ، کتاب ابواب الزهد، باب الحلم، ۴/۶۳، حدیث: ۴۱۸۹)

سینہ ایمان سے بھر دیا جاتا ہے

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کوئی گھونٹ اتنا پسندیدہ نہیں جتنا بندے کا غصے کا گھونٹ پینا پسند ہے، جو بندہ غصہ پی لیتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے سینے کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۵۶/۲، حدیث: ۵۸۱۸، الجزء الثالث)

غصہ آنا بھی چاہیے

یاد رکھیے! فی نفسہ غصہ بُرا نہیں ہاں غصے میں آکر شریعت کی نافرمانی کرنا مذموم و ناجائز ہے۔ صحیح موقع پر غصہ آنا مومن کی علامت ہے۔ غصہ میں تفریط یعنی اس قدر کم غصہ آنا کہ بالکل ہی ختم ہو جائے یا پھر یہ جذبہ ہی کمزور پڑ جائے، یہ ایک مذموم صفت ہے کیونکہ ایسی صورت میں بندے کی مَرُوت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے اور جس میں غیرت یا مَرُوت نہ ہو وہ کسی قسم کے کمال کا اہل نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شخص عورتوں بلکہ حشرات الارض (یعنی زمینی کیڑے مکوڑوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضرت سَیدُنا امام شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي کے اس قول کا یہی معنی ہے: ”جسے غصہ دلایا گیا اور وہ غصہ میں نہ آیا تو وہ گدھا ہے اور جسے راضی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔“ (الرواجع عن اقتراف الکبائر، ۱۰۳/۱)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کی حَمِیَّت اور شدت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَذَلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكُفْرِيِّينَ

ترجمہ کنز الایمان: مسلمانوں پر نرم اور کافروں

پر سخت۔

(پ ۶، المائدة: ۵۴)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

أَشَدُّ آءٍ عَلَى الْكُفَّارِ مِمَّا حَاوَى بِيَدِهِمْ

ترجمہ کنز الایمان: کافروں پر سخت ہیں اور

آپس میں نرم دل۔

(پ ۲۶، الفتح: ۲۹)

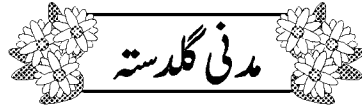
دین کی خاطر غصہ نیک لوگوں کو ہی آتا ہے

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”دین کے لئے غصہ میری اُمت کے بہترین اور نیک لوگوں

ہی کو آتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۵۵/۲، حدیث: ۵۸۰۰، الجزء الثالث)

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ ”سینوں میں موجود قرآنِ کریم کی عزت و عظمت کی خاطر حاملینِ قرآن کو بھی

غصہ لاحق ہو جاتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۵۵/۲، حدیث: ۵۷۹۹، الجزء الثالث)



”صبرِ نبوی“ کے ۶ حروف کی نسبت سے حدیث مبارکہ
اور اسکی وضاحت سے ملنے والے ۶ مدنی پھول

(1) اللہ عَزَّوَجَلَّ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

(2) صبر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صالحین کی صفات میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے۔

(3) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنا بالاجماع کفر اور آپ کی توہین کرنے والا واجب القتل ہے۔

(4) اگر کوئی شخص کسی حاکم یا معظم دینی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو اس کی شان کے خلاف ہو تو کسی کا اس تک یہ بات پہنچا دینا جائز ہے۔

(5) ہماری ذات کے بارے میں چاہے کوئی کیسی ہی غصہ دلانے والی بات کہے ہمیں غصہ پی کر صبر سے کام لینا چاہئے۔

(6) احکام شریعت کی خلاف ورزی دیکھ کر غصہ آنا مذموم نہیں محمود ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں غصہ پینے اور مواقع اظہار پر اسے ظاہر کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث نمبر: 43 بڑی مصیبت پر بڑا اجر

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِدَنِيهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۱۷۸/۴، حدیث: ۲۴۰۴، بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب

اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو جلد ہی دنیا میں سزا دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا قصد فرماتا ہے تو گناہ کے باوجود اس کی سزا روک رکھتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ثواب کی زیادتی مصائب کی زیادتی پر موقوف ہے اور اللہ

عزوجل جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے اسے آزما تا ہے پس جو (اس حالت میں) خوش رہا اس کے لئے اللہ عزوجل کی رضا ہے اور جو

ناخوش ہوا اس کے لئے ناراضی ہے۔ امام ترمذی (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي) نے فرمایا کہ یہ حدیث حَسَن ہے۔

پہلے رب راضی ہوتا ہے پھر بندہ

عَلَامَهُ مُلَا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مِرْقَاةُ شَرْحِ مِشْكَاةٍ فِي اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا میں ہی اس کے گناہوں کی سزا دے دیتا ہے کیونکہ آخرت کا عذاب بہت سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اُس سے روک رکھتا ہے یعنی آخرت میں اسے اس کے گناہوں کی پوری پوری سزا دے گا۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جب کسی قوم سے محبت کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں مصیبت میں مبتلا فرماتا ہے تو مصیبت

دوستی کے لئے ہے اور اس میں مبتلا اولیائے کرام رَحْمَتُهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ کو کیا جاتا ہے، پس جو اس مصیبت پر راضی رہا تو اس

کے لئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اسے دنیا اور آخرت میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا حاصل ہوگی اور جس

نے مصیبت پر صبر نہ کیا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فیصلے پر راضی نہ رہا تو اس کے لئے دنیا میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ناراضی اور

آخرت میں اس کا غضب ہے۔ علامہ میسرک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْحَقُّ فرماتے ہیں: مصیبت کا آنا محبت کی علامت ہے پس

جو مصیبت آنے پر راضی رہا تو وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور جو مصیبت پر ناراض ہوا تو وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ

کا ناپسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض..... الخ، ۴/۲، تحت الحدیث: ۱۵۶۶)

علامہ طیبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: اس سے پتا چلا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا بندے کی رضا سے پہلے

ہے پہلے رب راضی ہوتا ہے پھر بندہ راضی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمان ہے:

رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ان

سے راضی اور وہ اس سے راضی۔

(پ: ۳۰، البینة: ۸)

(شرح الطیبی، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض..... الخ، ۳/۳۲، تحت الحدیث: ۱۵۶۶)

مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دیتا ہے کبھی خود اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے کبھی دوست کی موت کی شکل میں کبھی مال کے ضائع ہونے کی صورت میں، اگر وہ تقدیر سے نہ اُکتائے تو یہ مصیبتیں اس کی خطاؤں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور قیامت کے دن اسے پورا اجر دیا جائے گا، وہ گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ اور اگر وہ گناہ گار نہ ہو اور اس پر مصیبت نازل ہو تو وہ مصیبت اس کے درجات کی بلندی کا سبب بن جاتی ہے اسی پر اس حدیث کو محمول کیا جائے گا جس میں فرمایا ”أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً أَلَا نَبِيَاءُ“ (یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر آتے ہیں)۔ حدیث مذکور میں لوگوں کو تقدیر میں لکھی ہوئی مصیبتوں پر صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ لوگوں کے لئے صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ پس جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہو اور جس نے تقدیر پر صبر نہ کیا تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی لکھی ہوئی تقدیر بدل تو سکتی نہیں ہے پس اس نے بلندی درجات اور گناہوں کی معافی جیسی نعمت کو گنوا دیا۔ (ملنقطا، دلیل الفالحین، باب الصبر، ۱۸۷/۱، تحت الحدیث: ۴۳)

مُقَدِّمِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ الْمُتَمَّتِي أَحْمَدِ يَارِخَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

گناہوں پر دنیا میں پکڑ ہو جانا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی علامت ہے اور باوجود سرکشی و زیادتی گناہ کے ہر طرح کا عیش ملنا غضبِ الہی کی نشانی ہے کہ اس کا نشایہ ہے کہ تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دی جائے (اللہ کی پناہ) مقصد یہ ہے کہ کسی مومن صالح کو بلاؤں میں گرفتار دیکھ کر یہ نہ سمجھ لو کہ یہ بُرا آدمی ہے، نیک لوگوں پر بڑی مصیبتیں بڑے درجات ملنے کا ذریعہ ہیں حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کافر و بدکار پر بڑی بلا آ جائے تو اس کا درجہ بڑا ہو گیا، یہ سب کچھ مومن کے لیے ہے، مُردے کو بہترین دوائیں دینا بے کار ہے، جڑ کٹے درخت کی شاخوں کو پانی دینا بے سود، اگر کافر عمر بھر بھی مصیبت میں رہے، جب بھی دوزخی ہے اور اگر مومن صالح عمر بھر آرام میں رہے جب بھی جنتی۔ ہاں تکلیف والے مومن کے درجے زیادہ ہوں گے بشرطیکہ صابر اور شاکر رہے۔ خیال رہے کہ رضایا ناراضی دل کا کام ہے، لہذا تکلیف

میں ہائے وائے کرنا اس کے دفع کی کوشش کرنا یا مریض و مظلوم کا حکیم و حاکم کے پاس جانا ناراضی کی علامت نہیں، ناراضی یہ ہے کہ دل سے سمجھے کہ رب نے مجھ پر ظلم کیا میں اس بلا کا مستحق نہ تھا یہاں صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کی توفیق پاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۲۲۲)

صبر کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات:

(1) مومن کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے

حضورِ پاک، صاحبِ اولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ”مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔“

(مسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب المومن امرہ کلہ خیر، ص ۱۵۹۸، حدیث: ۲۹۹۹)

(2) سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟“ فرمایا: ”انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر انکے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اسکی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی دینداری کے مطابق اسے آزما تا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دنیا ہی میں اسکے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۴/۳۶۹، حدیث: ۴۰۲۳)

(3) صبر و یقین

حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رَضَّی اللہُ تَعَالٰی

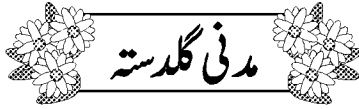
عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر... الخ، ۱۴۰/۴، حدیث: ۵)

(4) دنیا سے بے رغبتی کیا ہے؟

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ”حلال کو حرام ٹھہرا لینا اور مال کو ضائع کر دینا دنیا سے بے رغبتی نہیں، بلکہ دنیا سے بے رغبتی تو یہ ہے کہ تمہیں اپنے پاس موجود مال سے زیادہ اللہ عزوجل کے خزانوں پر بھروسہ ہو اور جب تمہیں مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو تم اس کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھو اور یہ تمنا ہو کہ کاش یہ میرے لئے باقی رہے۔“

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الزہادۃ فی الدنیا، ۱۵۲/۴، حدیث: ۲۳۴۷)



”عثمان“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 5 مدنی پھول

- (1) گنہگار مسلمان کو دنیا ہی میں گناہوں کی سزائل جانا بھی اللہ عزوجل کی نعمت ہے۔
- (2) ہر چھوٹی بڑی مصیبت پر صبر کرنا چاہیے کہ جتنی بڑی مصیبت ہوگی اس کی جزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی۔
- (3) بے رغبتی کی اصل اللہ عزوجل پر بھروسہ ہے۔
- (4) بندے کی رضارب کی رضا کے بعد ہے پہلے اللہ عزوجل بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہو کر اچھے اعمال کرتا ہے۔
- (5) مصائب پر صبر کرنے کا اجر صرف مومنین کے لئے ہے کافروں کے لئے کوئی اجر نہیں۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

صبر و رضا کا انوکھا انداز

حدیث نمبر: 44

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنُ لَأْبِي طَلْحَةَ يَشْتِكِي فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَبِضَ الصَّبِيَّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سَلِيمٍ وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ اسْكُنَ مَا كَانَ، فَفَقَرَبْتُ إِلَيْهِ الْعُشَاءَ فَتَعَشَى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "أَعْرَسْتُمْ اللَّيْلَةَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا؛ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اِحْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ مَعَهُ تَمْرَاتٍ، فَقَالَ: "أَمَعَهُ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، تَمْرَاتٍ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَعَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَكَهُ وَسَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِبُخَارِيِّ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلَّهُمْ قَدْ فَرَّوْا الْقُرْآنَ، يَعْنِي مِنْ أَوْلَادِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُؤَلَّدِ

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: مَاتَ ابْنُ لَأْبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سَلِيمٍ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَحَدِيَّتُهُ، فَجَاءَ فَقَرَبْتُ إِلَيْهِ عِشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ، ثُمَّ تَصَنَعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصْنَعُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، أَلَيْسَ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ: فَاحْتَسِبْ ابْنَكَ. قَالَ: فَعَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَ كَتَبْتَنِي حَتَّى إِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتَنِي بِابْنِي؟ فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَارَكَ اللَّهُ فِي لَيْلَتِكُمْ" قَالَ: فَحَمَلْتُ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُقًا فَدَنُوا مِنَ الْمَدِينَةِ،

فَضْرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ! إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدْ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ! مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، انْطَلِقْ، فَانْطَلِقْنَا، قَالَ وَضْرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنْسُ! لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَعُدُّوهُ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ. (بخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة

یولد..... الخ، ۵/۷۳، حدیث: ۵۴۷۰) (مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة، ص ۱۳۳۳، حدیث: ۲۱۴۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا۔

آپ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو بچے کا انتقال ہو گیا، واپس آ کر بچے کا حال پوچھا تو بچے کی ماں حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے، پھر ان کے سامنے کھانا رکھا، انہوں نے کھایا اور پھر بیوی سے ہمبستر ہوئے اس کے بعد ام سلمہ نے کہا: بچے کو دفن کرو۔ پھر صبح کے وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے رات کو ہمبستری کی؟ عرض کی: جی ہاں! آپ نے دعا مانگی: اے اللہ عز و جل! ان دونوں کو برکت دے۔ چنانچہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھی دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ عرض کی: جی ہاں! چند کھجوریں ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چبایا اور پھر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور یوں اس کی تحنیک فرمائی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ بخاری کی روایت میں ہے ابن عیینہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نے بتایا کہ میں نے عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد سے نولڑکوں کو دیکھا سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا امّ سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے بطن سے حضرت سیدنا ابوطلمح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک بچہ فوت ہو گیا، امّ سلیم نے گھر والوں سے کہا: ”ابوطلمح کو بچے کے بارے میں مجھ سے پہلے کوئی نہ بتائے۔“ حضرت سیدنا ابوطلمح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے تو امّ سلیم نے ان کے سامنے شام کا کھانا رکھا انہوں نے کھایا اور پیا پھر امّ سلیم پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے سامنے آئیں انہوں نے جماع کیا جب امّ سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور خواہش کی تکمیل بھی کرنی، تو عرض کی: ”ابوطلمح! بتاؤ تو سہی اگر کوئی قوم کسی کو کوئی چیز عاریہ دے پھر واپسی کا مطالبہ کرے تو انہیں انکار کا حق ہے؟“ فرمایا: ”نہیں“ امّ سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب طلب کیجیے، حضرت سیدنا ابوطلمح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: تم نے مجھے نہ بتایا یہاں تک کہ میں نے جماع کیا پھر تم نے بچے کی خبر دی یہ کہہ کر حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا رسول اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: **اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ** تمہاری رات کو بارگت بنائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ امّ سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ملہ ہو گئیں۔ رسول اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سفر میں تھے اور وہ بھی ہم سفر تھیں اور آپ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عادت مبارک تھی کہ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ طیبہ میں رات کو داخل نہ ہوتے۔ چنانچہ، مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو امّ سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو دروازہ شروع ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابوطلمح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ان کے پاس رکنا پڑا اور نبی اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے، حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: حضرت ابوطلمح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہنے لگے: اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! تجھے معلوم ہے کہ مجھے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ جانا اور حضور کے ہمراہ ہی مدینہ میں داخل ہونا پسند ہے لیکن اب میں یہاں رُک گیا ہوں۔ حضرت سیدنا امّ سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہنے لگیں: ابوطلمح! اب مجھے وہ پہلے والی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی لہذا چلئے۔ چنانچہ، ہم چل پڑے، مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں پھر دروازہ شروع ہو گیا اور لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: مجھے میری والدہ نے فرمایا: اے انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! جب تک تم کل صبح اسے نبی اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں نہ لے جاؤ تب تک اسے کوئی دودھ نہ پلائے۔ چنانچہ، صبح کے وقت میں اس بچے کو اٹھا کر رسول اکرم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر حضرت انس نے

پوری حدیث بیان کی۔

اُمّ سلیم حضرت سیدتنا رُمیصاء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جَنَّتْ مِیں

اُمّ سلیم کا نام رُمیصاء تھا پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے (شبِ معراج) خود کو جنت میں دیکھا تو وہاں ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زوجہ رُمیصاء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو دیکھا۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، ۲/۵۲۵، حدیث: ۳۶۷۹)

حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فوت ہونے والے صاحبزادے کا نام ”ابو عمیر“ تھا، اس وقت وہ دودھ پیتے بچے تھے ایک چھوٹی چڑیا ان سے بہت مانوس تھی، ان کے ساتھ کھیلتی تھی۔ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو ارشاد فرماتے: ”يَا اَبَا عُمَيْرِ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ“، یعنی اے ابو عمیر، نغیر (پرندے) نے کیا کیا؟

(بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الى الناس..... الخ، ۴/۱۳۴، حدیث: ۶۱۲۹)

بچے کا عقیقہ کرنا اور نام رکھنا

عَلَامَهُ أَبُو الْحَسَنِ ابْنُ بَطَّالٍ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا مہلب عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّبِّ فرماتے ہیں: اگر بچے کا باپ پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو بچے کی پیدائش کے دن یا ایک دو دن بعد اس کا نام رکھنا جائز ہے اور اگر وہ (ساتویں دن) بچے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ عقیقہ کے دن تک نام نہ رکھے (بلکہ عقیقہ کے دن نام رکھے) جیسا کہ حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اُس کا نام رکھا جائے اور سر موٹا اجائے۔ (ترمذی، کتاب الاضاحی، باب العقیقة بشاة، ۳/۱۷۷، حدیث: ۱۵۲۷) مزید فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس بچے کو کھجور کی گھٹی دی کیونکہ یہ اس درخت کا پھل ہے جسے اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نے مومن سے تشبیہ دی اور اس کی مٹھاس کو بھی مومن سے تشبیہ دی اس

لئے کھجور سے گھٹی دینی چاہیے۔ (شرح بخاری لابن بطال، کتاب العقیقہ، باب تسمیة المولود غداة..... الخ، ۵/۳۷۳)

نوٹ: عقیقے کے بارے میں مزید معلومات کے لئے ”شیخ طریقت امیر اہل سنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَہُ“ کا رسالہ ”عقیقے کے بارے میں سوال جواب“ اور مکتبہ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”بہار شریعت“ جلد سوم، حصہ ۱۵، عقیقہ کا بیان کا مطالعہ کیجئے۔

پہلے سے بہتر جزا

علامہ بَدْرُ الدِّینِ عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِیِّ عَمْدَةُ الْقَارِیِّ شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے، (۱) مصیبت کے وقت غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ اُمِّ سَلِیْمِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا نے صبر کیا اور اپنے نفس پر غالب رہیں۔ (۲) اس حدیث میں حضرت سَیِّدُنَا اُمِّ سَلِیْمِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا کے عظیم صبر اور ان کے راضی بقضاء (تقدیر پر راضی) رہنے کی تعریف ہے۔ (۳) ضرورت کے وقت تو یہ (۱) کرنا جائز ہے اور تو یہ کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کا حق زائل نہ ہو۔ (۴) عورت کا اپنے شوہر کی خواہش کے لئے بننا سنورنا جائز ہے۔ (۵) جو اپنی محبوب چیز چلی جانے پر رضائے الہی کے لئے صبر کرے تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے پہلے سے بہتر شے عطا فرماتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنَا ابوبطلحہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک بیٹا فوت ہوا تو ان کی اولاد میں نو بیٹے ہوئے جو سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ (۶) جو رخصت کو چھوڑنے پر قادر ہو اُسے چاہیے کہ وہ عزیمت پر عمل کرے کیونکہ اس سے بندہ بلند درجات اور اجرِ عظیم پاتا ہے۔ (۷) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعائیں بارگاہِ الہی میں مقبول و مستجاب ہیں۔“ (ملخصاً عمدۃ القاری، بخاری، ۶/۱۳۶، تحت الحدیث: ۱۳۰۱)

کھجور کی گھٹی مستحب ہے

علامہ أَبُو زَکْرِیَّا یَحْیٰی بِنُ شَرَفِ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ”علمائے (۱) تور یہ: یعنی لفظ کے جوٹا ہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس (کہنے والے) نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ (بہار شریعت، ۵۱۸/۳، حصہ ۱۶)

کرامِ رَحْمَتِہُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچے کی ولادت کے وقت اسے کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو اس کے علاوہ کسی میٹھی چیز سے دی جائے۔ گھٹی دینے والا کھجور کو چبائے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائے اور بچے کے نکلنے کے لائق ہو جائے تو پھر بچے کا منہ کھول کر اس کے منہ میں رکھ دی جائے۔ مستحب یہ ہے کہ گھٹی دینے والا نیک و متقی شخص ہو کہ جس سے لوگ فیض حاصل کرتے ہوں خواہ وہ نیک شخص آدمی ہو یا عورت، اگر ولادت کے وقت وہاں کوئی نیک شخص موجود نہ ہو تو پھر بچے کو اس کے پاس لے جایا جائے۔ اس حدیث میں اُمّ سُلَیْم کے عظیم صبر، تقدیر پر راضی رہنے اور عقل و دانشمندی جیسے اوصاف کا ذکر ہے کہ انہوں نے صبر اور اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی ہونے کا اظہار کیا اور اپنے شوہر سے بیٹے کی موت کی خبر اس کی موت کی پہلی رات بہت احسن انداز سے چھپائی اور انہیں اپنی خواہش پوری کرنے کا موقع فراہم کیا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الاداب، باب استحباب تحنیک المولود الخ، ۱۲۲/۷-۱۲۴، الجزء الرابع عشر)

بچوں کے نام اچھے رکھنے چاہئیں!

بچوں کے اچھے نام رکھنے چاہئیں جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا ابوطحمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام عَبْدُ اللّٰہ رکھا۔

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوْا بِالْاَلْقَابِ ط

ترجمہ کنز الایمان: اور آپس میں طعن نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔

(پ ۲۶، المحجرت: ۱۱)

آج کل لوگ Unique (منفرد، سب سے الگ) نام رکھنے کی دُھن میں اپنے بچوں کے ایسے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کے معانی درست نہیں ہوتے، حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کے نام میں کوئی خامی دیکھتے تو اسے تبدیل فرما دیتے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے: ”اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم كَانَ یَغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ“ (نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت کریمہ تھی کہ

برے نام کو بدل دیتے)۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، ۳۸۲/۴، حدیث: ۲۸۴۸) بچوں کے نام انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام صحابہ و صحابیات کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ و تابعین و تابعات اور بزرگانِ دین رَجَمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے نام پر رکھے جائیں۔ ہو سکے تو نام کسی متقی و پرہیزگار، صحیح العقیدہ سنی عالمِ دین سے رکھوایا جائے۔

اچھے نام رکھنے کی فضیلت پر 4 فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(1) اللہ عزوجل کے پسندیدہ نام

”تمہارے ناموں میں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پیارے نام عَبْدُ اللّٰهِ و عَبْدُ الرَّحْمٰن ہیں۔“ (مسلم،

کتاب الادب، باب النہی عن التکنی بابی القاسم..... الخ، ص ۱۱۷۸، حدیث: ۲۱۳۲)

(2) قیامت میں ناموں سے بلا یا جائے گا

”قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے بلا یا جائے گا، لہذا اچھے نام رکھا کرو۔“ (ابو

داود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ۴/ ۳۷۴، حدیث: ۴۹۴۸)

(3) نام محمد رکھنے کی فضیلت

”جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد

رکھے تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔“

(کنز العمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی بر الاولاد و حقوقہم، ۱۷۵/۸، حدیث: ۴۵۲۱۵، الجزء السادس عشر)

(4) جس کا نام محمد ہوگا اسے عذاب نہ ہوگا

بروز قیامت دو شخص اللہ رَبُّ الْعِزَّت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ!

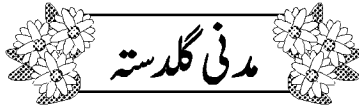
وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب عزوجل! ہم کس عمل کی بدولت جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو کوئی کام جنت کا

نہیں کیا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا: جنت میں جاؤ! میں نے قسم ارشاد فرمائی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں

نہ جائے گا۔“

(الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی، ۲/۵۰۳، حدیث: ۸۵۱۵)

آنکھوں کا تارا نام محمد دل کا أجالا نام محمد
دولت جو چاہو دونوں جہاں کی کر لو وظیفہ نام محمد
روزِ قیامت میزان وپل پر دے گا سہارا نام محمد
پوچھے گا مولایا ہے کیا کیا میں یہ کہوں گا نام محمد
غم کی گھٹائیں چھائی ہیں سر پر کر دے اشارہ نام محمد
رنج و آلم میں ہے نام لیوا کر دے اشارہ نام محمد
صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ



”تفیلِ مدینہ“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 8 مدنی پھول

- (1) اولاد کا فوت ہونا اگرچہ بہت بڑی مصیبت ہے مگر اس پر صبر کرنے کا اجر بھی بہت بڑا ہے۔
- (2) بچے کو گھٹی دینا سنتِ مبارکہ ہے گھٹی کسی نیک پر ہیزگار مسلمان سے دلوانی چاہیے۔
- (3) بچوں کو بزرگوں کی بارگاہ میں لے جانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔
- (4) کسی کو کوئی غم کی خبر سنانی ہو تو یکدم نہیں سنانی چاہیے بلکہ ہو سکے تو پہلے اس کی ذہن سازی کر لی جائے۔
- (5) ہو سکے تو تَبْرُکَا کسی بزرگ ہستی سے نام رکھوایا جائے اور اگر خود رکھیں تو اچھا نام رکھنا چاہیے جیسے عَبْدُ اللهِ، عَبْدُ الرَّحْمٰن، مُحَمَّد، أَحْمَد وغیرہ یا بزرگانِ دین کے نام پر نام رکھیں۔

(6) اولیائے کرام رَحْمَةُ اللهِ السَّلَام سے محبت دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب ہے یہاں تک کہ ان کے ناموں پر نام

رکھنا بھی سعادت مندی کی دلیل ہے۔

(7) جب کسی کا بچ فوت ہو جائے تو تعزیت کرتے وقت اس کے لئے اچھے نِعْمُ الْبَدَل کی دعا کرنی چاہئے۔

(8) جس مسلمان کا نام مُحَمَّد یا أَحْمَد ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ! اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے نام نامی کے صدقے ہماری بے

حساب مغفرت فرما! آمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



بڑا پہلوان کون؟

حدیث نمبر: 45

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَيْسَ الشَّدِيدُ

بِالصُّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من

الغضب، ۱۳۰/۴، حدیث: ۶۱۱۴) "وَالصُّرْعَةُ" بَضْمِ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ، وَأَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَصْرَعُ

النَّاسَ كَثِيرًا.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ شَفِيعُ الْمُنْذِرِينَ، اَبِيَسُ الْعَرَبِيِّينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو

پالے۔“ امام نووی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں ”الصُّرْعَةُ“ اہل عرب کے ہاں اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو اکثر پچھاڑ دیتا ہو۔

نفس سے جہاد کرنا زیادہ مشکل ہے

حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ”جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے اور غصے کو اپنے آپ سے روکے

اصل میں پہلوان وہی ہے۔“ اس سے پتہ چلا کہ نفس سے جہاد کرنا دشمن سے جہاد کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اسی

لئے حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے غصے پر قابو پانے والے کو اس سے بھی بڑا پہلوان کہا جو لوگوں پر غالب ہو کر

انہیں بچھاڑ دیتا ہو۔ (شرح بخاری لابن بطلان، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۲۹۶/۹)

مسلم شریف کی روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا: ”تم کیا سمجھتے ہو کہ پہلوان کون ہے؟“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: پہلوان وہ ہے جسے لوگ بچھاڑ نہ سکتے ہوں۔ فرمایا: ”نہیں اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔“

شریعت کو مطلوب و محبوب کون؟

علامہ نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: تم یہ سمجھتے ہو کہ پہلوان وہ ہے جو بہت طاقتور ہو اور اس کو کوئی بچھاڑ نہ سکے؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شریعت کو محبوب و مطلوب تو وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یملک نفسه عند الغضب، ۱۶۲/۸، الجزء السادس عشر ملخصاً)

غصہ برداشت کرنے سے متعلق 12 روایات

(1) کیسے صابر تھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے والے!

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام کے ہاتھ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں پر پانی گر گیا، تو آپ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تیز نظروں سے دیکھا، غلام نے کہا: میرے آقا! وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظَ (اور غصہ پینے والے)۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا: وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (اور لوگوں سے درگزر کرنے والے)۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے کہا: وَاللَّهِ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ. (اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں)۔ (پ ۴، ال عمران: ۱۳۴) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جَا! تَوَاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد ہے اور میرے مال میں سے ایک ہزار دینار بھی تیرے ہیں۔ (بحر الدموع، ص ۲۰۲)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمَكَ هُوَ أَوْ أَنْ يَصَدِّقَكَ هَمَارِي بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِهِ هُوَ۔

أَمِينٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(2) گالی دینے والے کے ساتھ خیر خواہی

حضرت سیدنا امام زین العابدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کسی نے گالی دی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے اپنا مبارک کرتا اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ تو کسی نے کہا: آپ نے پانچ خصلتیں جمع کر لی ہیں:

(۱) بردباری (۲) تکلیف نہ دینا (۳) اس شخص کو ایسی بات سے رہائی دینا جو اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے دور کر دیتی (۴) اسے توبہ و ندامت کی طرف راغب کرنا (۵) برائی کے بعد تعریف کی طرف رجوع کرنا۔ آپ نے معمولی دنیا کے ساتھ یہ تمام عظیم چیزیں خرید لیں۔ (احیاء العلوم، ۲۲۱/۳)

(3) گالی دینے والا خود شرمندہ ہو گیا

حضرت سیدنا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کو ایک شخص گالی دینے لگا جب وہ خاموش ہوا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت سیدنا عِكْرِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا: اے عِکْرِمَةُ! اس شخص کی کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کر دو! جب اس شخص نے یہ سنا تو شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(4) بغیر خریدے غلام بنا لیا

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”میں نے بصرہ کے ایک شخص کی برائی کی: تو اس نے صبر و بردباری سے کام لیا گویا اس نے مجھے ایک عرصہ تک اپنا غلام بنا لیا۔“ (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(5) سردار بنانے والی خصوصیات

حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت سیدنا عَوْرَابَةَ بْنِ أَوْسٍ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے پوچھا: ”اے عَوْرَابَةُ! تم اپنی قوم کے سردار کیسے بنے؟“ عرض کی: ”اے امیر المؤمنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! میں اُن کے جاہلوں سے درگزر کرتا، انکے مانگنے والوں کو عطا کرتا اور ان کی حاجات پوری کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ تو جو شخص میری طرح یہ کام کرے گا وہ مجھ جیسا ہو جائے گا اور جو اس سے بڑھ کر کرے گا وہ مجھ سے افضل ہوگا۔ اور جو میرے عمل

سے کم عمل کرے گا تو میں اس سے بہتر ہوں۔“ (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(6) آدمی مشورہ دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟

حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ”آدمی اس وقت تک رائے (مشورہ) دینے کے قابل نہیں ہوتا جب تک اُس کا حِلْم (بردباری) اسکی جہالت پر اور اس کا صبر اس کی خواہش پر غالب نہ آجائے اور اس مقام تک علم کے بغیر پہنچنا ممکن نہیں۔“ (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(7) بردباری کا پہلا صلہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ فرماتے ہیں: ”آدمی کو بردباری (غصہ برداشت کرنے) کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ تمام لوگ اُس کے طرف دار ہو جاتے ہیں اور اس کے مخالف کی مذمت کرتے ہیں۔“ (احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(8) جنت میں جلدی جانے والے

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب اللهُ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ایک مُنَادِی (پکارنے والا) ندا دے گا: ”فضیلت والے لوگ کہاں ہیں؟“ تو تھوڑے سے لوگ کھڑے ہونگے اور جلدی جلدی جنت کی طرف چل دیں گے۔ فرشتے پوچھیں گے: ”ہم تمہیں بہت تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جاتا دیکھ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟“ وہ کہیں گے: ”ہمیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔“ فرشتے پوچھیں گے: ”تمہاری فضیلت کونسی ہے؟“ وہ جواب دیں گے کہ ”جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے۔ جب ہم سے بُرا سلوک کیا جاتا تو ہم معاف کر دیا کرتے تھے۔ جب ہم سے جہالت کا برتاؤ کیا جاتا تو ہم حوصلے اور بردباری سے کام لیتے تھے۔“ اس وقت ان سے کہا جائے گا: ”جنت میں داخل ہو جاؤ! عمل کرنے والوں کا کتنا اچھا اجر ہے۔“

(احیاء العلوم، ۲۲۰/۳)

(9) خیر و برکت کیا ہے؟

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: بھلائی یہ نہیں کہ تمہارا مال و اولاد زیادہ ہو بلکہ بھلائی تو یہ ہے کہ تمہارا علم و حلم زیادہ ہو۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے ساتھ لوگوں کے سامنے فخر نہ کرو، جب نیکی کرو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو اور جب گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش طلب کرو۔

(احیاء العلوم، ۳/۲۲۰)

(10) دوسروں پر ظلم کرنے والا ذلیل ہے

ایک شخص نے حضرت سیدنا امام جعفر بن محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کی: کچھ لوگوں سے میرا جھگڑا ہوا ہے میں اس معاملے کو چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن مجھے لوگوں کی طرف سے ذلت کے طعنے کا خوف ہے۔ حضرت سیدنا جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”ذلیل تو وہ ہے جو دوسروں پر زیادتی کرے۔“ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

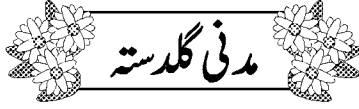
(11) حسن سلوک برائی سے روکتا ہے

حضرت سیدنا خلیل بن احمد عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الصَّمَد فرماتے ہیں: اگر برائی کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو اُس کے دل میں ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اُسے برائی سے روکتی ہے۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(12) اپنی ذات کے لئے بدلہ لینا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نشہ کرنے والے ایک شخص کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا: تو وہ آپ کی برائی کرنے لگا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟ فرمایا: اس لئے کہ اس نے مجھے غصہ دلایا تھا اب اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ میری اپنی ذات کے لئے غصہ ہوتا اور میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان کو اپنی ذاتی

غیرت کی وجہ سے کوئی سزا دوں۔ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۳)

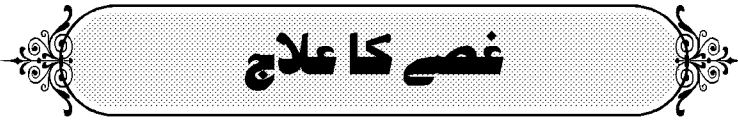


بُردِ پاری کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

- (1) حقیقی پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔
- (2) حُسنِ اخلاق بُروں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔
- (3) عظیم لوگ اپنے نفس کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں۔
- (4) جو کسی پر احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے۔
- (5) جو جتنا زیادہ علم و حلم والا ہوگا اسے اتنی ہی زیادہ خیر و بھلائی ملے گی۔
- (6) مشورہ ایسے شخص سے لینا چاہئے جس کا حلم اُس کی جہالت پر غالب ہو اور اس کا صبر اس کی خواہش پر غالب ہو۔
- (7) اپنے نفس سے جہاد کرنا دشمن سے جہاد کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ



حدیث نمبر: 46

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَانِ، وَأَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أُوْدَا جُحُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ" فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده، ۲/۴۰۰، حدیث: ۳۲۸۲، بتغیر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شفیع المذنبین، انیس الغریبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ دو آدمی باہم گالی گلوچ کرنے لگے، ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اسکی رگیں پھول گئیں۔ نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے اگر یہ اُسے پڑھے تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اگر یہ ”اعوذُ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھے تو اس کی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”اعوذُ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھ لو!

غصہ شیطان کا بہت بڑا مکر ہے

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی دنیوی غرض کے لئے غصہ کرنا شیطان کے مکروں (فریبوں) میں سے ایک بڑا مکر ہے، لہذا جسے غصہ آجائے تو اسے چاہئے کہ فوراً تَعَوُّذُ پڑھے کیونکہ یہ عمل غصہ ختم کرنے کا سبب ہے (ایک روایت میں ہے کہ جب اس شخص سے تَعَوُّذُ پڑھنے کو کہا گیا تو اس نے کہا: ”کیا میں مجنون ہوں جو تَعَوُّذُ پڑھوں؟“) علامہ نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ وہ اللہ عزّوجلّ کے دین کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا تھا اور شریعت کے انوار سے نابلد (ناواقف) تھا اس نے یہ گمان کیا کہ اِسْتِعَاذَہ (اعوذُ باللہ پڑھنا) صرف مجنون کے ساتھ خاص ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ غصہ شیطان کے مکروں میں سے ایک بہت بڑا مکر ہے اسی لئے تو انسان غصے کے وقت حالتِ اعتدال سے نکل جاتا ہے اور اول قول بکتا، مذموم حرکتیں کرتا، بغض و حسد کی نیت کرتا اور ان جیسے دوسرے غیر شرعی افعال کرتا ہے جن کا سبب غصہ بنتا ہے۔ ایک شخص بارگاہ رسالت میں بار بار نصیحت کا طالب ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہر بار یہی فرمایا کہ ”غصہ نہ کیا کر! غصہ نہ کیا کر!“ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ غصے میں بہت خرابیاں ہیں۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل من یملک نفسه عند الغضب، ۱/۶۳۸، الجزء السادس عشر)

عَلَامَہ أَبُو الْحَسَنِ ابْنِ بَطَّالٍ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَفَّارِ فرماتے ہیں: اِسْتِعَاذَہ بِاللّٰہِ (یعنی شیطان مردود سے اللہ

عزّوجلّ کی پناہ مانگنا) غصے کو ختم کرتا ہے اور ہر وہ عمل جس کا انجام بُرا ہو وہ انسان کو ہلاکت، مگرابی اور اللہ عزّوجلّ کی رضا

سے دوری کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنا شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کا بہترین ہتھیار ہے۔ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس سے اس کا غصہ دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقال عند الغضب، ۳۲۷/۴، حدیث: ۴۷۸۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے۔“ (ابو داؤد، کتاب

الادب، باب ما یقال عند الغضب، ۳۲۷/۴، حدیث: ۴۷۸۴) (ابن بطلال کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۲۹۶/۹)

غصے کی مذمت پر 3 روایات

(1) جہنمی دروازہ

تاجدار رسالت، محبوب ربّ العزّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک! جہنم میں ایک ایسا دروازہ ہے جس سے وہی داخل ہوگا جس کا غصہ اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی پر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔“

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۲۰۸، حدیث: ۷۶۹۶، الجزء الثالث)

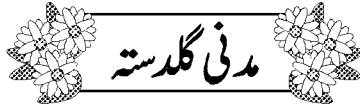
(2) غصہ کب نقصان دہ ہے؟

سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عنقریب میں تمہیں لوگوں کے معاملات اور ان کی عادتوں کے بارے میں بتاؤں گا۔ ایک شخص کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتا ہے یہ نہ تو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے نہ کسی سے نقصان اٹھاتا ہے۔ اور ایک شخص کو دیر سے غصہ آتا ہے مگر جلد رفع ہو جاتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے نقصان دہ نہیں۔ ایک شخص اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے اور غیر کا حق بھی ادا کر دیتا ہے، اس کا یہ عمل نہ اسے نقصان دیتا ہے نہ کسی دوسرے کو اور ایک شخص اپنا حق تو طلب کرتا ہے لیکن دوسرے کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ اس کے لئے مُضِر (نقصان

(وہ ہے مفید نہیں۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۲۰۸، حدیث: ۷۶۹۹، الجزء الثالث)

(3) غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے معاویہ بن حیدہ! (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوے درخت کا جمہوار س) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۲۰۹، حدیث: ۷۷۰۹، الجزء الثالث)



”احمد“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اسکی وضاحت سے مکئے والے 4 مدنی پھول

- (1) غصہ کی حالت میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہیے۔ تَعُوذُ پڑھنے سے غصہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔
- (2) بندہ غصے کی حالت میں اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کے بہت قریب ہوتا ہے، لہذا بے جا غصے سے بچنا چاہئے۔
- (3) جن کا غصہ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی کسی نافرمانی کے بعد ٹھنڈا ہوا ان کے لئے جہنم کی وعید ہے۔
- (4) غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بے جا غصے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا میں اپنی رحمت کے سائے میں

رکھے! اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

غصہ پینے کا انعام

حدیث نمبر: 47-

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ۳۲۵/۴، حدیث: ۴۷۷۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شَفِيعُ الْمُدَنِيِّينَ، اَنِيسُ الْعَرَبِيِّينَ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص غصہ نافذ کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اسے پی جائے، قیامت کے دن اللہ عزوجل تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اسے اختیار دے گا کہ بڑی آنکھوں والی جس حور کو چاہے پسند کرے۔

حدیث مذکور میں غصے کی حالت میں صبر کرنے کی تَلْقِينِ کی گئی ہے، کیونکہ اس حالت میں صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے خاص طور پر اس وقت کہ جب انسان مَغْضُوبٌ عَلَيْهِ (یعنی جس پر غصہ آیا ہے اُس) پر غصہ نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص صبر اور عفو و درگزر سے کام لے تو اس کے لئے زبردست انعام ہے کہ بروز قیامت سب لوگوں کے سامنے بلا کر اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس جنتی حور کو چاہے اختیار کر لے۔

غصہ پینے والے پر فخر کیا جائیگا

إِمَامُ شَرَفِ الدِّينِ الحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ طَيْبِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ القَوِي فرماتے ہیں: غصہ پی جانے سے مراد یہ ہے کہ جو غصے کا سبب بنا اسے معاف کرتے ہوئے صبر سے کام لینا۔ غصہ پی جانا نفسِ امارہ کو مغلوب کرنا ہے اسی لئے حدیث پاک میں غصہ پی جانے والے کی تعریف کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں بھی غصہ پی جانے والوں کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور غصہ پینے

وَالْكَلْبِیْنَ الْعِیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط

والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے۔

(پ ۴، مال عمران: ۱۳۴)

جو شخص اپنے نفس کو خواہشات سے روکے تو جنت اس کا ٹھکانا اور حورِ عین اس کا انعام ہے۔ ”اسے لوگوں کے

سامنے بلایا جائے گا“ اس سے مراد یہ ہے کہ سب مخلوق کے سامنے بلا کر اس پر فخر کیا جائے گا اور اس کے بارے میں کہا

جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے یہ عظیم کام کیا ہے (یعنی اپنے غصے پر قابو پایا)۔ (شرح الطیبی، کتاب الاداب، باب الرفق

والحیاء وحسن الخلق، ۲۸۲/۹، تحت الحدیث: ۵۰۸۸)

حضرت سیدنا علامہ مُلا عَلی قاری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِی فرماتے ہیں کہ ”باوجود قدرتِ غصہ نہ نکالنے

والے کی بروز قیامت لوگوں کے سامنے تشہیر و تعریف کی جائے گی اور اس پر فخر کیا جائے گا، پھر اس شخص کو اختیار دیا جائے گا

کہ جنتی حوروں میں سے جس حور کو چاہے لے لے یہ اس کے جنت میں داخل ہونے اور بلند درجہ پانے کی طرف اشارہ ہے۔“

(ملقطاً، مرقاة المفاتیح، کتاب الادب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، ۸۱۶/۸، تحت الحدیث: ۵۰۸۸)

نیک لوگ غصے سے کس طرح بچتے تھے؟

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن فکراً آخرت جیسے اہم کام میں مشغولیت کی وجہ سے اپنے دل میں غصے

کے نفاذ کی کوئی گنجائش نہیں پاتے تھے کیونکہ اہم باتوں میں دل کی مشغولیت دوسرے کاموں کا احساس نہیں ہونے

دیتی۔ اسی مناسبت سے بزرگانِ دین کے واقعات ملاحظہ فرمائیے!

(۱) گالی مجھے نقصان نہ دے گی

ایک شخص نے صحابی رسول حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو گالی دی تو آپ نے فرمایا: ”اگر

میزان میں میرے اعمال کا وزن کم ہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں اور اگر میرے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا

تو تیری گالی مجھے کوئی نقصان نہ دے گی۔“ چونکہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پوری توجہ آخرت کی طرف تھی اسی لئے آپ کا دل گالی سے متاثر نہیں ہوا۔

(احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

(2) دشوار گزار گھاٹی

حضرت سَيِّدُ نَارِبَعِ بْنِ خَيْثَمِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كُوسِي نے گالی دی تو آپ نے فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے تیری بات سن لی ہے اور جنت کے راستے میں ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اگر میں اسے پار کر گیا تو تیری یہ گالی مجھے کوئی نقصان نہ دے گی اور اگر میں اسے پار نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں اس سے بھی برا ہوں۔“ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

(3) سخت کلامی پر صبر

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت سَيِّدُ نَاعِمِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَزِيزِ سے بہت سخت کلامی کی تو آپ نے کافی دیر تک اپنا سر مبارک جھکائے رکھا پھر اس سے فرمایا: ”کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شیطان کے ہاتھوں کمزور ہو کر سلطانی غلبہ کے سبب تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جس کا کل تم مجھ سے بدلہ لو؟“ (احیاء العلوم، ۲۰۵/۳)

غصہ دلانے کے اسباب

حضرت سَيِّدُ نَائِجِي نَائِجِي عَلِي نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے حضرت سَيِّدِ نَاعِمِي رُوْحِ اللهِ عَلِي نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے پوچھا: ”کوئی چیز زیادہ سخت ہے؟“ فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کا غضب۔“ پوچھا: ”کون سا کام غضبِ الہی کے قریب کرتا ہے؟“ فرمایا: ”غصہ کرنا۔“ پوچھا: غصہ کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟“ فرمایا: ”تکبر، فخر، خود ساختہ عزت و جھوٹی حمیت (غیرت) سے۔“ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

خود پسندی، مزاج، غیر سنجیدگی، دوسروں کو شرمندہ کرنا، بات کا ٹنا، مخالفت کرنا، دھوکا دینا، زائد مال اور جاہ و مرتبے کی شدید حرص، یہ تمام امور غصہ دلانے کے اسباب ہیں، لہذا ان اسباب کے مخالف امور کے ذریعے ان کو

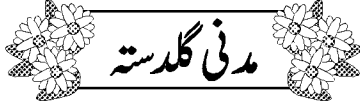
زائل کرنا ضروری ہے۔ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

غصہ دلانے والے امور کا علاج

حُجَّةُ الْإِسْلَامِ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِیِ غصہ اور اسکے اسباب کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تکبر کو تواضع و انکساری کے ذریعے اور خود پسندی کو اپنی حقیقت کی پہچان کے ذریعے دور کیا جائے۔ فخر کو دور کرنے کے لئے اپنا یہ ذہن بنائے کہ میں بھی اپنے غلاموں (نوکروں) کی طرح ایک بندہ ہوں کیونکہ تمام لوگوں کا نسب ایک ہے اور سب ایک باپ حضرت سیدنا آدم عَلَیْهِ السَّلَام کی اولاد ہیں البتہ فضیلت میں کچھ تَفَاوُت (فرق) ہے (جس کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری ہے) تکبر خود پسندی اور فخر نہایت گھٹیا عادات ہیں بلکہ تمام برائیوں کی جڑ ہیں جب تک ان سے خالی نہ ہو جائے اس وقت تک دوسروں پر فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو جب ہمارا نسب بھی ایک ہے اور ظاہری و باطنی اعضاء بھی ایک جیسے ہیں تو ہم کسی پر فخر کیوں کریں۔ طغر و مزاح سے اس طرح بچا جاسکتا ہے کہ آدمی اپنے ایسے اہم دینی امور میں مشغول ہو جائے جو تمام زندگی کو گھیر لیتے ہیں لیکن پھر بھی بچ جاتے ہیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب اُن امور کی معرفت حاصل ہوگی۔ لغو باتوں کو فضائل اور اخلاقِ حسنہ کی طلب میں سنجیدگی اختیار کرنے کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح لغو باتوں کا ایک علاج علومِ دینیہ میں مشغولیت بھی ہے جو کہ اُخروی سعادت تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دوسروں کا مذاق اڑانے سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں کی ایذا رسانی (تکلیف پہنچانا) اور انکے تَمَسُّخُور (مذاق اڑانے) سے بچانے کی فکر کی جائے۔ دوسروں کو شرمندہ کرنے کی عادت کو یوں چھوڑا جاسکتا ہے کہ بُری بات اور کڑوا جواب دینے سے بچا جائے، مال و جاہ (دولت و مرتبہ) کی کثرت کی حرص کو یوں دور کیا جاسکتا ہے کہ ضرورت کے مطابق مال پر قناعت اور بے نیازی کی عزت کی طلب کی جائے اور حاجت کی ذلت سے بچا جائے۔ ان تمام عادات و اوصاف کے علاج کے لئے ریاضت اور مَشَقَّةٔ برداشت کرنے کی اشد ضرورت ہے اور ان میں ریاضت سے پہلے ان کی خرابیوں سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے تاکہ نفس ان سے اعراض کرے (منہ پھیرے)

اور ان کی خرابیوں سے نفرت کرے پھر ان بری عادات کی مخالف عادات (یعنی اچھی عادات) کی عرصہ دراز تک پابندی کی جائے تاکہ نفس ان کا عادی ہو جائے۔ جب ان عادات کے چھوٹ جانے سے نفس پاک ہو جائے گا تو ان سے پیدا ہونے والے غصے سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔“ (احیاء العلوم، ۲۱۳/۳)



”تقدیر“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) غصہ پینے والا قابلِ فخر ہے۔

(2) جو اپنے غصے کا علاج کرنا چاہے اسے چاہئے کہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کے غصہ پینے کے واقعات کو مد نظر رکھے، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ان نیک لوگوں کے صَدَقَاتے بے جا غصے کی عادت دور ہو جائے گی اور حلیم و بردباری کی توفیق نصیب ہوگی۔

(3) برائی کو بھلائی کے ذریعے دور کیا جائے تو بہت اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں، لہذا جس پر غصہ آئے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اس کی زندگی میں انقلاب آجائے گا۔

(4) جو آخرت کی تیاری میں مشغول ہوں وہ اپنی ذات کے لئے لوگوں پر غصہ نہیں نکالتے بلکہ غصہ دلانے والوں کو بھی آخرت کی تیاری کی مدنی سوچ دیتے ہیں۔

یا اللهُ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنے نیک بندوں کے صَدَقَاتے فکرِ آخرت نصیب فرما! دونوں جہاں میں ہمیں ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھ اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما!

اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي وَصِيَّتْ

حدیث نمبر: 48

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مَرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ". رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۱۳۱/۴، حدیث: ۶۱۱۶)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کی: ”مجھے وصیت فرمائیے!“ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”غصہ مت کرو۔“ اس نے کئی بار یہی سوال دہرایا آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہر بار یہی فرمایا کہ ”غصہ مت کیا کرو۔“

غصہ نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟

عَلَامَهُ ابْنُ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قَدِيسُ سِرَّةِ النُّورِ ابْنِي فَرَمَاتِي هِي: ”عَلَامَةُ خَطَابِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي نِي فَرَمَايَا: ”لَا تَغْضَبْ“ كِي مَعْنِي هِي كِي غَمِي كِي اسباب سے بچ اور غمے كِي وجہ سے جو كِي فطرت ميں موجود ہوتا ہے۔ بعض كر، يہاں پر نفسِ غصہ سے منع نہيں كيا كيا كيونكہ وہ تو طبعي چيز ہے جو كہ انسان كِي فطرت ميں موجود ہوتا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہيں كہ ”جو شخص بارگاہ رسالت ميں نصيحت كا طالب ہو اتھا شاید ان كا مزاج بہت تيز اور طبيعت ميں غصہ زيادہ اتھا اور مُبَلِّغِ اعظم، نَبِيِّ مُكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي يہ عادت مبارك تھی كہ ہر ايک كو اس كِي طبيعت كے مطابق حكم ارشاد فرماتے اسی لئے آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے انہيں غصہ ترك كرنے كِي وصيئت فرمائي۔“ حضرت ابْنِ تَيْمَن عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الَّتِي فَرَمَاتِي هِي كِي حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اس جملے ”لَا تَغْضَبْ“ ميں دنيا و آخرت كِي بھلائي جمع فرمادي كيونكہ غصہ انسان كو قطع تعلق كِي طرف لے جاتا اور نرمي سے روكتا ہے اور بسا اوقات يہ انسان كو مغضوب عَلَيْهِ (جس پر غصہ آيا ہے اس) كِي ايذا رساني پر ابھارتا ہے اور اس سے دين

ميں كمي آتي ہے۔ (ملخصاً فتح الباري، كتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۴۳۹/۱۱، تحت الحدیث: ۶۱۱۶)

جیسا مریض ویسا علاج

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ العینی فرماتے ہیں: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سائل کو ”لَا تَغْضَبْ“ اس لئے فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی طبیعتیں جانتے تھے اس لئے جس کی جیسی طبیعت ہوتی اُسے ویسا ہی حکم ارشاد فرماتے، شاید کہ وہ صاحبِ بہت غصے والے تھے اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غصہ کو ترک کرنے کی وصیت فرمائی۔“ علامہ ابو سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ انسان کے اندر جتنی بھی برائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اس کی خواہشات اور غصے کی وجہ سے ہوتی ہیں اس لئے غصے کا تقاضہ کرنے والے اسباب کو چھوڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پس جب اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی ایسے اہم امر کی رہنمائی چاہی جس کے ذریعے وہ برائی اور غصے جیسے بڑے نقصان و بڑے گناہ سے بچے اور اپنے سب سے بڑے دشمن (نفس) پر غلبہ حاصل کر سکے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے غصے سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (عمدۃ القاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۲۵۵/۱۵، تحت الحدیث: ۶۱۱۶)

سب سے زیادہ سخت چیز

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ کونسی چیز سب سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: اللہ عزوجل کا غضب۔
عرض کی: مجھے غضبِ الہی سے کیا چیز بچا سکتی ہے؟ فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ (احیاء العلوم، ۲۰۵/۳)

رَبِّ سِتَّارِ پَرْدَہِ پُوشِی فرمائے گا

جو شخص اپنے غصے کو روکے اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ (معجم کبیر، عمرو بن دینار عن ابن عمر، ۳۴۶/۱۲، حدیث: ۱۳۶۴۶)

غصہ کی کثرت راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا: زیادہ غصہ کرنے سے بچو کیونکہ غصے کی کثرت بڑبڑا آدمی کے

دل کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے۔ (احیاء العلوم، ۲۰/۴/۳)

مسلمانوں کی عمدہ صفات

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ باتیں مسلمانوں کی علامات میں سے ہیں: دین میں مضبوطی، نرمی برتنے میں احتیاط، ایمان یقین کے ساتھ، علم بردباری کے ساتھ، رفاقت سمجھ داری کے ساتھ، حقوق کی ادائیگی، مالداروں میں میانہ روی، فاقہ میں اچھی طرح صبر، باوجود طاقت کے احسان، رفاقت میں برداشت، سختی میں صبر، غصے سے مغلوب نہ ہونا، غیرت و حمیت سرکشی پر نہ ابھارے، شہوت غالب نہ ہو، پیٹ رسوا نہ کرے، حرص و ذلیل نہ کرے، نیت میں کوتاہی نہ ہو، مظلوم کی مدد کرے اور کمزور پر رحم کھائے، نہ کنجوسی کرے اور نہ حد سے زیادہ خرچ کرے، جب کوئی ظلم کرے تو اسے معاف کر دے اور جاہل سے درگزر کرے، خود مشقت اٹھائے لیکن دوسروں کو آسانی پہنچائے۔ (احیاء العلوم، ۲۰/۶/۳)

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللَّهُ الْبَرِّینَ کے سامنے جب غصہ دلانے والی باتیں کی جاتیں تو وہ غصہ نہ کرتے بلکہ ان کی تمام تر توجہ اپنی آخرت کی طرف رہتی تھی اور شیطان کے اس وار کو ناکام بنا دیتے۔ چنانچہ،

فکر صدیقی

منقول ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا: ”جو کچھ اللہ عزوجل نے تجھ سے چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔“ گویا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے خوف اور اس کی مزید معرفت کے حصول میں مشغول تھے اسی لئے آپ نے اپنی عیب جوئی کرنے والے پر غصہ نہ کیا۔ (احیاء العلوم، ۲۱/۲/۳)

تو نے مجھے پہچان لیا

ایک عورت نے حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے کہا: ”اے ریاکار!“ آپ نے فرمایا:

تیرے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔ گویا آپ اپنے آپ سے ریا کاری کی آفت کو دور کرنے میں مشغول تھے اور جو کچھ شیطان کہتا تھا اس کا انکار فرماتے تھے، لہذا جب آپ کو ریا کار کہا گیا تو آپ نے غصہ نہ کیا۔ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

برائی کرنے والے کے لئے دعائے مغفرت

ایک شخص نے حضرت سیدنا شعیب علیہ رحمۃ اللہ الوکیل کو گالی دی تو انہوں نے فرمایا: اگر تو (اپنی بات میں) سچا ہے تو اللہ عزوجل مجھے بخش دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تجھے بخش دے۔ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ان واقعات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”ان واقعات سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو غصہ نہیں آتا تھا کیونکہ ان کے دل اہم دینی امور میں مشغول ہوتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گالی گلوچ ان کے دلوں پر اثر انداز ہوتی ہو لیکن یہ اس طرف توجہ ہی نہ کرتے ہوں کیونکہ وہ اس بات میں مشغول ہوتے تھے جس کا ان کے دلوں پر غلبہ تھا، تو بعید نہیں کہ دل کا بعض اہم امور میں مشغول ہونا بعض پسندیدہ چیزوں کے چلے جانے پر غصہ آنے کو روک دے اس وقت غصے کا مفقود ہونا متصور ہوگا۔“ (احیاء العلوم، ۲۱۲/۳)

ایک جملے میں تمام اخلاق

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اے انسان! جب تو غصے میں آتا ہے تو اچھلتا ہے خیال کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تو جہنم میں چھلانگ لگا بیٹھے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی کہ ایک جملے میں بتائیے کہ اچھے اخلاق کیا ہیں؟ فرمایا: غصے کو چھوڑ دینا۔ (احیاء العلوم، ۲۰۵-۲۰۶)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی کیونکہ اگر کوئی معزز آدمی میری برائی کرے تو مجھے چاہیے کہ اسے معاف کر دوں اور اگر کوئی کمینہ گالی دے تو مجھے اپنی عزت کو اس کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے پھر یہ شعر پڑھا:

وَاعْفِرْ عَوْرَاءَ الْكُرَيْمِ إِدْخَارُهُ
وَاعْرِضْ عَنِ اللَّئِيمِ تَكْرُمًا

ترجمہ: معزز آدمی کی خطا معاف کرتا ہوں تاکہ اجر ملے اور کمینہ کی غلطی سے اپنی عزت بچانے کے لئے درگزر کرتا ہوں۔ (احیاء العلوم، ۲۳۱/۲)

مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُسے جلدی غصّہ آتا ہے تو جلد ہی چلا بھی جاتا ہے۔

مومن کا غصّہ

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ ہے: **الْمُؤْمِنُ سَرِيعُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الرَّحْمٰةِ**، ترجمہ: مومن کو

جلدی غصّہ آتا ہے اور وہ جلد ہی راضی ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۲۲۳/۳)

جب انسان کو غصّہ آتا ہے تو دلی کیفیت بدلنے کے ساتھ ساتھ اعضائے ظاہری پر بھی غصّہ کی علامات با آسانی

محسوس کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ، غصّے کے نتیجے میں ہونے والے اثرات بیان کئے جاتے ہیں:

غصّے کے اثرات

رنگ متغیر ہو جانا، کندھوں پر کپکپی طاری ہونا، اپنے افعال پر قابو نہ رہنا، حرکات و سکنات میں بے چینی کا پایا

جانا، نیز کلام کا مُضطَّرِب ہو جانا (زبان پر قابو نہ رہنا) یہاں تک کہ باجھوں (ہونٹوں کے سروں) سے جھاگ نکلنے لگتا ہے،

آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جاتی ہے، نتھنے پھول جاتے ہیں، بلکہ ساری صورت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی

غضبناک شخص اس حالت میں اپنی ہی شکل دیکھ لے تو شرم کے مارے اپنی خوبصورت شکل کو بد صورتی میں تبدیل پا کر خود

بخود ہی اس کا غصّہ ختم ہو جائے گا، کیونکہ کسی بھی انسان کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیت کی عکاس ہوتی ہے۔

لہذا جب باطنی کیفیت ہی بُری ہوگی تو ظاہری حالت بھی اسی برائی پر پروان چڑھے گی، لہذا ظاہر کی تبدیلی حقیقت میں

باطن کی تبدیلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

زبان پر غصّے اور غضب کے اثرات اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ اس سے بری باتیں نکلتی ہیں مثلاً ایسی فحش

اور گندی گالیاں وغیرہ کہ جن سے ہر صاحبِ عقل انسان کو حیا آتی ہے، ایسی گفتگو کرنے والے شخص کو غصّے کے وقت اپنی

باتوں پر قابو نہیں رہتا بلکہ اس کے الفاظ بھی بے ربط اور خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ پھر نوبت مار پیٹ بلکہ قتل و غارت گری

تک جا پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص بدلہ نہ لے سکتا ہو تو وہ اپنا غصّہ خود پر ہی نکالنے لگتا ہے، اپنے کپڑے پھاڑتا اپنے آپ کو

اور دوسروں کو یہاں تک کہ جانوروں اور دوسری اشیاء تک کو مارنے یا توڑنے لگتا ہے، بلاوجہ پاگل شخص کی طرح بھاگنے لگتا ہے اور بعض اوقات زمین پر گر جاتا ہے اور حرکت تک نہیں کر سکتا بلکہ غضب کی زیادتی کی وجہ سے اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ دل پر اس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جس پر غصہ ہو اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے، اس کی مصیبت پر خوشی کا اور خوشی پر غم کا اظہار کرتا ہے، اس کا راز فاش کرنے، دامنِ عزت چاک کرنے اور مذاق اڑانے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی برائیاں ایسی ہیں جن کا سبب غصہ بنتا ہے۔ (الزواجر عن الکبائر، ۱/۱۱۸-۱۱۹)

معلوم ہوا کہ بے جا غصہ ایک مذموم صفت ہے اور غصے کی حالت میں انسان قطع تعلق کرتا، انتقامی کارروائی کرتا اور مَغْضُوبٌ عَلَيْهِ کونقصان پہنچاتا ہے لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے بلکہ صبر کرتے ہوئے غصہ پی جائے تو اس کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامتُ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃُ اپنے رسالے ”غصے کا علاج“ کے صفحہ نمبر ۹ پر غصے کا ایک علاج یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ غصہ پی جانے اور درگزر سے کام لینے کے فضائل سے آگاہی حاصل کرے، جب کبھی غصہ آئے اُن فضائل پر غور و فکر کر کے غصے کو پینے کی کوشش کرے۔ غصہ پینے والوں کے لئے جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ چنانچہ،

جنت کی بشارت

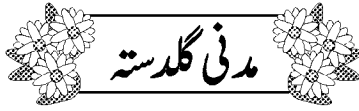
حضرت سَیِّدُنا ابودرداء عَرَضَی اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَا رَسُولَ اللہ! صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ فرمایا: ”لَا تَغْضَبْ وَ لَکَ الْجَنَّةُ“، یعنی غصہ نہ کرو، تو تمہارے لئے جنت ہے۔ (مجمع الزوائد، ۱۳۴/۸، حدیث: ۱۲۹۹۰)

کیا ہر غصہ حرام ہے؟

عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ ”غصہ حرام ہے“ غصہ ایک غیر اختیاری امر ہے، انسان کو آہی جاتا ہے، اس

میں اس کا قُصُور نہیں، ہاں غصے کا بے جا استعمال بُرا ہے۔ بعض صورتوں میں غُصَّہ ضروری بھی ہے مثلاً جہاد کے وقت اگر غُصَّہ نہیں آئے گا تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں سے کس طرح لڑیں گے! بہر حال غُصَّے کا ”ازالہ“ (یعنی اس کا نہ آنا) ممکن نہیں ”امالہ“ ہونا چاہئے یعنی غُصَّہ کا رُخ دوسری طرف پھر جانا چاہئے۔ یہ آخرت کیلئے انتہائی مفید ہے۔ (غصے کا علاج، ص ۲۷) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے غصے پر قابو پانے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



”فاروق“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 5 مدنی پھول

- (1) جنت کے طلبگار کو اپنے غصے پر قابو رکھنا چاہیے۔
- (2) غصہ انسان کی حالت میں ایسی تبدیلی کر دیتا ہے کہ غصہ والا شخص اپنی صورت دیکھ لے تو غصے سے باز آجائے۔
- (3) غصہ نرمی سے روکتا، قطع تعلق کرواتا، دوسروں کو ایذا دینے پر ابھارتا اور اس کے علاوہ اور بہت سی اخلاقی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔
- (4) جب کوئی ہمیں غصہ دلائے تو ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے اپنی خامیوں پر نظر رکھنی چاہیے اور اس شخص سے صرف نظر کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے۔
- (5) غصہ آنا برا نہیں بلکہ غصے کا بے جا استعمال بُرا ہے۔

یا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ! بِطُفْلِی رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اپنے قہر و غضب سے

بچا اور دنیا و آخرت میں اپنی حفظ و امان میں رکھ! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مصیبت زدہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

حدیث نمبر: 49

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی، کتاب الزهد عن رسول الله، باب ما جاء في الصبر على البلاء، ۱۷۹/۴، حدیث: ۲۴۰۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نُورِ مُجَسِّمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مومن مرد و عورت کی جان، اولاد اور مال میں مسلسل مصیبتیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔“ امام ترمذی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“ فرمایا ہے۔

حضرت علامہ مُحَمَّدِ بْنِ عَلَانَ شَافِعِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: مسلمان مرد و عورت پر مرض محتاجی، غربت و تنگدستی وغیرہ کی صورت میں جو مصیبتیں آتی ہیں وہ بظاہر تو تکلیف دہ ہیں لیکن اگر بندہ یہ ذہن بنا لے کہ یہ مصیبتیں أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ کی طرف سے ہیں تو مصیبتوں کی اذیت میں تبدیل ہو جائے گی۔ اولاد میں مصیبت ان کی موت، بیماری یا اولاد کے زندہ نہ رہنے یا ان جیسے دوسرے مسائل کی صورت میں ہوتی کہ جن کی وجہ سے باپ غم زدہ ہو جاتا ہے۔ مال میں مصیبت آنے سے مراد مال کا بخل جانا یا چوری ہو جانا ہے، الغرض بندہ مومن اسی طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے اس حال میں موت آتی ہے کہ اُس کے سر پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، کیونکہ اعمالِ صالحہ سے اس کے وہ صغیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جو حُقوقِ اللَّهِ سے متعلق ہوں اور صبر اور اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سے اجر کی امید رکھنا بھی نیک اعمال ہی ہیں۔

(لہذا ان سے گناہ مٹ جاتے ہیں) (دلیل الفالحین، باب الصبر، ۱۹۹/۱)

صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُفْتِيِ أَحْمَدِ يَارْحَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

”یہاں (حدیث مذکور میں) گناہوں سے مراد حُقوقِ اللَّهِ کے گناہ صغیرہ ہیں ورنہ شرعی حقوق، یوں ہی بندوں کے حقوق

بیماری وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے، حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ مقروض یا بے نمازی! جب کبھی بیماری سے اٹھے تو گزشتہ قرضے بھی معاف ہو گئے اور نہ پڑھی ہوئی نمازیں بھی۔“ (مراۃ المناجیح، ۲/۴۱۸)

بیمار نہ ہو تو فکر کرے

بیماری بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اگر ہم کبھی بیمار پڑ جائیں تو اس پر شکر کرنا چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں بیماری عطا فرمائی کیونکہ بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں اور اگر کسی شخص پر کوئی بیماری یا مصیبت نہ آئے تو اسے فکر کرنی چاہیے کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے چھوڑ تو نہیں دیا۔ امام اَہْلَسُنَّتْ، ولی نِعْمَت، عَظِیْمُ الْبَرَکَاتِ، عَظِیْمُ الْمَرْتَبَاتِ، پَرَوَانَةُ شَمْعِ رِسَالَتِ، مُجَدِّدِ دِیْنِ وَمَلَّتْ مَوْلَانَا شَاهِ إِمَامِ أَحْمَدَ رِضَا خَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فرماتے ہیں: ”اگر چالیس (40) دن گزر جائیں کہ کوئی علت (یعنی بیماری یا تکلیف) یا قِلَّتْ (یعنی تنگی) یا ذَلَّتْ نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۹)

مدنی گلدستہ

”احمد“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) بندہ مومن پر جو بھی مصیبت یا بیماری آتی ہے وہ اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔
- (2) اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کیا جائے تو اس پر اجر عظیم ملتا ہے۔
- (3) بیماری یا مصیبت سے انسان کے حقوق اللہ سے متعلق صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- (4) جب مصیبت آئے تو یہ ذہن بنانا چاہیے کہ جو خدائے بزرگ و برتر ہم پر اپنی نعمتوں کی چھماچھم برسات فرماتا ہے یہ مصیبت اسی کی جانب سے ہے اور اس میں ہماری بھلائی پوشیدہ ہے، تو اس طرح مصیبت پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ

قرآن سن کر غصہ جاتا رہا

حدیث نمبر: 50

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحَرِّ بْنِ قَيْسٍ. وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهِ كَهُولًا كَانُوا أَوْشُبَانًا. فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي! لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَأَسْتَأْذِنُ لِي عَلَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَاللَّهِ! مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ وَلَا تَحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحَرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ: رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(بخاری، کتاب التفسیر، الاعراف، ۲۲۷/۳، حدیث: ۴۶۴۲، بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حور بن قیس کے پاس ٹھہرے۔ حور بن قیس امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقررین میں سے تھے۔ قراء حضرات، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلس (ساتھ بیٹھنے والے) اور مشیر (مشورہ دینے والے) تھے، کچھ بوڑھے تھے کچھ جوان، عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا، بھتیجے! امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاں تیری عزت ہے، میرے لیے وہاں جانے کی اجازت طلب کر، انہوں نے اجازت مانگی تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی، جب حاضر ہوئے تو عرض کی: ”اے عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ عزوجل کی قسم! نہ تو آپ ہمیں زیادہ دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں“ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضب ناک ہو گئے قریب تھا کہ انہیں سزا دیتے۔ (بیدیکھ کر) حضرت حور بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ”اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: ”غفود و رگزر کرو، نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں سے

روگردانی کرو۔ اور یہ ناسمجھ لوگوں میں سے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں: اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اس آیت کی تلاوت کے بعد اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کچھ حرکت نہ کی اور آپ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب پر بہت عمل کرنے والے تھے۔

”عَیْنِہ“ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے طُلَیْحَہ بنِ اَسَدِی کی موافقت کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جب مسلمانوں نے مرتدین پر دھاوا بولا تو طُلَیْحَہ کَذَّاب فرار ہو گیا اور عَیْنِہ کو پکڑ کر اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس لایا گیا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے توبہ کرائی تو وہ توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ (اَسَدُ الْغَابَةِ فِی مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، ۴/ ۳۵۴) یہ دیہات کے رہنے والے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے حضرت سَیِّدُنَا حُرَّیْبُ قَیْسِ بْنِ حِصْنِ فَزَارِی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! تم اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنَا عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے رُفقاء میں سے ہو، ان کے ہاں تمہاری عزت و وجاہت ہے مجھے ان کے پاس لے چلو۔ چنانچہ، حضرت سَیِّدُنَا ابنِ قَیْسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ انہیں اپنے ساتھ دربارِ فاروقی میں لے گئے، وہاں پہنچ کر عَیْنِہ نے کہا: ”اے عمر بن خطاب (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)! آپ ہمیں نہ تو زیادہ مال دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے ساتھ انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ کو شدید غصہ آیا کیونکہ آپ پر مستحقین کو ان کا حق نہ دینے اور معاملات میں انصاف نہ کرنے کا سنگین الزام لگایا گیا تھا۔ چنانچہ، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا، تو حضرت سَیِّدُنَا حُرَّیْبُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! بے شک! اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نَبِیِّ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حِلْم اور عَفْو و دَرُغُور پر ابھارتے ہوئے فرمایا: ”اے محبوبِ معاف کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔“ جب حضرت سَیِّدُنَا حُرَّیْبُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت سَیِّدُنَا عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس آیت کے خلاف نہیں کیا (اور اسے معاف کر دیا) حضرت سَیِّدُنَا عَبدُ اللهِ بنِ زَیْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: یہ آیت لوگوں کے اخلاق کے بارے میں نازل ہوئی۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نَبِیِّ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنَا جَبْرِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی: مجھے

نہیں معلوم میں پوچھ کے آتا ہوں۔ پھر واپس آئے تو عرض کی: ”یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ کا رَبِّ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جو آپ سے قطع تعلق کرے آپ اس سے صلہ رحمی کریں اور جو آپ سے کوئی چیز روکے آپ اسے عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرے آپ اس سے درگزر فرمائیں۔“ تفسیر بغوی میں حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ قرآن کریم میں اخلاق کے بارے میں اس سے زیادہ جامع آیت نازل نہیں ہوئی۔“

(ملخصاً دلیل الفالحین، باب الصبر، ۲۰۱/۱-۱۹۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسا صبر اختیار فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و انصاف کے پیکر تھے۔ اعرابی کی الزام تراشی پر آپ کو بہت غصہ آیا لیکن حضرت سیدنا حور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانِ خداوندی سن کر آپ کا غصہ جاتا رہا اور انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے اُس اعرابی کو معاف کر دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ نیک لوگ اپنی ذات کے لئے کسی پر غصہ کا نفاذ نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی احسن تدبیر سے اپنے غصے کو رضائے الہی کے لئے روک لیتے ہیں۔

چنانچہ، اس ضمن میں 4 واقعات ملاحظہ فرمائیے!

(۱) تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج

حضرت سیدنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمَنَانِ فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو بہت زیادہ غصہ آتا تھا اس نے تین کاغذ اپنے ساتھیوں کو دیئے اور پہلے سے کہا کہ جب مجھے کسی پر غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ تھم جائے تو مجھے یہ کاغذ دے دینا، تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ بالکل ختم ہو جائے تب مجھے یہ کاغذ دینا۔ ایک دن اسے کسی پر بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا اس میں لکھ تھا ”اس غصے سے تیرا کیا تعلق؟ تو خدا نہیں بلکہ عام سا انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا بعض حصہ دوسرے بعض

کو کھا جائے گا“ یہ پڑھ کر اس کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا ”توزین والوں پر رحم کر آسمانوں کا مالک تجھ پر رحم فرمائے گا“ پھر تیسرا قعدہ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا ”لوگوں کو اللہ عزوجل کے حق کے ساتھ پکڑو! ان کی اصلاح اسی بات سے ہوگی۔ حدود (شرعی سزاؤں) کو نہ چھوڑو! (احیاء العلوم، ۳/۲۱۶)

(۲) بُر د باری ہر درد کا علاج ہے

کسی دانا (عقل مند) کی زوجہ بہت بد اخلاق تھی ایک مرتبہ اس کا ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ جب کھانا رکھا گیا تو اس دانا شخص کی اہلیہ اپنے شوہر کو گالیاں دیتے ہوئے کھانا اٹھا کر لے گئی اس کے دوست نے یہ منظر دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ چنانچہ، وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا، دانا شخص اس کے پیچھے گیا اور کہا: ”کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب ہم تمہارے گھر کھانا کھا رہے تھے اچانک ایک مرضی دسترخوان پر گری جس نے سارا کھانا خراب کر دیا تھا لیکن ہم میں سے کسی کو بھی اس پر غصہ نہ آیا۔“ دوست نے کہا: ”ہاں ایک دن واقعی ایسا ہوا تھا۔“ دانا شخص نے کہا: ”بس میری عورت کے عمل کو بھی اس مرضی کے عمل کی طرح سمجھ لو۔“ یہ سن کر اس کا غصہ ختم ہو گیا وہ واپس اپنے دوست کے ساتھ آیا اور کہا: ”حلم (بُر د باری) ہر درد کا علاج اور شفا ہے۔“ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

(۳) تصور کے ذریعے غصے کا علاج

ایک عقل مند و نیک شخص کے پاؤں پر کسی نے کوئی چیز ماری جس سے اُسے کافی تکلیف ہوئی لیکن اُس نے غصہ نہ کیا جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ”میں نے یہ تصور کر لیا تھا کہ کسی پتھر سے میرا پاؤں پھسل گیا ہے، لہذا میں نے اپنا غصہ ختم کر دیا۔“ (احیاء العلوم، ۳/۲۲۱)

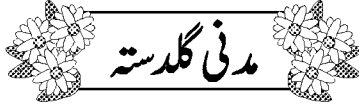
اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(4) مسکین پر رحم کرو!

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ہر بادشاہ کے ساتھ ایک دانا شخص ہوتا تھا، جب بادشاہ کو غصہ آتا تو وہ اسے ایک کاغذ دیتا جس پر لکھا ہوتا ”مسکین پر رحم کرو اور موت سے ڈرو اور آخرت کو یاد رکھو!“ بادشاہ اسے پڑھتا تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ (احیاء العلوم، ۲۱۴/۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ



”علیٰ“ کے 3 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 3 مدنی پھول

(1) جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اللہ عزّوجلّ اسے اتنی ہی زیادہ قوت برداشت بھی عطا فرماتا ہے۔
 (2) انسان کو اپنے غصے پر قابو پانے کے لئے پہلے ہی سے کوئی تدبیر کر لینی چاہیے جو بوقت ضرورت اس کے غصے کو روکے۔

(3) جو اللہ عزّوجلّ کی مخلوق پر رحم کرتا ہے رحمتِ الہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔
 اللہ عزّوجلّ ہمیں اچھی اچھی تدابیر کے ساتھ اپنے غصے کو روکنے کی توفیق عطا فرمائے! اپنے قہر و غضب سے بچا کر ہمیشہ اپنی رحمت و رضوان کے سائے میں رکھے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

ناپسندیدہ امور پہ صبر

حدیث نمبر: 51

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُوَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی سترون بعدی امورا، ۴/۲۹، ۴۰۵۲، بتغیر قلیل)

”وَالْأَثَرَةُ“: الْإِنْفِرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقٌّ

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عنقریب میرے بعد کچھ تجمعی سلوک اور ایسے کام ہونگے جو تمہیں ناپسند ہونگے۔“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ایسی حالت میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: ”اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہو اور اپنے حقوق اللہ عزوجل سے مانگتے رہو۔“

امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ”اثرۃ“ کا معنی ہے مستحقین میں سے کسی کو دوسروں سے منفرد حیثیت دینا۔

حوضِ کوثر پر ملاقات

حدیث نمبر: 52

عَنْ أَبِي يَحْيَى أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فَلَانًا؟ فَقَالَ: "إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول النبی للانصار اصبروا..... الخ، ۵۵۸/۲، حدیث: ۳۷۹۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے بھی عامل (زکوٰۃ وصول کرنے والا) کیوں نہیں بنا دیتے جس طرح فلاں کو بنایا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم میرے بعد تجمعی سلوک دیکھو گے پس صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو۔“

علامہ أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: مذکورہ حدیثوں میں حاکم کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے پر ابھارا گیا ہے اگرچہ حاکم ظالم ہو، لیکن اسے اس کا حق دیا جائے گا اور اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جائے گی۔ رعایا کو چاہئے کہ ظالم حاکم سے خلاصی، اس کے شر اور حق تلفی کو دور کرنے اور اس کی اصلاح کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے۔ ”الْأَثَرَةُ“ کا معنی یہاں پر یہ ہے کہ اُمرا یعنی حکمرانوں کا بیٹُ الْمَال کے مال میں دوسروں (یعنی رعایا) کے مقابلے میں خود کو ترجیح دینا۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارة، باب وجوب الوفا ببيعة الخليفة..... الخ، ۲۳۲/۶، الجزء الثاني عشر)

مستقبل کی خبر

یہ ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے کہ آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مستقبل میں پیش آنے والے واقعے کی خبر دی اور بالکل ایسا ہی ہوا جیسا ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے خبر دی تھی۔ (احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام، کتاب الزکوة، ۳۱۲/۳)

علامہ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِي عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ”حدیث پاک میں نبی اکرم، نور مجسم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہنا“ اس سے مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ کا جو مال تمہیں دینا ہے ادا کرو اور اگر وقتِ ضرورتِ جہاد کے لئے تمہیں بلایا جائے تو اپنے آپ کو پیش کر دو لیکن تمہارے وہ حقوق جو تمہیں نہیں دیئے جا رہے تو ان حقوق کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے حقوق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پست آواز سے دعا کر کے مانگو کیونکہ اگر کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بلند آواز سے دعا کرے تو یہ صورت ظالم حکمرانوں کی بے عزتی کا سبب بنے گی جو فتنے و فساد کی طرف لے جائے گی۔ (عمدة القاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ”سترون بعدی امورا“ ۳۲۹/۱۶، تحت

معلوم ہوا کہ چاہے حکمران اپنی ذمہ داری نبھائیں یا نہ نبھائیں رعایا کو اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے جائزاً امور میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے، ہاں اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے ”لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کام میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية..... الخ، ص ۱۰۲۳، حدیث: ۱۸۴۰) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم حکمران کے ظلم پر صبر کرنا چاہیے اور اس سے خلاصی، اس کے شر سے بچنے اور اس کی اصلاح کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیے اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے بُرے اعمال کے سبب ہم پر بُرے حکمران مُسَلِّط کر دیئے جاتے ہیں ہم ان حکمرانوں کو تو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں اور اپنے اعمال درست کر لیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ حکمرانوں کو بھی صحیح کر دے گا جیسا کہ اس حدیثِ قُدسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلُوكِ وَمَلِكُ الْمُلُوكِ قُلُوبُ الْمُلُوكِ فِي يَدِي وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرِّفْقَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِي حَوَّلْتُ قُلُوبَهُمْ بِالسُّخْطَةِ وَالْبِقْمَةِ فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالِدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوكِ وَلَكِنْ اشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَيْ أَكْفِيَكُمْ مُلُوكَكُمْ.“

ترجمہ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذا میں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بدعا دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تا کہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔“

(مشكاة المصابيح، كتاب الامارة والقضاء، الفصل الثالث، ۳/۴۳، حدیث: ۳۷۲۱)

بادشاہوں کی سختی ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں

مُقَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ مُفْتِیٰ اَحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْعَنَانِ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ میں بادشاہوں کے ظاہر و باطن کا بادشاہ اور مالک ہوں وہ سب مجبور و مَحْکُوم ہیں ان کے دل و زبان و قلم سب میرے قبضہ میں ہیں، اگر عام لوگ اور اکثر رعایا میری مُطِیع (فرمانبردار) ہو جائے تو میں بادشاہوں کے دل میں رحمت و الفت پیدا کر دوں گا، خیال رہے کہ رَأْفَةٌ، رحمت سے قوی ہوتی ہے مہربانی کو رحمت کہتے ہیں اور بہت ہی زیادہ مہربانی کو رَأْفَةٌ، رب تعالیٰ فرماتا ہے بِالْمُؤْمِنِينَ رَأْفَةٌ رَحِيمٌ۔ معلوم ہوا کہ بادشاہوں کی سختی ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے اور ظالم بادشاہوں کی معزولی یا موت کی دعائیں نہ کرو ممکن ہے اس ظالم کے بعد کوئی اور بڑا ظالم ترم پر مُسَلِّط ہو جائے۔ وجہ ظلم کو دور کرو یعنی گناہوں سے توبہ کرو، تم میری اطاعت کرنے لگو حُكَّامٌ تَمِ بِرِزْمٍ ہو جائیں گے۔ (مراۃ المناجیح، ۳۷۰/۵، ملتقطاً)

بُرے کام کا بُرا انجام

اگر ہم پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں تو ان حکمرانوں کو کوشنے اور بُرا بھلا کہنے کے بجائے ہمیں حدیثِ مذکور میں بتائے گئے علاج پر عمل کرنا چاہیے یعنی ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے، ہم اپنی اصلاح کر لیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ خود ان کے دلوں کو نرم فرما دیگا اور وہ ہم پر رحم دل ہو جائیں گے۔

مُقَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ مُفْتِیٰ اَحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْعَنَانِ فرماتے ہیں: ”یعنی اگر تم اسلامی بادشاہ کا فسق و فُجُور کھلم کھلا دیکھو، ان کے احکام و افعال کی کوئی توجیہ نہ ہو سکے تو ان کی اطاعت نہ کرو، مگر پھر بھی ان فاسق سلاطین پر خُورُوج نہ کرو کہ ان سے لڑنا بھڑانا باجماعِ مسلمین حرام ہے اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ بادشاہ فسق و ظلم کی وجہ سے معزول نہ ہوگا، کیونکہ سلطان کا معزول ہونا بڑی تباہی ملک و خوں ریزی کا باعث ہے۔ ہاں کافر سلطانِ اسلام نہیں بن سکتا، اگر مسلمان بادشاہ کافر ہو جائے تو معزول ہوگا۔ (مراۃ المناجیح، ۳۴۱/۵، ملخصاً)

حدیثِ مذکور میں حوضِ کوثر کا بیان ہوا لہذا اس عظیم و بابرکت حوض کے متعلق کچھ بیان کیا جاتا ہے:

حوضِ کوثر

رسول اکرم نور مُجَسَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کا ہے اور اس کے گوشے برابر ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ۴/ ۲۶۷،

حدیث: ۶۵۷۹)

ہر نبی (عَلَيْهِ السَّلَام) کے لئے حوض ہوگا

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرَّ وَرَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ہر نبی کا حوض ہے اور وہ حضرات اس پر فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے پاس زیادہ آنے والے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ میرے پاس ہی آئیں گے۔“ (ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ماجا فی صفة الحوض، ۴/ ۲۰۰، حدیث: ۲۴۵۱)

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْحَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”ہر نبی کا حوض علیحدہ ہوگا۔ مگر ہمارے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا حوض جس کا نام کوثر ہے ان سب سے بڑا سب سے خوبصورت اور سب سے لذیز ہوگا۔ ہر نبی کے حوض پر ان کی امت ہی حاضر ہوگی، امت کی زیادتی نبی کے لئے، شاگردوں کی زیادتی استاذ کے لئے، مریدین کی زیادتی شیخ کے لئے، رعایا کی کثرت بادشاہ کے لیے باعثِ فخر ہوتی ہے۔ جتنی لوگوں کی کل صفیں ایک سو بیس (120) ہوں گی جن میں سے اسی (80) صفیں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت باقی چالیس صفوں میں ساری امتیں۔ (مراة المناجیح، ۷/ ۲۵۸)

خُلَفَاءِ رَاشِدِينَ سے محبت کا صلہ

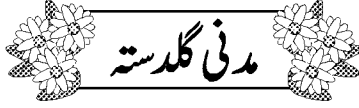
نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرَّ وَرَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ”میرے حوض کے چار کونے ہیں پہلے کونے پر ابوبکر، دوسرے پر عمر، تیسرے پر عثمان اور چوتھے پر علی ہوں گے (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ) جو ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے اس کو ابوبکر سیراب نہیں کریں گے اور جو عمر سے محبت رکھے اور ابوبکر سے

بغض رکھے اس کو عمر سیراب نہیں کریں گے اور جو عثمان سے محبت کرے اور علی سے بغض رکھے اسے عثمان حوض سے نہیں پلائیں گے اور جو علی سے محبت کرے مگر عثمان سے بغض رکھے اس کو علی سیراب نہیں کریں گے۔ (الععلل المتناہیة لابن جوزی، حدیث فی فضل الاربعة، ۲۵۴/۱، حدیث: ۴۰۸) تو جس نے ابو بکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر سے محبت کی سیدھی راہ اختیار کی اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ نورِ مبین سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی تو اس نے بڑی مضبوط گرہ کو تھام لیا اور جس نے تمام صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کے متعلق حسنِ ظن رکھا وہ نفاق سے بری ہے۔ (الثقات لابن حبان، کتاب من روی عن اتباع التابعین، محمد بن المقاتل العبادانی، ۴۴۸/۵، حدیث: ۳۳۱۰)

پھول رحمت کے ہر دم لٹاتے رہے یاں غریبوں کی بگڑی بناتے رہے
حوضِ کوثر پہ مت بھول جانا کہیں تم پہ ہر دم کروڑوں دُرود و سلام
ہمیں چاہیے کہ ہر مصیبت پر صبر کریں، یہاں تک کہ اگر ظالم و فاسق حکمران ہم پر مسلط کر دیئے جائیں تب بھی صبر سے کام لیا جائے۔ ہاں! اُن کی اصلاح اور ان سے خُلاصی (چھٹکارا) کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا گو رہیں۔
اپنی اور سب لوگوں کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بروز قیامت اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے ہاتھوں جامِ کوثر پینا نصیب ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ آج کے اس پُر فتن دور میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے مشکبار مدنی ماحول میں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا ذہن ملتا ہے، عمل کا جذبہ بڑھتا ہے، اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت ملتی ہے۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو دن و گنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاٰمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



”حوضِ کوثر“ کے 7 حروف کی نسبت سے احادیث مذکورہ اور ان کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

- (1) حکمرانوں کی ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنے کا بھی اجر ملتا ہے۔
- (2) فسق و ظلم کی وجہ سے بادشاہِ اسلام معزول نہ ہوگا ہاں کوئی کافر کسی اسلامی سلطنت کا حاکم نہیں بن سکتا اگر (مَعَاذَ اللہ) کوئی مسلمان بادشاہ کافر و مرتد ہو جائے تو اسے معزول کر دیا جائے گا۔
- (3) حاکمِ اسلام پر خُورُوجِ یا اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ رعایا کے حقوق ادا کرنے میں غفلت کرتا ہے۔
- (4) ظالم و فاسق بادشاہ کی اصلاح اور اس کے ظلم و شر سے بچنے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنی چاہیے۔
- (5) ظالم حکمران رعایا کی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔
- (6) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے علمِ غیب جانتے ہیں آپ نے بارہا مستقبل کی خبریں دیں اور بالکل ایسا ہی ہوا جیسا زبانِ حق ترجمان سے نکلا۔
- (7) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اپنی امت کے صابریں اور دیگر افراد کو حوضِ کوثر سے بھر بھر کر جامِ پلائینے جسے یہ جامِ نصیب ہوگا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بروز قیامت پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

مبارک ہاتھوں جامِ کوثر پینا نصیب فرمائے! ہماری بے حساب مغفرت فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

☆☆☆☆☆☆☆☆

عافیت کی دعا مانگو!

حدیث نمبر: 53

عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ، أَنْتَظَرُ حَتَّى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ". ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بخاری، کتاب الجہاد، باب لا تمنوا لقاء العدو، ۳۱۷/۲، حدیث: ۳۰۲۴-۳۰۲۵، بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے دنوں میں ایک دن انتظار فرمانے لگے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو اور اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرو اور جب دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرو اور جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر فرمایا: اے اللہ عزوجل! (اے) کتاب نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! اور لشکروں کو شکست دینے والے ان (کفار) کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغیبی عمدۃ القاری شرح بخاری میں حدیث پاک کے حصے ”أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ الشُّيُوفِ“ کے تحت فرماتے ہیں: ”یعنی اس سے مراد اللہ عزوجل کی طرف سے ملنے والا ثواب ہے اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو تلوار کی ضرب جنت کی طرف لے جانے کا سبب ہے۔ علامہ ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد کے ذریعے جنت میں داخلہ ہوگا، اور ظلال ظل کی جمع ہے جس کا معنی ہے ”سایہ“ جب ایک شخص دوسرے کے قریب ہوتا ہے تو وہ اس کی تلوار کے سائے میں آجاتا ہے اور جب دولٹرنے والے ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کی تلوار کے سائے تلے ہوتے ہیں پس

اس طرح جنت کو پایا جاتا ہے۔ (یعنی جو شخص جہاد کے قریب ہوتا ہے وہ جنت کے قریب ہو جاتا ہے) (عمدة القاری، کتاب

الجہاد، باب الحنة تحت بارقة السیف، ۱۰/۱۲۷، تحت الحدیث: ۲۸۱۸)

علامہ أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

”وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ“ اس حدیث میں جنگ کی حالت میں صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور

جہاد میں صبر کرنا اور ثابت قدم رہنا جہاد کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الجہاد، باب

كراهة تمنى لقاء العدو، ۶/۶، الجزء الثاني عشر)

تین نعمتیں

فَتَحَّ الْبَارِي فِي هَذَا: أَللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ ... الخ ترجمہ: اے اللہ عزوجل!

(اے) کتاب نازل فرمانے والے بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے! اُن (کفار) کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

اس دعا سے کفار پر مدد کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب سے اللہ عزوجل کے اس قول کی طرف اشارہ ہے

فَاتَلَوْهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيِّدِنَا

ترجمہ کنز الایمان: تو ان سے لڑو اللہ

انہیں عذاب دیگا تمہارے ہاتھوں۔

(پ: ۱۰، التوبہ: ۱۴)

اور بادلوں کے چلنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی قدرت ظاہرہ ہی بادلوں کو چلاتی ہے اور مشیت الہی سے ہی ہوا چلتی ہے، اور وہ بادل ہوا کے ساتھ ہر جگہ جاتے ہیں کبھی وہ بادل برستے ہیں اور کبھی نہیں برستے، تو بادل کے چلنے سے جنگ میں مجاہدین کی اعانت مراد ہے اور بادلوں کے رکنے سے مجاہدین سے کفار کے ہاتھ رک جانا مراد ہے اور بادلوں کے برسنے سے مال غنیمت ملنا مراد ہے اور نہ برسنے سے کفار کی شکست مراد ہے۔

حدیث میں ان تین نعمتوں کی عظمت پر تشبیہ ہے (۱) قرآن کے نازل ہونے سے اُخْرَوِي نِعْمَتِ حَاصِل

ہوئی اور وہ ہے اسلام (2) بادلوں کے چلنے سے دُنِیوی نعمت حاصل ہوئی اور وہ ہے رزق (3) کفار کی شکست سے اُن دونوں نعمتوں کا تحفظ حاصل ہوا۔ گویا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو نے ہمیں دو عظیم دُنِیوی اور اٰخِرَوِی نعمتیں عطا کیں پس تو ان کی حفاظت فرما اور انہیں باقی رکھ۔ (فتح الباری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا تمنوا لقاء العدو، ۱۲۷/۷، تحت الحدیث: ۳۰۲۶)

عافیت مانگنے میں ہی عافیت ہے

علامہ بَدْرُ الدِّینِ عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیْ عَمَدَةُ الْقَارِیْ میں فرماتے ہیں: ”حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ”دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو!“ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس میں کچھ تَکَبُّر اور اپنی قوت پر اعتماد اور اترانے کا شائبہ ہے، مزید یہ کہ بلا پر صبر کرنا سب کا کام نہیں، منقول ہے کہ ”زخم کی تکلیف کی تاب نہ لا کر ایک شخص نے خودکشی کر لی۔“ امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْہُ نے فرمایا: ”مجھے عافیت ملے اور میں شکر کروں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بلا میں مبتلا ہوں اور صبر کروں“ امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنا مولائے کائنات، عَلِیُّ الْمُرْتَضَى شَمِیْرُ حُدَا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالَى وَجْہَهُ الْکَرِیْمَ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: اے بیٹے! کسی کو مقابلہ کے لئے نہ بلاؤ اور اگر تمہیں کوئی بلائے تو اس کا مقابلہ کرو، اس لئے کہ وہ باغی ہے اور جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کی مدد کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ضمانت لی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا تمنوا لقاء العدو، ۱۰ / ۳۴۷، تحت

الحدیث: ۳۰۲۶)

حدیث مذکور میں عافیت کی دعا مانگنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لہذا اس ضمن میں 4 روایات ملاحظہ فرمائیے!

(1) ایمان کے بعد سب سے بہتر چیز

امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْہُ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے اور فرمایا: جب خاتِمُ الْمُرْسَلِیْنَ، رَحْمَةُ اللّٰهُ لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے سال ہمارے درمیان منبر پر تشریف

فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ سے عَفْو اور عافیت کا سوال کیا کرو کیونکہ یقین کے بعد کسی کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔“
(ترمذی، کتاب احادیث شتی، باب من ابواب الدعوات، ۳۲۷/۵، حدیث: ۳۵۶۹)

(2) دنیا و آخرت میں عافیت

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بندہ اس سے افضل کوئی دعا نہیں مانگتا:
”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو..... الخ، ۲۷۳/۴، حدیث: ۳۸۵۱)

(3) عافیت کا سوال محبوب ہے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرِّ و رَصَلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کا سوال کرنا اسے زیادہ محبوب ہے۔“ (ترمذی، کتاب الدعوات، ۳۰۶/۵، حدیث: ۳۵۲۶)

(4) جسے عافیت ملی وہ کامیاب ہو گیا

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا: اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کرو! اس نے دوسرے دن حاضر ہو کر پھر عرض کی: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا: اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو! تیسرے دن پھر یہی سوال کیا تو رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اُسے پھر وہی جواب دیا اور فرمایا: ”جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت مل جائے تو تو کامیاب ہو گیا۔“ (ترمذی، کتاب الدعوات، ۳۰۵/۵، حدیث: ۳۵۲۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

مدنی گلستہ

”بقیع“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) اپنے نفس پر اعتماد کرتے ہوئے دشمن سے ملنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ عافیت کی دعا کرنی چاہیے۔
- (2) جب دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدمی اور صبر سے کام لینا چاہیے۔
- (3) جو مسلمان دشمنِ اسلام سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جائے وہ جنتی ہے۔
- (4) جسے دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہوگئی وہ کامیاب ہو گیا۔

يَا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرما! اپنی رحمت سے جنت الفردوس میں اپنے پیارے

حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پڑوس میں جگہ عطا فرما! اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اخلاص کیا ہے

اخلاص یہ ہے کہ خود اخلاص پر نظر نہ رہے کیونکہ جو شخص اپنے اخلاص میں

اخلاص کو دیکھتا ہے تو اس کا اخلاص، اخلاص کا محتاج ہوتا ہے۔

(لباب الاحیاء، فصل فی الاخلاص، ص ۳۲۸)

باب نمبر: 4

صِدْقِ كَابِيَان

صِدْقُ كَابِيَان

باب نمبر: 4

صِدْق (سچائی) ایک خوبی ہے اور ایسا اُحسن ہے جس سے انسان کا چہرہ پُر نور اور قلب مطمئن و پرسکون ہو جاتا ہے اسی لئے مومن و غیر مومن سب ہی سچائی کو پسند کرتے ہیں اور جھوٹ ایک برائی ہے، ایسا داغ ہے جس سے انسان کا چہرہ بدنما اور دل مُضطرب و بے چین رہتا ہے۔ سچ بولنے والے کو اگر سچائی کی وجہ سے ظاہری تکلیف ہوتی ہے تو اسے دلی راحت بھی محسوس ہوتی ہے جب کہ جھوٹ بولنے والا ظاہراً تکلیف سے بچ جاتا ہے مگر اس کے باوجود اُسے شرمندگی و ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ہمیشہ خوفزدہ اور غمزدہ ہی رہتا ہے۔ ”رِیَاضُ الصّٰلِحِیْنَ“ کا یہ باب صدق (سچائی) کے بارے میں ہے اِمَامُ أَبُو زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنُ شَرَفٍ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اس باب میں صدق (سچائی) کے متعلق 3 تین آیاتِ مقدسہ، اور 6 احادیثِ مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں صدق کی تعریف، ضرورت، اہمیت و فضیلت اور روایات و حکایات بیان کریں گے۔

بچوں کے ساتھ ہو جاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

اور بچوں کے ساتھ ہو۔

(ب ۱۱، التوبة: ۱۱۹)

آیت مبارکہ میں بچوں کے ساتھ رہنے کا حکم تا قیامت سارے مسلمانوں کو ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب لوگوں کا باطل پر جمع ہو جانا مُمتنع ہے اور دنیا میں سچے لوگ یعنی علمائے دین اور اولیائے کاملین اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قیامت تک رہیں گے زمانہ کبھی ان سے خالی نہ ہوگا۔ (تفسیرِ کبیر، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ۱۶۶/۶)

اس آیتِ طیبہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اجماعِ امتِ محمدیہ دلیلِ شرعی ہے (یعنی جس مسئلہ پر امتِ رسول کے

صالحین مجتہدین کا اتفاق ہو جائے وہ حق ہے)۔ (تفسیرِ کبیر، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ۱۶۶/۶)

سچائی ایمان کی علامت ہے

وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۵) ترجمہ کنز الایمان: اور سچے اور سچیاں۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے کہ ”سچائی ایک قابل ستائش خصلت ہے یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کبھی بھی جھوٹ نہ بولا نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ ہی زمانہ اسلام میں۔ سچائی ایمان کی علامت ہے جبکہ جھوٹ نفاق کی نشانی۔ سچ آدمی نجات پاتا ہے۔ سچائی اختیار کرو! کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے جھوٹ سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی جہنم کی طرف۔“

(تفسیر ابن کثیر، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الایة: ۳۵، ۳۷۲/۶)

تَفْسِیْرُ رُوْحِ الْبِیَّانِ میں ہے: ”سچ ایک نور ہے جو سچ بولنے والوں کے دلوں کی ہدایت کا سبب بنتا ہے جتنا انہیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے یہاں قُرب حاصل ہوتا ہے اتنا ہی انہیں وہ نور حاصل ہوتا ہے۔“ (تفسیر روح البیان، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الایة: ۳۵، ۱۷۵/۷)

سچ میں بھلائی ہے

فَلَوْ صَدَقُوا لِلّٰهِ لَكَانَ خَيْرًا لِّهٖمۡ ۝۲۱

ترجمہ کنز الایمان: تو اگر اللہ سے سچے

رہتے تو ان کا بھلا تھا۔

(پ ۲۶، محمد: ۲۱)

حدیث نمبر: 54 - سچ جنت کی طرف لے جاتا ہے

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِنَّ الصّٰدِقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدْقًا، وَإِنَّ الْكٰذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ

كٰذِبًا“ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا..... الخ، ۱۲۵/۴، حدیث: ۶۰۹۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”بے شک! سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ بے شک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کذاب (یعنی بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔“

صدق (سچ) کیا ہے؟

علامہ سید شریف جبر جانی قَدِسَ سِرُّهُ النُّورَانِي اپنی مایہ ناز تصنیف ”التَّعْرِيفَات“ میں صدق یعنی سچ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”الصِّدْقُ فِي اللُّغَةِ مُطَابَقَةُ الْحُكْمِ لِلْوَاقِعِ وَفِي الْإِصْطِلَاحِ قَوْلُ الْحَقِّ فِي مَوَاطِنِ الْهَلَاكِ“ ترجمہ: صدق کا لغوی معنی ہے ”واقعہ کے مطابق خبر دینا“ اور اہل حقیقت کی اصطلاح میں مقام ہلاکت پر (یعنی جہاں سچ بولنے میں جان کا خطرہ ہو وہاں) حق بات کہنا سچ ہے۔ (التعريفات، باب الصاد، ص ۹۵) معلوم ہوا کہ جہاں جان کا خطرہ ہو اور جھوٹ بولنے سے جان بچ سکتی ہو ایسی جگہ حق بات بیان کرنا سچ کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

سچ مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے

عَلَامَهُ ابْنُ بَطَّالٍ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْفَقَّارِ شرح صحيح البخارى میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس قول کا مصداق ہے:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ

لَفِي جَحِيمٍ ۝ (پ ۳۰، الانفطار: ۱۳-۱۴)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک نیکو کار ضرور نعيم میں

ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

یعنی سچائی انسان کو ابراروں (نیک لوگوں) کے گروہ میں داخل کر دیتی ہے اور ابراروں کے لئے جنت کی نعمتیں ہیں جبکہ جھوٹ انسان کو فوجاروں میں داخل کر دیتا ہے اور ان کے لئے جہنم ہے۔

صدق مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والوں! اللہ

سے ڈرو، اور بچوں کے ساتھ ہو۔

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۹﴾ (پ ۱۱، النوبة: ۱۱۹)

مذکورہ آیت میں صدق کو تقویٰ کے فوراً بعد ذکر کیا گیا ہے (یعنی جس طرح تقویٰ ایک بہت اچھی صفت ہے اور مُتَّقِیْنَ کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت اُونچا مقام ہے۔ اسی طرح صدق بھی بہت ہی اچھی صفت ہے۔) حضرت سَیِّدُنا حکیم لقمان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْمَلٰٓئِکَاتِ سے کسی نے پوچھا: آپ کو یہ بلند مرتبہ و مقام کس عمل کے سبب حاصل ہوا؟ فرمایا: ”سچی بات کہنے، امانت میں خیانت نہ کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑ دینے کے سبب۔“

(شرح بخاری لابن بطال، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل یا ایہا الذین امنوا اتقوا..... الخ، ۲۸۰/۹)

برائیوں کی جڑ

علامہ بَدْرُ الدِّیْنِ عَیْنِی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَمِیْنِ عَمْدَةُ الْقَارِیْ میں الفاظِ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”بِرّ“ وہ نیک عمل ہے جو ہر بُری نیت سے پاک ہو، اور ”بِرّ“ تمام نیکیوں پر بولا جاتا ہے۔ ”صَدِیق“ اسمِ مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ ”فُجُور“ وہ چیز جو فساد کی طرف لے جائے اور ایک قول یہ ہے کہ فُجُور وہ چیز ہے جو برائی کی طرف اُبھارے اور یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور یہ دونوں (بِرّ اور فُجُور) ایک دوسرے کے مُقَابِل (ضد) ہیں۔ ”سچ بولنے والے کو صدیق لکھ دیا جاتا ہے“ مطلب یہ ہے کہ وہ صدیق کہلانے کا مُسْتَحِقّ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے صِدِّیقِیْنَ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الادب، باب قول اللہ عزوجل یا ایہا الذین امنوا اتقوا..... الخ، ۲۴۰/۱۵، تحت الحدیث: ۶۰۹۴)

أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَىٰ بْنِ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَمِیْنِ شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں سچ بولنے پر ابھارا گیا ہے جھوٹ اور اس میں نرمی برتنے سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ جو جھوٹ کے معاملے میں غفلت برتے گا وہ جھوٹ بولنے لگے گا اور لوگوں میں جھوٹا مشہور ہو جائے گا۔“ (شرح مسلم للنووی، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب

قیح الکذب و حسن الصدق، ۱۶۰/۸، الجزء السادس عشر)

جھوٹا ہونا سب پر ظاہر کر دیا جاتا ہے

عَلَامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَجَرَ عَسَقَلَانِي قَدِّسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتْحُ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتِي فِي: حَدِيثِ پَاك فِي مِيں فَرَمَايَا كِيَا كِه ”بِنْدَه جَهْوُٹ بُولتَا رِهْتَا هِي تُو اَسِي سِي بِيْت زِيَاَدَه جَهْوُٹَا لَكْه دِيَا جَاتَا هِي يَعْنِي اَسِي كِي لِيْنِي يِه حَكْم كَر دِيَا جَاتَا هِي كِه يِه جَهْوُٹَا هِي، فَرِشْتُوں پَر اَسِي كَا جَهْوُٹَا هُونَا ظَاهِر كَر دِيَا جَاتَا هِي اُوْر زَمِيْن وَ اَلُوں كِي دَلُوں مِيں بِيْ هِي بَات ڈَال دِي جَاتِي هِي۔ حَضْرَتِ سَيِّدُ نَا مَالِكِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْخَالِقِ حَضْرَتِ سَيِّدِ نَا اِبْنِ مَسْعُوْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ كَا قَوْلِ نَقْلِ كَرْتِي هُوْنِي فَرَمَاتِي هِي: بِنْدَه جَهْوُٹ بُولتَا رِهْتَا هِي اُوْر جَهْوُٹ بُولْنِي كَا اِرَادَه كَرْتَا هِي تُو اَسِي كِي دَلِ پِي اِيَكِ سِيَاَه نَكْتِه پَرُ جَاتَا هِي يِهَاں تَنَكِ كِه اَسِي كَا دَلِ سِيَاَه هُو جَاتَا هِي اُوْر پُكْرُوْه اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كِي هَاں جَهْوُٹَا لَكْه دِيَا جَاتَا هِي۔“ (فَتْحُ الْبَارِي، كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَابِيهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا..... الخ، ۱۱/۴۳۰، تَحْتِ الْحَدِيْثِ: ۶۰۹۴)

جھوٹ کی قباحت سے متعلق 4 روایات ملاحظہ فرمائیے:

(۱) فرشتے دور ہو جاتے ہیں

حَضْرَتِ سَيِّدِ نَا اِبْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سِي مَرُوِي هِي كِه صَادِقٌ وَ مَصْدُوْقٌ نَبِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَمَايَا: ”اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَاءَ بِهِ“ تَرْجَمِي: جَبِ بِنْدَه جَهْوُٹ بُولتَا هِي تُو جَهْوُٹ كِي بَدْبُو كِي وَجِي سِي فَرِشْتِه اَسِي سِي اِيَكِ مِيْلِ دُوْر هُو جَاتَا هِي۔ (تَرْمِذِي، كِتَابُ الْبِرِّ وَ الصَّلَةِ عَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقِ وَ الْكُذْبِ، ۳/۳۹۲، حَدِيْثِ: ۱۹۷۹)

(۲) بڑے گناہ

دَافِعِ رِيْحٍ وَ مَلَالِ، صَاْحِبِ جُوْدٍ وَ نُوَالِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَا فَرْمَانِ عَالِيْشَانِ هِي: كِيَا مِيں تَمِيْهِيں سَبِ سِي بُوْرِي گَنَاهِ كِي بَارِي مِيں خَبْرِنِه دُوں؟ وَ هُو اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كِي سَاْتَه شَرِكِ كَرْنَا، وَ اَلْدِيْنِ كِي نَا فَرْمَانِي كَرْنَا هِي۔ اَبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تُيَكِ لَكَاْنِي هُوْنِي بِيْطِي تَهِي پُكْرُ اَبِ سِيْدِي هِي بِيْطِي گِيْنِي اُوْر فَرَمَايَا: جَهْوُٹ بُولْنَا اُوْر جَهْوُٹِي گُوَا هِي

(مسند امام احمد، مسند البصریین، ۳۰۶/۷، حدیث: ۲۰۴۰۷)

دینا آپ بار بار یہ فرماتے رہے۔“

(3) سب سے زیادہ ناپسندیدہ لوگ

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَرَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کا فرمانِ عالیشان ہے:

قیامت کے دن آٹھ (8) قسم کے افراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوں گے: (۱) جھوٹ بولنے والے (۲) تکبر کرنے والے (۳) وہ لوگ جو اپنے سینوں میں اپنے بھائیوں سے بغض چھپا کر رکھتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں (۴) وہ لوگ کہ جب انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بلایا جاتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں اور جب شیطانی کاموں کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس میں جلدی کرتے ہیں (۵) وہ لوگ جو کسی دنیوی خواہش کی تکمیل پر قدرت پاتے ہیں تو قسمیں اٹھا کر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں اگرچہ وہ ان کے لئے جائز نہ ہو (۶) چغلی کھانے والے (۷) دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور (۸) نیک لوگوں کے گناہ میں مبتلا ہونے کی تمنا کرنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ

عَزَّوَجَلَّ ناپسند فرماتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال، الباب الثانی الفصل الثامن، ۳۹/۸، حدیث: ۴۴۰۳۷، الجزء

السادس عشر)

(4) منافق کی علامتیں

سرکارِ والا اعتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 4 باتیں جس میں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

(بخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، ۲۵/۱، حدیث: ۳۴)

مذکورہ بالا روایات سے جھوٹ کی قباحت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جھوٹ و سچ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جھوٹوں سے **اللہ عَزَّوَجَلَّ** ناراض ہوتا ہے تو بچوں کو بہت زیادہ پسند فرماتا ہے ان پر اپنے انعام و اکرام کی برسات فرماتا ہے۔ آئیے سچ سے متعلق کچھ روایات و حکایات ملاحظہ کرتے ہیں۔

سچ کو لازم پکڑ لو!

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ یہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (سچائی اور نیکی) جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ یہ گناہ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (جھوٹ اور گناہ) جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔“ (الاحسان، باب الکذب، ۴۹۴/۷، حدیث: ۵۷۰۴)

سچ میں نجات ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا، غیوبِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سچ بولا کرو، اگرچہ تمہیں اس میں ہلاکت نظر آئے کیونکہ اسی میں نجات ہے۔ (مکارم الاخلاق، باب فی الصدق..... الخ، ص ۱۱۱، حدیث: ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ سچ ہی میں انسان کی نجات ہے، سچائی مومن کی وہ اعلیٰ ترین صفت ہے کہ جو اسے جنت میں داخل کر دیتی ہے، سچ آدمی کو اپنے تو اپنے غیر بھی پسند کرتے ہیں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ سچائی کی وجہ سے ناجانے کتنے لوگ راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ چنانچہ، اس ضمن میں ہمارے غوثِ پاک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الرَّزَّاقِ کی سچائی کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیے کہ ان کے ایک سچ نے کتنوں کی بگڑی بنا دی چنانچہ، منقول ہے کہ

ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ

ایک قافلہ گیلان سے بغداد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ قافلہ ہمدان شہر سے روانہ ہوا تو جیسے ہی جنگل شروع ہوا ڈاکوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور قافلے والوں سے مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ اس قافلے میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی عمر اٹھارہ سال کے لگ بھگ تھی۔ ایک ڈاکو اس نوجوان کے پاس آیا اور کہنے لگا: صاحبزادے

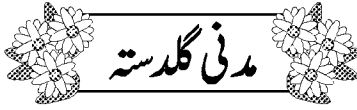
تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ نوجوان بولا: میرے پاس چالیس دینار ہیں جو کپڑوں میں سلے ہوئے ہیں۔ راہزن نے کہا کہ صاحبزادے! مذاق نہ کرو سچ بتاؤ؟ نوجوان نے بتایا: میرے پاس واقعی چالیس دینار ہیں یہ دیکھو میری بغل کے نیچے دیناروں والی تھیلی کپڑوں میں سلی ہوئی ہے، راہزن نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور نوجوان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سردار نے کہا: نوجوان! کیا بات ہے لوگ تو ڈاکوؤں سے اپنی دولت چھپاتے ہیں مگر تم نے سختی کئے بغیر اپنی دولت ظاہر کر دی؟ تو اس نوجوان نے کہا: میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ بیٹا! ہر حال میں سچ بولنا۔ بس میں اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھار ہا ہوں۔

نوجوان کا یہ بیان تاثیر کا تیر بن کر ڈاکوؤں کے سردار کے دل میں پیوست ہو گیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا چھلکنے لگا۔ اس کا سویا ہوا مقدر جاگ اٹھا، وہ کہنے لگا: صاحبزادے! تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ دولت لُٹنے کی پروا کئے بغیر اپنی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھار ہے ہو اور میں کس قدر ظالم ہوں کہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پامال کر رہا ہوں اور مخلوق خدا کا دل دکھار ہا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد وہ ساتھیوں سمیت سچے دل سے تائب ہو گیا اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا۔ (بہجة الاسرار ومعدن الانوار، ص ۱۶۷، ملخصاً)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! وہ نوجوان ہمارے پیارے مرشد سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی تھے جن کے سچ کی برکت سے ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھیوں سمیت اپنی گناہوں بھری زندگی سے توبہ کر کے راہ ہدایت پر گامزن ہو گیا۔ اس حکایت میں حضور غوث پاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق اپنے عمل کے ذریعے ہمیں گویا یہ درس دے رہے ہیں کہ زندگی میں انسان پر کیسا ہی کڑا وقت کیوں نہ آن پڑے اور کیسی ہی سخت ترین مصیبت میں کیوں نہ مبتلا ہو جائے مگر اس کے باوجود کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے بلکہ ہمیشہ سچی بات اپنی زبان سے نکالنی چاہئے کہ سچ کے بڑے فضائل ہیں۔ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** روز قیامت ان لوگوں کو بے شمار انعام و اکرام سے نوازے گا جو دنیا میں سچائی کے خوگر ہو گئے۔

سچائی کی بدولت درجات کی بلندی

حضرت سیدنا بشر بن بکر علیہ رحمۃ اللہ اکبر فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا امام اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ کہا: ان کے درجات تو بہت بلند ہیں۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: ”اُن کی سچائی کی بدولت۔“ (التمہید، باب ذکر عیون من اخبار مالک و ذکر فضل موطئه، ۵/۶۱)



”صادق“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) سچ تمام بھلائیوں کا سبب اور جنت کا راستہ ہے۔ جبکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ اور جہنم کا راستہ ہے۔
- (2) جھوٹ سے بندے کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے اور مسلسل جھوٹ بولتا رہے تو پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔
- (3) جھوٹے کا جھوٹ فرشتوں پر ظاہر کر دیا جاتا ہے اور انسانوں کے دلوں میں بھی اس کی نفرت ڈال دی جاتی ہے۔
- (4) انسان کو ہر حال میں سچ ہی بولنا چاہیے کیونکہ نجات سچ ہی میں ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک اور سچے بندوں کے صدقے ہمیں بھی اپنا مُخْلِص و سچا بندہ بنائے، ہر حال میں سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ



سج میں اطمینان ہے

حدیث نمبر: 55

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعُ مَا يَرِيْبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيْبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَالْكَذِبَ رِيْبَةٌ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق، باب ماجاء في صفة اوانى الحوض، ۴/۲۳۲، حدیث: ۲۵۲۶)

قَالَ النَّوَوِيُّ: قَوْلُهُ: "يَرِيْبُكَ" هُوَ بَفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا: وَمَعْنَاهُ: اُتْرُكُ مَا تَشْكُ فِي حِلِّهِ، وَاعْدِلْ إِلَى مَا لَا تَشْكُ فِيهِ.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کی ہے کہ ”جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کر۔ بے شک! سچائی میں سکونِ قلب ہے اور جھوٹ شک و تہمت کا موجب ہے۔“

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”یَرِيْبُكَ“ میں یاء پر زبر اور پیش دونوں پڑھے جاسکتے ہیں، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس کے حلال ہونے میں تجھے شک ہے اسے چھوڑ دے اور جس کے حلال ہونے میں شک نہیں اسے اختیار کر۔

مومن کا دل صحیح کام پر مطمئن ہوتا ہے

امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز میں تمہیں شک ہو جائے تو اسے چھوڑ کر وہ کام کرو جس میں کوئی شک نہ ہو۔“ حدیث شریف کے الفاظ ”فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ“ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب تمہارا نفس کسی کام کے بارے میں شک میں پڑ جائے تو اسے چھوڑ دو کیونکہ مومن کا نفس سچی بات پر مطمئن ہوتا ہے اور کسی کام پر نفس کا مطمئن نہ ہونا اُس کام کے باطل ہونے کی دلیل ہے، لہذا اس کام کو کرنے سے بچو۔ اور کسی کام پر نفس کا مطمئن ہو جانا اس

کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، لہذا اس کام کو کر لو۔ لیکن یہ بات ان نفوسِ قُدسیہ کے ساتھ خاص ہے جن کے دل گناہوں کی گندگی اور برائیوں کے میل سے پاک ہیں۔

(شرح الطیبی، کتاب البیوع، باب النکسب وطلب الحلال، ۲۰/۶، تحت الحدیث: ۲۷۷۳)

مُقَدِّمِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُفْتِیِ اِحْمَدِ یَارْحَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ظاہر

یہ ہے کہ (حضرت سیدنا امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) نے بلا واسطہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سے یہ (فرمان) سنا اور یاد کیا، کیونکہ حضور انور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی زندگی شریف میں امام حسن (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) قدرے سمجھدار تھے، بچوں کا حدیث سننا معتبر ہے جب کہ کچھ سمجھدار ہوں اور ہو سکتا ہے کہ آپ نے کسی صحابی (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) سے سنا ہو، چونکہ یہ قول رسول تھا، اس لئے اسے حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی طرف نسبت فرما دیا، جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نے یہ فرمایا، یا ہمیں حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا یہ فرمان یاد ہے۔ حدیث کے الفاظ ”دَعُ مَا يَرِيئُكَ“ (ترجمہ: شک میں ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ دے) کے تحت فرماتے ہیں: ”جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال، اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو، مگر یہ ان حضرات کے لئے ہے جو امام حسن (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) جیسی قوتِ قُدسیہ و علمِ لَدُنِّي والے ہوں جن کا فیصلہ قلب کتاب و سنت کے مطابق ہو عام لوگ یا جو نفسانی و شیطانی و ہمیات میں پھنسے ہوں اُن کے لئے یہ قاعدہ نہیں، بعض لاپرواہ لوگ قطعی حراموں میں کوئی تَرَدُّد (شک) نہیں کرتے اور بعض و ہم پرست جائز چیزوں کو بلاوجہ حرام و مشکوک سمجھ لیتے ہیں ان کے لئے یہ قاعدہ نہیں ہے۔

”الصِّدْقُ طَمَآنِينَةٌ“ (ترجمہ: سچائی میں سکونِ قلب ہے) یعنی مومنِ کامل کا دل سچے کام و سچے کلام سے مطمئن

ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر مُتَرَدِّد (شک میں) ہوتا ہے، یہاں اَلْمَعَات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تَعَارُض (ٹکراؤ) معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور اگر حدیثیں بھی مُتَعَارِض (آپس میں ٹکراتی ہوئی) نظر

آئیں تو اقوالِ علما کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تعارض (کٹاؤ) نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، (لیکن) یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نفوس کے لئے ہیں اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفسِ امارہ (گناہوں پر ابھارنے والے نفس) کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آجائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سُبْحَانَ اللَّهِ یہی حال عقل کا ہے۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ دل کو نفس و عقل پر غالب رکھے! آمین۔ (مراۃ المناجیح، ۲۳۴/۲)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

شکوہ و شبہات سے بچنے کے متعلق بزرگانِ دین کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

(1) قمیص اتار کر صدقہ کر دی

ایک عبادت گزار اور نیک خاتون نے حضرت سیدنا ابراہیم خَواص عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْوَهَّابِ سے عرض کی کہ میں اپنے دل میں کچھ تغیر محسوس کر رہی ہوں۔ فرمایا: یاد کر (کوئی خطا تو نہیں ہوئی؟) کہنے لگی میں نے بہت یاد کیا مگر کچھ یاد نہیں آ رہا۔ انہوں نے ایک گھڑی سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تمہیں مشعل کی رات یاد نہیں؟ کہنے لگی: ہاں! فرمایا: یہ تغیر اسی وجہ سے ہے۔ اُسے یاد آیا کہ ایک دن وہ چھت پر اُون کات رہی تھی کہ دھاگہ ٹوٹ گیا۔ اسی وقت وہاں سے بادشاہ کی سواری گزری، اس نے مشعل کی روشنی میں دھاگہ درست کر لیا اور اس سے کات کر قمیص بنائی اور اسے پہن لیا۔ بتاتے ہیں کہ اس عورت نے وہ قمیص فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی تو قلبی صفائی و چمک دوبارہ لوٹ آئی۔

(قوت القلوب، ۴۷۸/۲)

(2) حلال کھانا شبہ کی وجہ سے نہیں کھایا

حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِیْ کو جب قید کیا گیا تو آپ نے کئی روز تک کھانا نہ کھایا۔

ایک نیک عورت نے قید خانے میں آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ کھانا بھیجا اور کہا: یہ حلال کھانا ہے۔ مگر حضرت ذوالنون

مصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَوِي نے وہ بھی نہیں کھایا۔ رہائی کے بعد جب اس عورت نے کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: وہ حلال تو تھا، مگر میرے پاس تو حرام طریقے سے آیا تھا۔ اس عورت نے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمایا: وہ کھانا میرے پاس داروغہ جیل لے کر آیا تھا اور وہ ظالم ہے اس لئے میں نے نہیں کھایا۔ (قوت القلوب، ۴۷۸/۲)

(3) اپنا دینار نہ اٹھایا

منقول ہے کہ ایک بزرگ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کا دینار گر گیا، تو وہ اسے ڈھونڈنے لگے، انہیں ایک ساتھ دو دینار ملے لیکن انہیں یہ نہیں پتہ تھا کہ اُن کا دینار کون سا ہے تو انہوں نے دونوں دینار چھوڑ دیئے اور ایک بھی نہ اٹھایا۔ (قوت القلوب، ۴۷۸/۲)

(4) شہر کی وجہ سے تحفہ قبول نہ کیا

حضرت سَیِّدُ نَابِشَرِ بْنِ حَارِثِ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَارِثِ کو ایک عورت نے انگور کی ٹوکری ہدیہ کی اور کہا: یہ میرے والد کے باغ کے انگور ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے اسے وہ ٹوکری لوٹا دی۔ عورت نے کہا: کیا آپ کو میرے والد کے انگوروں کی ملکیت اور میری وارثت میں شک ہے حالانکہ خریداروں کے رجسٹر میں آپ کا نام بھی لکھا ہوا ہے؟ فرمایا: بے شک تو نے سچ کہا، واقعی یہ تیرے باپ کے انگور ہیں، لیکن تو نے انہیں خراب کر دیا ہے۔ اس نے کہا: کیسے؟ فرمایا: تو نے طاہر بن حُسَیْنِ کی منہر سے انہیں سیراب کیا ہے۔ یہ وہ منہر تھی جو مغربی جانب گزر گاہ کو کاٹ کر بنائی گئی تھی اس لئے آپ نہ تو اس کا پانی پیتے تھے اور نہ ہی اس کے پل سے گزرتے تھے۔ (قوت القلوب، ۴۸۶/۲)

نیک لوگ شہادت سے تو بچتے ہی ہیں لیکن بعض یقینی امور بھی فتنے کے خوف کی وجہ سے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو لوگوں کو فتنے سے بچانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے!

جان دے کر لوگوں کو فتنے سے بچایا

حضرت سَیِّدُ نَابِشَرِ بْنِ حَارِثِ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ ”ایک کافر و ظالم بادشاہ لوگوں کو خنزیر کا

گوشت کھانے پر مجبور کرتا، جو انکار کرتا اسے سخت سزائیں دے کر ہلاک کروا دیتا تھا۔ ایک مرتبہ اس زمانے کے سب سے بڑے عبادت گزار کو اسی مقصد کے لئے بادشاہ کے پاس لایا گیا تو ایک عقیدت مند سپاہی نے کہا: حضور! آپ مجھے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے دے دیں، جب بادشاہ خنزیر کا گوشت رکھنے کا کہے گا تو بکری کا گوشت آپ کے سامنے لے آؤں گا، بادشاہ یہ سمجھے گا کہ آپ نے اس کی خواہش کے مطابق خنزیر کا گوشت کھا لیا ہے، اس طرح آپ ہلاک ہونے سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ، اس عابد نے بکری کا بچہ ذبح کر کے سپاہی کو دے دیا۔ جب اسے بادشاہ کے سامنے لایا گیا اور بادشاہ نے خنزیر کا گوشت لانے کا حکم دیا تو منصوبے کے مطابق وہ سپاہی بکری کا گوشت لے کر آیا۔ بادشاہ نے کہا: میرے سامنے یہ خنزیر کا گوشت کھا! عابد نے کہا: میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر سپاہی نے اشارے سے بتایا: یہ بکری کا گوشت ہے آپ بلا جھجک کھالیں! لیکن عابد نے گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ، ظالم بادشاہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

جب اسے قتل کے لئے لے جانے لگے تو سپاہی نے پوچھا: آپ نے گوشت کیوں نہیں کھایا، بخدا! یہ بکری کا گوشت تھا، کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہ تھا؟ عابد نے کہا: ایسی بات نہیں بلکہ مجھے اس بات سے ڈرتھا کہ لوگ میری وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ جب بھی کسی کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ فلاں نے بھی تو حرام گوشت کھالیا تھا، لہذا ہم بھی کھا لیتے ہیں۔ اس طرح لوگ میری وجہ سے بہت بڑے فتنے میں پڑ جائیں اور میں لوگوں کے لئے فتنہ ہرگز نہیں بننا چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ عظیم عابد خا موش ہو گیا اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا گیا۔

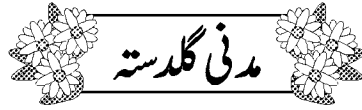
(عیون الحکایات، الحکایة السابعة والستون بعد الاربعمائة، ص ۴۰۰)

سچ بولنے والے کو قلبی سکون ملتا ہے، نہ کبھی ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نہ ہی ایسے الفاظ کہنے پڑتے ہیں کہ ”کاش! میں ایسا نہ کرتا، کاش! میں نے ایسا نہ کہا ہوتا“ سچ ہمیشہ نجات دلاتا ہے جبکہ جھوٹ بولنے والا شکوک و شبہات میں مبتلا اور بے چین رہتا ہے، وہ سب سے پہلے تو اسی تَرَدُّد (شک) میں رہتا ہے کہ نا جانے لوگ اس کی بات کا اعتبار

کریں گے یا نہیں، پھر اگر لوگ اس کی بات نہ مانیں تو وہ جھوٹی قسمیں کھاتا اور ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بول کر گناہوں کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں اور جھوٹ سے بچیں۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا حشر صِدِّیقِین کے ساتھ فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ



”ابوبکر“ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) جو چیز دل میں کھٹکے یا شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ دینا چاہیے۔
- (2) سچائی میں دل کا سکون اور جھوٹ میں بے چینی ہی بے چینی ہے۔
- (3) نیک لوگ دوسروں کو فتنے سے بچانے کے لئے بعض جائز و مباح چیزوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات شدید تکلیف برداشت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔
- (4) ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جو لوگوں میں تَنَفُّر کا باعث ہوں۔
- (5) سچ بولنے والے کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔
- (6) نیک لوگوں کا دل ہمیشہ نیک اعمال ہی پر مطمئن ہوتا ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شکوک و شبہات سے بچائے، دلی سکون و اطمینان عطا فرمائے حق سننے، حق سمجھنے اور حق

بولنے کی توفیق مرحمت فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تُوْبُوْا اِلٰی اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ



سردارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم

حدیث نمبر: 56

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ هِرْقَلٍ، قَالَ هِرْقَلُ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ يَعْينِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: قُلْتُ: يَقُولُ: "أَعْبُدُوا اللَّهَ وَحُدَّهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصَّلَاةِ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری، کتاب بدء الوحی، ۱۰/۱، حدیث: ۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سُفیان صخر بن حرب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ واقعتاً ہرقل کی طویل حدیث میں فرماتے ہیں: ہرقل نے پوچھا وہ نبی (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) فرماتے ہیں: میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اپنے آباء و اجداد کی باتوں کو چھوڑ دو، نیز وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

ہِرْقَل (۱) کون تھا؟

علامہ بدر الدین عینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْعَظِيمِ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: عہد رسالت میں روم کا جو بادشاہ تھا اس کا نام ہِرْقَل تھا۔ ہِرْقَل نے 31 سال حکومت کی اس کی حکومت کے دور میں ہی نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال مبارک ہوا، اس کا لقب قیصر تھا، اس زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کے الگ الگ لقب تھے، جس طرح روم کے بادشاہ کا لقب قیصر، ایران کے بادشاہ کا کسری تھا، ہِرْقَل وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے درہم ایجاد کیا اور رگر جا بنوایا، حضرت سیدنا جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور ان کے خزانوں کو اللہ

(1) ہِرْقَل کا مشہور اعراب ہِرْقَل ہے۔ لیکن ہِرْقَل بھی درست ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، ۱۳۰/۱)

عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی ”أحلت لكم الغنائم“، ۳۴۸/۲، حدیث: ۳۱۲۱)

علامہ بَدْرُ الدِّینِ عینی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنَیْ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں اہل قریش شام (روم) اور عراق میں تجارت کے لئے بہت زیادہ جاتے تھے پھر جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو یہ خوف ہوا کہ اب وہ شام اور عراق نہیں جاسکیں گے کیونکہ قریش کے مسلمان ہونے کی وجہ سے شام اور عراق والے ان کے مخالف ہو گئے تھے، تب حضور عَلَیْهِ السَّلَام نے فرمایا: ان ملکوں میں ان کی ہلاکت کے بعد کوئی قیصر اور کسریٰ نہیں ہوگا اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، پھر نہ تو شام میں کوئی قیصر ہو اور نہ عراق میں کوئی کسریٰ۔ (ملقطا عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، ۱۳۰/۱، تحت الحدیث: ۷)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے غیب جاننے والے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان غیب نشان حَرْفِ بَحْرَفِ ثابت ہوا۔ روم و ایران سے قیصر و کسریٰ کی حکومت ختم ہوئی، ان ممالک میں پرچم اسلام لہلہانے لگا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے راہِ خدا میں خرچ کئے گئے۔ جیسا کہ منقول ہے:

علامہ أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَىٰ بنِ شَرَفٍ نُورِي عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْكِنَانِي اور دیگر تمام علمائے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ نہ عراق میں کسریٰ ہوگا اور نہ شام میں کوئی قیصر ہوگا جیسا کہ نبی اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے زمانے میں تھا، تو آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں ان دونوں ریاستوں میں ان کے اقتدار کے خاتمے کی خبر دی ہے، اور ایسا ہی ہوا جیسا رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا۔ کسریٰ کا اقتدار تو تمام علاقوں سے مکمل ختم ہو گیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے مکتوب کو پھاڑنے کی وجہ سے اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں جہاں تک قیصر کا تعلق ہے، تو وہ شام میں ہزیمت سے دوچار ہوا اور اپنی سلطنت کے دورِ اُفْتَادِہ (ناکارہ) علاقوں تک محدود ہو گیا مسلمانوں نے اس کے بیشتر علاقوں کو فتح کر کے ان میں مضبوط حکومت قائم کی اور مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو راہِ خدا میں خرچ کیا جیسا کہ حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے خبر دی تھی۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الفتن و اشراف الساعة، باب لا تقوم الساعة

حتى يمر الرجل الخ.....، ۴۲/۹، الجزء الثامن عشر

یہ حیران کن انقلابِ امیرِ المؤمنین حضرت سیدِ ناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں برپا ہوا۔ اس حدیث کے مفہوم اور اس جیسی دیگر احادیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ سے ہوتی ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (پ ۱۸، النور: ۵۵)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ اللہ عزّوجلّ کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وعدہ ہے کہ وہ عنقریب امتِ محمدیہ کو زمین کے خلفا اور لوگوں کے امام و حاکم بنائے گا، ان کی وجہ سے ملک آباد ہوں گے اور کُڑھ ارض کے لوگ ان کے سامنے شرمندہ ہوں گے۔ اللہ عزّوجلّ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ابھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بھی نہ ہوا تھا کہ اللہ عزّوجلّ نے مکہ مکرمہ رَاذَا اللہ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا، خیبر، بحرین سارا جزیرہ عرب اور پورا یمن فتح کروادیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجر کے جو سیوں اور اطرافِ شام کے عیسائیوں سے جزیہ وصول کیا۔ ہرقیل، مقوقس، نجاشی جیسے حاکموں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحائف بھیجے، پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور اللہ عزّوجلّ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بارگاہ میں خصوصی انعام و اکرام کے لئے منتخب فرمایا، تو خلافت کی ساری ذمہ داری امیرِ المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھائی۔ انہوں نے عہدِ رسالت کی کامیابیوں کو مستحکم کیا اور جزیرہ عرب میں اسلامی اقتدار کو اُسْتَوَار (مضبوط) کیا اور ساتھ ہی ایک اسلامی لشکر

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زیر قیادت ایران کی طرف بھیجا، دوسرا لشکر حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زیر کمان شام روانہ کیا اور تیسرا لشکر حضرت سیدنا عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی معیت میں مصر کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عہد صدیقی میں شامی لشکر کو بصری دِمَشْق اور اردگرد کے علاقوں کی فتوحات سے سرفراز فرمایا۔

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے وصال کا وقت آیا، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسلام اور اہل اسلام پر خصوصی احسان فرمایا کہ ان کے دلوں میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خلیفہ بنانے کا اہتمام کیا جنہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد کاروبار حکومت سنبھالا۔ چشمِ فلک نے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے بعد قوت و سیرت اور کمالِ عدل میں ان جیسا نہیں دیکھا، ان کے عہدِ خلافت میں تمام بلادِ شامیہ فتح ہوئے۔ مصر کا علاقہ فتح ہوا اور سلطنت فارس کا بڑا حصہ اسلامی قلم رَو (سلطنت) میں شامل ہوا۔ کسریٰ کو شکست فاش ہوئی اور اسے انتہائی ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور پسپا ہو کر اپنے دُور دراز علاقوں تک محدود ہو گیا۔ اُدھر قیصر کے ہاتھوں سے شام چھین لیا گیا اور وہ سمٹ کر قُسْطَنْطِیْنِیَہ کی طرف چلا گیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہِ خدا میں خرچ کئے جیسا کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی، پھر جب خلافت عثمانیہ کا دور دورہ ہوا، تو اسلامی ریاست کی حدود زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئیں۔ مغربِ اقصیٰ کے ممالک اَنَدَلُوس تک اور بحرِ اَوْقِیَانُوس کے ساتھ ساتھ کئی علاقے اور مشرقِ اقصیٰ میں چین کے کئی صوبے مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ کسریٰ شاہِ ایران قتل ہو گیا اور اسکے ملک کا نام و نشان مٹ گیا۔ عراق، خراسان اور اھواز کے شہر فتح ہوئے نیز مشارق و مغارب کے ممالک سے خراجِ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دربار میں آنے

لگا۔ (تفسیر ابن کثیر، پ: ۱۸، النور، تحت الاية: ۵۵، ۷۰/۶-۷۱)

مکتوبِ نبی کی برکت

مُبَلِّغِ اعْظَمِ، نَبِيِّ مُكْرَمِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کچھ بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے لئے مکتوب روانہ فرمائے ان میں سے ہر قلم نے آپ کے مکتوب شریف کی تعظیم کی تو اسے بہت سی برکتیں ملیں۔ چنانچہ، علامہ بَدْرُ الدِّينِ عَيْنِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِيِّ عَمَدَةُ الْقَارِي میں فرماتے ہیں: ہر قلم نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے خط مبارک کو خوب حفاظت و ادب کے ساتھ سونے کی ڈبیہ میں رکھا۔ یہ اور اس کی نسل ہمیشہ اس کا بہت اعزاز و اکرام کرتے رہے، منقول ہے کہ منصور قلاون کے عہد میں شاہ فرنگ نے سَيْفُ الدِّينِ طَلْحِ مَنْصُورِي کو یہ خط مبارک دکھایا تھا اس وقت اس کے کچھ حروف اڑ چکے تھے یہ خط اس کے پاس ایک رَزَّيْنِ (سنہری) صندوق میں سونے کے قلم دان میں محفوظ تھا۔ اس بادشاہ نے بتایا کہ یہ وہ خط ہے جو تمہارے نبی (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نے ہمارے دادا کے پاس بھیجا تھا۔ ہمارے بزرگ ہمیشہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں کہ اس کی بہت حفاظت کرنا، تعظیم و تکریم کرنا، جب تک یہ ہمارے خاندان کے پاس رہے گا سلطنت ہمارے خاندان میں باقی رہے گی۔

(عمدة القاری، کتاب بدء الوحي، ۱/۵۸، تحت الحدیث: ۷)

روم و ایران فتح ہوئے

امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں ۱۶ھ میں حضرت سَيِّدُنا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایوانِ (محل) کسریٰ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق کی مملکت میں پڑھا گیا۔ یہ ماہِ صفر تھا ۲۰ھ میں جنگ کے بعد مصر فتح ہوا، قیصرِ روم کا انتقال ہوا، حضرت سَيِّدُنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے خیبر اور نَجْرَانَ سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادیِ الْقُرَى کو تقسیم کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۴-۱۰۵)

قیصر و کسریٰ کے خزانے

حضرت سَيِّدُنا جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا: مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے ضرور فتح کرے گا جو سفید محل میں ہیں۔ (مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل..... الخ، ص ۱۵۵۹، حدیث: ۲۹۱۹) راوی کہتے ہیں کہ اللہ عز و جل کی قسم! میں اور میرے والد ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یہ خزانے فتح کئے اور ہمارے حصے میں ایک ہزار درہم آئے۔
(دلائل النبوة، ۴/۳۸۹)

مختلف ممالک کے بادشاہوں کے القابات

اس زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کے الگ الگ لقب تھے، جیسے روم کے بادشاہ کا لقب قیصر، ایران کے بادشاہ کا کسریٰ تھا، اور ترک کے بادشاہ کا خاقان، حبشہ کے بادشاہ کا نجاشی، قبط کے بادشاہ کا فرعون، مصر کے بادشاہ کا عزیز، ہند کے بادشاہ کا دھمی، چین کے بادشاہ کا فغفور، یونان کے بادشاہ کا بطلمیوس یہود کے بادشاہ کا قیٹون، صائبہ کے بادشاہ کا نمروڈ، یمن کے بادشاہ کا تبع، عرب کے بادشاہ کا لقب عجمیوں سے پہلے نعمان تھا اور افریقہ کے بادشاہ کا جرجیر، خوارزم کے بادشاہ کا خوارزم شاہ، جرجان کے بادشاہ کا، صول، آذر بایجان کے بادشاہ کا اصبہذ، طبرستان کے بادشاہ کا سالار، اسکندریہ (Alexandria) کے بادشاہ کا لقب مملک مقوقس تھا۔ (عمدة القاری، کتاب بدء الوحی، ۱/۱۳۰، تحت الحدیث: ۷)

حدیث مذکور میں بیان کیا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ایک اللہ عز و جل کی عبادت کرنے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے، اپنے آباء و اجداد کی باطل باتوں کو چھوڑ دینے نیز نماز پڑھنے، پاکدامن رہنے، صلہ رحمی کرنے اور سچ بولنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ باب چونکہ صدق (سچائی) کے بارے میں ہے، لہذا سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت پر مشتمل چند روایات و حکایات پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ،

جھوٹ ترک کیا تو دیگر گناہوں کی عادت جاتی رہی

ایک شخص بارگاہِ نبوت میں عرض گزار ہوا: مجھے بدکاری، چوری، شراب نوشی اور جھوٹ کی عادت ہے میں

ایمان لانا چاہتا ہوں مگر لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے یہ چیزیں حرام کی ہیں۔ میں ایک ساتھ انہیں نہیں چھوڑ سکتا، مجھے ان میں سے کسی ایک برائی سے منع فرما دیجئے تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ نبی مُکَرَّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تو جھوٹ کو ترک کر دے! عرض کی: ٹھیک ہے! پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ دربار رسالت سے جانے کے بعد جب اس کا شراب پینے کا ارادہ ہوا تو خیال آیا جب نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مجھ سے شراب پینے سے متعلق پوچھیں گے اور میں جھوٹ بولوں گا تو میں نبی سے کئے ہوئے وعدے کو توڑنے والا ہو جاؤں گا اور اگر اقرار کر لیا تو مجھ پر حد قائم کی جائے گی، لہذا اُس نے شراب نوشی چھوڑ دی، اسی طرح بدکاری اور چوری کا ارادہ کرتے وقت بھی اسے یہی خیال آیا تو وہ ان برائیوں سے بھی باز رہا۔ جب بارگاہ رسالت میں حاضری ہوئی تو عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میری جان آپ پر خدا ہو آپ نے مجھے جھوٹ سے روک کر کتنا اچھا کام کیا کہ جب میں جھوٹ سے بچا تو مجھ پر تمام گناہوں کے دروازے بند ہو گئے۔ (تفسیر کبیر، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ۱۶۷/۶)

معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ یہ شخص جھوٹ ترک کرنے کی برکت سے دیگر گناہوں سے بھی بچ جائے گا اسی لئے اسے جھوٹ ترک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر واقعی وہ تمام گناہوں سے تائب ہو گیا۔

تَفْسِيرُ دُرِّ مَنثورٍ میں ہے: اميرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدُنا عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: تم مومن کو کذاب (جھوٹا) نہیں پاؤ گے۔ مزید فرماتے ہیں: تم کسی کی نماز اور روزے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ کیا جب وہ بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے، جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اسے ادا کرتا ہے۔ (درمنثور، پ ۱۱، التوبة، تحت الاية: ۱۱۹، ۳۲۰/۴)

جھوٹ کی نُحُوسَت

حضرت سَيِّدُنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آدمی کو جھوٹ بولنے کی وجہ سے رات کے قیام اور دن کے روزے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، آثار و حکایات فی فضل الصدق و ذم الکذب،

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا: جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رسول اللہ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے نزدیک ناپسندیدہ نہ تھی۔ (سنن کبریٰ، کتاب الشهادات، باب من كان منكشف الكذب

..... الخ، ۳۳۱/۱۰، حدیث: ۲۰۸۲۱)

سچ میں بے مثال خوبیاں

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فرماتے ہیں: جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں اس نے نفع اٹھایا:

- (1) سچائی (2) حیا (3) اچھے اخلاق (4) شکر۔ حضرت ابو عبد اللہ ربیع بن ریحمة اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں میں نے مَنْصُور دینوری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِيُّ کو خواب میں دیکھا، میں نے اُن سے کہا: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جس کی مجھے امید نہ تھی۔ میں نے کہا: وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعے بندہ اللهُ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: سچ۔ سب سے بُری چیز جس کے ذریعے بندہ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ جھوٹ ہے۔ (احیاء العلوم، ۱۱۶/۵)

مدنی گلدستہ

”صادق و امین“ کے ۹ حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے ۹ مدنی پھول

- (1) سب سے پہلے در اہم اور گر جا بنانے والا ہر قیل تھا۔
- (2) روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہوا کرتا تھا۔
- (3) انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَأَوْلِيَاءِ عِظَامِ رَحْمَتِهِمُ اللهُ السَّلَامُ کے تبرکات سے برکتیں حاصل ہوتیں اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ ہر قیل نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے خط کی تعظیم کی اور اسے سونے کے صندوق میں رکھا،

حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے خط کی برکت سے ہر قلم کو بہت سی فتوحات ہوئیں۔

(4) صادق مصدوق نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک جھوٹ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسندیدہ نہ تھی۔

(5) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علمِ غیب سے مالا مال کیا ہے جیسی تو ارشاد فرمایا کہ قیصر و کسرامی کے خزانے مسلمانوں کے پاس آجائیں گے اور انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیا جائیگا اور پھر ایسا ہی ہوا جیسا زبانِ حق ترجمان سے ادا ہوا۔

امام اہل سنت، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام أَحْمَد رَضَا خَانَ عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ حَدَاتِیْ بَخَشِشِ شَرِیْفِیْنِ مِیْنِ فَرَمَاتِ

ہیں:

وہ زباں جس کو سب کُن کی نئی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(6) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا سنتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہے۔

(7) نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، صلہ رحمی کرنا، پاکدامنی اور سچائی مسلمانوں کی بہت اعلیٰ صفات ہیں۔

(8) جھوٹ ایسی برائی ہے جسے دیگر مذاہب کے لوگ بھی برا جانتے ہیں۔

(9) جھوٹ بولنا منافقین کی علامت ہے۔

تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

☆☆☆☆☆☆

شہادت کی سچی طلب

حدیث نمبر: 57

عَنْ أَبِي ثَابِتٍ وَقَيْلِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَيْلِ أَبِي الْوَلِيدِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَهُوَ بَدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَادَةِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشهادة فی سبیل اللہ، ص ۱۰۵۷، حدیث: ۱۹۰۹)

ترجمہ: ابو ثابت یا ابوسعید یا ابوولید سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بدری صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سچے دل سے اللہ عزوجل سے شہادت کا سوال کرے اللہ عزوجل سے شہداء کے مرتبے پر فائز فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔"

حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی ہیں، جنگِ بدر میں شریک ہوئے، آپ اُس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جب لوگوں کے قدم اکھڑ گئے تھے۔ اُس دن آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے موت پر بیعت کی، حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی صحبت اختیار کی۔ بصرہ جاتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آپ کو اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت سیدنا سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس کا حاکم بھی بنایا گیا۔ ۳۸ھ میں آپ کا وصال مبارک کوفہ میں ہوا۔ (اسد الغابہ، ۲/۵۴۵)

سچی نیت مطلوب و مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے

حضرت علامہ مُحَمَّد بن عَلَّان شَافِعِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي دَلِيلُ الْفَالِحِينَ شرح رياض الصالحين میں فرماتے ہیں: "جو اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کرے اللہ عزوجل اسے اس کی

سچی نیت کی برکت سے شہدا کے اعلیٰ مرتبے پر فائز فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مر جائے۔ اس حدیث میں بیان ہوا کہ سچی نیت مطلوب و مقصود تک پہنچنے کا سبب ہے، جو کسی نیک کام کی سچی نیت کرے اسے اس عمل کا ثواب ملے گا اگرچہ وہ (کسی مجبوری کی وجہ سے) اس نیک کام کو نہ کر سکے۔“ (دلیل الفالحین، ۲۱۳/۱)

مُلا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مَرْقَاةُ شَرْحِ مَشْكُوَّةٍ فِي مِرَاتِهِ میں فرماتے ہیں: ”اگر وہ شخص شہید نہ مرے تو شہید کے حکم میں ہوگا اور اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔“

(مرقاة المفاتيح، كتاب الجهاد، باب الكتاب الى الكفار ودعائهم الى الاسلام، ۳۷۲/۷، تحت الحديث: ۳۸۰۷)

شہادت کی دعا کرنا مستحب ہے

علامہ أَبُو زَكْرِيَا يَحْيَى بْنُ شَرَفٍ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ”اگر کوئی شخص سچے دل سے شہادت کا سوال کرے تو اللہ عزَّ وَجَلَّ اسے شہید کا ثواب عطا فرمادیتا ہے اگرچہ اس کا انتقال بستر ہی پر ہوا ہو۔ شہادت کا سوال کرنا مستحب ہے اور اس میں اچھی نیت ہونا بھی مستحب ہے۔“ (شرح مسلم للنسوی،

كتاب الامارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله، ۵۵/۷، الجزء الثالث عشر)

شہدا کا مرتبہ

سب سے بلند مرتبہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا پھر صدیقین کا اور پھر شہدا کا مرتبہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

(پ ۵، النساء: ۶۹)

راہِ خدا میں شہید ہونے کا ثواب

اس بارے میں احادیثِ مقدّسہ

(1) حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نَبِيِّ مُكْرَمٍ، نُورِ مُجَسَّمٍ صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا: کہ ”یہ شہدَا کا گھر ہے۔“ (بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المحاہدین

فی سبیل اللہ، ۲۵۱/۲، حدیث: ۲۷۹۱)

(2) حضرت سیدنا راشد بن سعد عَلِيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَحَدِ اِيك صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا وجہ ہے کہ قبر میں سب مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے لیکن شہید کا نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کی بجلی گرنی ہی اس کے امتحان کے لئے کافی ہے۔ (نسائی، کتاب الجنائز، باب الشہید، ص ۳۴۵، حدیث: ۲۰۵۰)

(3) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا ئے عُيُوبِ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”شہیدِ قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چنگلی کی تکلیف ہوتی ہے۔“ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، ۲۵۲/۳، حدیث: ۱۶۷۴)

(4) حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نَبِيِّ كَرِيمٍ، رءُوفِ رَحِيمِ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب لوگ حساب کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک قوم اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے آئے گی جن سے خون بہہ رہا ہوگا اور جنت کے دروازے پر آ کر بھیر کر دے گی، پوچھا جائے گا: یہ کون ہیں؟

جواب دیا جائے گا: یہ شہدائے جہاد ہیں جو زندہ تھے اور رزق دیئے جاتے تھے۔ (معجم الاوسط، ۵۴۲/۱، حدیث: ۱۹۹۸)

شہید کون؟

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سر و رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم شہدا میں کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ شفیق و مہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! (اس کے علاوہ) اور کون شہید ہے؟ فرمایا: جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اللہ عزوجل کی راہ میں مر جائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں مبتلا ہو کر مرے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ حضرت سیدنا ابن مفسم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوصالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو سمندر میں ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ شہدا پانچ ہیں (۱) طاعون میں مبتلا ہو کر مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری کے سبب مرنے والا (۳) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا (۴) بلبے تلے دب کر مرنے والا (۵) اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا جانے والا۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشهداء، ص ۱۰۶۰، حدیث: ۱۹۱۴)

شہید کی اقسام

بہارِ شریعت میں ہے: شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ ایک حدیث میں فرمایا: اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں:

- (۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔
- (۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔
- (۳) ذات الحُنب میں (پسلیوں کے درد کی وجہ سے) مرا شہید ہے۔
- (۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔
- (۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(6) جس کے اوپر دیوار وغیرہ گر پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(7) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کنوارے پن میں مر جائے شہید ہے۔

امام احمد کی روایت حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: ”طاعون سے بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔“

(8) ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان

کو ذکر کیا ہے۔ بعض یہ ہیں:

(9) رسل (ایک بیماری ہے) جس سے بھیڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے) کی بیماری میں مرا۔

(10) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(11) بخار میں مرا۔

(12) مال یا

(13) جان یا

(14) اہل یا

(15) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(16) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(17) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(18) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(19) مارا اور مر گیا۔

(20) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(21) علم دین کی طلب میں مرا۔

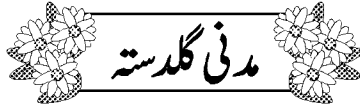
- (22) مؤذن کہ طلبِ ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔
- (23) تاجر راست گو (سچ بولنے والا)۔
- (24) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔
- (25) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امرِ الہی قائم کرے اور انہیں حلال کھلائے۔
- (26) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي فِي الْمَوْتِ وَفِي مَا بَعْدَ الْمَوْتِ.
- (27) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔
- (28) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سوشہید کا ثواب ہے۔
- (29) جو مرض میں لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مر جائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔
- (30) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔
- (31) جو ہر رات میں سورہٴ یس شریف پڑھے۔
- (32) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔
- (33) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سو بار دُرُود شریف پڑھے۔
- (34) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔
- (35) جو جمعہ کے دن مرے۔
- (36) جو صبح کو اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تین بار پڑھ کر سورہٴ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مر اتو شہید مر اور جو شام کو کہے (تو) صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۸۵۷-۸۶۰، حصہ ۲)

موت کی تمنا نا جائز اور شہادت کی تمنا مستحب کیوں؟

سوال: ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں تو موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تو پھر شہادت کی دعا

مانگنے یا تمنا کرنے کی اجازت کیوں دی گئی؟

جواب: مصیبتوں، پریشانیوں اور تنگ دستیوں وغیرہ سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنا ناجائز و ممنوع ہے جب کہ لقاءِ الہی کے اشتیاق میں اور دینِ حق کی سر بلندی کے لئے موت کی تمنا کرنا جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہے۔ (ملخصاً فضائل دعا، ص ۱۸۲)
نوٹ: مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر 40 کا مطالعہ فرمائیے!



”شہید“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) جو شخص کوئی نیک کام کرنے کا پکا ارادہ کرے اور کسی وجہ سے نہ کر پائے تو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اچھی نیت کے سبب اُسے عمل کا ثواب عطا فرمادیتا ہے۔
- (2) شہادت کی دعا مانگنا مستحب ہے۔
- (3) شہدا کا درجہ بہت بلند ہے کہ صدیقین کے بعد شہدا کا درجہ ہے۔
- (4) جو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دین کی سر بلندی کے لئے اپنی جان قربان کر دے وہ سب سے اعلیٰ شہید ہے۔

یا اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ایمان و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں شہادت کی موت، جَنَّتُ البَقِيعِ میں مدفن اور جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ میں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس عطا فرما!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

☆☆☆☆☆☆

خیانت کا انجام

حدیث نمبر: 58

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعَنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَنْبِيَّ بِهَا وَلَمَّا بَيْنَ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنَى بِيُوتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ أَوْلَادَهَا. فَعَزَا فِدَانًا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحَبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَتْ يَعْنَى النَّارَ، لِنَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيَبَايِعُنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ فَلْتَبَايِعُنِي قَبِيلَتِكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ. فَجَاءَ وَابْرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقْرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعَهَا فَجَاءَتْ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجَزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی: احلت لكم الغنائم، ۳۴۹/۲، حدیث: ۳۱۲۴)

”الْخَلْفَاتُ“ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلْفَةٍ، وَهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایک نبی علیہ السلام نے جہاد کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا: وہ شخص میرے ساتھ نہ آئے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور ابھی تک شب زفاف نگزاری ہو اور وہ ایسا کرنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی نہ آئے جس نے مکان بنایا ہو اور چھت نہ ڈالی ہو۔ اور وہ شخص بھی نہ آئے جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدیں اور وہ ان کے بچوں کا منتظر ہو۔“ یہ فرما کر وہ جہاد کے لئے چل دیئے اور نماز عصر کے وقت ایک بستی کے پاس پہنچے، سورج سے فرمایا: تو بھی حکم خدا کا پابند ہے اور میں بھی اللہ عزوجل کے حکم پر مامور ہوں۔ اے اللہ عزوجل! اسے ہمارے لئے روک دے۔ چنانچہ سورج رُک گیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انہیں

فتح عطا فرمائی، پھر انہوں نے مالِ غنیمت جمع کیا پھر آگ سے کھانے آئی مگر نہ کھایا، نبی (علیہ السلام) نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے کسی نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے، لہذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ، ایک آدمی کا ہاتھ نبی (علیہ السلام) کے ہاتھ سے چپک گیا، فرمایا: خاؤن تمہارے قبیلے سے ہے، لہذا تمہارا قبیلہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ، دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ فرمایا: تم نے خیانت کی ہے۔ چنانچہ، وہ لوگ گائے کے سر کے برابر سونالے کر آئے اور اسے بھی مالِ غنیمت میں رکھ دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اسے کھا گئی (جلادیا)۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا لیکن جب اللہ عزوجل نے ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے حلال کر دیا۔

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”الْخَلْفَاتُ“ میں خا پر زبر اور لام پر کسرہ ہے اور یہ خَلْفَةُ کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے حاملہ اونٹنی۔

جہاد سے ممانعت کی وجہ

حضرت سید ناملاً علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ان لوگوں کو جہاد سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مذکورہ چیزوں کی طرف دھیان کرنا، اہم کام کے مضبوط ارادے کو کمزور کر دے گا (کیونکہ توجہ بٹ جائے گی) اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاد جیسا اہم کام صحیح طور پر نہیں ہو سکے گا۔ علامہ نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہم معاملات ایسے عقل مند و مضبوط ارادے والے لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو فارغ البال ہوں (تاکہ ان کی پوری توجہ کام کی طرف رہے)۔ اہم امور ایسے لوگوں کے سپرد نہیں کرنے چاہئیں جن کے دل دیگر کاموں میں بھی مشغول ہوں۔ کیونکہ یہ مشغولیت مضبوط ارادوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الجہاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیہا، ۵۹۹/۷، تحت الحدیث: ۴۰۳۳)

حضرت سید نایوش بن نون علیہ السلام کے لئے سورج کا ٹھہرنا

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدة القاری میں فرماتے ہیں: وہ نبی حضرت سید نایوشع بن

نُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تھے۔ حضرت سیدنا موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے چالیس سال بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں مبعوث فرمایا، انہوں نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نبی ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے قوم جَبَّارین سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ بنی اسرائیل نے ان کی تصدیق کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ پھر انہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ اُرُبْحَا (نامی بستی) کا قصد فرمایا، اُن کے پاس تابوتِ میثاق بھی تھا انہوں نے چھ مہینے تک اس بستی کا احاطہ کئے رکھا، ساتویں مہینے اس بستی کی دیواریں گرانے میں کامیاب ہوئے، تو انہوں نے بستی میں داخل ہو کر قوم جَبَّارین سے جہاد شروع کر دیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ پورے دن جہاد ہوتا رہا لیکن ابھی جہاد مکمل نہ ہوا تھا۔ قریب تھا کہ سورج غروب ہو جاتا اور ہفتے کی رات شروع ہو جاتی (ان کی شریعت میں ہفتے کو جہاد جائز نہ تھا۔ مرقا، ج ۷، ص ۶۶۰) چنانچہ، حضرت سیدنا یوشع عَلَيْهِ السَّلَامُ کو خوف ہوا کہ کہیں اُن کی قوم عاجز نہ آ جائے۔ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ سورج کو واپس لوٹا دے! انہوں نے سورج سے کہا: تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت پر مامور ہے اور میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کا پابند ہوں، یعنی تو غروب ہونے پر مامور ہے اور میں نماز پڑھنے پر یا غروب سے پہلے قتال کرنے پر مامور ہوں، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے سورج کو ٹھہرا دیا اور غروب آفتاب سے قبل انہیں فتح نصیب ہو گئی۔ (عمدة القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لكم الغنائم، ۱۰/۴۵۳-۴۵۴، تحت الحدیث: ۳۱۲۴)

نمی آخر الزماں (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے لئے سورج کا رُکنا

علامہ بدرُ الدِّین عینی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِيِّ عَمْدَةُ الْقَارِي فِيهِ فرماتے ہیں: شبِ اَسْرَى کے دو لہا، دو عالم کے دو تاصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جب معراج سے مَكَّةَ مُكْرَمَةً تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو خبر دی کہ میں نے فلاں قبیلے کے اونٹ مقام ”ضَجْنَان“ میں دیکھے تھے اور اب وہ تَنْعِيمِ بَيْضَاء (ایک جگہ کا نام ہے) کے پہاڑی راستے کے قریب پہنچ چکے ہیں، اُن میں سے جو اونٹ آگے ہے اس پر دو دھاریوں والا کپڑا ہے۔ وہ قافلہ فلاں دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے فلاں مقام پر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ، لوگ اس جگہ پہنچ گئے۔ سورج غروب ہونے والا تھا

لیکن قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو سورج اپنی جگہ ٹھہر گیا اور فرمانِ مصطفیٰ کے مطابق سورج غروب ہونے سے پہلے قافلہ وہاں پہنچ گیا اور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جیسی خبر دی تھی لوگوں نے ویسا ہی پایا۔ (ملخصاً عمدة القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احدث لکم الغنائم، ۴۵۳/۱۰، تحت الحدیث: ۳۱۲۴) (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیہا، ۶۰۰/۷، تحت الحدیث: ۴۰۳۳)

غزوہ خندق میں سورج کی واپسی

غزوہ خندق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار سے جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اللہ عزوجل نے سورج کو واپس لوٹا دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، باب قسمة الغنائم والغلول فیہا، ۶۰۰/۷، تحت الحدیث: ۴۰۳۳)

سیدنا مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لئے سورج واپس ہوا

دعائے نبی کی برکت سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولانا علی کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لئے سورج کو واپس لوٹایا گیا۔ چنانچہ،
حضرت سیدنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوں پر سر رکھ کر سو گئے۔ مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی سورج غروب ہو رہا تھا۔ حضرت علی نے آرامِ نبی کا خیال رکھتے ہوئے بالکل بھی جنبش (حرکت) نہ کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب سر کا رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ سر کا رو دعا تم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل سے دعا کی: اے مالک و مولیٰ عزوجل! تیرے بندے علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ کو نماز سے روک رکھا تو اس کے لیے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت سیدنا اسماء بنت عمیس

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ دعائے نبی کی برکت سے سورج واپس نکل آیا یہاں تک کہ پہاڑ اور زمین کے مابین واقع ہو گیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کھڑے ہوئے وضو فرمایا اور نماز عصر اپنے وقت میں ادا کی۔ (عمدة القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لكم الغنائم، ۴۵۳/۱۰، تحت الحدیث: ۳۱۲۴)

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب توواں تمہارے لئے مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے طلوع آفتاب کا مؤخر ہونا

حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی طلوع آفتاب میں تاخیر کر دی گئی تھی۔ چنانچہ منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ساتھ جانے اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا تابوت اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کے ساتھ چلنے کا وعدہ فرمایا اور تابوت تلاش کرنے لگے۔ تابوت کے بارے میں چونکہ رہنمائی نہ کی گئی تھی (کہ کہاں ہے) اس لئے (تابوت ڈھونڈتے ہوئے) ساری رات گزر گئی اور آفتاب طلوع ہونے کے قریب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ عزوجل! تابوت ملنے تک طلوع آفتاب کو مؤخر فرما دے! اللہ عزوجل نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور طلوع آفتاب کو مؤخر کر دیا۔ (عمدة القاری، کتاب الخمس، باب قول النبی احلت لكم الغنائم، ۴۵۳/۱۰، تحت الحدیث: ۳۱۲۴)

آسمان سے آگ آ کر کھا لیتی تھی

علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ”سابقہ امتوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ مال غنیمت جمع کر کے ایک جگہ رکھ دیا جاتا، پھر آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا دیتی اور یہ قبول ہونے کی علامت ہوتی۔ اسی لئے جب آگ آئی اور اس نے مال غنیمت کو نہ جلا یا تو معلوم ہو گیا کہ مال

غنیمت میں خیانت کی گئی ہے۔ پھر جب وہ مال واپس کر دیا گیا تو آگ نے آ کر سارے مال غنیمت کو جلا دیا۔ اسی طرح قربانیوں کا معاملہ تھا کہ جسے آسمانی آگ جلا دیتی وہ قبول ہوتی اور جسے نہ جلاتی وہ نامقبول ہوتی۔“

(شرح مسلم للنووی، کتاب الجہاد والسیر، باب تحلیل الغنائم لهذا الامۃ خاصة، ۵۲/۶، الجزء الثانی عشر)

أُمَّتِ مُحَمَّدِيَهٍ بِرِخَاصِ كَرَمِ

عَلَامَهٗ اِبْنِ حَجْرٍ عَسْقَلَانِي قَدِيسَ سِرُّهُ التُّورَانِي فَتْحُ الْبَارِي فِي حَدِيثِ شَرِيفِ كِهْصِي "لَمَّا رَأَى ضَعْفَنَا" كِهْ تَحْتِ فَرَمَاتِي هِي: اِسْ فِي اِسْ بَاتِ كِي طَرَفِ اِسْ اِشَارَهٗ هِي كِهْ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كِي بَارِگَاهِ فِي اِسْ عَاجِزِي كَرْنِي سِي اِسْ كَافِضِ نَصِيْبِ هُوْتَا هِي۔ مَالِ غَنِيْمَتِ كَا حِلَالِ هُوْنَا اِسْ اِمْتِ كِهْ لِي خَاصِ هِي اُوْر اِسْ كِي اِبْتِدَاغِزِ وَهٗ بَدْرِ سِي هُوِي، غَزْوَهٗ بَدْرِ كِهْ مَوْقِعِ پَرِيهٗ اَيْتِ طَيِبِهٗ نَازِلِ هُوِي تَهِي:

فَكُلُّوْا مِمَّا عَمِيْتُمْ حِلَالًا طَيِّبًا (پ ۱۰، الانفال: ۶۹) ترجمہ کنز الایمان: تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ۔

پس اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے مالِ غنیمت حلال فرمادیا اور یہ حضرت عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى

عَنْهُمَا كِي حَدِيْثِ صَحِيْحِ سِي ثَابِتِ هِي۔ (فتح الباری، کتاب فرض الخمس، باب قول النبی اِحْتَلِكُمْ، ۱۸۲/۷، تحت الحدیث: ۳۱۲۴)

حدیثِ مَدْكُوْرِ فِيْ بِيَانِ هُوَا كِهْ چنڊ لوگوں كِي خِيَانَتِ كِي وَجِهٖ سِي تَمَامِ مَالِ غَنِيْمَتِ نَامَقْبُوْلِ هُوْگِيَا۔ اِسْ سِي

خِيَانَتِ كِي قَبَاحَتِ كَا بَخْوَبِي اِنْدَا زِهٗ لَگَا يَاجَا سَكْتَا هِي۔

خِيَانَتِ كِي مَدَمَّتِ پَرِ مَشْتَمَلِ چنڊ روایات ملاحظہ فرمائیے:

خَائِنِ كِي رِسْوَانِي

حضورِ پاك، صاحبِ لولاكِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَا فَرْمَانِ عِبْرَتِ نَشَانِ هِي: ”قِيَامَتِ كِهْ دِنِ هِر

خِيَانَتِ كَرْنِي وَا لِي كِهْ لِي اِيكِ جَهَنَّمِ اِگَا رَاجَا لِي كَا جِسْ سِي اِسْ كِي پِيچَانِ هُوْگِي۔“

(كنز العمال، كتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب العذر، ۲۰۷/۲، حدیث: ۷۶۸۶، الجزء الثالث)

خیانت مُنافقت کی علامت ہے

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک علامت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اُسے چھوڑ دے، اور وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالی دے۔“ (بخاری،

کتاب الایمان، باب علامات المنافق، ۲۵/۱، حدیث: ۳۴)

مومن خائن نہیں ہو سکتا

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”مومن ہر عادت اپنا سکتا ہے مگر جھوٹا اور خائن (یعنی خیانت کرنے والا) نہیں ہو سکتا۔“ (جامع الاحادیث، قسم الاقوال، ۳۰۱/۹، حدیث: ۲۸۵۸۵)

مدنی گلدستہ

امانت کے 5 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 5 مدنی پھول

- (1) کوئی بھی اہم کام کرنے کے لئے پوری توجہ صرف اسی کام کی طرف ہونی چاہئے۔
- (2) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کی خاطر نظامِ کائنات کو بھی بدل دیتا ہے۔
- (3) پہلی امتوں میں غنیمت اور قربانی کی قبولیت کی نشانی یہ ہوتی تھی کہ آسمان سے آگ آ کر اُسے جلادیتی تھی۔
- (4) پہلی امتوں کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ اسی امت کا خاصہ ہے۔
- (5) مومنِ کامل کبھی بھی خیانت نہیں کرتا مومنِ امانت دار ہوتا ہے۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

سچ باعثِ برکت ہے

حدیث نمبر: 59

عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ”الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُرُكٌ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَّتْ
 بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا“. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(بخاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان..... الخ، ۱۳/۲، حدیث: ۲۰۷۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”بائع و مشتری (بیچنے والے اور خریدنے والے) کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں۔ پس اگر وہ سچ بولیں اور (عیب) بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ (عیب) چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔“

جھوٹ بولنے سے برکت اٹھ جاتی ہے

عَلَّامَهُ ابْنِ حَجَرَ عَسْقَلَانِي قُدَّسَ سِرُّهُ النَّوْرَانِي فَسُحُ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتِهِ هِيَ: دُونُوں سچ بولیں یعنی بیچنے والا سامان میں اور خریدار بھلاؤ میں سچ بولے۔ سودا بیچنے والا اپنی چیز کی خامی یا نقص بیان کر دے اور خریدنے والا اپنے سئے کا کھرا کھوٹا ہونا بیان کر دے تو دونوں کو برکت حاصل ہوگی اور اگر بائع یا مشتری کی طرف سے جھوٹ یا کتمان (عیب کو چھپانا) پایا گیا تو سودے سے برکت ختم کر دی جائے گی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایک جھوٹ بولے یا عیب چھپائے تو کیا دوسرے کے مال یا سودے سے بھی برکت ختم ہو جائے گی؟ جواب: ظاہر حدیث سے تو یہی واضح ہے کہ دوسرے کو برکت ملے گی، لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ ایک کے جھوٹ کی نحوست سے دوسرے کی برکت بھی زائل ہو جائے۔ ہاں! سچ بولنے والے کو ثواب ملے گا۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان الخ، ۲۶۸/۵، تحت الحدیث: ۲۰۷۹)

عقدِ بیع (سودا) کب مکمل ہوتا ہے

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی، حضرت سیدنا سفیان ثوری، حضرت سیدنا ربیعہ، حضرت سیدنا امام

مَالِك، حضرت سَيِّدِنَا اِمَامِ مُحَمَّدٍ اور ہمارے امامِ اعظمِ ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ کے نزدیک تَفَرُّق (جدا ہونے) سے مراد تَفَرُّقٌ بِالْاَقْوَالِ (یعنی قولاً جدا ہونا) ہے، پس جب بائع نے کہا: میں نے یہ چیز اتنے میں بیچی اور خریدار نے کہا: میں نے اتنے میں خریدی، بس اتنا کہتے ہی تَفَرُّق (جدائی) پائی گئی اور سودِ اکمل ہو گیا۔ اب خریدار وہ چیز واپس نہیں کر سکتا اور بیچنے والا اپنی چیز واپس نہیں مانگ سکتا، ہاں! خیارِ عیب، خیارِ رؤیت یا خیارِ شرط کی وجہ سے سودِ ختم کیا جاسکتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ عقد (سودا) ایجاب و قبول سے مکمل ہو جاتا ہے اور چیز خریدار کی ملکیت میں اور قیمت دوکاندار کی ملکیت میں چلی جاتی ہے، لہذا ان میں سے کسی ایک کو خیارِ مجلس دینا دوسرے کے حق کو باطل کرنے کے مترادف ہے، جو کہ اس حدیثِ پاک سے باطل ہے کہ ”لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْاِسْلَامِ“ (یعنی اسلام میں یہ بات ہے کہ نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ نقصان اٹھاؤ) اور مذکورہ حدیثِ خیارِ قبول پر محمول ہے یعنی جب ان میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو سودِ قبول کرنے یا رد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تیسرا اختیار نہیں۔ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے اس قول کی وجہ سے عقد ہو جانے کے بعد خیارِ مجلس ثابت نہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْكُمْ (پ: ۵، النساء: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی سودِ تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

تو مال کو جائز طریقے سے کھانا اسی صورت میں ہوگا جب رضامندی سے سودا ہو جائے، خرید و فروخت بھی سودا ہے، پس یہ آیت خیارِ مجلس کے باطل ہونے اور عقد ہونے پر دلیل ہے اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد ہے:

أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (پ: ۶، المائدہ: ۱)

ترجمہ کنز الایمان: اپنے قول پورے کرو۔

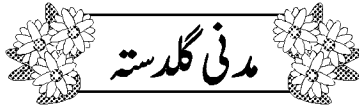
اور عقد میں وفا (یعنی اپنی بات پوری کرنا) ضروری ہے اور خیارِ مجلس کو ثابت کرنے کی صورت میں اپنی بات کو پورا نہ کرنا

لازم آ رہا ہے، لہذا خیارِ مجلس باطل ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان..... الخ، ۳/۴۲، تحت الحدیث: ۲۰۷۹)

تجارت سے برکت ختم

مُقَدِّمِ شَہِیْمِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ مُفْتِیِ اَحْمَدِ یَارِخَانَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: نہ تو فروشدہ (بیچنے والا) چیز کے عیب چھپا کر خریدار کو دھوکا دے، اور نہ خریدار قیمت کے عیوب چھپا کرتا جو کہ دھوکا دے دونوں کے معاملات صاف ہوں تو برکت ہوگی، ورنہ تجارت میں بے برکتی ہی رہے گی جیسا کہ آجکل دیکھا جا رہا ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۱۴/۲۳۷)



”قَبْلَہ“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) سچ سے کاموں میں برکت ڈال دی جاتی ہے، جبکہ جھوٹ کی نحوست سے برکت زائل کر دی جاتی ہے۔
- (2) اگر مال میں کوئی نقص یا عیب ہے تو اسے بیان کر دینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی جھگڑے وغیرہ کی نوبت نہ آئے۔
- (3) ایجاب و قبول کے ساتھ سودا مکمل ہو جاتا ہے۔ اب (سوائے چند مخصوص صورتوں کے) بائع یا مشتری میں سے کسی کو بھی سودا ختم کرنے کا اختیار نہیں۔
- (4) سودا کرتے وقت جو جھوٹ و دھوکے سے کام لے گا اگرچہ وقتی طور پر اسے کچھ فائدہ ہو بھی جائے لیکن اس کے مال میں برکت نہ ہوگی۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر معاملے میں سچائی اپنانے اور جھوٹ سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

باب نمبر: 5

مُرَاقَبَہ کا بیان

مُرَاقِبَةُ كَابِيَان

باب نمبر: 5

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! انسان کسی کام سے اسی وقت رُکتا ہے جب اسے نقصان کا خطرہ ہو۔ جسے یہ یقین ہو کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے تو وہ برائیوں سے بچتا ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری برائیوں سے لوگ آگاہ نہ ہوں۔ جب مخلوق کے خوف سے انسان برائیوں سے بچتا ہے تو اس خالق کائنات عَزَّوَجَلَّ سے انسان کو کتنا ڈرنا چاہیے جو ہر وقت ہماری ہر حالت سے خبردار ہے۔ اُس سے ہمارے سینوں کے راز بھی پوشیدہ نہیں وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جسے ہر وقت یہ بات مُسْتَحْضَر رہتی ہو کہ ”میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے“ تو وہ کبھی بھی گناہ پر دلیر نہ ہوگا اور ہمیشہ اپنے رب کریم عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے اعمال کرے گا۔ رِیَاضُ الصّٰلِحِیْنَ کا یہ باب ”مُرَاقِبَةُ“ کے بارے میں ہے۔

حضرت سَیِّدُنَا اِمَام اَبُو زَكَرِيَّا يَحْيٰى بِنُ شَرَفِ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِي نے اس باب میں مراقبہ سے متعلق 5 آیاتِ مقدسہ اور 9 احادیثِ مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں ”مُرَاقِبَةُ“ کی تعریف و حقیقت فضیلت و اہمیت، اس سے متعلق مزید آیاتِ طیبہ اور ایمان افروز روایات و حکایات بیان کریں گے۔

مراقبہ سے متعلق آیاتِ مبارکہ اور ان کی مختصر تفسیر

(1) گناہوں سے بچنے کا بہترین نسخہ

ترجمہ کنز الایمان: جو تمہیں دیکھتا

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿١٧﴾

ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو

(پ ۱۹، شعراء: ۲۱۸)

تفسیر دُرُوحُ البیان میں ہے کہ جب تم اپنے تمام کاموں کیلئے کھڑے ہوتے ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری نیت و ارادے کو جانتا ہے۔ انسان جب یہ تصور کر لے کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے ہر وقت دیکھتا ہے اور اپنے تمام معاملات میں یہ خیال بھی پیش نظر رکھے کہ میں اس عظیم ذات کے سامنے ہوں تو پھر اس کے لئے گناہوں سے بچنا اور عبادت کرنا

بہت آسان ہو جاتا ہے کیونکہ محبوب کے سامنے بڑے سے بڑا مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس وقت تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر سر پر پہاڑ بھی رکھ دیا جائے تو وہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ (روح البیان، پ ۱۹، شعراء، تحت الاية: ۲۱۸، ۶/۳۱۳)

(2) کائنات کی کوئی شے اللہ عزوجل سے پوشیدہ نہیں

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ⑤ (پ ۳، آل عمران: ۵)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ پر کچھ چھپائیں زمین میں نہ آسمان میں

یعنی کائنات کی کوئی بھی شے اللہ عزوجل سے پوشیدہ نہیں وہ تمام لوگوں کے احوال سے باخبر ہے اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کا علم جو تمام چیزوں سے تعلق رکھتا ہے وہ کامل و اکمل ہے۔ (خازن، پ ۳، آل عمران تحت الاية: ۲۲۹/۱، ۵)

(3) تم جہاں بھی ہو اللہ عزوجل تمہارے ساتھ ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ⑥ (پ ۲۷، الحديد: ۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

تفسیر ”ذَرِّ مَنْشُور“ میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں یعنی تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔ رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہو اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے۔

(د منشور، پ ۲۷، الحديد، تحت الاية: ۴، ۸/۴۹)

(4) اللہ عزوجل بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے

إِنَّ رَبَّكَ لَبِاْرٌ صَادِقٌ ⑦

ترجمہ کنز الایمان: بے شک

تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔ (پ ۳۰، الفجر: ۱۴)

تفسیر ”رُوحُ الْبَيَان“ میں ہے: ”اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مجرم اللہ عزوجل سے چھپ نہیں سکتے۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزا دے گا۔“

بندے اس سے بچ کر نہیں بھاگ سکتے اس کی گرفت اور مُحَاسَبَہ سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا۔ علامہ کاشفی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سب کو دیکھتا، سب کی سنتا ہے۔ اس سے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں۔“

(روح البیان، پ ۳۰، الفجر تحت الایة: ۴/۱۰۱/۴۲۷)

(5) وہ دلوں کے احوال سے باخبر ہے

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿۱۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: اللّٰهُ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو

کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

(پ ۲۴، المؤمن: ۱۹)

عَلَامَہ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ طَبْرِي عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی تفسیر طبری میں فرماتے ہیں: اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اپنی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: یعنی تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کی آنکھوں کی خیانت اور ان کے دلوں کی چھپائی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ بندوں کے کاموں میں سے کوئی بھی شے اس سے پوشیدہ نہیں یہاں تک کہ بندہ جب کسی چیز کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اپنی نظر سے جو ارادہ کرتا ہے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی جانتا ہے اور جس بات کو وہ دل میں چھپاتا ہے خدائے بزرگ و برتر اس سے بھی خبردار ہے۔

(طبری، پ ۲۴، المؤمن تحت الایة: ۱۹/۱۱۰/۵۰)

حدیث جبریل

حدیث نمبر: 60

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فِخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتُحِجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا. قَالَ صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ

بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا. قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَنْطَاطِرُونَ فِي الْبُنْيَانِ. ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مِنَ السَّائِلِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهُ جَبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ. (مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الايمان والاسلام والاحسان ووجوب الايمان..... الخ ص ۲۱، حديث: ۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک نہایت سفید لباس اور نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص آیا، اس پر نہ کوئی سفر کا اثر تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہنچاتا تھا۔ وہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مبارک گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ زانوں پر رکھ دیئے اور کہا: اے محمد! (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے؟ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے رسول ہیں، اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور طاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور پھر خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکی رسولوں، آخرت اور اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ عرض کی: قیامت

کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، برہنہ جسم، مفلس اور بکریاں چرانے والے بلند و بالا گھروں کی تعمیرات میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہونگے۔ پھر وہ شخص چلا گیا، میں کچھ دیر رُک رہا، پھر نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ چونکہ یہ باب مراقبہ کے بارے میں ہے لہذا پہلے مراقبہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے پھر حدیث مبارکہ کی وضاحت کی جائے گی۔

رسالة قُشَيْرِيَه میں ہے کہ ”اگر تم اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے“ یہ فرمانِ عالیشان حالتِ مراقبہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس بات کو جاننا کہ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سے دیکھ رہا ہے اور اس حالت کا ہمیشہ قائم رہنا بندے کا اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے لئے مراقبہ ہے اور یہ ہر نیکی کی اصل ہے۔ اور اس درجے تک رسائی ان (پانچ) چیزوں کے بغیر نہیں ہو سکتی:

(۱) اعمال کا محاسبہ

(۲) جلد از جلد اپنی اصلاح

(۳) راہِ حق پر ثباتِ قدمی

(۴) اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سے دلی لگاؤ کی نگہداشت (۵) کسی سانس کو بیکار اور یونہی ضائع نہ کرنا۔ پس جان لینا چاہیے کہ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بندے کا نگہبان ہے اس کے دل کے قریب اور اس کے تمام احوال سے واقف اور اس کی تمام باتیں سننے والا ہے۔“ (رسالة قشيرية، ص ۲۵)

”هَمَمَات“ میں حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعُوی فرماتے ہیں: مراقبہ سے

بحیثیتِ مجموعی یہ مراد ہے کہ بندہ اپنی قوتِ ادراک کو پوری طرح اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کی صفات کے تصور میں لگا دے یا وہ

نزع کی اُس حالت کا دھیان کرے کہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے، یا کسی اور ایسی کیفیت پر بندہ اپنی توجہات کو یوں مَبْدُؤُل کر دے کہ اس کی عقل اس کے وہم و خیال کی قوت اور اس کے تمام کے تمام حواس ”توجہ“ کے تابع ہو جائیں اور بندے پر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ غیر محسوس اشیاء سے محسوس نظر آئیں۔ مراقبہ کے معاملے میں سب سے خوش نصیب وہ شخص ہے جس کو قدرت کی طرف سے غیر محسوس چیزوں پر توجہ کرنے کی طبعاً زیادہ اِسْتِعْدَاد (قوت) وَدِیْعَت ہوئی ہو۔ مراقبہ میں سب سے پہلے تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ آدمی کو اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ ہر چیز سے کُلِّیَّةً فراغت حاصل ہو چکی ہو۔ اس کے بعد وہ اس خیال کو اپنا نصب العین بنائے اور اس طرف اپنی پوری توجہ مبدول کر دے کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُس کو اور اس کے علاوہ بھی ہر چیز کو نیچے سے اوپر سے دائیں سے بائیں سے اندر سے باہر سے الغرض ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ (جمعات، ص ۳۰)

حضرت سیدنا جویری علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوی فرماتے ہیں: ”جو شخص اپنے اور اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تقویٰ اور مراقبہ کو مضبوط نہیں کرتا وہ کشف و مُشاہدے تک نہیں پہنچ سکتا۔“ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۲۵)

مراقبہ کی حقیقت

تفسیر نعیمی میں ہے: ”مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ، بندہ رب تعالیٰ کو رقیب (نگہبان) سمجھ کر اپنا حساب خود لیتا رہے، خواہ رقبہ یعنی گردن جھکا کر ہو یا سوتے وقت جب گردن بستر پر رکھے، خواہ ہر حال میں اپنی نگرانی کرنے کا نام مراقبہ ہے۔“ (تفسیر نعیمی، پ ۴، النساء تحت الایۃ: ۱، ۲۵۹/۴)

ابو حامد امام محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی اِحیاء العلوم میں فرماتے ہیں: مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ نگرانی کرنے والے کا لحاظ کیا جائے اور اپنی پوری توجہ کو اسی کی طرف پھیر دیا جائے۔ جو شخص کسی کی وجہ سے کسی بات سے پرہیز کرتا ہے تو کہا جاتا کہ ”وہ فلاں بندے کا لحاظ کرتا ہے۔“ اور اس مراقبہ سے مراد دل کی وہ حالت ہے جو معرفت سے حاصل ہوتی ہو اور اس کے نتیجے میں اعضا و دل میں کچھ اعمال پیدا ہوتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

دل نگہبان کا خیال رکھتا ہے اس کے ساتھ مشغول رہتا اور اس کی طرف متوجہ رہ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس حالت سے جو معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اس بات کا علم حاصل ہونا ہے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** دل کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ بندوں کے اعمال اس کے سامنے ہیں ہر جان جو کچھ کرتی ہے وہ اس سے واقف ہے، اس کے سامنے دلوں کے رازیوں کھلے ہیں جیسے مخلوق کے سامنے جسم کا ظاہر کھلا ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ظاہر ہے۔ اور جب شک زائل ہو جائے اور یہ معرفت یقین میں بدل جائے اور دل پر غالب ہو کر اسے دبا دے تو اسے نگہبان کا خیال رکھنے کی طرف لے جاتی ہے اور اس کی ہمت اور توجہ کو اسی طرف پھیر دیتی ہے اور جن **نُفُوسٍ قُدْسِیَّہ** کو اس معرفت کا یقین حاصل ہو جائے وہ **مُقَرَّبِین** ہیں۔ (احیاء العلوم، ۵، ۱۳۰/۱)

مراقبہ کے بارے میں بزرگانِ دین کے اقوال

”رسالہ فُشَیْرِیہ“ میں مراقبہ سے متعلق بزرگانِ دین کے مختلف اقوال بیان کئے گئے ہیں چنانچہ، حضرت سَیِّدِ نَاذُو النُّونِ مِصرِیِّ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ فرماتے ہیں: مراقبہ کی علامت یہ ہے کہ انسان ان چیزوں کو ترجیح دے جنہیں **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے ترجیح دی ہے اور ان چیزوں کی تعظیم کرے جنہیں **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے قابلِ تعظیم قرار دیا اور انہیں حقیر جانے جو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کے ہاں حقیر ہوں۔

حضرت سَیِّدِ نَانَصْرِ اَبَاذِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ فرماتے ہیں: امید تجھے اطاعت کی ترغیب دیتی ہے اور خوف تجھے گناہوں سے دور رکھتا ہے اور مراقبہ تجھے حقائق کی راہ تک پہنچاتا ہے۔

حضرت سَیِّدِ نَاوَالْعَبَّاسِ بَعْدَادِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِیِّ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جَعْفَرِ بْنِ نَصِیْرِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مراقبہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: جو خیال دل میں پیدا ہوتا ہے اس کے بارے میں بندہ یہ خیال کرے کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** اسے دیکھ رہا ہے اس طرح وہ دل کی حفاظت کرے تو یہ مراقبہ ہے۔

حضرت سَیِّدِ نَاوَجُوْبِیْرِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیِّ فرماتے ہیں: ہمارا یہ معاملہ یعنی تصوف دو باتوں پر مبنی ہے (۱) تم

اپنے نفس پر یہ بات لازم کر دو کہ وہ ہمیشہ اللہ عزَّوَجَلَّ کو پیش نظر رکھے (۲) اس علم کا اثر تمہارے ظاہر پر بھی موجود ہو۔
حضرت سیدنا مُرْتَعَش رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ فرماتے ہیں مراقبہ یہ ہے کہ ہر لحظہ و ہر لفظ کے ساتھ غیب کو دیکھتے ہوئے اپنے باطن کا خیال رکھا جائے۔

حضرت ابن عطاء رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ سے پوچھا گیا: افضل عبادت کیا ہے؟ فرمایا: مُرَاقِبَةُ الْحَقِّ عَلَى دَوَامِ الْأَوْقَاتِ یعنی ہر وقت مراقبہ حق میں رہنا۔

حضرت سیدنا اِبْرَاهِيمَ خَوَّاص عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: احکامِ خداوندی کا خیال رکھنے سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور مراقبہ سے ظاہر و باطن میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوعثمان مغربی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: طریقت میں افضل ترین چیز جسے انسان اپنے اوپر لازم کرے وہ محاسبہ، مراقبہ اور اپنے علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

حضرت سیدنا ابوعثمان رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ فرماتے ہیں حضرت ابو حفص رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيهِ نے مجھ سے فرمایا:
جب تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تو پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرو اور لوگوں کا تمہارے پاس جمع ہونا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے کیونکہ وہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں جبکہ اللہ عزَّوَجَلَّ تمہارے باطن کو دیکھتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۲۶-۲۲۷)

حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي سے ایک شخص نے پوچھا: میں بدنگاہی سے بچنے کے لئے کس چیز سے مدد حاصل کروں؟ فرمایا: یہ یقین رکھو کہ تمہیں دیکھنے والے (اللہ عزَّوَجَلَّ) کی نظر کسی دوسرے پر تمہاری نظر کے پہنچنے سے پہلے پہنچتی ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں: جسے زوالِ نعمت کا خوف دامنگیر رہے اس کا مراقبہ پکا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جنتِ عَدْن، جنتِ الْفِرْدَوْس میں سے ہے اور وہاں ایسی حوریں ہیں جو جنت کے گلاب سے پیدا کی گئی ہیں۔ پوچھا گیا: وہاں کون رہے گا؟ فرمایا: اللہ

عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جنتِ عَدْن میں وہ لوگ ہونگے جو گناہوں کا ارادہ کریں تو میری عظمت کو یاد کر کے میرا لحاظ کرتے ہیں (اور گناہوں سے باز رہتے ہیں) اور وہ لوگ جن کی کمر میرے خوف کی وجہ سے جھک گئی ہو۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر جب ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میری رضا کی خاطر بھوکے پیاسے رہتے ہیں تو میں لوگوں سے عذاب روک دیتا ہوں۔

حضرت سیدنا محمد بن علی ترمذی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوی فرماتے ہیں: اپنا مراقبہ اس ذات کے لئے کر جس کی نظر سے تو غائب نہیں اور اس کا شکر ادا کر جس کی نعمتیں تجھ سے مُنْقَطِع (رکتی) نہیں، اس کی عبادت کر جس سے تو بے نیاز نہیں ہو سکتا، اپنا خُشُوع و خُضُوع اس کے لئے اختیار کر جس کی بادشاہی اور مُلک سے تو باہر نہیں نکل سکتا۔

حضرت سیدنا سہیل رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: اس سے بڑھ کر کسی چیز سے دل مُزَیِّن نہیں ہوتا کہ بندہ اس بات کا یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھتا ہے۔

کسی بزرگ سے اس آیتِ مبارکہ

رَاضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ

ترجمہ کنز الایمان: اللّٰہ ان سے راضی اور وہ اُس

خَشِيَ رَبَّهٗ ۙ (پ: ۳۰، البینة: ۸)

سے راضی یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے رب کو دیکھتے ہیں، اپنے نفس کا احتساب کرتے ہیں اور اپنی آخرت کے لئے زاو راہ تیار کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوی سے پوچھا گیا: بندے کو جنت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا:

پانچ باتوں سے جنت ملتی ہے (۱) ایسی اِسْتِقَامَت جس میں ٹیڑھا پن نہ ہو (۲) ایسا اِحْتِهَاد جس میں بھول نہ ہو

(۳) ظاہر و باطن میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو سامنے دیکھنا (یعنی مُرَاقِبَة کرنا) (۴) تیاری کے ساتھ موت کا انتظار کرنا (۵) نفس

کا اِحْتِسَاب کرنا اس سے پہلے کہ اس کا مُحَاسَبَة ہو۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۲۹)

حضرت سیدنا حمید الطویل علیہ رحمۃ اللہ الجلیل نے سلطان بن علی سے کہا: مجھے نصیحت فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے اس بات کو ماننے کے باوجود بھی اگر تم تنہائی میں گناہ کرو تو تم نے بہت بڑی جرأت کی اور اگر تم یہ سمجھو کہ اللہ عزوجل تمہیں نہیں دیکھ رہا تو تم نے کفر کیا۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس ذات کو ہر وقت نگاہ میں رکھو جس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ اس خدائے بزرگ و برتر سے امید رکھو جو وفا کا مالک ہے اور اس سے ڈرو جو سزا دینے کا مالک ہے۔

حضرت سیدنا فرقد سنجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: منافق جب یہ جان لے کہ مجھے کوئی شخص نہیں دیکھ رہا تو وہ برائی کر گزرتا ہے وہ لوگوں کا لحاظ تو کرتا ہے لیکن اللہ عزوجل کا لحاظ نہیں کرتا۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتغظیماً کی جانب جا رہا تھا راستے میں ہمیں ایک چرواہا ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کر دو! اس نے عرض کی: یہ بکریاں میرے آقا کی ہیں میں تو غلام ہوں۔ آپ نے (اسے آزمانے کے لئے) فرمایا: اپنے مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ یہ سن کر غلام نے کہا: اگر یہی بات ہے تو پھر اللہ عزوجل کہاں ہے؟ (یعنی وہ تو دیکھ رہا ہے)۔ خوفِ خدا رکھنے والے اس غلام کی یہ بات سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رونے لگے پھر دوسرے دن اسے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا: جس طرح آج دنیا میں تیری ایک بات نے تجھے آزاد کر دیا میں امید کرتا ہوں کہ یہی بات کل بروز قیامت تیری نجات کا باعث ہوگی۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۲۹)

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاوِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حدیث مبارکہ کی مزید وضاحت

نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یا محمد! کہہ کر پکارنا جائز نہیں۔

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین وملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ ۱۸، النور: ۶۳)

ترجمہ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ
تھہرو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

کہاے زید! اے عمرو! بلکہ یوں عرض کرو: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ، يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ،
يَا شَفِيعَ الْمُدْنَبِينَ، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ اٰلِكَ اٰجْمَعِينَ۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے اس آیت کی تفسیر یوں مروی ہے کہ کَانُوا يَقُولُونَ
يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَهَنَهُمُ اللهُ عَنْ ذَلِكَ اَعْظَامًا لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا يَا نَبِيَّ
اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ (یعنی پہلے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یا محمد! یا ابوالقاسم! کہا جاتا، اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی
تعظیم کی وجہ سے اس سے نبی (مانعت) فرمائی، جب سے صحابہ کرام (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ): يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا نَبِيَّ اللَّهِ! کہا کرتے)

(دلائل النبوة لابی نعیم، الجزء الاول، الفصل الاول فی ذکر ما انزل اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ مِنْ فَضْلِهِ، ص ۱۹ حدیث: ۴)

بِيَهْقِي اِمَامَ عَلْقَمَه وَاِمَامَ اَسْوَدَ اور اَبُو نَعِيْمٍ اِمَامَ حَسَنٍ بَصْرِي وَاِمَامَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سے تفسیر
کریمہ مذکورہ میں راوی: لَا تَقُولُوا يَا مُحَمَّدُ! وَلَكِنْ قُولُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا نَبِيَّ اللَّهِ! یعنی اللہ
عزوجل فرماتا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا نَبِيَّ اللَّهِ! کہو۔ (د رمنشور، پ ۱۸، النور تحت الآية: ۶۳، ۶/۲۳۱ بحوالہ عبدین

حمید عن سعيد بن جبیر والحسن) اسی طرح امام قتادہ تَلْمِذُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت کی، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

اٰجْمَعِينَ۔

لہذا علما تصریح فرماتے ہیں (کہ) حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر عدا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مَالِکِ وَمَوْلٰی تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے سَجَاؤَ زکرے، بلکہ امام زین الدین مَرَاغِی وغیرہ مُحَقِّقِیْنَ نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعائیں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے ”یا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی“ (اے محمد! میں آپ کے تُوَسَّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا) (ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب ماجاء فی صلوة الحاجۃ، ۱۵۶/۲، حدیث: ۱۳۸۵) تاہم اس کی جگہ یَا رَسُولَ اللہِ، یَا نَبِیَّ اللہِ (کہنا) چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حَتّٰی الْوَسْع (جتنا ممکن ہو) تَغْیِیْر (تبدیلی) نہیں کی جاتی۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۵۶/۳۰)

سوال: جب یا محمد! سے ندا ناجائز ہے تو جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یا محمد! کہہ کر کیوں پکارا؟

جواب: حضرت سَیِّدُ نَامُلًا عَلٰی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْبَارِی مَرْقَاةً شَرْحِ مِشْکَاةً میں فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے سے پہلے کا ہو اور اس وقت نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یا محمد! کے ساتھ پکارنا جائز تھا یا اس لئے کہ اس آیتِ مبارکہ میں انسانوں سے خطاب ہے اور فرشتے اس حکم سے خارج ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ۱۱۱/۱ تحت الحدیث: ۲)

فرشتوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے وجود کا اقرار کیا جائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کلام پاک میں ان کی جو صفات بیان کی ہیں ان تمام صفات پر ایمان لایا جائے۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوالِ جبریل النبی ﷺ عن الایمان، ۱۰۸/۲، تحت الحدیث: ۵۰)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْفَوٰی فرشتوں کے بارے میں عقائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی

وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً (جان بوجھ کر)، نہ سہواً (بھول کر)، نہ خطاً (غلطی سے)، وہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر (گناہ) سے پاک ہیں۔ اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔ فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ مَلَكُ الْمَوْتِ یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمہ کُفْر ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار، یا یہ کہنا کہ فرشتہ تیکئی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کُفْر ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۹۰/۱ تا ۹۵، حصہ ۱)

رسولوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں نے جو خبریں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے بارے میں دی ہیں ان تمام خبروں اور تمام باتوں کو حق مانا جائے۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی عن الایمان، ۱۰۸/۲، تحت الحدیث: ۵۰)

”بہارِ شریعت“ میں ہے: نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ انبیاءِ بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہو نہ عورت۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء بھیجے۔ نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔ (بہارِ شریعت، ۲۸/۱ تا ۲۹، حصہ ۱)

وحی نبوت، انبیاء کے لیے خاص ہے، جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کا فر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے، اُس کو الہام کہتے ہیں اور وحی شیطانی کہ القاسم جانب شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفار و فاسق کے لیے ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت، ۳۵/۱، حصہ ۱)

نبوت کسی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الہی ہے، کہ جسے چاہتا

ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبل حصولِ نبوتِ تمام اخلاقِ رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھوں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۶۱، حصہ ۱) اور جو اسے (یعنی نبوت کو) کسی ماننے کے آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصبِ نبوت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۷۱، حصہ ۱)

جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کا فر ہے۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت، نبی اور ملک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ (بہارِ شریعت ۱/۳۸۳ تا ۳۸۴، حصہ ۱)

انبیاء علیہمُ السّلامُ شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل و غیرہ باصفاتِ ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُرؤت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبار سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعددِ صغائر سے بھی قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت معصوم ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء علیہمُ السّلامُ پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچا دیئے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔ احکامِ تبلیغیہ میں انبیا سے سہو و نسیان محال ہے۔ اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے متضرر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء علیہمُ السّلامُ کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے، مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے دیئے سے ہے، لہذا ان کا علمِ عطائی ہوا اور علمِ عطائی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا، بلکہ ذاتی ہے۔ جو لوگ انبیا بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

أَفْتَوْمُمُؤْنٍ بِبَعْضِ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (ب، ۱، البقرة: ۸۵)

یعنی: ”قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں۔“

کہ آیتِ نئی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیاء علیہمُ السّلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصہ اُلُوہیت ہے، اثبات عطائی کا ہے، کہ یہ انبیاء ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنّانی اُلُوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرّہ کا علمِ نبی کے لیے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرّاتِ عالمِ متناہی ہیں اور اُس کا علم غیرِ متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ مجال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحتہً ایمان و اسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن و واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر، کھلا شرک ہے۔ انبیاء علیہمُ السّلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیاء کے۔ انبیاء کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔ نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے، یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، حضور (صَلَّی اللہُ

تعالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْهِ السَّلَام کا ہے پھر حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام، پھر حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام اور حضرت نوح عَلَیْهِ السَّلَام کا، ان حضرات کو مرسلین اُولو العزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین انس و ملک و جن و جمیع مخلوقاتِ الہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلا تشبیہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے صدقہ میں حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔ تمام انبیاء، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حضور عظیم و جاہت و عزت والے ہیں۔ ان کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نزدیک معاذ اللہ جو ہڑے چھار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔

(بہار شریعت ۱/۳۹ تا ۵۶، حصہ ۱)

انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیق و عدۃ الہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہو گئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے فالہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیاء کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔ (بہار شریعت ۱/۵۸ تا ۶۰، حصہ ۱)

اور انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی، حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمام مخلوق انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی اطاعت فرض ہے۔ یو ہیں ہر مخلوق پر حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی فرمانبرداری ضروری۔ حضور اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملائکہ و انس و جن و غور و غلمان و حیوانات و جمادات، غرض تمام عالم کے لیے رحمت ہیں اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔ حضور، خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سلسلہ نبوت حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا، جو حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے زمانہ میں یا حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانا یا

جائز جانے، کافر ہے۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) افضل جمیع مخلوقِ الہی ہیں، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں۔ (بہار شریعت ۶۱/۱ تا ۶۵، حصہ ۱)

محال ہے کہ کوئی حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصہ میں کسی کو حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مرتبہٴ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خلق جو یائے رضائے مولا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ طالبِ رضائے مصطفیٰ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ قصبیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور گُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسمِ تشریف لے گئے اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو، اور جمالِ الہی بچشمِ سر دیکھا اور کلامِ الہی بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت السموات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔ تمام مخلوق اولین و آخرین حضور کی نیاز مند ہے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْهِ السَّلَام۔ (بہار شریعت ۶۶/۱ تا ۶۹، حصہ ۱)

ہر قسم کی شفاعت حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے لیے ثابت ہے۔ شَفَاعَتِ بِالْوَجَاهَةِ، شَفَاعَتِ بِالْمَحَبَّةِ، شَفَاعَتِ بِالْإِذْنِ اِنْ مِیْن سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔ منصبِ شفاعت حضور کو دیا جا چکا۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی اطاعت عینِ طاعتِ الہی ہے، طاعتِ الہی بے طاعتِ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اس

سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان و رکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم بعدِ ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے۔ (بہارِ شریعت ۱/۲۲۱ تا ۲۲۲، حصہ ۱)

حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ذکر آئے تو بکمالِ خشوع و خضوع و انکسار باادب سُنئے، اور نامِ پاک سُنتے ہی درودِ شریف پڑھنا واجب ہے۔ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَالِہِ الْكِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“۔ (بہارِ شریعت ۱/۵۱، حصہ ۱)

حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظرِ حقارت دیکھے کافر ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نائبِ مطلق ہیں، تمام جہانِ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تحتِ تصرّف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے جلاوتِ سنّت سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی ملک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوتِ السموات و الارض حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے زیرِ فرمان، جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا و آخرت حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکامِ تشریحیہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قبضہ میں کر دیئے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوتِ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ملا۔ روزِ میثاق تمام انبیاء سے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لانے اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ

منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نَبِيُّ الْأَنْبِيَاءِ ہیں اور تمام انبیاءِ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کی نیابت میں کام کیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کے نُور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تشریف فرما ہیں۔ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تو اضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلَّتْ و لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حکم و مَصَاحِیح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کی مُثمر ہوتی ہیں، ایک لغزشِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مہموبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتح باب ایک لغزشِ آدَمَ کا نتیجہ بارگاہِ کرامتِ نبویہ ہے۔ بالجملہ انبیاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَ السَّلَام کی لغزش، مَنْ وَتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنَات سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (بہارِ شریعت ۸/۱ ص ۸۹۷، حصہ ۱)

کتابوں پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو کتابیں اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں وہ

تمام حق ہیں۔ (فتح الباری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عن الایمان، ۱۰۸/۲، تحت الحدیث: ۵۰)

بہت سے نبیوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

”تورات“ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام پر، ”زبور“ حضرت داؤد عَلَيْهِ السَّلَام پر، ”انجیل“ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام پر، ”قرآنِ

عظیم“ کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پر۔ کلامِ الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ، ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل و مفضل کی گنجائش نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۲۹/۱، حصہ ۱) سب آسمانی کتابیں

اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہو سکا، کلام الہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔ لہذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

” اَمْنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَأْتَهُ وَكُتِبَہٗ وَرُسُلُہٗہٗ .“

”یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔“

چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذمہ رکھی، فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ حٰفِظُوْنَ ﴿۱﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے اُتارے

یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(پ ۱، الحجر: ۹)

(بہار شریعت، ۳۰/۱، حصہ ۱)

اسلام اور ایمان

جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی شے ہیں کیونکہ اسلام کا معنی خُصُوع (سر تسلیم خم کرنا) و اِنْقِیَاد (احکام کو قبول کرنا اور مان لینا) ہے اور خُصُوع و اِنْقِیَاد یہ تصدیق ہی ہے اور ایمان کی تعریف تصدیق کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں اسی طرح شرعاً کسی شخص کو اس طرح کہنا جائز نہیں کہ وہ مسلمان ہے مومن نہیں یا مومن ہے مسلمان نہیں بلکہ جو مسلمان ہوگا تو وہ مومن بھی ہوگا اور جو مومن ہو وہ

مسلمان بھی ہوگا۔ (شرح عقائد النسفیة ص ۲۸۵)

”إِسْلَامٌ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الخ.“

(یعنی اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرو) اس میں اسلام سے مراد اسلام کی علامات اور اس کے ثمرات ہیں اور ایک دوسری حدیث میں جو فرمایا: ”أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟ قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَاقَامُ الصَّلَاةَ وَإِتْيَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنْ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ“ (یعنی کیا تمہیں پتہ ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بہتر جانتے ہیں۔ حضور صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرنا) یہاں بھی ایمان سے ایمان کی علامات اور اس کے ثمرات مراد ہیں۔ تو حدیث شریف میں جو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسلام اور ایمان الگ ہیں، بلکہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہیں۔ (شرح عقائد النسفية، ص ۲۸۸)

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر بھلائی برائی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے علمِ ازلی کے موافق مُقَدَّر کر دی ہے، جو بات جیسے ہونے والی تھی، اور جو شخص جو کچھ کرنے والا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اَزَل سے جانتا تھا، اسی کے مطابق لکھ لیا، اب اس کے خلاف ہونا محال ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کے احوال جانے بغیر جو چاہا لکھ دیا اور اب ہم اس لکھنے کی وجہ سے ویسا ہی کرنے پر مجبور ہیں، مثلاً زید کے ذمے برائی لکھی، اس لیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو معلوم تھا کہ برائی کرے گا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اس کے ذمے بھلائی لکھتا، اس کو یوں سمجھئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو جمادات پتھر کنکر کی طرح بے حس و حرکت، بے اختیار نہیں بنایا، بلکہ ایک قسم کا اختیار بھی دیا ہے کہ کسی کام کو

چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے، اسی کے ساتھ عقل بھی دی کہ وہ بھلے بُرے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان و اسباب مہیا فرمادیے کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُن اسباب سے کام لے، اسی اختیار پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو پتھر و کنکر کی طرح مجبور محض سمجھنا یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (مقالات شارح بخاری، باب اول ۱۳۹/۱)

قیامت کی نشانیاں

دیگر احادیث کریمہ میں قیامت کی بہت سی علامات بیان کی گئیں حدیث مذکور میں دو نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

پہلی نشانی: لونڈی اپنے آقا کو جنے گی:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ نے اس کی مختلف وضاحتیں بیان کی ہیں:

(۱) قُرب قیامت میں لونڈیوں کی کثرت ہوگی اُن سے اُن کے آقا کی جو اولاد ہوگی مرنے کے بعد یہ لونڈیاں انہیں مل جائیں گی کیونکہ مرنے کے بعد باپ کا مال اولاد کو ملتا ہے۔ اس طرح ان لونڈیوں کی مالک ان کی اپنی اولاد ہوگی۔

(۲) لونڈیاں جن بچوں کو جنم دیں گی تو ان میں سے بعض قوم کے حاکم و سردار بنیں گے چنانچہ وہ حاکم ہوں گے اور ان کی مائیں ان کی رعایا۔

(۳) ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا کہ ایک شخص لونڈی خریدیگا اس سے بچہ پیدا ہوگا پھر وہ لونڈی کو فروخت کر دیا بچہ بڑا ہو جائے گا اور وہ لونڈی دست بدست بکتی ہوئی اپنے اسی بچے کی ملکیت میں پہنچ جائے گی۔ اس طرح اس کا اپنا بیٹا اس کا مالک بن جائے۔ (الاربعین النوویة، ص ۲۹)

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یہ نشانیاں ظاہر ہو چکی

ہیں شاہان بنی عباس میں سے سوائے امین سب لونڈی زادے تھے۔

(۴) یہ کنایہ اس بات سے کہ لوگ اپنی حقیقی ماں کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کریں گے، ماں کو لونڈیوں کی طرح رکھیں گے ان کی نافرمانی و حق تلفی کریں گے ایذا پہنچائیں گے یعنی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آقا کی طرح برتاؤ کرے گی (مقالات شارح بخاری، باب اول ۱۶۱/۱)

دوسری نشانی: ننگے پاؤں برہنہ بدن، فقیر اور کمزوریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ صحرا، جنگل گاؤں دیہات میں رہنے والے اور حاجت مند فقراء ترقی کر کے بڑے بڑے محلات بنائیں گے، دنیا ان پر بہت آسان ہو جائے گی وہ اپنے عمدہ گھروں میں رہ کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ (الاربعین النوویۃ، ص ۲۹)

”یہ جبریل (علیہ السلام) تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے“ علامہ أَبُو زَکَرِيَا يَحْيَىٰ بْنِ شَرَفٍ نَوَوِيٍّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِيّ فرماتے ہیں: اس فرمانِ عالی میں اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان، اسلام اور احسان ان سب کو دین کہا جاتا ہے اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ تقدیر کے بارے میں غور و غوض کرنا منع اور تقدیر پر راضی رہنا واجب ہے۔ (الاربعین النوویۃ، ص ۳۰)

بہترین نصیحت

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ایک شخص نے نصیحت طلب کی تو آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے یہ نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے: جب اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رِزْقَ كَافٍ مِّنْهُ لِيَسْبَغَ فِيهِ رُءُوسُكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ فَامْرَأًا فَكَأَنَّمَا رَأَتْهُ بِأَعْيُنِهَا وَرَأَتْهُ بِقَلْبِهَا وَأَنْفُسِهَا فَالْمَرْءُ لَوَافٍ لِّمَا رَزَقَهُ فَأَمَّا رِزْقُكَ فَاصْبِرْ لَهُ أَصْبِرْ لَهُ وَرِزْقُكَ يُجْتَمِعُ فَأَصْبِرْ

اسے یہ نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے: جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ رِزْقَ كَافٍ مِّنْهُ لِيَسْبَغَ فِيهِ رُءُوسُكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ (بے جا) مشقت کس لئے؟ جب بدلہ دینا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے تو پھر (راہِ خدا میں) مال خرچ کرنے میں نُخْل کیوں؟ جب جنت حق ہے تو دنیا میں راحت کس لئے؟ جب جہنم برحق ہے تو گناہوں کا ارتکاب کیوں؟ جب منکر نکیر کے سوالات حق ہیں تو دنیا سے دل لگی کس لئے؟ جب دنیا اور اس کی ہر شے فانی ہے تو دنیا میں اطمینان کیوں؟ اور جب (ذرے ذرے کا) حساب ہوگا تو پھر مال جمع کرنا کیسا؟ اور جب ہر شے تقدیر کے ساتھ مُقَدَّر ہے تو پھر خوف کس بات کا؟ (الاربعین النوویۃ، ص ۳۰، حدیث ۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

دنیا کی اشیاء کی 25 اقسام

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ فرماتے ہیں: دنیا (کی چیزوں) کی پچیس اقسام ہیں: پانچ کا تعلق قضا و قدر (تقدیر) سے ہے، پانچ کا تعلق کوشش سے، پانچ کا تعلق عادت سے، پانچ کا تعلق فطرت اور پانچ کا تعلق وراثت سے۔ وہ پانچ اشیاء جن کا تعلق تقدیر سے ہے (۱) رِزْق (۲) اَوْلَاد (۳) گھر والے (۴) عَمْر (۵) حَکْمَان۔

وہ پانچ چیزیں جن کا تعلق انسان کی اپنی کوشش سے ہے (۱) لکھنے میں مہارت (۲) جنت (۳) دوزخ (۴) پاکدامنی (۵) گھڑسواری میں مہارت۔ وہ چیزیں جن کا تعلق عادت سے ہے (۱) کھانا پینا (۲) سونا (۳) چلنا (۴) نکاح کرنا (۵) بول و براز کرنا (پیشاب پاخانہ وغیرہ) وہ اشیاء جن کا تعلق بندے کی ذات یا فطرت سے ہوتا ہے (۱) زُہد (۲) ذہانت (۳) جانبازی (۴) خوبصورتی (۵) رعب و دہدہ۔ وہ پانچ اشیاء جن کا تعلق وراثت سے ہے (۱) بھلائی (۲) سچائی (۳) امانت (۴) سخاوت (۵) لوگوں سے باہم تعلق قائم رکھنا۔

سوال: یہ باتیں تو اس فرمانِ عالی کے خلاف ہیں کہ ”ہر شے مُقَدَّر کے ساتھ ہے۔“

جواب: یہ اس فرمانِ عالی کے خلاف نہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض چیزیں اسباب پر مُرْتَب ہوتی ہیں اور بعض بغیر اسباب کے حاصل ہو جاتی ہیں لیکن ان سب کا تعلق قضا و قدر کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ (الاربعین النوویۃ، ص ۳۰-۳۱)

ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم تھا کہ قیامت کب آئے گی

مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ . ترجمہ: قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل

سے زیادہ نہیں جانتا۔

مُفَسِّر شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ حضرت مُفَتِّی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْعَالَمِین فرماتے ہیں کہ ”اس فرمانِ عالی سے

یہ دلیل پکڑنا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت کا علم نہیں، محض لغو ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اس میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی ہے ورنہ فرماتے ”لَا أَعْلَمُ یعنی میں نہیں جانتا“ اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرماتے! اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اے جبریل! اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرنا مناسب نہیں دوسرے یہ کہ یہ جواب سن کر حضرت سَیِّدُ نَاجِرِیْلِ امِیْن عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا . ترجمہ: ”تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے“ اس پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولادنا فرمان ہوگی اور کمینے لوگ عزت

پائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ جس کو قیامت کا بالکل ہی علم نہ ہو اس سے نشانیاں پوچھنا کیا معنی؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت قائم ہونے کا دن بتا دیا۔ مشکوٰۃ ”بابُ الْجُمُعَةِ“ میں ہے ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ“ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا ”بَعَثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ“ ترجمہ: ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں (بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی بعثت انا والساعة، ۴/ ۲۴۸/ ۲۵۰۰) یعنی ہمارے زمانے کے بعد پس قیامت ہی ہے اور اس قدر علامات قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ ابھی نہ دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی (عَلَيْهِمَا السَّلَام)، نہ آفتاب مغرب سے نکلا، ان علامات نے قیامت کو بالکل واضح فرما دیا، پھر قیامت کا علم نہ ہونے کہ کیا معنی؟ پس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سن (سال) نہ بتایا کہ فلاں سن میں قیامت ہوگی۔ لیکن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ پاک میں سن مقرر ہی نہ ہوئی تھی، سن ہجری عہد فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سن ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے بلکہ اس زمانے میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی بھی اہم واقعہ ہو اس سے سال منسوب کر دیا۔ سالِ فیل، سالِ فتح، سالِ حدیبیہ وغیرہ۔ تو سن ہجری کس طرح بیان کیا جاسکتا تھا۔ اس دن کی علامات وغیرہ سب بتادیں اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کیسے ہو سکتی ہے؟ نیز حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت تک کے مین و عن واقعات بیان کر دیئے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو؟ کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا۔ تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہ ہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتدا۔ دہلی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہا کا علم دوسری کے ابتداء کا علم ہوتا ہے۔ (جاء الحق ص ۱۲۰)

”تفسیر صاوی“ میں ہے: اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے اس

حال میں رخصت ہوئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو وہ تمام غیب کی خبریں بتادی جو دنیا اور آخرت میں ہیں، لہذا آپ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انہیں اس طرح جانتے تھے جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، جیسا کہ حدیث میں آیا کہ دنیا ہمارے سامنے پیش کی گئی پس ہم اسے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو، اور یہ بھی حدیث میں آیا کہ ”آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو انہیں چھپانے کا حکم دیا گیا۔ (حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ ۹، اعراف، تحت الاية: ۱۸۷، ۲/۷۳۳)

علمِ غیب سے متعلق 4 روایات

کون جنتی کون جہنمی سب بتا دیا

بخاری شریف میں ہے: **أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ** حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے پیدائش کی خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں، جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في قول الله تعالى: وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده، ۳۷۵/۲ حدیث: ۳۱۹۲)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان عَلِيهِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ فرماتے ہیں: اس جگہ حضور عَلِيهِ السَّلَام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی (۱) عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی (۲) پھر عالم کی انتہاء کس طرح ہوگی یعنی روز اول تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ و قطرہ بیان فرما دیا۔ (جاء الحق ص ۷۴)

قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر

حضرت سیدنا عمرو بن الخطب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں ان تمام واقعات کی خبر دی جو ہوئے اور جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا

زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ (مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب إخبار النبي فيما يكون الخ، ص ۱۵۴۶ حدیث: ۲۸۹۲)

آنے والے فتنوں کی خبر

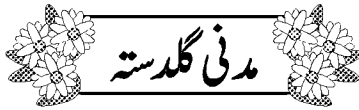
حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا ختم ہونے تک تمام (آنے والے) فتنہ گروں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہمیں بتادیئے، جو کہ تین سو یا کچھ زیادہ ہونگے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الثانی، ۱۵۶/۳-حدیث: ۵۳۹۳)

جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو!

بخاری شریف میں ہے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں، پھر فرمایا: جو شخص جو پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے اللہ عزوجل کی قسم! جب تک میں اس جگہ یعنی اس منبر پر ہوں تم مجھ سے جو بھی بات پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا، پس ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں، حضرت عبد اللہ بن حذافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بار بار فرماتے رہے: مجھ سے پوچھو! مجھ سے پوچھو! (بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما یکرہ من کثرة السؤال وتکلف مالا ینعیہ، ۵۰۳/۴-حدیث: ۷۲۹۴)

نوٹ: ان روایات کے علاوہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب سے متعلق بہت سی روایات ہیں، تفصیل کے لئے الدولة المکیة، الفيوض المکیة، الکلمة العلیا، جاء الحق وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں!



”غیب دان نبیؐ کے ۹ حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور
اور اسکی وضاحت سے ملنے والے ۹ مدنی پھول

(1) مراقبہ کی اصل یہ ہے کہ انسان ہر وقت یہ پیش نظر رکھے کہ اللہ عزوجل ہر وقت اس کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

(2) فرشتے انسانی شکل و صورت میں آسکتے ہیں جیسا کہ حدیثِ مذکور میں ہے کہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں تشریف لائے۔

(3) کسی شخص سے کسی بات کے متعلق سوال کرنا سائل کی لاعلمی کی دلیل نہیں، دیکھتے حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چند سوالات کئے حالانکہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام ان باتوں کو اچھی طرح جانتے تھے۔

(4) اگر کسی سوال کا جواب ایسا ہو جو عوام کی سمجھ سے بالا ہو، یا اس جواب کو عوام سے چھپانے میں کوئی مصلحت ہو تو عالم پر ضروری نہیں کہ وہ عوام کے مجمع میں اس کا جواب دے، جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم تھا لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے بتانے کی اجازت نہ تھی اس لئے نہ بتایا۔

(5) شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاد کے سامنے کمالِ ادب کا مظاہرہ کرے، آنے جانے، اٹھنے بیٹھنے الغرض ہر کام میں استاد کا ادب ملحوظ رکھے۔

(6) ایمان اور اسلام ایک ہی شے ہیں ہاں کہیں کہیں اسلام ظاہری اعمال کی ادائیگی پر بولا جاتا ہے اس لحاظ سے فرق صرف اعتباری ہوگا حقیقت میں یہ دونوں ایک ہی ہیں جو مومن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مومن ہے۔

(7) ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت بلکہ اس کے بعد کے واقعات کا بھی علم عطا کیا گیا ہے۔ تکمیل قرآن کے بعد کوئی ایسی بات نہیں جس کا علم ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ہو۔

(8) تقدیر کے بارے میں زیادہ غور و خوض کرنا منع اور تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے۔

(9) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ چرواہے، فقیر اور بھوکے ننگے لوگوں پر دنیا اتنی وسیع ہو جائے گی کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنا کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ اور اولاد والدین کی نافرمان ہو جائے گی۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے

حدیث نمبر: 61

عَنْ أَبِي ذَرِّ جُنْدَبِ بْنِ جُنَادَةَ، وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاتَّبِعِ السَّبِيَّةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، ۳/۳۹۷ حدیث: ۱۹۹۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ذر جندب بن جنادہ اور حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم جہاں بھی ہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد نیکی کر لو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“

تین نصیحتیں

حدیث مذکور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں کا حکم فرمایا (1) جہاں بھی رہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو (2) گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کر لو (3) لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔ ان تینوں باتوں کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے!

خوفِ خدا

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں الفاظ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اللہ عزوجل سے ڈرنے“ کا مطلب یہ ہے کہ تمام واجبات ادا کرے اور تمام بُری چیزوں سے رُک جائے۔ بے شک! تقویٰ دین کی بنیاد ہے اور اسی کے ذریعے یقین کے درجوں تک پہنچا جاتا ہے۔ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس ذات پاک کے علاوہ ہر چیز سے توجہ ہٹالی جائے۔ پھر ان دونوں درجوں کے درمیان مزید کچھ مراتب ہیں اور بعض بعض سے اولیٰ

ہیں۔ مثلاً گناہ ترک کرنا دنیٰ درجہ، مکروہ کو ترک کرنا اس سے اعلیٰ اور مباح کو ترک کرنا اس سے بھی اعلیٰ ہے۔

(جہاں بھی ہوا اللہ سے ڈرو!) یعنی خَلَوْتُ (تہائی) میں ہو یا جَلَوْتُ میں، نعمتوں میں ہو یا مصیبتوں میں، ہر

جگہ ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس طرح تمہارے ظاہر کو جانتا ہے اسی طرح تمہارے

باطن سے بھی باخبر ہے۔ لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم وادب بجالانا، اس کی رضا چاہنا اور اس کی ناراضی والے کاموں سے

بچنا لازم ہے۔ حضرت سیدنا امام داؤد طائی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے منقول ہے کہ میں نے ایک قبر سے یہ آواز سنی: کیا میں

زکوٰۃ نہیں دیا کرتا تھا؟ کیا میں نمازی نہ تھا؟ کیا میں فلاں فلاں نیک عمل کا پابند نہ تھا؟ اس سے کہا گیا: کیوں نہیں! بے

شک تو یہ سب کام کرتا تھا مگر تو تہائی میں گناہ کیا کرتا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء الخ، ۸/۸۱ تحت

الحدیث ۵۰۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ

گناہ کے بعد فوراً نیکی کر لو!

امام شرف الدین حُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ طَیْبِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی حدیث پاک کے

الفاظ کے تحت فرماتے ہیں: ”گناہ اپنی ضد (اُلٹ) یعنی نیکی سے مٹتے ہیں۔ لہذا گانے باجے سننے کا کفارہ (توبہ کرنے

کے بعد) تلاوتِ قرآن پاک سننا اور محافلِ ذِکر میں بیٹھنا ہے، شراب پینے کا کفارہ (توبہ کے بعد) حلال مشروب صدقہ

کرنا ہے، کیونکہ ہر مرض کا علاج اس کی ضد کے ذریعے ہوتا ہے۔ کیونکہ متضاد چیزیں آپس میں مناسبت رکھتی ہیں، لہذا

برائی کو اس کی ہم جنس نیکی سے مٹایا جائے۔ جیسا کہ سفیدی کو سیاہی ختم کیا کرتی ہے۔ اور دنیا کی محبت، نیکی کی محبت کے

اثر سے زائل ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ مسلمان کو غم یا دکھ وغیرہ کے سبب جو بھی تکلیف پہنچے وہ اس کے

گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (شرح الطیبی، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، ۲۷۷/۹، تحت الحدیث: ۵۰۸۳)

مفسر شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فرماتے ہیں: تقویٰ کے بہت

درجے ہیں، پہلا درجہ بد عقیدگی سے بچنا ہے۔ دوسرا درجہ بد عملی سے بچنا ہے۔ تیسرا درجہ مکروہ بلکہ مُشْتَبَہ (جس کا جائز، ناجائز ہونا یقینی نہ ہو) چیزوں سے بچنا۔ چوتھا درجہ بیکار چیزوں سے بچنا۔ پانچواں درجہ جو بارے حجاب ہو اس سے بچنا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** سے ڈرو: مراد یہ ہے کہ علانیہ خفیہ ہر طرح ہر جگہ خدا سے ڈرنا۔ ”لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ!“ اس طرح کہ لوگوں کی تکالیف برداشت کرو، ان پر اپنا مال خرچ کرو، ان سے خندہ پیشانی سے ملو، ان کی مصیبتوں میں کام آؤ۔ (مراۃ المناجیح، ۶/۶۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ گناہ ہو جانے کے بعد فوراً نیکی کر لو، کیونکہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی یعنی اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لو، کیونکہ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کا فرمان ہے

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک نیکیاں

برائیوں کو مٹا دیتی ہیں

(پ: ۱۲، ہود: ۱۱۴)

شانِ نزول: صَدْرُ الْاَفَاضِلِ حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي تفسیر خزانِ العرفان میں اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی خفیہ سی حرکت بے جا بلی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادام ہوا اور رسولِ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اس نے عرض کی: کیا صغیرہ گناہوں کے لئے نیکیوں کا کفارہ ہونا خاص میرے لئے ہے؟ فرمایا: نہیں سب کے لئے۔ (خزانِ العرفان، پ: ۱۲، ہود تحت الایۃ: ۱۱۴)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا یعنی توبہ کرنا بھی ایک نیکی ہے اور یہ افضل نیکی ہے جیسا کہ

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَبِيحًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو، اے

تُفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾ (پ ۱۸، النور: ۳۱)

مسلمانوں کے سب، اس امید پر کہ تم سب فلاح پاؤ

اسی طرح دیگر نیک اعمال بھی گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں تو جب بھی بتقصائے بشریت ہم سے گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد توبہ اور دیگر نیک کام کر لینے چاہئیں۔

حُسْنِ أَخْلَاقِ سَے پِشِ آؤ

حدیث مذکور میں تیسری بات یہ ارشاد فرمائی گئی کہ ”لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ“ پہلی دونوں باتیں خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے متعلق تھیں جبکہ تیسری بات مخلوق سے متعلق ہے، یعنی جب بھی لوگوں سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو، اچھے انداز میں ان سے ہم کلام ہو، ہمیشہ سچ بولو جھوٹ سے بچو، یہ ہیں اچھے اخلاق۔ اچھے اخلاق کی فضیلت کے بارے میں کثیر احادیث مروی ہیں۔

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا“

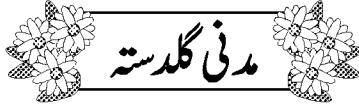
ترجمہ: مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل مسلمان وہ ہے جو اچھے اخلاق والا ہے۔ (ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادة

الایمان، ۴/۲۹۰ حدیث: ۴۶۸۲)

بِروِزِ قِیَامَتِ قُرْبِ مِصْطَفَا

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بروزِ محشر تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں زیادہ قریب وہ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے، نرمی کرنے والے ہوں، وہ لوگوں سے اور لوگ ان سے محبت کرتے ہوں۔“

(المعجم الاوسط، ۵/۳۸۶، حدیث: ۷۶۹۷)



”نبوتِ اعظم“ کے 7 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی پھول

- (1) خَلْوَات (تہائی) ہو یا جَلْوَات ہر جگہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔
- (2) شیطان کے بہکاوے میں آ کر انسان سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اسے توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ کوئی نیکی بھی کر لینی چاہیے کہ وہ نیکی گناہ کو مٹا دے گی۔
- (3) تقویٰ کے بہت سے مَرَاتِب (درجے) ہیں بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔
- (4) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا سنتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔
- (5) ہم جہاں کہیں بھی ہوں ہر وقت یہ تصور ہونا چاہیے کہ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیکھ رہا ہے۔
- (6) لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ اچھے اخلاق والے بروز قیامت حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے قریب ہونگے۔
- (7) مسلمانوں کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس کے بدلے اسے اجر دیا جاتا ہے۔

تُؤْبُوا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ



سچی نیت کا بدلہ

حدیث نمبر: 62

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ! إِنِّي أَعْلِمُكَ كَلِمَاتٍ: أَحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، أَحْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ! أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَفْلامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ماجاء في صفة اوانى الحوض، ۴ / ۲۳۱-حدیث: ۲۵۲۴) وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: ”أَحْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعْرِفْ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّحَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبِكَ وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِنَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكُرْبِ وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا“ (شعب الایمان، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع الامراض والمصیبات، ۲۰۳/۷، حدیث: ۱۰۰۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں ایک دن سواری پر شہنشاہ خوش خصال، بیکر حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں، اللہ کے احکام کی پابندی کر، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ عزوجل کے دین کی حفاظت کر! تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو اللہ سے مانگ، اور جب مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے طلب کر! اور جان لے کہ سب لوگ مل کر بھی تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اور سب کے سب مل کر بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اسی قدر کہ جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا۔ قلم اٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ ترمذی کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ: اللہ کے حقوق کی حفاظت کر! تو اسے اپنے قریب پائے گا، خوشحالی میں اللہ کو یاد رکھ! وہ تنگدستی میں تجھ پر خاص توجہ فرمائے گا۔ اور جان لے کہ جو تکلیف تجھے نہ

بچنی اُسے تجھ تک پہنچنا ہی نہ تھا اور جس تکلیف میں تو مبتلا ہے وہ تجھ سے ٹلنے والی نہ تھی، جان لے! مدد صبر کے ساتھ ہے اور شگادگی رنج و غم کے ساتھ ہے اور سنی کے ساتھ آسانی ہے۔“

حَبْرُ الْأُمَّةِ مُفَسِّرِ الْقُرْآنِ سَيِّدِ نَاعِبِدُ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حضرت سَیِّدُ نَامُلَا عَلِي قَارِي عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي مَرْقَاةُ شَرْحِ مُشْكَاةٍ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ان روایتوں میں سے ہے جسے عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے سرکارِ صَلَّي اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے براہِ راست سنا ہے ورنہ حضرت عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی اکثر روایات یا واسطہ ہیں لیکن سب معتبر ہیں۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور صَلَّي اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وصال کے وقت آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عمر شریف تیرہ، پندرہ، یا دس برس تھی لیکن آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اس امت کے بہت بڑے عالم بنے، کیونکہ حضور اکرم صَلَّي اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے آپ کے لئے علم و حکمت اور فقہ کی دعا فرمائی تھی، آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دو مرتبہ حضرت جبریل عَلَيهِ السَّلَام کا دیدار کیا اور آخری عمر میں آپ نابینا ہو گئے تھے، ابن زبیر کے دور میں ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی، اس وقت آپ کی عمر ۷۱ سال تھی آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کثیر صحابہ اور تابعین رَضُوا اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ نے روایات بیان کی ہیں۔ (مرقاة المفاتيح، کتاب الرقاق الفصل الثاني، ۱۶۱/۹ تحت الحدیث: ۵۳۰۲)

جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہو جاتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ہو جاتا ہے

حضرت سَیِّدُ نَامُلَا عَلِي قَارِي عَلَيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي الفاظ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اِحْفَظِ اللَّهَ“ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی حفاظت کر) یعنی جس چیز کا اس نے حکم دیا ہے اس کو بجالا اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز آ جا۔

”يَحْفَظُكَ“ (وہ تیری حفاظت فرمائے گا) یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں مصیبتوں اور پریشانیوں سے اور آخرت میں اُن عذابات سے تیری حفاظت فرمائے گا جو تیرے اعمال کا بدلہ ہونگے، جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہو جائے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس

کا ہو جاتا ہے۔

”اِحْفَظِ اللّٰهَ“ (تَوَاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کر) اس کا حق یہ ہے کہ ہمیشہ اس کے ذکر و فکر اور شکر میں مشغول رہ اگر ایسا کرے گا تو اس کو اپنے قریب پائے گا یعنی تو اس وقت اس کو اس طرح پائے گا گویا کہ وہ تیرے سامنے ہے۔

”اِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِنَ بِاللّٰهِ“ یعنی جب تو دنیا اور آخرت کے معاملات میں مدد مانگتا جا ہے تو اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہی سے مانگ کیونکہ اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور ہر زمان اور مکان میں اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اور جان لے کہ اگر تمام لوگ کسی دینی یا دنیاوی معاملے میں تجھے کسی چیز سے نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس پر قادر نہیں کہ وہ تجھے نفع پہنچائیں، سوائے اس کے کہ جو تیرے مقدر میں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے لکھ دیا ہے۔

”رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ“ یعنی تقدیر لکھ دی گئی ہے کاتب نے جو لکھنا تھا وہ لکھا جا چکا اب اس میں کچھ تَغْيِرُ وَتَبَدُّلُ نہ ہوگا، لوح محفوظ میں سب کچھ لکھ دیا گیا اب اس میں کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اس سے فرمایا: لکھ! قلم نے عرض کی: کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھ! پھر اس نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ لکھ دیا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ ”اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو گئے“، یعنی ازل میں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے جو کچھ اسے سکھایا اور حکم دیا (وہ لکھ دیا) اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی۔ یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ یہ حدیث پاک اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے منافی (خلاف) ہے۔

يَسْأَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۗ (پ ۱۳، الرعد: ۳۹) ترجمہ کنز الایمان: اللّٰه جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔

حدیث مبارک اور آیت طیبہ میں کوئی تَصَادُ (مخالفت) نہیں کیونکہ مٹنا اور ثابت ہونا بھی تقدیر میں سے ہے، کیونکہ تقدیر کی قسمیں ہیں: (۱) مُبْرَمٌ (۲) مُعَلَّقٌ اور یہ تقسیم لوح محفوظ کے اعتبار سے ہے، بہر حال وہ تقدیر جو اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے علم میں ہے اس میں تبدیلی اور تَغْيِرٌ ممکن نہیں اسی لئے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ”وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ“

(ترجمہ کنز الایمان: اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ۱۶۲/۹ تحت

الحديث: ۵۳۰۲)

تقدیر کی اقسام

بہارِ شریعت میں ہے: قضا (تقدیر) تین قسم ہے۔

(۱) مُبرَم حقیقی، کہ علمِ الہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔

(۲) معلقِ محض، کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

(۳) معلقِ شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَم حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابرِ محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ افضلُ الصلوٰۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نام پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی اب رحیم، مہربانِ باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے سماعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ (ب ۱۲، ہود: ۷۴)

ترجمہ کنز الایمان: ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں

قومِ لوط پر عذابِ قضاے مُبرَم حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جھگڑے تو انھیں ارشاد ہوا:

”اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو، بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔“ (بہارِ شریعت، ۱۲/۱، حصہ ۱)

اور وہ جو ظاہرِ قضاے معلق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: ”میں قضاے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں“

اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: ”اِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ“ (بیشک دُعا قضاے مُبرَم کو ٹال دیتی

ہے)۔ (بہارِ شریعت، ۱۲/۱، حصہ ۱)

امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں: ”تَوَالَّهِ عَزَّوَجَلَّ کے حق کی رعایت کرو اور اس کی رضا طلب کرو اگر ایسا کرے گا تو اسے اپنے قریب پائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کی حفاظت کر یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا کے مصائب سے تیری حفاظت فرمائے۔ تو ایسا بن جا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر وقت تجھے اپنی فرمانبرداری میں اور ایسے عمل میں دیکھے کہ جو تجھے اس کی نعمتوں سے قریب کر دے، پھر وہ دنیا و آخرت میں تیری شدید حاجت کے وقت تجھے اس کی جزا عطا فرمائے گا۔“

(شرح الطیبی، کتاب الرقاق، باب التوکل واصبر، ۱۲/۹، حدیث: ۵۳۰۲)

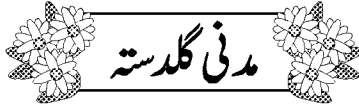
مفسر شہیر حکیمِ اُمتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ العنان الفاظ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (احفظ اللہ یحفظک) یعنی تم دنیا میں اپنے ہر کام ہر چیز میں احکامِ الہیہ کا لحاظ رکھو، جائز کام کرو، ناجائز سے بچو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے کام کرو، ناراضی کے کاموں سے بچو! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تم کو دینی و دنیاوی آفتوں سے بچائے گا۔ (تَجِدُهُ تُجَاهَك) یعنی ہر مصیبت میں رب تعالیٰ کی رحمت تمہارے دل پر وارد ہوگی جس کے اثر سے تمہارے دل پر غم طاری نہ ہوگا۔

(إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز اعلیٰ ادنی مدد اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگو، یہ نہ خیال کرو کہ اتنے بڑے دربار میں ایسی ادنی چیز کیوں مانگو، دوسرے کریم مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے، خیال رہے کہ مجازی طور پر بادشاہ، حاکم، اولیائے کرام، حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ سے کچھ مانگنا خدا تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے کہ یہ حضرات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خُدا ام، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت دیتے ہیں ان سے مانگنا یا واسطہ رب عَزَّوَجَلَّ سے ہی مانگنا ہے، لہذا یہ حدیث ان قرآنی آیات اور احادیث کے خلاف نہیں، جن میں بندوں سے مانگنے کا ذکر یا حکم ہے۔

(وَاعْلَمَنَّ أَنَّ الْأُمَّةَ.. الخ) یعنی ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی، اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے، سانپ کا

زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا طے شدہ (اور) اس کی طرف سے (ہے) حضرت یوسف (عَلَيْهِ السَّلَام) کی فیص نے ویدہ یعقوبی (عَلَيْهِ السَّلَام) کو شفا بخشی حضرت عیسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) مردے زندہ، بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے۔

(کِتَابُ اللّٰهِ) (یہاں) لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لکھا“ مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پروگرام کے ماتحت ہوگا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا، خلاصہ یہ ہے کہ حقیقی نافع (نفع پہنچانے والا) حقیقی ضار (نقصان پہنچانے والا) اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے دنیا اس کی مَظْهَر ہے۔ (رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ) یعنی تا قیامت جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب پہلے ہی لکھا جا چکا ہے بار بار ہر واقعہ کی تحریر نہیں ہوتی۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۱۱۷)



تقدیر کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکے 5 مدنی پھول

- (1) جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانبردار بندہ ہوگا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر مشکل میں اس کی مدد فرمائے گا۔
- (2) حکم الہی کے بغیر کوئی بھی نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اس کے برگزیدہ بندے مخلوق کی مدد فرماتے ان کی پریشانیاں دور کرتے اور انہیں راحت و سکون مہیا کرتے ہیں۔
- (3) لوح محفوظ میں قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ دیئے گئے ہیں۔
- (4) انسان کی تقدیر میں جو لکھ دیا گیا وہ ضرور ہو کر رہے گا انسان تقدیر سے بھاگ نہیں سکتا۔
- (5) جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے خوش ہوتا ہے اور ناما لگنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی احتیاطیں

حدیث نمبر: 63

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالَ هِيَ أَدْقُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَبَقَاتِ.

(بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من محقرات الذنوب، ۴/۲۴۴ حدیث: ۶۴۹۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ بعض ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں حالانکہ ہم نبی کریم، روف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں انہیں مہلکات (ہلاک کرنے والے اعمال) میں شمار کرتے تھے۔

گناہِ صغیرہ، کبیرہ بن جاتا ہے

علامہ بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام علیہم الرضوان خوف الہی کی شدت کے سبب صغیرہ گناہوں کو بھی مہلکات (ہلاک کرنے والے اعمال) میں شمار کرتے تھے، جبکہ کبیرہ گناہوں سے تو بہت دور رہتے تھے۔ اور گناہِ صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من محقرات الذنوب، ۵/۵۶۵، تحت الحدیث: ۶۴۹۲)

امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی الفاظ حدیث ”ہی أدق فی أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ“ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی تم بعض اعمال ایسے کرتے ہو کہ جنہیں تم نیک سمجھتے ہو جبکہ حقیقت میں وہ نیک اعمال نہیں۔

(شرح الطیبی، کتاب الرقاق، باب البكاء والنحوف، ۱۰/۲۸، تحت الحدیث: ۵۳۵۵)

فقیر اعظم شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی تم لوگ کچھ گناہِ صغیرہ کرتے ہو اور پروا نہیں کرتے، سوچتے ہو کہ اس سے کچھ نہیں

بگڑے گا حالانکہ عہد رسالت میں لوگ صغیرہ گناہوں کو بھی ہلاک کرنے والا جانتے تھے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر گناہ کے ارتکاب سے بچنے کی پوری طرح سے کوشش کرنی چاہیے۔ نہیں معلوم کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کس پر مواخذہ کر دے۔ علاوہ ازیں صغیرہ پر اصرار اُسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ اس لئے صغیرہ گناہوں سے بھی حسب استطاعت بچنے کی پوری کوشش لازم ہے۔ (نزہۃ القاری، ۶۶۲/۵)

صغیرہ گناہ کا وبال

حضرت سیدنا ابوعمران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آدمی نیکی کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنے صغیرہ گناہوں کی پروا نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی خطائیں اسے گھیرے ہوئے ہوں گی اور ایک شخص برائی کرتا ہے اور وہ اُس برائی سے ڈرتا رہتا ہے، تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قیامت کے دن امن کی حالت میں ملے گا۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: اپنے آپ کو صغیرہ گناہوں سے بچاؤ کیونکہ جب یہ زیادہ ہو جائیں تو اپنے کرنے والے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

(شرح بخاری لابن بطلال، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من محقرات الذنوب، ۱۰/۲۰۶)

صغیرہ گناہ کرنے والے کی مثال

حضرت سیدنا ابوعبدالرحمن حُجَلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَوِي فرماتے ہیں: جو شخص گناہ کبیرہ سے تو بچے لیکن گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا سامنا ایک درندے سے ہوا تو اس نے اپنے آپ کو اس کے حملے سے بچایا اور اس سے نجات حاصل کی، پھر اس کا سامنا ایک خطرناک اونٹ سے ہوا اُس نے اپنے آپ کو اُس سے بھی بچایا اور نجات پائی پھر اس کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو اسے تکلیف ہوئی پھر دوسری چیونٹی نے اسے کاٹا پھر تیسری نے کاٹا یہاں تک کہ بہت ساری چیونٹیوں نے اسے کاٹا اور زمین پہ گرا دیا۔ (المرجع السابق)

اگر ہم اپنا محاسبہ کریں تو پتہ چلے گا صغیرہ تو درکنار، گناہ کبیرہ کرتے وقت بھی ہمیں ندامت نہیں ہوتی۔ صحابہ

کرامِ عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ اُولَ تُوْگَنَاهُ کَرْتِے ہئ نئ تھئ اور اگر کبھی ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو فوراً توبہ کر لیا کرتے تھے۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی خطا کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ وہ بے حد محتاط ہوا کرتے تھے گناہ تو دُور وہ مُشْتَبَہ (شک والی) چیزوں سے بھی بچتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ

منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی

ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے غلام کی کمائی سے دودھ نوش فرمایا پھر غلام سے پوچھا کہ تم نے یہ دودھ کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے ایک آدمی کے لئے کہانت کی تھی (نجومیوں کی طرح آئندہ کی باتیں بتائی تھیں) اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جب اسکی یہ بات سنی تو فوراً اپنے منہ میں انگلی ڈال کر قے (الٹی) کرنے لگے یہاں تک کہ گمان ہونے لگا کہ آپ کے اس فعل سے آپ کی روح پرواز کر جائے گی۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: يَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ! (جو میرے اختیار میں تھا میں نے کر لیا اور) جو کچھ رگوں نے اٹھایا اور آنتوں کے ساتھ مل گیا میں اس سے تیری بارگاہ میں عذر پیش کرتا ہوں۔

(احیاء العلوم، ۱۱۵/۲)

فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی احتیاط

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس بَحْرَيْن سے کستوری آئی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس کا وزن کرے اور میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، آپ کی زوجہ حضرت سیدنا عاتکہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کی کہ میں اچھی طرح وزن کر سکتی ہوں، آپ انکی یہ بات سن کر خاموش رہے، پھر دوبارہ وہی بات دہرائی آپکی زوجہ محترمہ نے پھر عرض کی کہ میں اچھی طرح وزن کر سکتی ہوں، تو آپ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ وزن کرتے وقت تم اسے اپنی ہتھیلی پر رکھو اور پھر اس پر لگی ہوئی خوشبو اپنے جسم پر مل لو اور اس طرح مجھے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ کستوری حاصل ہو جائے۔ (احیاء العلوم، ۱۲۱/۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول بندے جہاں اپنے آپ کو حرام و ناجائز باتوں سے بچاتے ہیں وہیں حرام کی طرف لے جانے والی اور مشکوک اشیاء سے بھی بچتے ہیں۔ آج کے اس پُرْفَن دَور میں جہاں گناہوں کی بھرمار ہے وہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے نیک بندے بھی موجود ہیں جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کی پیروی کرتے ہوئے خوب احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ آئیے! اس دور کی ایک عظیم روحانی و علمی شخصیت شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے خوفِ خدا سے متعلق کچھ واقعات ملاحظہ کرتے ہیں۔

حق تلفی سے بچنے کے لئے قطار میں کھڑے رہے

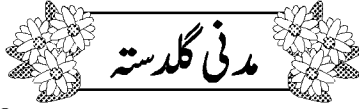
شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ۱۴۰۰ھ جری میں حَرَمِین طِیْبِین کی زیارت کا ارادہ کیا اور اپنا پاسپورٹ ویزا لگوانے کے لئے جمع کروا دیا۔ ویزا لگ جانے پر جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنا پاسپورٹ لینے کے لئے متعلقہ ایمبیسی پہنچے تو ویزا لینے والوں کی ایک طویل قطار لگی ہوئی تھی۔ آپ بھی قطار ہی میں کھڑے ہو گئے۔ کسی جاننے والے ٹریول ایجنٹ (TRAVEL AGENT) کی نظر آپ پر پڑی کہ اتنے اعلیٰ مرتبے کے حامل ہونے کے باوجود قطار میں کھڑے ہوئے ہیں تو اس نے بعدِ سلام عرض کی: ”حضور! قطار بہت طویل ہے، آپ کو کئی گھنٹوں تک دھوپ میں انتظار کرنا پڑے گا، آئیے میں آپ کو (اپنے تعلقات کی بنا پر) کھڑکی کے قریب پہنچا دیتا ہوں۔“ مگر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بڑی نرمی سے منع فرمادیا، جس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ اس کی پیش کش قبول فرما کر آگے تشریف لے جاتے تو پہلے سے قطار میں کھڑے ہونے والوں کی حق تلفی ہو جاتی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنت پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

نمک چکھنے پر معافی مانگ لی

ایک مُبلِّغِ اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ دعوتِ اسلامی کا ابتدائی دور تھا۔ مدنی قافلے میں سفر کے دوران چائے پینے کیلئے ایک ہوٹل میں جانا پڑا تو میں نے سامنے رکھا ہوا نمک چکھ لیا۔ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہمُ العالیۃ نے فوراً فرمایا: ”یہ آپ نے کیا کیا؟ عُرف میں یہ نمک کھانا کھانے والوں کیلئے رکھتے ہیں۔“ پھر آپ دامت برکاتہمُ العالیۃ نے کاؤنٹر پر مُبلِّغ کو ساتھ لے جا کر ہوٹل کے مالک سے کہا: ”آپ نے نمک غالباً کھانا کھانے والوں کیلئے رکھا ہوگا مگر اس اسلامی بھائی نے اسے چکھ لیا ہے جبکہ ہمیں صرف چائے پینی تھی، لہذا! ان کو مُعاف فرمادیں۔“ ہوٹل کا مالک یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا کہ اس دور میں اتنی احتیاط کون کرتا ہے؟ پھر اس نے کہا: ”حضور! کوئی بات نہیں۔“



”مدینہ“ کے 5 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکہ والے 5 مدنی پھول

- (1) گناہوں کو ہلکا جاننا خوفِ خدا میں کمی کی دلیل ہے۔
- (2) صغیرہ گناہوں کو بڑا سمجھنا کمالِ خشیت کی دلیل ہے۔
- (3) انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں۔
- (4) صغیرہ گناہ بار بار کرنے کی وجہ سے کبیرہ بن جاتے ہیں۔
- (5) جو اپنا مُحاسبہ کرتا ہے اسے اپنی خطاؤں کا احساس ہوتا رہتا ہے اور گناہوں پر توبہ کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے شایانِ شان) غیرت فرماتا ہے

حدیث نمبر: 64

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ،

وَعَيْرَةُ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ." (بخاری، کتاب النکاح، باب الغيرة، ۴/۶۹، حدیث: ۵۲۲۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے شایانِ شان) غیرت فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت غیرت فرماتا ہے جب بندہ وہ کام کرے جسے اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے حرام فرمایا ہے۔“

غیرت کی تعریف

”رسالۃ قشیریہ“ میں ہے: ”غیرت کی شرکت کو ناپسند کرنا غیرت کہلاتا ہے۔ جب غیرت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حق میں کسی دوسرے کی شرکت کو پسند نہیں فرماتا

اور اس کا حق یہ ہے کہ بندہ اس کی اطاعت و عبادت کرے۔ (رسالۃ قشیریہ، ص ۲۸۸)

غیرتِ الہی سے کیا مراد ہے؟

”اشعۃ اللّمعات“ میں مُحَقِّق عَلَی الإِطْلَاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

”اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے بندوں سے جو محبت ہے اور انکے حال پر جو عنایت ہے اس کی بناء پر بندوں کو گناہوں اور

مَحْرَمَات سے منع فرماتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ قرب سے دور نہ ہو جائیں یہی ذَجْرٌ وَتَوْبِيخٌ (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) غیرتِ الہی

ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گناہوں کو حرام فرمانا اور دنیا و آخرت میں ان سے سزائیں مُتَعَلِّق کرنا اس

کی غیرت کی بناء پر ہے تاکہ بندہ کسی مصیبت اور ناپسندیدہ حالت میں مبتلا نہ ہو اور بارگاہِ قرب و رحمت سے دور نہ

ہو جائے۔ (اشعۃ اللّمعات، ۳/۱۷۵-۱۷۴)

حیا و غیرت

مراۃ المناجیح میں ہے کہ ”حیا و غیرت صفاتِ الہیہ سے ہیں جسے یہ نعمت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا۔“ بندہ

گناہ کرتا ہے رب کو اس سے غیرت آتی ہے، جیسے غلام کی بُری حرکتوں سے مولیٰ کو غیرت آتی ہے۔ لہذا بندہ ہرگز گناہ پر دلیری نہ کرے۔ (مرآة المناجیح، ۱۳۵/۵)

”تفسیر نعیمی“ میں ہے: حیا کے معنی ہیں شرم و غیرت، جب بدنامی اور برائی کے خوف سے دل میں کسی کام سے رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس رکاوٹ کا نام حیا ہے یہ ایک درمیانی حالت ہے اس کے نیچے ہے خجالت یعنی شرمندگی اور اس کے اوپر ہے وَقَاحَت جس کا معنی، بے غیرتی، بے شرمی (ہے) ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ حیا کی وجہ سے انسان وہ کام کرتا ہی نہیں، خجالت میں کام کر کے شرمندہ ہوتا ہے۔ (جبکہ) وَقَاحَت میں بے غیرتی کے کام پر دلیری اور جرأت کرتا ہے، حیا اور غضب اور رحمت وغیرہ کے حقیقی معنی سے رب تعالیٰ پاک ہے کیونکہ یہ دل کی صفتیں ہیں اور دل جسموں میں ہوتا ہے لہذا حق تعالیٰ پر جہاں کہیں یہ الفاظ استعمال کئے جائیں گے وہاں ان کا نتیجہ مراد ہوگا۔ مثلاً حیا کا نتیجہ ہے کام چھوڑ دینا، غضب کا نتیجہ ہے بدلہ لینا رحمت کا نتیجہ ہے نفع پہنچانا، حق تعالیٰ کے لیے ان الفاظ کے یہی معنی مراد ہیں۔ (تفسیر نعیمی، پ، البقرة تحت الاية ۲۶، ۱۹۸/۱)

تفہیم البخاری میں علامہ غلام رسول رضوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”مومن وہ کام کرے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام کیا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو غیرت آتی ہے۔ امام نووی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا: غیرت کا معنی ہے ”منع“۔ کہا جاتا ہے: ”الرَّجُلُ غَيْرٌ عَلَى أَهْلِهِ“، یعنی (وہ) اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے، بعض نے کہا: غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش (یعنی بری باتوں) پر اس کا غضب ہوتا ہے۔ (تفہیم البخاری، ۱۸، ۲۳۷)

غیرت سے متعلق تین فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(۱) إِنَّ الْغَيْرَةَ مِنَ الْإِيمَانِ۔ یعنی غیرت ایمان کا حصہ ہے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادت، باب الرجل

یتخذ الغلام..... الخ، ۳۸۱/۱۰، حدیث: ۲۱۰۲۳)

(2) بے شک! میں بہت زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے اور بے

شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے غیرت مند بندوں کو پسند فرماتا ہے۔ (معجم الاوسط، ۱۸۳/۶، حدیث: ۸۴۴) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غیرت کے متعلق اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دینِ وملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ شریف“ میں فرماتے ہیں: کسی بھی صفت میں حضور اقدس کی مثل دوسرا شخص نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت غیرت بھی ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خَلْقِ خدایں میں سب سے زیادہ غیرت مند ہیں اور خدائے بڑتر ان سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/۴)

(3) اللہ عَزَّوَجَلَّ مسلمان کے لئے غیرت فرماتا ہے پس چاہیے کہ مسلمان بھی غیرت مند ہو۔

(جامع صغیر، ص ۱۱۸، حدیث: ۱۹۱۸)

بندوں کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت کرنا

”رسالہ قشیریہ“ میں ہے: بندوں کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت یہ ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی طرف اپنے انفاس و خیالات کو جانے نہ دے۔ لہذا یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر غیرت آتی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت آتی ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت اس کے حقوق کی تعظیم اور اس کے لئے اعمال کی صفائی کو لازم کرتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۸۹)

اولیائے کرام کے دلوں کی حالت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے اولیائے کرام رَحْمَهُمُ اللہ السّلام کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ جب وہ غیر کے ساتھ سکون حاصل کریں یا غیر کا لحاظ کریں، یا دل سے غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہوں، تو ان پر یہ معاملہ مشکل کر دیا جاتا ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ غیرت کی وجہ سے ان کے دلوں کو خالص اپنے لئے بنا لیتا ہے اور ان کے دلوں کو غیر کے ساتھ سکون، غیر

کے لحاظ اور مشغولیت سے خالی کر دیتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۹۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ غُیُور ہے

حضرت سیدنا محمد حَسَّان عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمَنَّانِ فرماتے ہیں کہ میں لَبْنان کے پہاڑ کے گرد گھوم رہا تھا کہ ایک نوجوان میرے سامنے آیا جسے گرم ہواؤں نے جھلسا رکھا تھا، وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگ گیا، میں اس کے پیچھے گیا اور کہا: مجھے کچھ نصیحت کرو! اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ غُیُور ہے وہ اپنے بندے کے دل میں اپنے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ (المرجع السابق) حضرت سیدنا اَبَعہ عَدُوِیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا بَیْمَارُہُ بَیْمَارِی کَا سَبَب پُوچھا گیا تو فرمایا: میں نے اپنے دل سے جنت کو دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کی سزا دی، اسے سزا دینے کا حق ہے اور آئندہ میں ایسا نہیں کروں گی۔ (المرجع السابق)

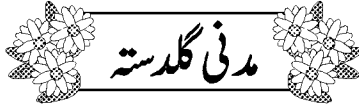
ولی کی دعا سے بیماروں کو شفا

حضرت سیدنا سَرِی سَقَطِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے فرمایا: میں ایک مدت تک اپنے ایک دوست کی تلاش میں تھا۔ میں ایک پہاڑ سے گزرا تو وہاں چند لوگوں کو دیکھا، جن میں کچھ پانچ، کچھ اندھے اور کچھ مریض ہیں، میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جو سال میں ایک بار آتا ہے وہ دعا کرتا ہے تو لوگوں کو شفا مل جاتی ہے۔ میں نے اس کے نکلنے کا انتظار کیا، وہ آیا اس نے دعا کی اور لوگ شفا یاب ہو گئے۔ میں اس کے پیچھے ہولیا اور اس سے چمٹ گیا اور عرض کیا: میں ایک باطنی بیماری میں مبتلا ہوں، اس کا کیا علاج ہے؟ اس نے جواب دیا، اے سَرِی! مجھ سے دور ہو جا! بے شک! اللہ عَزَّوَجَلَّ غُیُور ہے جب وہ تجھے غیر سے سکون پاتا دیکھے گا تو تو اس کی نظروں سے گرجائے گا۔

بعض صوفیائے کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَسْلَامِ کی غیرت میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ لوگوں کو غفلت کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو یہاں تک نہیں دیکھتے کہ ان کے لئے باعثِ مشقت ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص ۲۹۱)

اپنے دلوں کو غیر کی محبت سے خالی کر لو

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ایک نبی عَلَیْهِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ میرا فلاں بندہ مجھ سے اپنی حاجت طلب کر رہا ہے اگر وہ ایک کام کرے تو اس کی حاجت پوری ہو سکتی ہے۔ نبی عَلَیْهِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کون سا کام؟ ارشاد ہوا: اس کے دل میں میرے غیر کی محبت بسی ہوئی ہے اگر وہ اپنے دل کو غیر کی محبت سے خالی کر لے تو میں اس کی حاجت پوری کر دوں گا۔ (رسالۃ قشیریۃ، ص ۲۹۰)



”غیرت“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) سب سے بڑھ کر غیرت والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے پھر ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے زیادہ غیرت مند ہیں۔

(2) مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت کرتا ہے اس غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو غیر کے خیال سے پاک رکھے، دل محبتِ الہی سے سرشار ہونا چاہیے۔

(3) جب انسان کی توجہ غیر کی طرف ہو جاتی ہے تو پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں جو دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف مشغول ہوگا مطمئن رہے گا۔

(4) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گناہوں کو حرام کرنا اور بے حیائی کے کاموں سے منع کرنا اس کی غیرت کی وجہ سے ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں حقیقی غیرت عطا فرمائے، بے حیائی و بے شرمی سے ہمیں محفوظ رکھے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



بُخْلِ كَا انجَام

حدیث نمبر: 65

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أُبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَآتَى الْأُبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْ نُنَّ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَدِرَنِي النَّاسُ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَدْرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا. قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقْرُ، شَكَكَ الرَّأْيِ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا فَآتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَدِرَنِي النَّاسُ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقْرُ، فَأُعْطِيَ بَقْرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا. فَآتَى الْأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصْرَهُ. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا. فَاتَّجَّ هَذَانِ وَوَلَدَ هَذَا، فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقْرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأُبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مُسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ بِي الْجِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ: الْحَقُوقُ كَثِيرَةٌ. فَقَالَ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أُبْرَصَ يَقْدُرُكَ النَّاسُ، فَقَبِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟! فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَيَّ مَا كُنْتُ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَيَّ مَا كُنْتُ. وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مُسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِي الْجِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي؟ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ، فَوَاللَّهِ مَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَحَدْتَهُ لِلَّهِ

عَزَّوَجَلَّ. فَقَالَ: أُمْسِكْ مَالِكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَيَّ

صَاحِبِيكَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمی..... الخ، ۴۶۳/۲، حدیث: ۳۴۶۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے (1) برص کا مریض (2) گنجا اور (3) اندھا۔ ان تینوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آزمانا چاہا تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا، اس نے برص والے کے پاس آکر پوچھا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور اس بیماری کا خاتمہ جس کی وجہ سے لوگ مجھے بُرا سمجھتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اسکی بیماری دور ہوگئی اور اسے اچھا رنگ عطا کیا گیا، فرشتے نے پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: اونٹ یا گائے (راوی کو شک ہے کہ اونٹ کہا تھا یا گائے) چنانچہ، اسے دس حاملہ اونٹیاں دے دی گئیں اور فرشتے نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے لئے اس مال میں برکت دے۔

پھر فرشتہ گنچے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ کہا: اچھے بال اور اس بیماری سے خاتمہ جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ بیماری زائل ہوگئی اور اسے اچھے بال دے دیئے گئے۔ پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ کہا: گائے، چنانچہ، اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتے نے کہا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے لئے اس مال میں برکت دے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسکی بینائی لوٹا دی، پھر پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ کہا: بکریاں۔ چنانچہ، اسے بچہ جننے والی بکری دی گئی۔ پھر اونٹنی اور گائے نے بچے جننے اور بکری نے بھی بچہ جننا ایک کیلئے اونٹوں سے وادی بھر گئی تو دوسرے کیلئے گائے سے اور تیسرے کیلئے بکریوں سے وادی بھر گئی۔ پھر فرشتہ برص والے کے پاس اسکی سابقہ صورت میں آیا اور کہا کہ میں ایک محتاج آدمی ہوں میرے وسائلِ سفر ختم ہو چکے ہیں۔ اب میرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد اور پھر تیرے تعاون کے بغیر (گھر) پہنچنا مشکل ہے۔ میں تجھ سے اُسی رب کے وسیلے سے ایک اونٹ مانگتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مال عطا کیا، تاکہ میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤں، یہ سن کر اس نے کہا: میرے اخراجات زیادہ ہیں (میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا: شاید

میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو برص زدہ نہ تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے، تو فقیر تھا **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: یہ مال تو میرے آباء و اجداد سے منتقل ہوتا ہوا میرے پاس پہنچا ہے، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** تجھے پہلے کی طرح کر دے۔

پھر فرشتے اس گنچے کے پاس اس کی (سابقہ) شکل و صورت میں آیا اس سے بھی وہی گفتگو کی جو برص والے سے کی تھی اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ نابینا کے پاس اسی کی شکل و صورت میں آیا اور کہا: میں محتاج مسافر ہوں سفر کے وسائل ختم ہو گئے اب **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی مدد اور پھر تیرے تعاون کے بغیر (گھر) پہنچنا مشکل ہے جس ذات نے تیری بینائی لوٹائی اس کے نام پر ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنی منزل پر پہنچ جاؤں۔ نابینا نے کہا: واقعی میں اندھا تھا پھر **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے مجھے بینائی عطا فرمائی، تو (میرے مال سے) جتنا چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے، **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی قسم! آج **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کے نام پر تو جو لے گا میں تجھ کو مشقت میں نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: اپنا مال اپنے پاس رکھ! تم تینوں کو آزما گیا پس **اللہ عَزَّوَجَلَّ** تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

علامہ نووی **عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِيمِ** اسی حدیث کے تحت الفاظ حدیث کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”**النَّاقَةُ الْعُشْرَاءُ** کا معنی ہے، حاملہ اونٹنی۔ **اَنْتَجَ** جبکہ ایک روایت میں ”**نَتَجَ**“ ہے، اس کا معنی ہے ”اس نے بچہ جنا“، اونٹنی کے لئے لفظ ”**نَاتَجَ**“ ایسے ہی ہے جیسے عورت کے لئے لفظ **قَابِلَةٌ** (یعنی دایہ)۔ ”**وَلَدٌ هَذَا**“ اس کا معنی ”وہ جانور کے بچے کا مالک بنا“ اور یہ ”**اَنْتَجَ فِي النَّاقَةِ**“ کا ہم معنی ہے۔ ”**مَوْلِدٌ، نَاتَجَ** اور **قَابِلَةٌ**“ یہ تینوں ہم معنی ہیں لیکن یہ (ناتج) حیوان کے لئے ہے اور ”**قَابِلَةٌ**“ غیر حیوان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ”**اِنْقَطَعَتْ بَيْتَ الْجِبَالِ**“ یعنی میرے اسباب منقطع ہو گئے۔ ”**لَا اَجْهَدُكَ**“ اس کا معنی یہ ہے کہ تو جو بھی مال مجھ سے لے گا یا طلب کرے گا اس کی واپسی کی تکلیف تجھے نہ دوں گا۔ جبکہ بخاری شریف کی روایت میں ”**لَا اَحْمَدُكَ**“ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جس مال کی تجھے ضرورت ہے اس کے چھوڑنے پر تیری تعریف نہیں کروں گا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: **لَيْسَ عَلَى طُولِ**

الْحَيَاةِ نَدَمٌ. یعنی لمبی زندگی کے ختم ہونے پر کوئی پشیمانی نہیں۔

عَلَامَهُ حَافِظُ ابْنِ حَجَرَ عَسْقَلَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ النَّوْرَانِي فَتَحَ الْبَارِي فِيهِ فَرَمَاتے ہیں: حدیث مذکور میں کفرانِ نعمت (ناشکری کرنے) سے ڈرایا گیا ہے اور نعمت پر شکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ کہ بندہ اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ نعمت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی نے دی ہے اور اس نعمت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کرے۔ اس حدیث میں صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی اور غریب و مسکین لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے، ان کا اکرام کرنے اور ان کی حاجت و ضرورت پوری کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور بخل سے منع کیا گیا ہے کیونکہ بخل انسان کو جھوٹ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی ناشکری پر اُکساتا ہے۔ (فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص واعمی الخ، ۴۱۹/۷ تحت

الحديث: ۳۴۶۴)

عقل مند نابینا

علامہ بدر الدین عینی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِيّ عَمْدَةُ الْقَارِي فِيهِ فَرَمَاتے ہیں: امام کرمّانی قُدِّسَ سِرُّهُ النَّوْرَانِي نے فرمایا: ”اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نابینا کی عقل باقی دونوں کے مقابلہ میں زیادہ درست تھی کیونکہ کوڑھ کا مرض اسی وقت ہوتا ہے جب طبیعت و مزاج میں فساد واقع ہو اور یہی معاملہ گنچ پن کا بھی ہے جبکہ نابینائی کے لئے طبیعت و مزاج کا فساد ضروری نہیں یہ مرض کسی امر خارج کی وجہ سے بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب احادیث الانبیاء،

باب حدیث ابرص واعمی الخ، ۲۱۶/۱۱ تحت الحديث: ۳۴۶۴)

فرشتے نے جو کہا کہ ”میں ایک مسکین و مسافر ہوں میرے تمام اسباب ضائع ہو گئے ہیں“

اس کے تحت مُفْتَرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حَضْرَتِ مُفْتِيِ أَحْمَدِيَارْحَانَ عَلَيهِ رَحْمَةُ الْعُنَانِ فَرَمَاتے ہیں ”علمی لحاظ سے یہ جملہ خبریہ نہیں کہ اسے جھوٹ کہا جائے بلکہ تَخْيِيلُ ہے، یہ تَخْيِيلُ امتحانات اور سوالات میں کام آتی ہے جیسے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ زید نے اپنے بیوی کو طلاق دی حالانکہ شہر میں نہ کوئی زید ہوتا ہے نہ اس کی بیوی فقط صورتِ مسئلہ پیش کی جاتی ہے، قرآن کریم فرما رہا ہے کہ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَسَبَ وَفَرَسْتَهُ شَكْلَ انْسَانِي فِي آئِنِ انْ مِّنْ سِوَاكَ

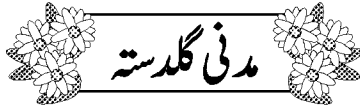
بولا، ﴿إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعَجَةً﴾ ”یعنی میرے اس بھائی کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے پاس ایک“ حالانکہ وہاں نہ بکریاں تھیں اور نہ ہی کوئی جھگڑا، لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے نے جھوٹ کیوں کہا۔“ (مراۃ المناجیح ۳/۸۳)

حضرت سید ناملاً علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاۃ شرح مشکاۃ میں فرماتے ہیں: ”ان تینوں کا یہ امتحان دنیا والوں کے سامنے انکے احوال ظاہر کرنے اور لوگوں کو ان کے حالات بتانے کے لئے تھا (تا کہ لوگ ان کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں)۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الزکاۃ، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک، ۴/۳۸۰ تحت الحدیث: ۱۸۷۸)

باللہ ثم بک (یعنی اللہ عزوجل کی مدد اور پھرتیری مدد) اس عبارت میں انتہائی ادب کا پہلو ہے کہ فرشتے نے پہلے اللہ عزوجل سے مدد کا ذکر کیا پھر حرف عطف ”و“ کے بجائے لفظ ”ثم“ استعمال کیا۔ ثم کے بعد جس شے کو ذکر کیا جائے اس کا مقام اپنے پہلے والے سے کم ہوتا ہے۔

الحقوق کثیرۃ یعنی اہل و عیال اور نوکر چا کر بہت رکھتا ہوں جن کے باعث اخراجات زیادہ ہیں انہیں کا پورا نہیں ہوتا تمہیں اونٹ کہاں سے دوں؟ وہ برص والا جھوٹ بول رہا تھا اور (اپنے زعم فاسد میں) فرشتے کو ٹالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الزکاۃ، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک، ۴/۳۸۳، تحت الحدیث: ۱۸۷۸)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ



”رَمَّانُ الْمَبَارَكِ“ کے 12 حروف کی نسبت سے حدیث
مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے 12 مدنی پھول:

(1) مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے مقبول بندے اللہ عزوجل کی عطا سے دافع البلاء ہوتے ہیں۔ دیکھو گنج کوڑھ، اندھا پن سخت بلائیں ہیں جو فرشتے کے ہاتھ لگتے ہی

جاتی رہیں، یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کی سفید آنکھ پر لگی تو آنکھ روشن ہو گئی (سورہ یوسف) قرآن حکیم میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اعلانِ عام فرمایا تھا:

أَيُّ أُمَّرِي الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتِي
ترجمہ کنز الایمان: اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے
اور سپید داغ والے کو، اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے
يَا ذُنَّ اللَّهِ ۚ (پ: ۳، ال عمران: ۴۹)

ردود تاج میں جو آتا ہے ”دافع البلاء والوباء..... الخ“ اس کا ماخذ قرآن کریم کی یہ آیات اور احادیث ہیں۔ جب اطباء کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافع قبض اور دافع جريان ہو سکتی ہیں، ایک شربت کا نام ”شربت فریادرس“ ہو سکتا ہے تو کیا اللہ عزوجل کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی کم ہے؟ (مراۃ المناجیح، ۸۳/۳)

حاکم، حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

(2) رب تعالیٰ کے ساتھ بندوں سے بھی امداد لینا جائز ہے اور بندے کا ذکر اللہ عزوجل کے ذکر کے ساتھ ملا کر کر سکتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے

أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ورسول

نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(پ: ۱۰، التوبہ: ۷۴)

فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا ناجائز ہوتا تو فرشتہ اللہ عزوجل کے علاوہ سوا کسی اور سے ہرگز مدد نہ مانگتا۔ لیکن اس نے کہا: بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَ“ (یعنی اللہ عزوجل کی مدد پھر تیری مدد)۔ یہ حدیث پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ارشاد فرمائی اگر اس میں کوئی بات شریعت کے خلاف ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے ضرور منع فرماتے۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کو ہر شے کا مالک حقیقی مانتے ہوئے اس کے نیک بندوں سے مدد مانگنا بالکل جائز ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

- (3) ہر شخص کو اپنی اصلی فقیری اور گزشتہ مصیبتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ یہ شکر کا ذریعہ ہیں۔
- (4) بدنصیب ہے وہ شخص جو عیش و طیش (غصے) میں اپنے رب کو بھول جائے اور جب کوئی یاد دلائے تو اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے جھوٹ سے کام لے۔
- (5) فقیروں کے بھیس میں کبھی کبھی مقبول بندے بھی آجاتے ہیں لہذا فقیروں کو جھوٹا کنا نہیں چاہیے۔
- (6) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بندہ واقعی حاجت مند ہو اس کے سامنے اپنا سارا مال رکھ دینا کہ جتنی اسے حاجت ہو لے یہ اعلیٰ ترین سخاوت ہے۔
- (7) فرشتے ہر شکل میں آسکتے ہیں۔
- (8) بخل انسان کو ناشکری اور جھوٹ پر ابھارتا ہے۔ بخیل دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے۔
- (9) سخاوت و غریب پر ڈوری سے اللہ عز و جل کی رضا نصیب ہوتی ہے۔
- (10) بندے کو چاہیے کہ حسبِ موقع اپنا مفاسدہ کرتا رہے کہ اس سے اصلاح کی توفیق ملتی رہتی ہے۔
- (11) شکر و سخاوت سے نعمتیں بڑھ جاتی ہیں جو نعمتوں کو محفوظ کرنا چاہے اسے اپنے رب عز و جل کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

- (12) انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ میری تمام نعمتیں اللہ عز و جل کی طرف سے ہیں وہ جب چاہے ان نعمتوں کو لے سکتا ہے۔ ہر حال میں اپنے رب کا شکر کرنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں ہر آن اپنا شکر گزار رکھے ہمیں زوالِ نعمت سے بچائے اپنی دائمی رضا سے مالا مال

فرمائے۔ امین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

عقل مند کون ہے؟

حدیث نمبر: 66

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ. (ترمذی، کتاب

صفة القيامة والرقائق والورع، باب ماجاء في صفة اواني الحوض، ۲۰۷/۴، حدیث: ۲۴۶۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے باوجود اللہ عزوجل سے آرزو اور تمنا کرے۔

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں الفاظ حدیث کی شرح

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الْكَيْسُ: وَهُوَ شَخْصٌ هُوَ يُوَظِّقُ نَفْسَهُ كَوَاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ كَعَمَلِ الْكَيْسِ، احكامِ الهی کے سامنے جھکتے ہوئے ان پر مکمل عمل کرے۔ امام ترمذی اور دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ فرماتے ہیں: دَانَ نَفْسَهُ كَمَعْنَى يَهْتَمُّ بِهَا، اپنے احوال و اقوال و اعمال کا محاسبہ کرے، اگر اپنے اعمال درست لگیں تو شکرِ الہی بجالائے، اگر اعمال میں برائی نظر آئے تو چچی تو بہ کرے، اعمال میں جو کمی و کوتاہی ہو اسے پورا کرے اور حسابِ آخرت سے پہلے اپنا حساب خود کر لے۔ الْعَاجِزُ: وَهُوَ يُوَظِّقُ نَفْسَهُ كَوَاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ كَعَمَلِ الْكَيْسِ، وہ بیوقوف انسان ہے جو گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور بغیر توبہ و استغفار کے جنت کی امید کرے یعنی حرام کام کرے، واجبات و فرائض کو چھوڑے، توبہ بھی نہ کرے اور جنت میں جانے کی امید بھی رکھے۔

(مرقاة المفاتیح، کتاب الرقاق، باب استحباب المال والغمر للطاعة، ۱۴۱/۹-۱۴۲، تحت الحدیث: ۵۲۸۹)

شَيْخُ ابْنِ عَبَّادٍ شَاذِلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْغَنِيِّ سَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ: اِبْنُ مَعْرِفَةَ نَعَى كَمَا كَانَتْ وَهِيَ جَهْوَةٌ اِمْتِدَادِي كَوَاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ كَعَمَلِ الْكَيْسِ،

مغرور اور عمل سے غافل کر دے، گناہوں پر دلیر بنادے، حقیقتاً امید ہے ہی نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے دھوکہ اور

فریب ہے۔ (اشعة اللغات، ۲۵۱/۴)

عمل کے بغیر جنت کی طلب کیسی؟

حضرت سیدنا معروف کُرخی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَوی نے فرمایا: عمل کے بغیر جنت کی طلب گناہ ہے بغیر کسی تعلق و سبب کے شفاعت کی امید رکھنا فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔ (المرجع السابق)

باطل آرزوئیں

حضرت سیدنا امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ العوی فرماتے ہیں: اگر کوئی قوم صرف اس آرزو پر اس دنیا سے رخصت ہو جائے کہ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا ہے حالانکہ انہوں نے نیکی نہیں کی تو ان لوگوں کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ انہیں معاف کر دے گا کیونکہ اگر وہ اتنی بڑی آرزو کے قائل تھے تو نیک عمل کرتے اور فرمایا: اے اَللّٰہُ کے بندو! ایسی باطل آرزوؤں سے دور رہو جو احمقوں کا طریقہ ہے اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بندے کی اُن باطل آرزوؤں پر نہ دنیا میں کچھ دیتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔

حضرت سیدنا عمر بن منصور عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَفُور نے اپنے ایک دوست کو لکھا: ”تو بڑے اعمال کے ساتھ لمبی عمر چاہتا ہے اور اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سے آرزو رکھتا ہے! ہوش کر! تو ٹھنڈا لوہا کوٹ رہا ہے“ یعنی بے فائدہ کام کر رہا ہے۔ (اشعة اللغات، ۲۵۲/۴)

محاسبہ کی تعریف اور اس سے متعلق مزید کچھ اہم باتیں ملاحظہ فرمائیے!

محاسبہ کیا ہے؟

احیاء العلوم میں ہے: کثرت اور مقدار میں زیادتی اور کمی کے لئے جو غور کیا جاتا ہے اسے محاسبہ کہتے ہیں، پس بندے کا اپنے دن بھر کے اعمال میں کمی بیشی کا اندازہ لگانے کے لئے غور و فکر کرنا محاسبہ کہلاتا ہے۔ (احیاء علوم، ۱۲۷/۵)

نیکی کر کے بھول جاؤ

عقل مند وہی ہے جو نیکیوں کے حصول کی سعادت پا کر انہیں بھول جائے اور گناہ صادر ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور اپنی اصلاح کے لیے ان پر سختی سے اپنا محاسبہ کرتا رہے بلکہ نیک اعمال میں کمی پر بھی خود کو سرزنش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرے اور ہر لمحہ خود کو اللہ واحد قہّار کے قہر و غضب سے ڈراتا رہے یہی ہمارے بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کا معمول رہا ہے۔ آئیے اپنے اسلاف کے محاسبہ کرنے کا انداز ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ ان کی برکت سے ہمیں بھی اپنا احتساب کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

آج ”کیا کیا“ کیا؟

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روزانہ اپنا احتساب فرمایا کرتے اور جب رات آتی تو اپنے پاؤں پر روزہ (کوڑا) مار کر فرماتے: بتا! آج تو نے ”کیا کیا“ کیا ہے؟۔ (احیاء العلوم، ۱/۵)

فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عاجزی

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَشْرَةَ مَبَشَّرَهُ یعنی اُن دس صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ میں سے ہیں جنہیں تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد امت میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سب سے افضل ہیں اس کے باوجود آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بہت زیادہ اِکساری فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ، حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک باغ کی دیوار کے قریب دیکھا کہ اپنے نفس سے فرما رہے تھے ”واہ! لوگ تجھے امیر المؤمنین کہتے ہیں (پھر بطور عاجزی فرمانے لگے) اور تو (وہ ہے کہ) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا! (یاد رکھ!) اگر تو نے اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا خوف نہیں رکھا تو اس کے عذاب میں

گرفتار ہو جائے گا۔“ (کیمیائے سعادت، ۲/۸۹۲)

قیامت سے پہلے حساب

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”اے لوگو! اپنے اعمال کا اس سے پہلے محاسبہ کر لو کہ قیامت آجائے اور ان کا حساب لیا جائے۔“ (احیاء العلوم، ۱۲۸/۵)

انوکھا حساب

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِي فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابْنُ الصَّمَّة رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ایک بار اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی عمر شمار کی تو وہ (تقریباً) ساٹھ برس بنی، ان ساٹھ برسوں کو بارہ سے ضرب دینے پر سات سو بیس مہینے بنے، سات سو بیس کو مزید تیس سے مضروب کیا (ضرب دیا) تو حاصل ضرب اکیس ہزار چھ سو آیا جو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کی مبارک عمر کے ایام تھے پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ”اگر مجھ سے روزانہ ایک گناہ بھی سرزد ہوا ہو تو اب تک اکیس ہزار چھ سو گناہ ہو چکے، جبکہ اس مدت میں ایسے ایام بھی شامل ہوں گے جن میں یومیہ ایک ہزار تک بھی گناہ ہوئے ہوں گے، یہ کہنا تھا کہ خوفِ خدا سے لرز نے لگے! پھر یکایک ایک چیخ اُن کے منہ سے نکل کر فضا کی پہنائیوں میں گم ہو گئی اور آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ زَمِين پر تشریف لے آئے، دیکھا گیا تو طائرِ روحِ قَفْسِ عُنْصُرِي سے پرواز کر چکا تھا۔ (کیمیائے سعادت، ۸۹۱/۲)

بچپن کی خطا یاد آگئی

حضرت سیدنا نَاعِبَةُ الْعُلَام عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِي کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ”تنبیہ المغتربین“ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ ایک جگہ سے گزرے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: ”یہ وہ جگہ ہے جہاں مجھ سے چھوٹی عمر میں ایک گناہ سرزد ہوا تھا۔“ (تنبیہ المغتربین، ص ۵۴)

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِين کس طرح اپنا محاسبہ فرماتے، ان کا انداز کتنا اعلیٰ تھا ہر دم نیکیوں میں مصروف رہنے کے باوجود خود کو گنہگار تصور کرتے حالانکہ اُن کی شان تو یہ ہے کہ وہ مُسْتَحَبَّات کے ترک کو بھی اپنے لئے

سَيِّئَات (یعنی برائیوں) میں سے جانتے، نقلی عبادات میں کمی کو بھی جرم تصور کرتے اور بچپن کی خطا کو بھی گناہ شمار کرتے حالانکہ نابالغی کے گناہ شمار نہیں کئے جاتے۔

چراغ پر انگوٹھا

بہت بڑے عالم اور تابعی بزرگ حضرت سیدنا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رات کے وقت چراغ ہاتھ میں اٹھالیتے اور اس کی لو پر انگوٹھا رکھ کر اس طرح فرماتے: اے نفس! تو نے فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں چیز کیوں کھائی؟ یعنی اپنا مُحَاسِبَہ کرتے کہ اگر میرے نفس نے غلطی کی ہو تو اس کو تنبیہ ہو کہ یہ چراغ کی لو جو کہ بہت ہی ہلکی آگ ہے پھر بھی ناقابل برداشت ہے تو بھلا جہنم کی بھیانک آگ برداشت کرنا کیونکر ممکن ہوگا۔ (کیمیائے سعادت، ۱۹۳/۲)

مدنی گلدستہ

”فکر مدینہ“ کے ۸ حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے ملنے والے ۸ مدنی پھول

- (1) عقل مند ہمیشہ اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے جہاں غلطی پاتا ہے فوراً اصلاح کرتا ہے۔
- (2) نادان اپنی اصلاح سے محروم رہتا ہے کیونکہ جسے اپنی غلطی کا احساس ہی نہ ہو وہ اپنی اصلاح نہیں کر سکتا۔
- (3) نیک لوگوں کی بارگاہ میں حاضری اصلاح اعمال کا باعث ہے ان کی نصیحت آموز باتیں تاثیر کا تیر بن کر دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔
- (4) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے دل میں اپنے غیر کی محبت کو پسند نہیں فرماتا۔
- (5) جن کے دل یادِ الہی میں ہی مشغول رہیں وہ دنیا و آخرت کے غموں سے محفوظ رہتے ہیں۔
- (6) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سے عَفْو و کَرَم کی امید بھی رکھنی چاہیے اور نیک اعمال کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔
- (7) بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِينُ کثرتِ عبادت کے باوجود اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ سچ ہے کہ جس ٹہنی پر جتنے

زیادہ پھل ہوتے ہیں وہ اتنی ہی زیادہ جھکی ہوتی ہے۔

(8) اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے باوجود رحمتِ الہی کی اُمید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، دنیا و آخرت میں ہمیں ذلت

ورسوائی سے بچائے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے! اَمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

☆☆☆☆☆☆

اسلام کی خوبی

حدیث نمبر: 67

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ حُسْنِ

إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ. (ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، ۴/۴۶ (حدیث: ۲۳۳۴)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔

دین کو کفایت کرنے والی چار حدیثیں

یہ حدیث پاک اُن احادیث کریمہ میں سے ایک ہے جنہیں اسلام کا مدار قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت

سیدنا امام ابو داؤد علیہ رحمۃ اللہ الوہود فرماتے ہیں: ”انسان کے دین کے لئے یہ چار حدیثیں کافی ہیں: (۱) الْأَعْمَالُ

بِالنِّيَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) (۲) الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ. (حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی

ظاہر ہے) (۳) مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ. (بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں

سے ہے) (۴) لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى لِأَخِيهِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهِ. (بندہ اس وقت تک کامل مؤمن

نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے) (تاریخ بغداد، ۵/۸۹-حدیث: ۴۶۳۸)

مومن کو بے فائدہ باتوں سے بچنا چاہیے

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: بندے کے اسلام کی خوبیوں اور کمال میں سے یہ ہے کہ وہ ایسے کلام، ایسی حرکات و سکنات سے بچے جو اس کے لئے دین و دنیا میں فائدہ مند نہ ہوں۔ ہمیشہ وہ کلام یا کام کرے جو دنیا یا آخرت کے لئے فائدہ مند ہو۔ ایک بزرگ کسی محل کے دروازے کے پاس سے گزرے تو مالک سے پوچھا: تم نے یہ مکان کب بنایا؟ مالک ابھی جواب دینے ہی والا تھا کہ فوراً اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے دھوکہ باز نفس! تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا جو تیرے مطلب کی نہیں لہذا میں تجھے ایک سال کے روزے رکھ کر سزا دوں گا۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: جنتیوں کو جنت میں ان لمحات پر افسوس ہوگا جنہیں اللہ

عزوجل کے ذکر کے بغیر گزار دیا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاداب، الفصل الثانی، ۵۸۵/۸-۵۸۶، تحت الحدیث: ۴۸۴۰)

بے فائدہ کلام کی تعریف

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: بے فائدہ کلام وہ ہے کہ اگر تم اسے نہ کرو تو نہ تمہیں کوئی گناہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی نقصان۔ اسے یوں سمجھئے کہ جیسے آپ اپنے کسی سفر کا حال لوگوں کے سامنے بیان کریں، دوران سفر لوگوں سے ملاقات کے واقعات، پسندیدہ کھانوں، کپڑوں پہاڑوں اور نہروں وغیرہ کا بیان کریں۔ تو یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے بیان نہ کرنے پر نہ تو کوئی گناہ ہے نہ فی الحال یا آئندہ کسی قسم کا کوئی نقصان اور یہ بھی اسی صورت میں ہے جبکہ واقعات میں اپنی طرف سے نہ تو جھوٹی مبالغہ آرائی ہو نہ ہی اپنا تزکیہ نفس بیان کیا گیا ہو، نہ کسی کی غیبت یا برائی بیان کی ہو۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھنے کے باوجود ان واقعات

کو بیان کرنے میں بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو گیا۔ (احیاء العلوم، ۱/۳)

فضول باتوں کا نقصان

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِی ان چار رُوْجُوہات کی بنا پر فُضُول باتوں کی مَدَمَّت کرتے ہیں: (1) فُضُول باتیں کسراما کاتیبین (یعنی اعمال لکھنے والے بُرگ فرشتوں) کو لکھنی پڑتی ہیں، لہذا آدمی کو چاہیے کہ ان سے شرم کرے اور انہیں فُضُول باتیں لکھنے کی زحمت نہ دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ ترجمہ کنز الایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا

کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

(پ: ۲۶، ق: ۱۸)

(2) یہ بات اچھی نہیں کہ فضول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو (3) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں تمام مخلوق کے سامنے بندے کو حکم ہوگا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ! اب قیامت کی خوفناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی، انسان بڑبڑہے (ب۔ رہ۔ نہ، یعنی بے لباس) ہوگا، سخت پیاسا ہوگا، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہوگی، جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہوگا اور ہر قسم کی راحت اُس پر بند کر دی گئی ہوگی، غور کیجئے ایسے تکلیف دہ حالات میں فُضُول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ کس قدر پریشان کن ہوگا! (4) بروز قیامت بندے کو فُضُول باتوں پر ملامت کی جائے گی اور اُس کو شرمندہ کیا جائے گا۔ بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے شرم و ندامت سے پانی پانی ہو جائے گا۔ (منہاج العابدین، ص ۶۷)

امیر المؤمنین، امام العادلین، مُتَمِّمُ الْأَرْبَعِیْن حضرت سیدنا عمر فاروقِ الْعَظْمِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: (1) فُضُول گوئی سے بچنے والے کو حکمت و دانائی عطا کی جاتی ہے (2) فُضُول نگاہی یعنی بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھنے سے بچنے والے کو دلی سکون ملتا ہے (3) فُضُول طعام چھوڑنے والے کو عبادت میں لذت دی جاتی ہے (4) فضول ہنسنے سے بچنے والے کو رعب و دبدبہ عنایت ہوتا ہے (5) مذاق مسخری سے بچنے والے کو نور ایمان نصیب ہوتا

ہے (6) دُنیا کی مَحَبَّت سے بچنے والے کو آخرت کی مَحَبَّت دی جاتی ہے (7) اور دوسروں کے عیب ڈھونڈنے سے بچنے والے کو اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔ (ماخوذ از المنہات ص ۸۹)

ایک صحابی کے جنتی ہونے کا راز

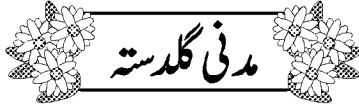
ہمارے بیٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے لوگوں کو دیکھ کر ہی پہچان لیتے تھے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی بلکہ آنے والے کی پہلے ہی سے خبر ہو جاتی کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی، چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا۔“ اتنے میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دروازے سے داخل ہوئے، لوگوں نے ان کو مبارکباد دیتے ہوئے دریافت کیا کہ آخر کس عمل کے سبب آپ کو یہ سعادت ملی؟ فرمایا: میرا عمل بہت ہی تھوڑا ہے اور جس کی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں وہ میرے سینے کی سلامتی اور بے مقصد باتوں کو چھوڑنا ہے۔ (الصَّمت لابن ابی الدُّنیا، ۸۶/۷، حدیث ۱۱۱)

”سینے کی سلامتی“ سے مراد دل کا لغویات (یعنی بے ہودہ) اور حسد وغیرہ امراضِ باطنیہ سے پاک ہونا اور دل میں ایمان کا مضبوط و مُستَحکم ہونا ہے۔

گفتگو کی اقسام

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِیِہِ کے فرمان والا شان کا خلاصہ ہے: گفتگو کی چار قسمیں ہیں: (1) مکمل نقصان دہ بات (2) مکمل فائدے مند بات (3) ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدے مند بھی (4) ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان۔ پس پہلی قسم کی بات جو کہ مکمل نقصان دہ ہے اُس سے ہمیشہ پرہیز ضروری ہے۔ اور اسی طرح تیسری قسم والی بات کہ جس میں نقصان اور فائدہ دونوں ہیں، اس سے بھی بچنا لازم ہے۔ اور جو چوتھی قسم ہے وہ فُضُولیات میں شامل ہے کہ اُس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی

نقصان لہذا ایسی بات میں وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کا نقصان ہی ہے۔ اس کے بعد صرف دوسری ہی قسم کی بات رہ جاتی ہے یعنی باتوں میں سے تین چوتھائی (یعنی 75%) تو قابل استعمال نہیں اور صرف ایک چوتھائی (یعنی 25%) بات جو کہ فائدہ مند ہے بس وہی قابل استعمال ہے مگر اس قابل استعمال بات کے اندر باریک قسم کی ریاکاری، بناوٹ، غیبت، جھوٹے مبالغے ”میں میں کرنے کی آفت“ یعنی اپنی فضیلت و پاکیزگی بیان کر بیٹھنے وغیرہ اندیشے ہیں نیز فائدہ مند گفتگو کرتے کرتے فضول باتوں میں جا پڑنے پھر اس کے ذریعے مزید آگے بڑھتے ہوئے اس میں گناہ کا ارتکاب ہو جانے وغیرہ وغیرہ خدشات شامل ہیں اور یہ شمولیت ایسی باریک ہے جس کا علم نہیں ہوتا، لہذا اس قابل استعمال بات کے ذریعے بھی انسان خطرات میں گھرا رہتا ہے۔ (مُلَخَّصٌ از احیاء العلوم ۱۳۸/۳)



”خاموشی“ کے 6 حروف کی نسبت سے حدیثِ مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) بے فائدہ باتوں سے بچنا اسلام کی اہم ترین خوبی ہے۔
- (2) فضول گوئی کرنے والے کا گناہوں بھری گفتگو سے بچنا مشکل ہے، فضول گوئی اکثر گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔
- (3) فضول گوئی کرنے والا لوگوں کے سامنے بے وقعت ہو جاتا ہے۔
- (4) فضول گوئی کرنے والے کو بروز قیامت مخلوق کے سامنے شرمندگی و ملامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔
- (5) فضول گوئی اور کینہِ مسلم کو ترک کر دینا آخرت میں بلندی درجات کا سبب ہے۔
- (6) ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ آپ ہر ہر جنمی و جنتی کو پہچان لیتے ہیں۔

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

اپنی زوجہ پر سختی کا حکم

حدیث نمبر: 68

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يُسَأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ضَرَبَ

أَمْرَاتِهِ." (ابو داؤد، کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء، ۳۵۷/۲، حدیث: ۲۱۴۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کسی آدمی سے اپنی عورت کو مارنے کے متعلق سوال نہ ہوگا۔

امام شَرَفُ الدِّينِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ طَيْبِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: یعنی اگر وہ گناہوں سے نہ بچے یا نافرمانی کرے اور شوہر اُسے مارے تو اس مارنے پر شوہر سے سوال نہیں کیا جائیگا۔ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کے اس فرمان کی وجہ سے:

ترجمہ کنز الایمان: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں

وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ

اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو

وَأَهْجُرُوهُنَّ فِي الْبُضَاجِمِ وَأَضْرِبُوهُنَّ

(پ ۵، النساء: ۳۴)

ہاں جب وہ نافرمانی سے باز آ کر تائب ہو جائے تو پھر اس پر سختی کرنا ممنوع ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں

فَإِنْ أَطَعْتُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا

آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو

(پ ۵، النساء: ۳۴)

یعنی ڈانٹ ڈپٹ کرنا چھوڑ دو، ان سے رجوع کرو اور جو انہوں نے کہا یا کیا اسے اس طرح بھول جاؤ گویا انہوں نے یہ کام کیا ہی نہ ہو۔ (شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق، ۳۵۶-۳۵۵/۶، تحت

الحدیث: ۳۲۶۸)

علامہ مُحَمَّدُ بْنُ عَلَانَ شَافِعِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي "دلیل الفالحن شرح ریاض الصالحین"

میں حدیثِ مذکور کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی شوہر کا اپنی بیوی کو مارنا کسی بھی سبب سے ہو اس سے سوال نہ کیا جائے کہ تو نے کس سبب سے مارا؟ بلکہ اس کا معاملہ **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ** کے سپرد کر دیا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی ایسی بات پر مارا ہو جس کا تذکرہ خلافِ حیا ہو جیسا کہ بلاوجہ مرد کو صحبت سے منع کرنا وغیرہ۔ ہاں! اگر معاملہ ایسا ہو جس پر شرعی احکام جاری ہونا ضروری ہوں یا معاملہ حکام کے پاس پہنچ جائے تو پھر مارنے کی وجہ پوچھی جائے گی۔

(دلیل الفالحین، باب فی المراقبۃ، ۱/۲۵۰)

”مراة المناجیح“ میں ہے کہ (شوہر سے بیوی کو مارنے پر مواخذہ نہ ہوگا) بشرطیکہ خاوند مار کی شرائط و حدود کا لحاظ رکھے بلا تصور نہ مارے، ضرورت سے زیادہ نہ مارے، عداوت (دشمنی) سے نہ مارے، اصلاح کے لئے مارے تو خاوند پر اس مار کی پکڑ نہ ہوگی، کیونکہ اس کی اجازت قرآن کریم نے دی، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَاصْبِرْ بُؤْهُنَّ“ (یعنی انہیں مارو) مگر ساتھ میں قید لگاتا ہے: **فَاِنْ اَطَعْتَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَیْھِنَّ سَبِيْلًا**۔ ترجمہ

کنز الایمان: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو (پ ۵، النساء: ۳۴)

خیال رہے کہ باپ اولاد کو بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو نبی امتی کو استاد شاگرد کو پیر مرید کو اصلاح کے لیے مار سکتا ہے اگر غلطی سے بھی سزا دیں تب بھی بڑے پر قصاص نہیں۔ (مراة المناجیح، ۱۵/۱۰۳)

اس آیت کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِي تفسیر ”حزائنُ العرفان“ میں فرماتے ہیں: اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری توبہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیر دست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریقِ اولیٰ معاف کرنا چاہیے اور اللہ کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم سے مُجْتَنِب (بچے) رہنا چاہیے۔ (پ ۵، النساء تحت الایة: ۳۴)

مُقَدِّمِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: ”نا فرمانی

پر بیوی کو خاوند مار سکتا ہے مگر اصلاح کی مار مارے نہ کہ ایذا کی مار، جیسے شاگرد کو استاد یا اولاد کو ماں باپ مارتے ہیں

اصلاح کے لئے۔ بلا تصور بیوی کو مارنا سخت ممنوع ہے جس کی پکڑ رب کے ہاں ضرور ہوگی۔ (تفسیر نعیمی پ ۵، نساء تحت الایة: ۳۴، ۶۱/۵)

تفسیر ”روح المعانی“ میں ہے کہ چار تصور پر خاوند بیوی کو مار سکتا ہے: (1) خاوند عورت کی زینت چاہے وہ نہ کرے۔ (2) خاوند اسے اپنے پاس بلائے وہ بلا وجہ نہ آئے۔ (3) عورت نماز وغیرہ بلا عذر ترک کرے (یعنی شریعت کی نافرمانی کرے) (4) خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر پھرے۔ (روح المعانی، پ ۵، النساء تحت الایة: ۳۴، ۳۵/۵)

مار کیسی ہونی چاہیے؟

تفسیر ڈر منشور میں ہے: مارنے سے مراد ایسی مار ہے جو شدید نہ ہو یعنی جس سے نشان نہ پڑے۔ حضرت سیدنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ غیر شدید مار کیسی ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مسواک سے۔ (در منشور، پ ۵، النساء، تحت الایة: ۳۴، ۵۲۲/۲)

تفسیر قرطبی میں ہے: مار سے مراد ایسی مار ہے جس سے نشان نہ پڑے نہ ہڈی ٹوٹے نہ زخم آئے، کیونکہ مارنے کا مقصد اس (عورت) کی اصلاح کرنا ہے نہ کہ کچھ اور۔ (قرطبی، پ ۵، النساء، تحت الایة: ۳۴، ۱۲۱/۳)

ٹیرھی پسلی کی پیداوار

مرد کو چاہئے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کو حکمتِ عملی کے ساتھ چلائے چنانچہ بیٹھے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: ”بیشک عورت ٹیرھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے تمہارے لئے کسی طرح سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تم اس سے نفع چاہتے ہو تو اس کے ٹیرھے پن کے ساتھ ہی نفع حاصل کر سکتے ہو اور اگر اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔“ (مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، ص ۷۷۵، حدیث: ۱۴۶۸)

زوجہ کے ساتھ نرمی کی فضیلت

معلوم ہوا کچھ نہ کچھ خلاف مزاج حرکتیں اس سے سرزد ہوتی ہی رہیں گی۔ مرد کو چاہئے کہ صبر کرتا رہے۔

نبیوں کے سرور، حُسنِ اخلاق کے پیکر، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ روح پڑھو رہے: کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اخلاق والا اور اپنی زوجہ کے ساتھ سب سے زیادہ نرم طبیعت ہو۔ (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان... الخ ۴/۲۷۸-حدیث: ۲۶۲۱)

شوہر کے حقوق

بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کیساتھ نیک سلوک کرے۔ چنانچہ بیٹھے بیٹھے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ نصیحت آموز ہے، ”قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور گچ لہو (یعنی پیپ ملا خون) بہتا ہو پھر عورت اُسے چاٹے تب بھی حق شوہر ادا نہ کیا۔“ (مسند امام احمد، ۴/۳۱۸-حدیث: ۱۲۶۱۴)

ظالم شوہر کا بھی گھر نہ چھوڑے

بات بات پر زوٹھ کر میکہ چلی جانے والی عورت اس حدیثِ پاک کو بار بار اپنے کانوں پر دوہرائے اور دل کی گہرائیوں میں اتارے، سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی اُس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے یا واپس لوٹ نہ آئے، اللهُ عَزَّوَجَلَّ اور فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: اگرچہ شوہر ظالم ہو؟ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی حق الزوج علی المرأة، ۱۶/۴۴۱-حدیث: ۴۴۸۰۱)

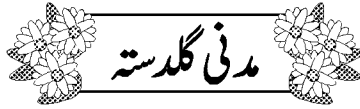
اکثر عورتیں جہنمی ہونے کا سبب

بعض عورتیں اپنے شوہروں کی سخت نافرمانیاں اور ناشکریاں کرتی ہیں اور ذرا کوئی بات بُری لگ جائے تو پچھلے تمام احسانات بھلا کر گوشنا شروع کر دیتی ہیں۔ جو عورتیں بات بات پر لعنت ملامت کرتی اور پھٹکار برساتی رہتی ہیں ان کو ڈر جانا چاہیے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے عورتوں سے فرمایا: اے

عورت تو! صدقہ کیا کرو کیونکہ میں نے اکثر تم کو جہنمی دیکھا ہے۔ خواتین نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کس سبب سے؟ فرمایا: ”اس لئے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔“ (بخاری، کتاب

العیض، باب ترك الحائض، ۱/۲۳۱ حدیث: ۳۰۴)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ



”حسین“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اسکی وضاحت سے منئے والے 4 مدنی پھول

- (1) شوہر کا مرتبہ و مقام بہت بلند ہے بیوی کے لئے اس کی خدمت میں عظمت ہے۔
- (2) نافرمان بیوی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوتا ہے شوہر کی ناراضگی کے ساتھ رضائے الہی نہیں مل سکتی۔
- (3) شوہر چاہے ظلم ہی کیوں نہ کرے لیکن بیوی کو صبر سے کام لینا چاہیے کہ اس صبر پر دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔
- (4) شوہر کو بھی چاہیے کہ شریعت مطہرہ نے بیوی کے جو حقوق اس پر لازم کئے ہیں ان میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرے پیار و محبت سے رہے، نرمی اختیار کرے، اس کی جائز خواہشات کا احترام کرے، اس کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرے۔ ہاں جہاں شریعت کی نافرمانی دیکھے وہاں جائز سختی کرے۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے! ہمیں قلبِ سلیم اور دونوں جہاں میں

اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے!

أَمِينٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



تقویٰ و پرہیزگاری
کابیان

تقویٰ و پرہیزگاری کا بیان

باب نمبر: 6

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا و آخرت کی بھلائوں کے حصول کا بہترین ذریعہ تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ جنت پرہیزگاروں کا ٹھکانہ ہے۔ انہیں موت کے وقت سہولت و آسانی نصیب ہوگی۔ اُن کی عزت افزائی کی جائے گی۔ تقویٰ مشکلات سے نجات، رزق میں فراخی اور مہمّات (اہم امور) میں آسانی کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم اللہ عزّوجلّ کے حکم کے مطابق تقویٰ اختیار کر لیں تو دنیا و آخرت کی نعمتیں ہمارا مُقَدَّر بن جائیں گی۔ پس جو تقویٰ کی نعمت سے مالا مال ہو کر کامیابی و کامرانی کا خواہاں ہو اُسے چاہیے کہ مُتَّقِین کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اللہ عزّوجلّ ہمیں متقی و پرہیزگار بنائے! اٰمِین

بِحَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

”رِیَاضُ الصّٰلِحِیْنَ“ کا یہ باب ”تقویٰ“ کے بارے میں ہے۔ حضرت سَیِّدُنَا اِمَامِ اَبُو زَكَرِيَّا یَحْیٰی بْنِ شَرَفِ نَوَوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْفَوْی نے اس باب میں 5 آیات کریمہ اور 5 احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ ہم اس باب میں تقویٰ کی تعریف و فضیلت و اہمیت، تقویٰ سے متعلق مزید آیات مبارکہ اور ایمان افروز روایات و حکایات بیان کریں گے۔

تقویٰ سے متعلق پانچ آیات کریمہ:

(1) اِیْمَانُ وَالْوَالُونَ كَحُكْمِ خُدا وَنَدْمِی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ

سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔

(پ ۴، ال عمران: ۱۰۲)

تَفْسِيرُ ”طَبْرِي“ میں ہے: یعنی اللہ عزّوجلّ سے خوف کرو، اس کی اطاعت کرو اور گناہوں سے بچو۔ اللہ عزّوجلّ سے خوف کرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے اس کا شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے اور اسے یاد کیا جائے بھلا یا نہ جائے۔ (تفسیر طبری، پ ۴، ال عمران، تحت الاية: ۱۰۲، ۱۰۳/۳۷۵)

(2) جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل سے ڈرو!

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (پ ۲۸ تغابن: ۱۶) ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔

تفسیر ”طبری“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے: یعنی اے مومنوں اللہ عزوجل سے ڈرو اور اس کے انجام سے خوف کرو، فرائض کو ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے اس کے عذاب سے بچو اور ایسے اعمال کرو جو تمہیں اس کے قریب کر دیں۔ (تفسیر طبری، پ ۲۸، تغابن، تحت الایۃ: ۱۶، ۱۱۹/۱۲)

(3) اے ایمان والو! سیدھی بات کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے

ڈرو اور سیدھی بات کہو

سَدِيدًا (پ: ۲۲، الاحزاب: ۷۰)

حضرت سیدنا کلبی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ”قَوْلٍ سَدِيدٍ“ سے مراد صدق (سچی بات) ہے۔ حضرت سیدنا قتادہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عدل ہے یعنی وہ اپنی تمام گفتگو اور تمام معاملات میں عدل کرے۔ حضرت سیدنا عکرمہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔ (تفسیر طبری، پ: ۲۲، الاحزاب، تحت الایۃ: ۷۰، ۳۳۸/۱۰۷۰)

(4) نجات کی راہ

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۗ وَ

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ

اُس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اُسے وہاں

يَزُرُّهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۗ

سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

(پ ۲۸، الطلاق: ۲-۳)

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جو اللہ عزوجل سے ڈرے اللہ عزوجل اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا یعنی جس سے وہ

دنیا و آخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔ سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کیلئے شبہاتِ دنیا، غمراہی موت و شدائدِ روزِ قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کیلئے کافی ہے۔

(5) حق و باطل میں پہچان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۳۶﴾ (پ ۹، الانفال: ۲۹)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دیگا جس سے حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اُتار دیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تفسیرِ خازن میں ہے: یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرو اور گناہوں سے اجتناب کرو تو وہ تمہیں نُور دیگا اور تمہارے دلوں میں یہ توفیق دے گا کہ تم حق اور باطل کے درمیان فرق کر لو گے۔ حضرت سیدنا ماجد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَّاحِدِ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں نجات کی راہ نکال دے گا تمہارے سابقہ گناہوں کو مٹا دے گا، دنیا و آخرت میں تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑے فضل والا ہے، یعنی وہی تم پر فضل فرماتا ہے اور سب مخلوق پر اسی کا فضل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطاعت گزاروں پر اس کا فضل یہ ہے کہ ان کی نیکیاں قبول فرمائے اور گناہگاروں پر اس کا فضل یہ ہے کہ ان کے گناہ معاف فرمادے۔ (تفسیر خازن پ ۹، الانفال، تحت الایۃ: ۲۹، ۱۹۱/۲ ملقطاً)

حدیث نمبر: 69 سب سے زیادہ عزت والا کون؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: "أَتْقَاهُمْ". فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ، قَالَ: "فَيُؤَسَفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ" قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ، قَالَ: "فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ

فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَّمُوا". (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهيم خلیلا، ۲۱/۲، ۴۲۱، حدیث: ۳۳۵۳)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے عرض کی گئی: یا رسول اللہ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)! سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: وہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے، فرمایا: یوسف (عَلَيْهِ السَّلَام) جن کے والد اور دادا نبی ہیں اور جدِ اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیل ہیں، صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے عرض کی ہم ان کے متعلق نہیں پوچھ رہے، فرمایا: تو عرب کے خاندان کے متعلق پوچھتے ہو؟ (سنو!) جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں۔

”إِذَا فَفَهُوا كَمَا مَطْلَبُ هَيْ كَبِ شَرَعِي أَحْكَامُ كُوجَانِي“

مفسرِ شہیرِ حَکِيمِ الْأُمَّتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلِيَّهِ رَحْمَةُ الْعَنَّانِ حَدِيثُ مَذْكَورِ كِي شَرْحُ كَرْتِي هُوَ فَرْمَاتِي هِي: (جب یہ سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ باعزت کون ہے) یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک یا دنیا و آخرت میں کون مُحْتَرَمٌ ہے؟ (تو فرمایا: وہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو) چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ ۗ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں

زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(ب ۲۶، الحجرات: ۱۳)

خیال رہے کہ انسان کیلئے تقویٰ ذاتی شرافت و عزت ہے اسے حَسَبُ کہتے ہیں اور عالی خاندان، عارضی عزت ہے اسے نَسَبُ کہتے ہیں۔ مبارک ہے وہ جو حسب و نسب دونوں میں اعلیٰ ہو (لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے تو فرمایا کہ یوسف (عَلَيْهِ السَّلَام) سب سے زیادہ معزز ہیں) یعنی یوسف عَلِيَّهِ السَّلَام حَسَبُ و نَسَبُ دونوں میں بہت اعلیٰ ہیں کہ خود بھی نبی ہیں یہ ان کی حَسَبِ عِظْمَتِ ہے ان کی تین پشت میں نبوت ہے کہ والد نبی، دادا، پردادا نبی یہ ان کی نَسَبِ شَرَفِ ہے۔ یہ ان کی خصوصیت ہے۔ جیسے حضرات صحابہ میں ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ کہ جسب اشرف بھی ہیں کہ صدیق ہیں نسبی اشرف بھی کہ آپ کی چار پشتوں میں صَحَابِيَّتْ ہے خود صحابی، ماں باپ صحابی اولاد صحابی پوتے نواسے صحابی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ حضرت یوسف عَلِيَّهِ السَّلَام میں نبوت، علم، عالی نسبی، جو دو سخا، عدل

دین، دنیا کی ریاست جمع ہیں۔ (لوگوں نے کہا: ہم ان کے متعلق نہیں پوچھ رہے تو فرمایا) کیا تم مجھ سے عرب کے قبائل کے متعلق پوچھتے ہو کہ کونسا قبیلہ اشرف ہے؟ (تو سنو! جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں) یعنی اسلام لانے سے اعلیٰ خاندانی آدمی کی شرافت گھٹ جاتی بلکہ بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ عالم باعمل بھی ہو جائے تو صرف خاندانی مسلمان سے افضل ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو زمانہ کفر میں اپنی قوم میں اعلیٰ و افضل ہو وہ مسلمان ہو کر بھی اعلیٰ و افضل ہی رہے گا اسے نو مسلم سمجھ کر ذلیل نہ سمجھا جاوے گا۔ اگر وہ عالم باعمل بھی ہو جاوے تو اس کی شرافت کو اور چار چاند لگ جاویں گے۔ مثلاً آج کوئی بڑا عزت والا پادری یا اینڈنٹ مسلمان ہو جاوے تو اسے نو مسلم کہہ کر حقیر نہ جانو اس کی عزت و احترام باقی رکھو اور اگر وہ عالم ہو جاوے تو اس کا بہت احترام کرو! غرضیکہ حسب و نسب دونوں کی شرافت کا اجتماع رب کی رحمت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۵۰۲/۶)

فقہ کی تعریف

فقہ (فا کے کسرہ کے ساتھ) اس کے لغوی معنی ہیں ”کسی شے کو جاننا اور اس میں ماہر ہونا“ بعد میں اس لفظ کو علم دین کی فضیلت و شرف کی وجہ سے علم دین کے لئے ہی استعمال کیا جانے لگا۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف: ”الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْفُرْعِيَّةِ الْمُكْتَسَبِ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ“

ترجمہ: ان احکام شرعیہ فرعیہ کا جاننا جو اپنے تفصیلی دلائل سے اخذ کئے گئے ہوں۔ (د رمختار، ۱/۹۷، ۹۸)

(جو جاہلیت میں بہتر شمار ہوتے تھے، وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں) اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی معزز و شریف آدمی اسلام قبول کر لے اور احکام شرع سیکھ لے تو وہ اپنی خاندانی شرافت کے ساتھ دین اسلام کی برکتیں بھی جمع کر لیتا ہے اور اگر اسلام نہ لائے تو وہ اپنی عزت و شرف کو گرا دیتا ہے اور اپنی خاندانی شرافت کو ضائع کر دیتا ہے۔

(مرفاۃ المفاتیح، کتاب الادب باب المفاخرة والعصبة، ۶۳۰/۸، تحت الحدیث: ۴۸۹۳)

حدیث مذکور میں سب سے مُعَزَّز ترین اسے بتایا گیا جو سب سے زیادہ متقی ہو، تقویٰ بہت بڑی دولت ہے

جسے یہ نصیب ہو جائے اس کے لئے جنت کی عظیم نعمتوں کا وعدہ ہے تمام نیکیوں کی اصل ہی تقویٰ ہے جو جتنا تقویٰ اختیار کرے گا اتنا ہی بڑا عالم بن جائے گا، اس ضمن میں ایک بہت ہی پیاری حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیے!

دنیا و آخرت میں کامیابی کے بہترین اصول

حضرت سیدنا ابو العباس مُسْتَعْفِرِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں علمِ دین کی طلب میں مصر گیا تاکہ وہاں مشہور محدث حضرت سیدنا امام ابو حامد مصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی سے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث سنوں۔ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے فرمایا: پہلے ایک سال روزے رکھو پھر حدیث سناؤں گا۔ چنانچہ حدیث کی طلب میں میں نے ایک سال کے روزے رکھے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے یہ حدیث پاک سنائی:

حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!** میں آپ سے دنیا اور آخرت کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں؟ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو! اس نے عرض کی: میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** سے ڈرتے رہو سب سے زیادہ علم والے بن جاؤ گے۔ عرض کی: میں سب سے زیادہ غنی بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔ عرض کی: سب سے بہتر بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہو لہذا تم لوگوں کو نفع پہنچانے والے بن جاؤ! عرض کی: سب سے زیادہ عدل کرنے والا بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو تو سب سے بڑے عادل بن جاؤ گے۔ عرض کی: **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کا خاص بندہ بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کا کثرت سے ذکر کرو اس کے خاص بندے بن جاؤ گے۔ عرض کی: میں **مُحْسِنِیْنَ** میں شامل ہونا چاہتا ہوں؟ فرمایا: **اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ** کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے؟ فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کر لو، تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔ عرض کی: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبرداروں میں ہونا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض ادا کرو اس کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ عرض کی: میں گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: پاک ہونے کے لئے جنابت سے غسل کیا کرو قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروزِ قیامت مجھے نور عطا کیا جائے؟ فرمایا: کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کرنا قیامت کے دن تمہارا حشر نور میں ہوگا۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ پر رحم کرے؟ فرمایا: اپنے آپ پر رحم کرو اور مخلوقِ خدا پر رحم کرو، خالق کائنات تم پر رحم فرمائے گا۔ عرض کی: میں اپنے گناہوں میں کمی چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت طلب کیا کرو تمہارے گناہ کم ہو جائیں گے۔

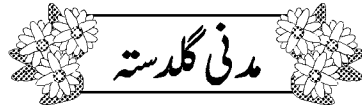
عرض کی: میں لوگوں میں معزز ترین بندہ بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: مخلوق سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شکایت نہ کیا کرو لوگوں میں معزز ہو جاؤ گے۔ عرض کی: میں اپنے رزق میں وسعت چاہتا ہوں؟ فرمایا: طہارت پر ہمیشگی اختیار کرو تمہارے رزق میں وسعت کر دی جائے گی۔ عرض کی: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہیں تم بھی اسے محبوب رکھو اور جسے وہ مبغوض سمجھتے ہوں اسے تم بھی مبغوض سمجھو۔ عرض کی: میں غضبِ الہی سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: کسی پر غصہ نہ کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے محفوظ رہو گے۔

عرض کی: میں اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں؟ فرمایا: حرام کاموں سے بچتے رہو تمہاری دعائیں قبول ہوگی۔ عرض کی: چاہتا ہوں کہ بروزِ قیامت مجھے سرِ عام رُسوانہ کیا جائے؟ فرمایا: اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو تا کہ بروزِ قیامت تمہیں سب کے سامنے رُسوانہ کیا جائے۔ عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے عُیوب پر پردہ ڈالے رکھے؟ فرمایا: اپنے بھائیوں کے عُیوب کی پردہ پوشی کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری عیب پوشی فرمائے گا۔ عرض کی: کونسی

چیز میری خطاؤں کو مٹا دے گی؟ فرمایا: آنسو، خُضُوعُ اور اُمراض۔ عرض کی: کون سی نیکی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں افضل ہے؟ فرمایا: حُسنِ اخلاق، تواضع، آزمائش کے وقت صبر اور رضایا لقضا۔ عرض کی: سب سے بڑی بُرائی کونسی ہے۔ فرمایا: بَدْخُلُقِی اور بَجَل۔ عرض کی: کونسی چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو مٹاتی ہے؟ فرمایا: چھپا کر صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا۔ عرض کی: کونسی چیز جہنم کی آگ کو بجھاتی ہے؟ فرمایا: روزہ دوزخ کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ

والرفائق والنخطب والحکم، قسم الافعال، ۵۳/۸، حدیث: ۴۴۱۴۷، الجزء السادس عشر)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ



”خوفِ خدا کے 6 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 6 مدنی پھول

- (1) بارگاہِ خداوندی میں سب سے معزز ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔
- (2) حسب و نسب اسی وقت فائدہ مند ہے جب اسلام کے ساتھ ہو، جس نے اسلام قبول نہیں کیا تو اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنی عزت و شرافت ضائع کر لی۔
- (3) جو زمانہ کفر میں اپنی قوم میں اعلیٰ و افضل ہو وہ مسلمان ہو کر بھی اعلیٰ و افضل ہی رہے گا اور اگر وہ عالم باعمل بن جائے تو اس کی عزت و شرافت مزید بڑھ جائے گی۔
- (4) جو علم کی روشنی سے نور بار ہونا چاہے اسے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔
- (5) ہر نیکی کی اصل تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔
- (6) مُتَّقِیْنَ کے لئے جنت اور اس کی اعلیٰ ترین نعمتوں کی بشارت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تقویٰ و اخلاص کی دولت

سے مالا مال فرمائے، دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرمائے! اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

دنیا کا سب سے پہلا فتنہ

حدیث نمبر: 70

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا حُلُوءَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ (مسلم، كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء، ۵/۹، الجزء السابع عشر)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ عز و جل نے تمہیں اس میں اپنا نائب بنایا ہے، وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے، لہذا دنیا اور عورتوں سے بچو، بے شک! بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا۔

دنیا جلد فنا ہونے والی ہے

علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح مسلم میں حدیث مذکور کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’دنیا سرسبز و میٹھی ہے‘ یا تو اس کا یہ معنی ہے کہ اس دنیا کی خوبصورتی نفس کو زیادہ اچھی لگتی ہیں اور دنیا کی تروتازگی اور اس کی لذت سرسبز میٹھے پھل کی طرح ہے جس طرح نفس سرسبز میٹھے پھل کو بہت تیزی کے ساتھ طلب کرتا ہے اسی طرح دنیا کو بھی نفس طلب کرتا ہے یا یہ معنی ہے کہ دنیا جلد فنا ہونیوالی ہے۔ جس طرح سبزہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء، ۵/۹، الجزء السابع عشر)

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں حدیث مذکور کی شرح یوں بیان کرتے ہیں:

(دنیا سرسبز و میٹھی ہے) یعنی تمہاری آنکھوں اور تمہارے دلوں میں یہ دنیا مزین ہے، (دنیا دیکھنے میں بھلی معلوم ہوتی ہے دل کو پسند آتی ہے) چونکہ اہل عرب سبزے کو بہت پسند کرتے ہیں اس لئے اسے سرسبز فرمایا گیا، نیز اسے سبز فرمانے میں اشارہ ہے کہ دنیا قریب الفنا ہے۔ سبزہ بہت جلد خشک ہو جاتا ہے ایسے ہی دنیا بھی بہت جلد ختم ہو جائے گی۔

(اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا حقیقی مالک تو اللہ عزّوجلّ ہی ہے تم سب اس کے برتنے میں اس کے خلیفہ یا وکیل ہو (لہذا مالک کی مرضی کے بغیر اسے استعمال نہ کرو) یا یہ معنی ہے کہ تمہیں تم سے پہلوں کا وارث بنایا گیا ہے تو جو کچھ ان کے پاس تھا اب وہ تمہارے پاس آ گیا ہے۔ پس اب وہ جانچے گا کہ تم پچھلوں کے حالات و واقعات سے کتنی عبرت حاصل کرتے ہو اور ان کے انجام میں کتنا غور و فکر کرتے ہو۔ اللہ عزّوجلّ نے اس دنیا کو بطور آزمائش و امتحان تمہارے لئے مزین کیا ہے تاکہ وہ جانچ لے کہ تم اس دنیا میں اس کے رضا والے کام کرتے ہو یا ناراضی والے۔

(دنیا سے بچو!) یعنی اس کی دھوکہ دینے والی چیزوں حُبّ جاہ و مال وغیرہ سے بچو! بے شک! اس کا زوال بہت قریب ہے۔ اس میں سے صرف اتنے ہی پر قناعت کرو جو اچھے انجام میں تمہارا معاون ہو کیونکہ اس کے حلال میں حساب اور حرام میں عذاب ہے۔

(عورتوں سے بچو) یعنی ان کے سبب ناجائز امور میں نہ پڑو اور ان کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے دین کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچو۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، الفصل الاول ۶/۲۶۷، تحت الحدیث: ۳۰۸۶)

عَلَّامٌ نَوَوِيٌّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِيُّ شَرَحَ مُسْلِمَ فِي فَرَمَاتِهِ هِيَ: "عَوْرَتُونَ كَافْتَنُونَ سَبَّحُوْا" اِسْ فِي اِسْنِي زَوَاجَاتٍ اَوْرِدُوْسَرِي عَوْرَتِيْنَ بَهِي دَاخِلْ هِيْنَ اَوْرَا كَثْرَ فِتْنَةِ زَوَاجَاتٍ كَيْ هِيْ هُوْتِيْ هِيْنَ اِنْ كَا فِتْنَةٍ دَائِمِيْ هِيْ اَوْرَا كَثْرَ لَوْ كَ اِنْ هِيْ كَيْ فِتْنَةٍ مِيْلَ مَبْتَلَا هُوْتِيْ هِيْنَ - (شَرْحُ مُسْلِمَ لِلنَّوَوِيِّ، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَاكْثَرِ اَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ، ۵۵/۹، الجزء السابع عشر)

اِمَامُ شَرْفِ الدِّيْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ طَيْبِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِيُّ فَرَمَاتِهِ هِيَ: "اِسْ بَاتٍ سَبَّحُوْ كَيْ تَمَّ عَوْرَتُونَ كَيْ پَاسِ حَرَامِ ذَرِيْعَةٍ سَبَّحُوْ اَوْيَا اِنْ كِي (سَبَّ) بَاتِيْنَ قَبُوْلُ كَرُوْ، كِيُوْنَكِيْ عَوْرَتِيْنَ نَاقِصِ الْعَقْلِ هُوْتِيْ هِيْنَ اَوْرَا كَثْرَ اَوْقَاتٍ اِنْ كَيْ كَلَامِ مِيْلَ بَهْلَا ئِيْ نَهِيْنَ هُوْتِيْ - بِنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِيْلَ پَهْلِيْ فِتْنَةٍ كَا سَبَبِ عَوْرَتِيْنَ هِيْ بِنِيْنَ - مَنَقُوْلُ هِيْ كَيْ

بنی اسرائیل کے عامل یا عامل نامی ایک شخص کے بھتیجے نے اس کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا لیکن اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں بھتیجے نے اسے قتل کر دیا تاکہ اس کی بیٹی سے شادی کر لے۔ اس قصے کے نتیجے میں ”ذبح بقرہ“ کا واقعہ پیش آیا جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (شرح الطیبی، کتاب النکاح الفصل الاول،

۲۴۱/۶، تحت الحدیث: ۳۰۸۶)

مُقَدِّم شہیر حَکِیْمُ الْأُمَّتِ مُفْتٰی اَحمَد یارخان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ حدیثِ مذکور کے تحت فرماتے ہیں:

(اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے دنیا تم سے پہلے دوسروں کے پاس تھی پھر ان سے منتقل ہو کر تمہارے پاس آئی تم گزشتہ لوگوں کے خلیفہ بنے ایسے ہی تم سے منتقل ہو کر دوسروں کے پاس پہنچے گی تم پچھلوں کے خلیفہ ہو آئندہ نسلیں تمہاری خلیفہ بنیں گی یا (اس میں) صحابہ کرام (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ) کو پیش گوئی ہے کہ میرے بعد عرب و عجم کی دولتیں، ممالک تمہارے قبضہ میں آنے والے ہیں ذرا درست رہنا۔

(دنیا سے بچو!) یعنی اس سے دھوکہ نہ کھاؤ یا ناجائز طور پر استعمال نہ کرو یا اس میں مشغول ہو کر بھول نہ جاؤ اسے دینا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی، جو سی سکتا ہے وہ اُدھیڑ بھی سکتا ہے۔ دنیا کو ایسے استعمال کرو جیسے عقل مند مکھی شہد لیتی ہے کہ کنارہ میں رہ کر چوس لیتی ہے اگر اس میں گرے تو مر جائے۔ دنیا جسم پر رہے دل میں نہ آئے تم دنیا میں رہو، تم میں دنیا نہ رہے۔

(بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کے باعث ہوا) یا تو فتنہ سے مراد بڑا فتنہ ہے یا اَوَّلِیَّت سے مراد اضافی اَوَّلِیَّت نہ کہ حقیقی کیونکہ بنی اسرائیل میں معمولی فتنے اس سے پہلے بھی ہو چکے تھے۔ (مراة الناجح، ۵/۵ تا ۶ ملتقطاً)

عورتوں کے فتنے سے متعلق 4 فرامینِ مصطفیٰ

(1) میں نے مردوں پر اپنے پیچھے عورتوں سے بڑھ کر نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب ما یبقی

من شؤم المرأة، ۳/۴۳۱، حدیث: ۵۰۹۶)

(2) عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے۔ (مسلم، کتاب النکاح، باب من رای امرأة فوقعت

فی نفسه..... الخ، ص ۷۲۶، حدیث: ۱۴۰۳)

(3) اجنبی مرد و عورت جب بھی تنہائی میں جمع ہوتے ہیں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة دخول علی المغیبات ۳۹۱/۲، حدیث: ۱۱۷۴)

(4) جن عورتوں کے خاندان غائب ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے خون کے ساتھ گردش

کرتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة دخول علی المغیبات، ۳۹۱/۲، حدیث: ۱۱۷۵)

عورتوں کا فتنہ

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جتنے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بھیجے شیطان کو یہی توقع تھی کہ میں عورتوں کے ذریعے ان کو ہلاک کر دوں گا۔ اور میرے نزدیک بھی عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں اور میں مدینہ طیبہ میں صرف اپنے گھر جاتا ہوں یا اپنی بیٹی کے گھر جمعہ کے دن غسل کرنے پھر واپس چلا آتا ہوں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ شیطان عورت سے کہتا ہے کہ تو میرا نصف لشکر ہے اور میرا تیر ہے جسے میں پھینکتا ہوں تو یہ نشانے سے خطا نہیں کرتا۔ تو میرے راز کی جگہ ہے اور میرے کام میں تو میری قاصد ہے۔ تو شیطان کا نصف لشکر شہوت ہے اور نصف لشکر غصہ ہے اور شہوتوں میں سے سب سے بڑی شہوت عورتوں کی شہوت ہے۔ (احیاء العلوم ۱۲۴/۳)

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: شیطان کسی سے مایوس نہیں ہوتا اور وہ عورتوں کے واسطے سے آتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: مجھے عورتوں سے زیادہ کسی کا خوف نہیں ہے۔ (احیاء العلوم ۱۲۸/۳)

شیطان کے خطرناک ہتھیار

منقول ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ کَلِيمُ اللّٰهِ عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کے سامنے ابلیس آیا اس کے سر پر

کئی رنگوں کی ٹوپی تھی۔ جب وہ آپ کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور کہا: اے موسیٰ! آپ پر سلام ہو! حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تو کون ہے؟ کہا: میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل تجھے زندہ نہ رکھے! تو کیوں آیا ہے؟ کہا: آپ کو اللہ عزوجل کے ہاں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے اس لئے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا: میں تیرے سر پر جو چیز دیکھ رہا ہوں وہ کیا ہے؟ بولا: یہ ٹوپی ہے جس کے ذریعے میں لوگوں کے دلوں کو اچک لیتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: وہ کونسا عمل ہے کہ جب انسان کرتا ہے تو اس پر غالب آجاتا ہے؟ شیطان نے کہا: جب وہ اپنے آپ پر اترائے (یعنی تکبر کرے) اپنے اعمال کو زیادہ جانے اور گناہوں کو بھول جائے۔ پھر اس نے کہا: اے موسیٰ! (علیہ السلام) میں آپ کو تین باتیں بتاتا ہوں (1) کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرنا کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں تو میں خود وہاں موجود ہوتا ہوں اپنے پچیلوں کو نہیں بھیجتا یہاں تک کہ میں ان دونوں کو ایک دوسرے کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ (2) جب بھی اللہ عزوجل سے کوئی وعدہ کرو تو اسے پورا کرنا (3) جب صدقہ کا مال نکالو تو اسے خرچ کر دینا (یعنی مستحقین تک پہنچا دینا) کیونکہ جب کوئی شخص صدقہ کا مال الگ کر کے رکھتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا وہاں بھی میں اپنے کارندوں کو بھیجنے کے بجائے خود جاتا ہوں یہاں تک کہ اسے خرچ کرنے میں رکارٹ بن جاتا ہوں۔ پھر شیطان یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا کہ ہائے افسوس! موسیٰ (علیہ السلام) کو وہ بات معلوم ہوگئی جس کے ذریعے انسان کو ڈرایا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۲۳)

نفس پرستی کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب ”آرد شیر“ نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کر لیا۔ اب اس کی نظر سلطنت ”سُریانیہ“ پر تھی۔ یہ بڑا ملک تھا۔ چنانچہ ”آرد شیر“ نے اس پر چڑھائی کر دی۔ وہاں کا بادشاہ ایک بڑے

شہر میں قلعہ بند تھا۔ اَرْدَشِیْر نے شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے باوجود شہر فتح نہ ہو سکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اس کی نظر اَرْدَشِیْر پر پڑی۔ اس کی مردانی وجاہت و خوبصورتی دیکھ کر شہزادی نفسانی خواہش میں مبتلا ہو گئی اور ایک تیر پر یہ عبارت لکھ کر تیر اس کی جانب پھینک دیا:

”اے حسین و جمیل بادشاہ! اگر تو مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرے تو میں تجھے ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی کہ تھوڑی سی مَشَقَّت سے یہ شہر فتح کر لو گے۔“ بادشاہ نے شہزادی کی تحریر پڑھ کر یہ جواب بھیجا: ”اگر ایسا ہو جائے تو میرا وعدہ ہے کہ میں تجھ سے شادی کر لوں گا۔“

چنانچہ شہزادی نے فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مَرُوَّت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَرْدَشِیْر نے بہت جلد شہر فتح کر لیا۔ بہت سارے سپاہی ہلاک ہو گئے اور شہزادی کا باپ شہر کا بادشاہ بھی قتل کر دیا گیا۔ حسب وعدہ اَرْدَشِیْر نے شہزادی سے شادی کر لی۔ شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پروا۔ بس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے گئے اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک رات جب وہ بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک نیند نہ آئی بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی۔ اَرْدَشِیْر نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا: ”کیا بات ہے، جو تمہیں نیند نہیں آرہی؟“ شہزادی نے کہا: ”میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔“ اَرْدَشِیْر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم و نازک جسم بے چین ہو رہا تھا۔ اَرْدَشِیْر کو اس کے جسم کی نرمی و نراکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: ”تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم و نازک ہے؟“ شہزادی نے کہا: ”میری غذا میں مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز شامل تھا۔“ اَرْدَشِیْر نے کہا: ”تیرے باپ کی طرح آسائش و آرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قربت کا اتنا رُابدلہ دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کر سکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ

سے محفوظ نہیں سمجھتا۔“ پھر اَرَدَ نَشِیرُ نے حکم دیا کہ اس کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (عیون الحکایات، ص ۳۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ نفسانی خواہشیں بادشاہوں کو غلام بنا دیتی ہیں، مُعَزِّزین کو ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیتی ہیں۔ عزت و دولت، شان و شوکت سب خاک میں مل جاتی ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کو اگر دنیا میں چند روز عیش و عشرت مل بھی جائے تب بھی قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ سمجھدار وہی ہے جو دائمی فائدے کا طلب گار ہو، چند لمحوں کی لذت کی خاطر ہمیشہ کے سکون و سرور کو چھوڑ دینا اوّل درجے کی نادانی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، نفسانی خواہشات سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِینَ بِجَہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

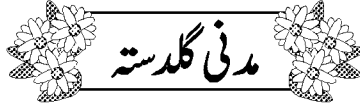
بے وفا عورت کا انجام بد

ایک روز حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا گزر ایک قبرستان سے ہوا، تو وہاں ایک شخص ایک قبر کے پاس بیٹھا زار و قطار رو رہا تھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا: یہ میری زوجہ کی قبر ہے، یہ میرے چچا کی بیٹی تھی، مجھے اس سے بہت زیادہ پیار تھا میں اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا: اگر چاہو تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے تمہاری بیوی کو زندہ کر دوں؟ اس نے بے قرار ہو کر کہا: ہاں! ایسا ضرور کر دیجئے! چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اٹھ جا! قبر پھٹی اور اس میں سے ایک حبشی غلام باہر نکلا جس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس نے عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کو دیکھ کر باواز بلند کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رُوحُ اللَّهِ اس کا یہ کہنا تھا کہ آگ بجھ گئی۔ عذابِ الہی اس سے دور ہو گیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی میری بیوی کی قبر یہ نہیں بلکہ دوسری ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے حکم سے اٹھ جا! قبر پھٹی اور اس میں سے ایک حسین و جمیل عورت باہر نکل آئی۔ اس شخص نے دیکھتے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے روح اللہ! یہی میری بیوی ہے۔ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ وہ اپنی بیوی سے مل کر بہت خوش تھا۔ کچھ دیر بعد اس پر نیند کا غلبہ ہوا تو وہیں سو گیا اس کی بیوی اس کے قریب ہی بیٹھی رہی اتنے میں وہاں سے ایک شہزادے کا گزر ہوا، شہزادے نے اس عورت کو دیکھا تو اسے پسند آگئی عورت کو بھی شہزادہ پسند آ گیا اور وہ اپنے شوہر کو سوتا چھوڑ کر شہزادے کے ساتھ چلی گئی۔ جب اس مرد کی آنکھ کھلی تو اپنی بیوی کو نہ پا کر بہت پریشان ہوا دھونڈتے دھونڈتے شہزادے کے محل تک پہنچ گیا۔ وہاں اسے اپنی بیوی نظر آئی تو کہا: یہ میری بیوی ہے۔ شہزادے نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو یہ تو میری لونڈی ہے یقین نہیں آتا تو اسی سے پوچھ لو! یہ سن کر اس بے وفا عورت نے فوراً کہا: ہاں! میں شہزادے کی لونڈی ہوں میں تو تمہیں جانتی تک نہیں تم بے جا مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ یہ سن کر وہ روتا ہوا محل سے واپس آ گیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی تو عرض کی: اے رُوح اللہ عَلَیْہِ السَّلَام! میری بیوی جسے آپ نے زندہ کیا تھا اب شہزادے کے پاس ہے شہزادہ اسے اپنی لونڈی بتاتا ہے اور وہ بھی یہی کہہ رہی کہ میں شہزادے کی لونڈی ہوتی ہوں بیوی نہیں۔ آپ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس عورت سے فرمایا: کیا تو وہی نہیں ہے جسے میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے زندہ کیا تھا؟ عورت نے کہا: نہیں میں وہ نہیں ہوں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اچھا تو ہماری دی ہوئی چیز ہمیں واپس کر دے! اتنا فرمانا تھا کہ وہ جھوٹی و بے وفا عورت مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: جو شخص ایسے مرد کو دیکھنا چاہے جو کافر ہو کر مرنا تھا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے زندہ کر کے ایمان کی دولت سے نوازا تو وہ اس حبشی غلام کو دیکھ لے اور جو ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جو ایمان کی حالت میں مری پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے زندہ کیا اور وہ کفر کی حالت میں مری تو وہ اس عورت کو دیکھ لے۔

(نورۃ المجالس باب حفظ الامانة وترك الخيانة وذكر النساء، ۵۶/۲)

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ



”پرہیزگار“ کے 8 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے مکئے والے 8 مدنی پھول

- (1) دنیا بظاہر بہت اچھی لیکن حقیقت میں بہت بُری ہے۔
 - (2) دنیا میں سب سے پہلے فتنے کا باعث عورت بنی۔
 - (3) عورت شیطان کا مہلک ہتھیار ہے جس کے ذریعے یہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے۔
 - (4) نفس پرستی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔
 - (5) عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے ان سے اپنی نظروں کی خاص حفاظت کرنی چاہئے کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک مہلک ترین تیر ہے۔
 - (6) انسانوں کو بہکانے میں عورتیں شیطان کی قاصد و رہنما ہیں۔
 - (7) دنیا کی نعمتیں بقدر ضرورت استعمال کرنی چاہئیں دنیا میں مگن ہو کر اپنے رب کو بھول جانا دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔
 - (8) عورتوں کے مشوروں پر بلا سوچے سمجھے عمل نہیں کرنا چاہیے کہ ان میں اکثر ناقصُ العقل ہوتی ہیں۔
- اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے تمام گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے،
ہمیشہ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

تقویٰ و پاکدامنی کی دعا

حدیث نمبر: 71

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ

وَالْتَقَىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَىٰ.» (مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل،

ص ۱۴۵۷، حدیث: ۲۷۲۱)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا

کرتے تھے: اے میرے پروردگار! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور توکل کی کا سوال کرتا ہوں۔

امام شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی علیہ رحمۃ اللہ القوی شرح طیبی میں اس

حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ہدایت اور تقویٰ کو مطلقاً ذکر کیا گیا تاکہ ہدایت کے تحت معاشی، اخروی اور اخلاقی

معاملات میں سے ہر وہ معاملہ آجائے جس میں ہدایت (یعنی رہنمائی) حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور تقویٰ کے

تحت شرک، معاصی اور برے اخلاق میں سے وہ تمام معاملات آجائیں جن سے بچنا ضروری ہے۔

(شرح طیبی، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، ۲۲۳/۵، تحت الحدیث: ۲۴۸۴)

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں فرماتے ہیں: «الْهُدَىٰ»

سے مراد ہدایتِ کاملہ ہے «الْتَقَىٰ» سے مراد تقویٰ شاملہ ہے، «الْعَفَافَ» کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) گناہوں سے بچنا (۲) حرام کاموں سے رک جانا۔ ابو الفتوح نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے

ہیں کہ «الْعَفَافَ» نفس اور قلب کی اصلاح کو کہتے ہیں «الْغِنَىٰ» سے مراد دل کا غنی ہونا، یاد دوسروں کے مال کی طلب نہ

ہونا ہے۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، ۳۴۳/۵، تحت الحدیث: ۲۴۸۴)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں: ہدایت سے مراد اچھے عقائد ہیں،

تقویٰ سے مراد اچھے اعمال، پاکدامنی سے مراد برائیوں سے بچنا ہے اور توکل (دولتمندی) سے مراد مخلوق کا محتاج نہ

ہونا، اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کا حاجتمند رہنا ہے، اس (دعا) میں دین کی تمام بھلائیاں مانگ لی گئیں۔ (مراۃ المناجیح، ۱/۱۴)

حدیث مذکور میں چار چیزوں کی دعا کی گئی ہے، ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی، تو نگرہی۔ لہذا چاروں کے متعلق کچھ ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں:

تقویٰ کیا ہے؟

ہر اس چیز اور کام سے بچنے کا نام تقویٰ ہے جس سے دین میں نقصان پہنچنے کا خوف و اندیشہ ہو۔ (منہاج العابدین، ص ۶۰)

تقویٰ انمول خزانہ ہے

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِیِ تقویٰ کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی و جواہرات ملیں گے اور علم و روحانی دولت کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ آئے گا، رزق کریم تمہارے ہاتھ آ جائے گا تم بہت بڑی کامیابی حاصل کر لو گے، بہت بڑی غنیمت پالو گے اور مُلْکِ عَظِیْم (جنت) کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ تم ذرا قرآن حکیم میں غور تو کرو کہ کہیں ارشاد فرمایا: اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کے مالک بن جاؤ گے۔ کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا گیا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۵۵)

حصولِ تقویٰ کا طریقہ

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِیِ حصولِ تقویٰ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نفس کو پورے عزم و ثبات سے ہر معصیت اور ہر طرح کے فضولِ حلال سے دور رکھا جائے۔ ایسا کرنے سے بدن کے ظاہری و باطنی اعضا صفتِ تقویٰ سے موصوف ہو جائیں گے۔ آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، شرمگاہ اور باقی جملہ اعضا

اور اجزائے بدن میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔ اور نفسِ تقویٰ کی لگام میں اچھی طرح آجائے گا۔ دین کو ضرر و نقصان سے بچانے کے لیے ان مذکورہ پانچ اعضا (آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، شرمگاہ) کو ہر محصیت (نافرمانی)، ہر حرام، ہر فضول حلال اور ہر اسراف سے حفاظت میں رکھنا ضروری ہے، جب ان اعضا کی حفاظت ہوگی تو امید ہے کہ بدن کے باقی اعضا بھی محفوظ ہو جائیں گے اور بندہ مکمل طور پر تقویٰ کی صفت سے موصوف ہو جائے گا۔ (منہاج العابدین، ص ۶۱)

غنی (تو نگری)

تو نگری سے مراد مخلوق کا محتاج نہ ہونا، اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا حاجت مند رہنا ہے۔ (مرآة المناجیح، ج ۴، ص ۷۱) حقیقی تو نگری یہ نہیں کہ مال کی کثرت ہو بلکہ حقیقی تو نگری تو دل کی تو نگری کا نام ہے (یعنی سوال کرنے کو ناپسند کرنا اور جو موجود ہے اسی پر قناعت کرنا) چنانچہ، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو نگری یہ نہیں کہ ساز و سامان کی کثرت ہو بلکہ اصل تو نگری تو دل کا تو نگر ہونا ہے۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، ۴/۲۳۳، تحت الحدیث: ۶۴۴۶)

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دی اور کبھی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کثرتِ مال کا سوال نہ کیا اور سوال کیا بھی تو بقدر کفایت مال کا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورِ نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا مانگی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی آل کو اتنا رزق عطا فرما جو بقدرِ ضرورت ہو۔

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی معیشتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... الخ، ۴/۱۶۰، تحت الحدیث: ۲۳۶۸)

حضرت سیدنا ابو ذر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! کیا تم مال کی کثرت کو تو نگری و غنا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اور کیا تم یہ

خیال کرتے ہو کہ مال کی کمی کا نام فقر و مُفْلِسی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! **يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ!** تو حضور نبی رحمت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے، بے شک حقیقی تو نگرہی دل کا تو نگر ہونا اور حقیقی فقر (مفلسی) دل کا فقر ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، باب انما الغنى غنى القلب والفقر فقر القلب،

(۶۵/۴، الحدیث: ۷۹۹۹)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سلطان، سرور و ذیشان صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے قناعت کی دولت سے نوازا ہو۔

(ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، ۱۵۶/۴، حدیث: ۲۳۵۵)

رسولوں کے سالار، حبیب پروردگار صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُشکبار ہے: میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ رشک دوست وہ مومن ہے جو کم مال کے سبب ہلکے بوجھ والا ہو، اسے نماز سے حصہ دیا گیا ہو، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت احسن انداز سے بجالاتا ہو، تنہائی اور پوشیدگی میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرتا ہو، لوگوں میں چھپا ہوا ہو (یعنی شہرت نہ رکھتا ہو)، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جاتے ہوں اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو۔ پھر آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی انگلیوں سے ضرب لگاتے ہوئے فرمایا: اور اُس کی موت جلد واقع ہو جائے، اس پر رونے والے کم ہوں اور اس کا ورثہ کم ہو۔ پھر فرمایا: میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر مکہ کی وادی پیش کی کہ وہ اُسے میرے لئے سونا بنا دے تو میں نے عرض کی: نہیں! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں یا فرمایا تین دن کھاؤں اور تین دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں گا تو تیرے حضورِ گریہ و زاری اور تیرا ذکر کروں گا اور جب کھاؤں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد و ثنا بجالاؤں گا۔

(ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، ۱۵۵/۴، حدیث: ۲۳۵۴)

حضرت سیدنا ابو ذرؓ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ ذیشان ہے: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو صدالگارہے ہوتے ہیں، اور اس صدکو وحق وائس کے سوا تمام زمین والے سنتے ہیں، وہ فرشتے کہتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں آ جاؤ، بیشک (دنیا کا مال) جو تھوڑا ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اس (مال) سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔ (مسند احمد، ۱/۶۸/۸، حدیث: ۲۱۷۸۰)

حضرت سیدنا معقل بن یسارؓ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سید المبلغین، رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پاک پروردگار عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تو خود کو میری عبادت کے لئے فارغ کر لے میں تیرے دل کو غنا سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔ اور اے ابنِ آدم! تو میری عبادت سے دوری اختیار نہ کر (ورنہ) میں تیرے دل کو فقر سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو دنیاوی کاموں میں مصروف کر دوں گا۔ (مسند حاکم، کتاب الرقاق، باب النبی اکل حشنا ولبس حشنا، ۴/۶۶/۵، حدیث: ۷۹۹۶)

عِفَّت (پاکدامنی)

شہوت کے تقاضوں سے شریعت کی روشنی میں بچنے کا نام عِفَّت (پاکدامنی) ہے۔ (فیضانِ احیاء العلوم، ص ۱۴۹)

قرآن وحدیث میں پاکدامنی کے بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں یہاں چند ذکر کئے جاتے ہیں:

جَنَّتِ الْفِرْدَوْسَ كَمَا وَارِث

رَبِّ كَرِيمٍ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

وَالَّذِينَ هُمْ يُغْرَوْهُمْ حِفْظُونَ ۗ إِلَّا عَلَىٰ

کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْسَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ

کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ

مَلُومِينَ ۚ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ

اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

هُمُ الْعُدُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝
أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

(پ ۱۸، المؤمنون: ۱۱ تا ۱۵)

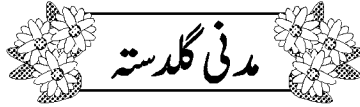
سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مجھ پر سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے جو تین شخص پیش کئے گئے وہ یہ ہیں (۱) شہید (۲) پاکدامن شخص (۳) وہ غلام جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے آقا کے ساتھ خیر خواہی کرے۔ (ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی ثواب الشہید، ۲۴۰/۳، حدیث: ۱۶۴۷)

جنت کی ضمانت

نَبِيِّ مُكْرَمٍ، نُورٍ مُجَسَّمٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بولو تو بیچ بولو (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو (۳) جب امانت لو تو اسے ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (یعنی کسی پر ظلم نہ کرو)۔ (ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصدق..... الخ، ۲۴۵/۱، حدیث: ۲۷۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ



”رحیم“ کے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

- (1) تقویٰ ایک نادر و نایاب خزانہ ہے جسے مل گیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا۔
 - (2) پاکدامنی سے جنت نصیب ہوتی ہے۔
 - (3) جو اپنے آپ کو عبادتِ الہی کے لئے فارغ کر لے اس کا دل غنا اور ہاتھ مال سے بھر دیئے جاتے ہیں۔
 - (4) جس کا دل غنی ہے حقیقتاً وہی غنی ہے اور جس کا دل مفلس ہے وہ حقیقی مفلس ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں پاکدامنی، دل کی سخاوت اور تقویٰ کی دولت عطا فرمائے، دنیا و آخرت میں اپنی دائمی
رضا سے مالا مال فرمائے! اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

تُوبُوا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ



بہتر کام کرنے کے لئے قسم توڑنا

حدیث نمبر: 72

عَنْ أَبِي طَرِيفٍ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ رَأَى اتَّقَىٰ لِلَّهِ مِنْهَا فَلْيَبِاتِ التَّقْوَىٰ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأى غیرها خیرا، ص ۸۹۸، حدیث: ۱۶۵۱)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم طائی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص قسم اٹھائے پھر اس سے زیادہ تقویٰ والی بات دیکھے تو اسے چاہیے کہ تقویٰ والی بات پر عمل کرے۔

علامہ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَىٰ بن شَرَفٍ نُورِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي شرحِ مسلم میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی نے کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی لیکن پھر قسم پوری نہ کرنے میں بہتری محسوس کی تو بہتر ہے کہ وہ قسم توڑ دے اور اس قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (شرح مسلم للنووی،

کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأى غیرها خیرا، ۱۰۸/۶، الجزء الحادی عشر)

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَةُ نے اپنی مایہ ناز تالیف ”فیضانِ سنت“ (جلد دوم) کے باب ”نیکی کی دعوت“ میں قسم سے متعلق بہت مفید علمی خزانہ عام فہم انداز میں بیان فرمایا ہے۔ لہذا افادیت کے پیش نظر یہاں وہ علمی بحث بیان کی جاتی ہے:

قسم کو عَرَبِي رِبَان میں ”يَمِين“ کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: ”دائیں (یعنی سیدھی) جانب“ چونکہ اہل عَرَب عُمُومًا قسم کھاتے یا قسم لیتے وقت ایک دوسرے سے داہنا (یعنی سیدھا) ہاتھ ملاتے تھے اس لئے قسم کو ”بِیْمِین“ کہنے لگے، یا پھر بِمِیْمِین ”بِیْمِین“ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ”بَرَکَت و قُوَّت“ چونکہ قسم میں اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کا بَرَکَت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قُوَّت دیتے ہیں اس لئے اسے بِمِیْمِین کہتے ہیں یعنی بَرَکَت و قُوَّت والی گفتگو۔ (مُلَخَّصٌ از مَرَاةِ الْمَنَاجِحِ، ۱۹۴/۵) شرعی اعتبار سے قسم اُس عقد (یعنی عہد و پیمانہ) کو کہتے ہیں جس کے ذریعے قسم کھانے

والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ (پکا) ارادہ کرتا ہے۔ (ذُرْمُخْتَار، کتاب الایمان، ۴۸۸/۵) مثلاً کسی نے یوں کہا:
”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کل تمہارا سارا قرض ادا کر دوں گا“ تو یہ قسم ہے۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (۱) لَعْنُو (۲) نَعْمُو (۳) مَنَعَقِدُو۔

(۱) **لَعْنُو** یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ امر (یعنی معاملے) پر اپنے خیال میں (یعنی غلط فہمی کی وجہ سے) صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ بات اس کے خلاف ہو، مثلاً کسی نے قسم کھائی: **”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! زید گھر پر نہیں ہے“** اور اس کی معلومات میں یہی تھا کہ زید گھر پر نہیں ہے اور اس نے اپنے گمان میں سچی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں زید گھر پر تھا تو یہ قسم **”لَعْنُو“** کہلائے گی، یہ مُعَاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔

(۲) **نَعْمُو** یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ امر (معاملے) پر دانستہ (جان بوجھ کر) جھوٹی قسم کھائے مثلاً کسی نے قسم کھائی: **”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! زید گھر پر ہے“** اور وہ جانتا ہے کہ حقیقت میں زید گھر پر نہیں ہے تو یہ قسم **”نَعْمُو“** کہلائے گی اور قسم کھانے والا سخت گنہگار ہوا، استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں۔

(۳) **مَنَعَقِدُو** یہ ہے کہ آئندہ کے لئے قسم کھائی مثلاً یوں کہا: **”رَبِّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کل تمہارے گھر ضرور آؤں گا۔“** مگر دوسرے دن نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی، اسے کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری (۵۲/۲) خلاصہ یہ ہوا کہ قسم کھانے والا کسی گزری ہوئی یا موجودہ بات کے بارے میں قسم کھائے گا تو وہ یا تو سچا ہوگا یا پھر جھوٹا، اگر سچا ہوگا تو کوئی حرج نہیں اور اگر جھوٹا ہوگا تو اُس نے وہ قسم اپنے خیال کے مطابق اگر سچی کھائی تھی تو اب بھی حرج نہیں یعنی گناہ بھی نہیں اور کفارہ بھی نہیں ہاں اگر اسے پتا تھا کہ میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو گنہگار ہوگا مگر کفارہ نہیں ہے، اور اگر اس نے آئندہ کیلئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی تو اگر وہ قسم پوری کر دیتا ہے تو پُفِیْحَا (یعنی خوب بہتر) ورنہ کفارہ دینا ہوگا اور بعض صورتوں میں قسم توڑنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہوگا۔ (ان صورتوں کی تفصیل آگے آرہی ہے)

جھوٹی قسموں کی مذمت

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے

ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔“ (بخاری، کتاب الایمان والندور،

باب الیمین الغموس، ۲۹۵/۴، حدیث: ۶۶۷۵)

جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد

رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے (فتاویٰ رضویہ، ۶۰۲/۶) ایک اور

مقام پر لکھتے ہیں: جھوٹی قسم گزشتہ بات پر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچہ) اس کا کوئی کفارہ نہیں، (مگر)

اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کے گھولتے دریا میں غوطے دیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶۱۱/۱۳)

جھوٹی قسمیں کھانے والے جہنم میں

منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے

جہنم میں لے جانے کا حکم فرمائے گا۔ وہ عرض کرے گا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے کس لئے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے؟ ارشاد

ہوگا: نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے۔ (مُكَاشَفَةُ الْقُلُوب ص ۱۸۹)

(فیضانِ سنت جلد دوم باب نیکی کی دعوت، ص ۱۶۲-۱۶۹)

ذرا غور کیجیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس نے ہمیں پیدا کیا، پوری کائنات کو تخلیق کیا (بنایا) جس پر ہر بات ظاہر

ہے، کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں، حتیٰ کہ دلوں کے بھید بھی وہ خوب جانتا ہے، جو رحمن و رحیم بھی ہے اور قہار و کبار بھی،

اُس ربِّ الانام کا نام لے کر جھوٹی قسم کھانا کتنی بڑی نادانی کی بات ہے۔ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب برداشت نہیں

ہو سکے گا اگر ماضی میں جھوٹی قسمیں کھائی ہیں تو ان سے فوراً سے پیشتر توبہ کر لیجئے اور یہ بات خوب ذہن نشین فرمائیے

کہ اگر بوقتِ ضرورت قسم کھانی ہی پڑے تو صرف و صرف سچی قسم کھائیے۔

صَدْرُ الشَّرِيعَةِ بَدْرُ الطَّرِيقَةِ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَوِي بِهَارِ شَرِيعَتِ مِیں فرماتے ہیں: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اُن کا پورا کرنا ضروری ہے، مثلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا بغیر قسم (بھی) کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی (کہ گناہ سے بچنے کی قسم نہ بھی کھائیں تب بھی گناہ سے بچنا ضروری ہی ہے) تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے۔ مثلاً (کہا) خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا زنا نہ کروں گا۔ (قسم کی) دوسری (قسم) وہ کہ اُس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات (پورے) نہ کرنے کی قسم کھائی، جیسے قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام (یعنی بات چیت) نہ کروں گا تو قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اُس کا توڑنا مُسْتَحَب ہے مثلاً ایسے امر (یعنی معالے یا کام) کی قسم کھائی کہ اُس کے غیر (یعنی علاوہ) میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی قسم کھائی یعنی (جس کا) کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہے اس میں قسم کا باقی رکھنا افضل ہے۔ (بہار شریعت، ۲/۲۹۹ - بحوالہ المبسوط للسرخسی، کتاب الایمان، ۴/۱۳۳)

جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کہہ دینے سے وہ شے حرام نہیں ہوگی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس چیز کو حلال کیا اُسے کون حرام کر سکے؟ مگر (جس چیز کو اپنے اوپر حرام کیا) اُس کے بَرْتَنے (ب۔ رت۔ نہ یعنی استعمال کرنے) سے کفارہ لازم آئیگا یعنی یہ بھی قسم ہے۔ (بہار شریعت، ۲/۳۰۲ - بحوالہ تَبْيِيْنُ الْحَقَائِقِ ۳/۴۳۶) تجھ سے بات کرنا حرام ہے یہ (بھی) یَمِينِ (ی۔ مین۔ یعنی قسم) ہے۔ بات کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔ (بہار شریعت، ۲/۳۰۲ - بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ۲/۵۸)

بہتر کام کیلئے قسم توڑنے کی اجازت ضرور ہے مگر توڑنے کے بعد کفارہ دینا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا اَبُو الْاَخْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! فرمائیے کہ میں اپنے بچازاد بھائی کے پاس کچھ مانگنے جاتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا، نہ صلہ رحمی کرتا ہے، پھر اسے (جب) میری ضرورت پڑتی ہے تو میرے پاس آتا ہے، مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں قسم کھا چکا

ہوں کہ نہ اسے کچھ دوں گا نہ صلہ رحمی کروں گا۔ تو مجھے حضور سراپا نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ جو کام اچھا ہے وہ کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دیدوں۔ (سنن نسائی، کتاب الایمان والنذور، باب الکفارة بعد الحنث، ص ۶۱۹ حدیث: ۳۷۹۳)

حضرت سیدنا عدی بن حاتم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص 100 درہم مانگنے آیا، میں نے ناراض ہوتے ہوئے کہا: تم مجھ سے صرف 100 درہم مانگ رہے ہو حالانکہ میں حاتم (طائی) کا بیٹا ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ پھر کہا: اگر میں نے رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشاد پاک نہ سنا ہوتا کہ ”جس شخص نے کسی کام کی قسم کھائی پھر اس نے اس سے بہتر چیز کا خیال کیا تو وہ اس بہتر کام کو کرے۔“ (تو میں تمہیں کچھ نہ دیتا) چنانچہ میں تمہیں 400 درہم دوں گا۔ (مسلم، کتاب الایمان والنذور، باب ندب من حلف یمینا..... الخ ص ۸۹۹ حدیث: ۱۶۵۱)

اگر کسی کو تکلیف پہنچانے کی قسم کھائی تو؟؟؟

اگر کسی کو ظلماً ایذا دینے کی قسم کھائی تو اس قسم کا پورا کرنا گناہ ہے۔ اس قسم کے بدلے کفارہ دینا ہوگا۔ چنانچہ، بخاری شریف میں ہے: رَحْمَتِ عَالَمٍ، نُورِ مُجَسِّمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظم ہے: اگر کوئی شخص اپنے اہل کے متعلق اس کو اذیت اور ضرر (یعنی نقصان) پہنچانے کے لئے قسم کھائے پس بخدا اس کو ضرر دینا اور قسم کو پورا کرنا عِنْدَ اللہِ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک) زیادہ گناہ ہے اس سے کہ وہ اس قسم کے بدلے کفارہ دے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر مقرر فرمایا ہے۔ (بخاری، کتاب الایمان والنذور، ۲۸۱/۴، حدیث: ۶۶۲۵) (فتاویٰ رضویہ ۱۳/۵۴۹)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو شخص اپنے گھر والوں میں سے کسی کا حق فوت (یعنی حق تلفی) کرنے پر قسم کھالے مثلاً یہ کہ میں اپنی ماں کی خدمت نہ کروں گا (یا ماں باپ سے بات چیت نہ کروں گا) ایسی قسموں کا پورا کرنا گناہ ہے۔ اس پر واجب ہے کہ ایسی قسمیں توڑے اور گھر والوں کے حقوق ادا کرے، خیال رہے یہاں یہ مطلب نہیں کہ یہ قسم پوری نہ کرنا بھی گناہ، مگر پوری کرنا

زیادہ گناہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی قسم پوری کرنا بہت بڑا گناہ ہے، پوری نہ کرنا ثواب، کہ اگرچہ رب تعالیٰ کے نام کی بے ادبی قسم توڑنے میں ہوتی ہے اسی لیے اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے مگر یہاں قسم نہ توڑنا زیادہ گناہ کا موجب ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۱۹۸/۵، مخلصاً)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہار شریعت“ جلد 2 صفحہ 298 تا 311 سے قسم اور اس کے احکام بیان کئے جاتے ہیں:

قسم کے کفارے سے متعلق ضروری احکام

(1) قسم کے لیے چند شرطیں ہیں کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفارہ نہیں۔ قسم کھانے والا (1) مسلمان (2) عاقل (3) بالغ ہو۔ کافر کی قسم، قسم نہیں یعنی اگر زمانہ کفر میں قسم کھائی پھر مسلمان ہوا تو اس قسم کے توڑنے پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اور معاذ اللہ قسم کھانے کے بعد مرتد ہو گیا تو قسم باطل ہوگی یعنی اگر پھر مسلمان ہوا اور قسم توڑ دی تو کفارہ نہیں اور (4) قسم میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عقلاً ممکن ہو یعنی ہو سکتی ہو، اگرچہ محالِ عادی ہو اور (5) یہ بھی شرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصلہ ہوگا تو قسم نہ ہوگی مثلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ، خدا کی قسم! اس نے کہا: خدا کی قسم! اس نے کہا: کہہ، فلاں کام کروں گا، اس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔ (بہار

شریعت، ۳۰۰/۲۔۔۔۔ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ۵۱/۲)

(2) (قسم کا کفارہ یہ ہے کہ) غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ (بہار شریعت، ۳۰۵/۲۔۔۔۔ بحوالہ تبيين الحقائق ۴۳۰/۳)

(3) (دس) مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہوگا اور جن مسکین کو صبح کے وقت کھلایا انھیں کو شام کے وقت بھی کھلائے، دوسرے دس مسکین کو کھلانے سے (کفارہ) ادا نہ ہوگا۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ دسوں کو ایک ہی دن

(دونوں وقت) کھلا دے یا ہر روز ایک ایک کو (دو وقت) یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وقت کھلائے۔ اور مسکین جن

کو کھلایا ان میں کوئی بچہ نہ ہو اور کھلانے میں اباحت (کھانے کی اجازت دے دینا) و تملیک (تم - ایک - یعنی مالک بنا دینا کہ چاہے کھائے چاہے لے جائے) دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض (یعنی بجائے) ہر مسکین کو نصف صاع (یعنی آدھا صاع 2 کلو میں سے 80 گرام کم کا ہوتا ہے) گیہوں یا ایک صاع جو (4 کلو میں سے 160 گرام کم) یا ان کی قیمت کا مالک کر دے یا دس روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بقدر رَصَدَقَه فِطْر دے دیا کرے یا بعض کو کھلائے اور بعض کو دیدے۔ غرض یہ کہ اُس کی (یعنی کفارہ ادا کرنے کی) تمام صورتیں وہیں سے (یعنی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہار شریعت جلد 2 صفحہ 205 تا 217 پر دیتے ہوئے (ظہار کے) کفارے کے بیان سے) معلوم کریں فرق اتنا ہے کہ وہاں (یعنی ظہار کے کفارے میں) ساٹھ مسکین تھے (جبکہ) یہاں (یعنی قسم کے کفارے میں) دس ہیں۔

(بہار شریعت، ۳۰۵/۲۔۔۔۔۔ بحوالہ دُرِّمُخْتَارُو رَدُّ الْمُخْتَارِ، کتاب الایمان، ۵/۵۲۳)

(4) کفارہ ادا ہونے کے لیے نیت شرط ہے بغیر نیت ادا نہ ہوگا۔ (بحوالہ حاشیۃ الطَّحطاوی علی الدرِّالمختار، ۱۹۸/۲)

ہاں! اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وقت نیت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیت کر لی تو ادا ہو گیا جیسا کہ زکوٰۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیت کرنے میں یہی شرط ہے کہ ہُنُوْز (یعنی ابھی تک) وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیت کام کرے گی ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت، ۳۰۷/۲) (5) زَمَہَان میں اگر کفارے کا کھانا کھلانا چاہتا ہے تو شام اور سحری دونوں وقت کھلائے یا ایک مسکین کو 20 دن شام کا کھانا کھلائے۔ (بہار شریعت، ۳۰۸/۲، بحوالہ الجوهرة النيرة ص ۲۵۳ الجزء الثانی) (6) اگر غلام آزاد کرنے یا 10 مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ (ایضاً) (7) عاجز (یعنی مجبور) ہونا اُس وقت کا معتبر ہے جب کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً جس وقت قسم توڑی تھی اُس وقت مالدار تھا مگر کفارہ ادا کرنے کے وقت (مالی اعتبار سے) محتاج ہے تو روزے سے کفارہ ادا کر سکتا ہے اور اگر (قسم) توڑنے کے وقت مُفْلِس (مسکین) تھا اور اب (کفارہ ادا کرنے کے وقت) مالدار ہے تو روزے سے (کفارہ) نہیں ادا کر سکتا۔ (بہار شریعت، ۳۰۸/۲، بحوالہ الجوهرة النيرة ص ۲۵۳ الجزء الثانی)

(8) ایک ساتھ (اگر) تین روزے نہ رکھے یعنی درمیان میں فاصلہ کر دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اگرچہ کسی مجبوری کے سبب ناغہ ہوا ہو، یہاں تک کہ عورت کو اگر حیض آ گیا تو پہلے کے روزے کا اعتبار نہ ہوگا یعنی اب پاک ہونے کے بعد (نئے سرے سے) لگاتار تین روزے رکھے۔ (بہار شریعت، ۳۰۸/۲۔۔۔۔۔ بحوالہ دُرْمُخْتَار، ۵/۲۶۷)

(9) روزوں سے کفارہ ادا ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ختم تک (یعنی تینوں روزے مکمل ہونے تک) مال پر قدرت نہ ہو مثلاً اگر دو روزے رکھنے کے بعد اتنا مال مل گیا کہ کفارہ ادا کر سکتا ہے تو اب روزوں سے (کفارہ ادا) نہیں ہو سکتا بلکہ اگر تیسرا روزہ بھی رکھ لیا ہے اور غروب آفتاب سے پہلے مال پر قادر ہو گیا تو روزے ناکافی ہیں اگرچہ مال پر قادر ہونا یوں ہوا کہ اُس کے مورث (یعنی وارث بنانے والے) کا انتقال ہو گیا اور اُس کو ترکہ (یعنی ورثہ) اتنا ملے گا جو کفارے کے لیے کافی ہے۔ (بہار شریعت، ۳۰۹/۲۔۔۔۔۔ بحوالہ دُرْمُخْتَار، ۵/۲۶۷)

(10) ان روزوں میں رات سے نیت شرط ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کفارے کی نیت سے ہوں مُطلق روزے کی نیت کافی نہیں۔ (بہار شریعت، ۳۱۰/۲، بحوالہ مبسوط ۱۶۶/۴) قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں، اور (اگر دے بھی) دیا تو ادا نہ ہوا یعنی اگر کفارہ دینے کے بعد قسم توڑی تو اب پھر دے کہ جو پہلے دیا ہے وہ کفارہ نہیں، مگر فقیر سے دیئے ہوئے کو واپس نہیں لے سکتا۔ (بہار شریعت، ۳۱۱/۲۔۔۔۔۔ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ۶۴/۲)

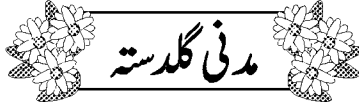
(11) کفارہ انھیں مساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یعنی اپنے باپ، ماں، اولاد وغیرہم کو جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا کفارہ بھی نہیں دے سکتا۔ (بہار شریعت، ۳۱۱/۲، بحوالہ دُرْمُخْتَار ۵/۲۶۷) (12) کفارہ قسم کی قیمت مسجد میں صرف (یعنی خرچ) نہیں کر سکتا نہ مردے کے کفن میں لگا سکتا ہے یعنی جہاں جہاں زکوٰۃ نہیں خرچ کر سکتا وہاں کفارے کی قیمت نہیں دی جاسکتی۔ (بہار شریعت، ۳۱۱/۲، بحوالہ عالمگیری ۶۲/۲) (قسم اور کفارے کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صفحات پر مشتمل کتاب بہار شریعت جلد 2 صفحہ 298 تا 311 کا مطالعہ ضروری ہے)

اگر کسی دینی یا مسلمانوں کے سماجی ادارے کو کفارے کی رقم دینا چاہے تو دے سکتا ہے مگر بتانا ہوگا کہ یہ

کفارے کی رقم ہے تاکہ وہ اُس رقم کو الگ رکھ کر اُسے بیان کردہ طریقے پر کام میں لائیں یعنی ایک ہی مسکین کو دس دن تک دونوں وقت کھلانا یا دس مسکین کو دونوں وقت کھلانا وغیرہ۔

تو جھوٹی قسم سے بچا یا الہی مجھے سچ کا عادی بنا یا الہی



نیارہ کرم تکے 7 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 7 مدنی ممول

- (1) بلا ضرورت ہرگز قسم نہیں کھانی چاہیے۔
 - (2) اگر مجبوراً قسم کھانی پڑے تو ہمیشہ سچی قسم کھانی چاہیے۔
 - (3) حدیث پاک میں جھوٹی قسم کھانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جھوٹی قسم کھانے والا اللہ عزوجل کی ناراضی مول لیتا ہے۔
 - (4) کسی کام کی قسم کھانی اور پھر بہتری اس کام کے خلاف میں محسوس کی تو قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔
 - (5) کسی گناہ کی قسم کھائی تو اسے توڑنا ضروری ہے قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔
 - (6) جھوٹی قسمیں گھروں کو ویران کر دیتی ہیں۔ گزشتہ بات پر جھوٹی قسم کھانے سے اگرچہ کفارہ لازم نہیں آتا لیکن اس کی سزا یہ ہے کہ اسے جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں غوطے دیئے جائیں گے۔
 - (7) انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولے کبھی بھی غلط بیانی سے کام نہ لے۔ اگر ہر حال میں سچائی کی صفت اپنالی جائے تو پھر قسم کھانے کی نوبت بہت کم آتی ہے لوگ اسکی بات پر ہی اعتماد کر لیتے ہیں۔
- اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ لغو باتوں، جھوٹی قسموں اور دیگر گناہوں سے محفوظ رکھے۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

جنت میں لے جانے والے اعمال

حدیث نمبر: 73

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ صُدِّيِّ بْنِ عَجَلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا أَمْرَ أَنْتُمْ تَدْخُلُونَ جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

(ترمذی، کتاب السفر، باب ما ذکر فی فضل الصلوة، ۱۱۹/۲، حدیث: ۶۱۶، بتغییر قلیل)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوامامہ صدیق بن عجلان باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اپنے رب عزوجل سے ڈرو! اپنی پانچوں نمازیں پڑھو! اپنے رمضان کے روزے رکھو! اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو! تم اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرت سیدنا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مرقاة شرح مشکاة میں فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں نماز کا ذکر زکوٰۃ سے پہلے اس لئے ہوا کہ نماز زکوٰۃ سے پہلے فرض ہوئی۔ کثیر آیات مقدسہ و احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ اور نماز کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا اس وجہ سے کہ نماز عبادتِ بدنیہ کی اصل ہے اور زکوٰۃ عبادتِ مالیہ کی اصل ہے۔ حدیث پاک میں ”أَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ“ کے بجائے ”أَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ“ کہا گیا کیونکہ زکوٰۃ مطلقاً مال میں فرض نہیں ہوتی بلکہ ایک مخصوص مال میں فرض ہوتی ہے۔

وَأَطِيعُوا أَمْرَ أَنْتُمْ (اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو!) حکمران سے مسلمانوں کا خلیفہ، اسلامی حاکم یا علمائے دین مراد ہیں یا پھر یہ لفظ اپنے عموم پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی بھی معاملے میں تمہارا سرپرست ہو۔

(اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے) یعنی تم جنت کے اعلیٰ درجات پا لو گے کیونکہ جنت میں داخلہ محض اللہ عزوجل کے فضل سے ہوگا لیکن وہاں درجات بمطابق اعمال ملیں گے (مرقاة المفاتیح، کتاب الصلوة، الفصل الثانی، ۲/۲۷۴،

تحت الحدیث: ۵۷۱)

”شرح الطیبی“ میں حدیث مذکور کے تحت لکھا ہے کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی نسبت بندوں کی طرف کی گئی

تاکہ عملِ ثواب (یعنی جنت) کا عوض بن جائے نیز رب اور بندوں کے درمیان خرید و فروخت منعقد ہو جائے۔ جیسا کہ رب کریم فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ
وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ (پ ۱۱، التوبة: ۱۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

(شرح طیبی، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی، ۱۸۰/۲، تحت الحدیث: ۵۷۱)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے

ہیں: (اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو!) حکم والوں سے خلیفۃ المسلمین، اسلامی حکام، علمائے دین سب ہی مراد ہیں۔

اطاعت سے مراد ان کے جائز احکام میں فرمانبرداری کرنا ہے خلاف شرع حکم کی اطاعت لازم نہیں۔ چونکہ رمضان کے

روزے صرف اسی امت پر فرض ہوئے اس لئے شہرِ مکہ فرمایا۔ زکوٰۃ روزے کے بعد فرض ہوئی اس لئے اس کا ذکر

بھی روزے کے بعد ہوا۔ خیال رہے کہ مختلف احادیث مختلف اوقات کی ہیں، جس زمانہ میں کوئی عبادت نہ آئی تھی تب

فرمایا گیا: جس نے کلمہ پڑھ لیا جنتی ہو گیا جب نماز آگئی تو نماز ہی پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا اور جب زکوٰۃ، روزے وغیرہ

بھی آگئے تب جنتی ہونے کے لئے ان اعمال کی بھی قید لگی، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ۱/۳۶۴)

حدیث مذکور میں پانچ چیزوں پر جنت کی بشارت دی گئی ہے: (۱) تقویٰ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ

(۵) اطاعتِ حکمران۔ چنانچہ ان پانچوں اعمال کے فضائل ملاحظہ فرمائیے:

اجرِ عظیم کا وعدہ

ترجمہ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ

دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے

ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

وَالْمُتَّقِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَُولَٰئِكَ

سَوْفَ نُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا (پ ۶، النساء: ۱۶۲)

جنت کی بشارت

إِنِّي مَعَكُمْ لَكِن أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ
وَأَمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَرَضْتُمْ أَنْ تُقْرَضُوا
حَسَنًا لَأُكْفِرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (پ ۶، المائدة: ۱۲)

تو جمعہ کنز الایمان: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر
تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور انکی
تعظیم کرو اور اللہ کو قرضِ حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں
گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہرواں۔

دین کا بہترین عمل

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر
ہے اور تمہارے دین کا بہترین عمل تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ (طبرانی اوسط، من اسمہ علی ۹۲/۳ حدیث: ۳۹۶۰)

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرنے والے عمل کے بارے میں
سوال کیا گیا: تو فرمایا: اللهُ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا اور حَسَنِ اخلاق۔ (ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق، ۳۴۹/۱، حدیث: ۴۷۶)

رحمتِ عالم، نورِ مُجَسِّم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے تین دن میں حضرت موسیٰ
عَلَيْهِ السَّلَام سے ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات کے ذریعے جو کلام فرمایا اس میں یہ بھی تھا: اے موسیٰ! میرے لئے عمل کرنے
والوں نے دنیا سے بے رغبتی جیسا کوئی عمل نہیں کیا اور مقربین نے ان پر میری حرام کردہ اشیاء سے بچنے جیسے کسی اور عمل سے
میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میری عبادت کرنے والوں نے میرے خوف سے رونے جیسی کوئی عبادت نہیں کی۔ حضرت
سَيِّدُنا موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے عرض کی: اے ساری کائنات کے رَبِّ عَزَّوَجَلَّ اور روزِ جزا کے مالک! يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَام! تو نے ان کے لئے کیا تیار کیا ہے اور تو انہیں کیا بدلہ عطا فرمائے گا؟ فرمایا: دنیا سے بے رغبتی رکھنے والوں
کے لئے تو میں اپنی جنت کو مُبَاح کر دوں گا وہ اس میں جہاں چاہیں ٹھکانا بنا لیں اور اپنی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز
کرنے والوں کو یہ انعام دوں گا کہ بروزِ قیامت ان کے علاوہ ہر بندے سے سخت حساب لوں گا کیونکہ میں پرہیزگاروں

سے حیا کروں گا اور انہیں عزت و اکرام سے نوازوں گا پھر انہیں بغیر حساب جنت میں داخل فرماؤں گا اور میرے خوف سے رونے والوں کیلئے رفیقِ اعلیٰ ہوگا جس میں ان کا کوئی شریک نہ ہوگا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزهد، باب ماجاء فی فضل الورع والزهد، ۵۲۹/۱۰، حدیث: ۱۸۱۲۵)

سب سے بہتر عمل

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ثابت قدم رہو اور (اس کی برکتیں) ہرگز شمار نہ کر سکو گے اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے اور مومن ہی ہر وقت با وضو رہ سکتا ہے۔“

(ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ و سننہا، باب المحافظة علی الوضوء، ۱۷۸/۱، حدیث: ۲۷۷)

پتوں کی طرح گناہ جھڑتے ہیں

حضرت سیدنا ابو ذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ موسم سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر اس کے پتے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) میں نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: بیشک! جب کوئی مسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد، مسند انصار، ۱۳۳/۸، حدیث: ۲۱۶۱۲)

شہنشاہِ مدینہ، قرآنِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو ان کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رُکوع و سُجود، خُشوع کے ساتھ ادا کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے اور جو انہیں ادا نہیں کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے اسے معاف فرمادے اور چاہے عذاب دے۔

(ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب المحافظة علی وقت الصلوات، ۱۸۶/۱، حدیث: ۴۲۵)

بَابُ الرِّيَانِ

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک! جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ”رِیَان“ ہے، قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا، کہا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ اس سے داخل ہونگے، جب دوسرے لوگ اس میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور وہ اس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ص ۵۸۱، حدیث: ۱۱۵۲)

روزے جیسا کوئی عمل نہیں

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی عمل بتائیے؟ ارشاد فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا عمل کوئی نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: مجھے کوئی عمل بتائیے! فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔ میں نے پھر عرض کی: مجھے کوئی عمل بتائیے! فرمایا: روزے رکھا کرو کیونکہ اس کا کوئی مثل نہیں۔ (نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب، ص ۳۷۰، حدیث: ۲۲۲۰)

جنت کی بشارت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ فرمایا: اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نمازیں ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس نے عرض کی: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر جب وہ واپس چلا گیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے

وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ (بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، ۴۷۲/۱، حدیث: ۱۳۹۷)

تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا

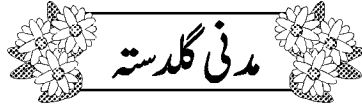
نبی رحمت، شافع امت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تین عمل ایسے ہیں کہ مومن کا دل ان میں خیانت نہیں کرتا (۱) خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرنا (۲) حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳) ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان حکمرانوں کو دین کی دعوت دینا ان کے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جس کا مقصد دنیا کمانا ہوگا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے کام کو متفرق (یعنی جدا جدا کر دے گا) اور اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دے گا اور اسے دنیا سے وہی ملے گا جو اس کے لئے لکھا گیا ہوگا اور جس کا مطلوب آخرت ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اُس کا مطلوب عطا فرما دے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر، ۳۵/۲، حدیث: ۶۲۹، ملقطا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم کا حق دار

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہم سے پانچ چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم میں ہوگا: (۱) جو مریض کی عیادت کرے یا (۲) جنازے کے ساتھ چلے یا (۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے یا (۴) حاکم اسلام کے پاس آئے اور نیک اور جائز باتوں میں اسکی اطاعت کرے یا (۵) اپنے گھر میں اس لئے بیٹھا رہے کہ وہ لوگوں سے اور لوگ اس سے محفوظ رہیں۔ (مسند احمد، مسند الانصار،

حدیث معاذ بن جبل، ۲۵۵/۸، حدیث: ۲۲۱۵۴)



”احمد تکے 4 حروف کی نسبت سے حدیث مذکور اور اس کی وضاحت سے ملنے والے 4 مدنی پھول

(1) حاکم اگر خلافِ شرع حکم دے تو اس کا حکم نہیں مانا جائے گا۔

(2) تقویٰ و پرہیزگاری، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اطاعتِ حکمران ایسے اعمال ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہو کر انسان جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔

(3) مومن کامل کا ہر عمل رضائے الہی کے لئے ہوتا ہے اور وہ اچھے حکمرانوں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

(4) تقویٰ دین کا بہترین عمل ہے اور اسکی وجہ سے لوگ بکثرت جنت میں داخل ہونگے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں نیک، متقی، پرہیزگار، والدین کا فرمانبردار اور سچا عاشقِ رسول بنائے! اٰمِیْن

بِحَاجَةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ!

تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

ایصالِ ثواب کی برکت

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشادِ مشکبار ہے: ”قبر میں مُردے کا حال ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہوتا ہے وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ ماں، باپ یا بھائی یا کسی دوست کی دعا سے پہنچے۔ اور جب کسی کی دعا سے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے) سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ مُردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ ”دعاے مغفرت کرنا“ ہے۔ (شعب الایمان، باب فی برا الوالدین ۲۰۳/۶، حدیث: ۷۹۰۵)

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
31	نیکی کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجئے	1	اس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں
31	اچھی نیت پر انعام ربّ الانام	2	ضمنی فہرست
31	دنیا کی چاہت باعث فقر ہے	5	الْمَدِينَةُ الْعِلْمِيَّةُ كاتعارف (از بانی دعوت
32	بہترین عمل		اسلامی امیر اہلسنت علامہ محمد الیاس عطار قادری
32	جتنا اخلاص زیادہ اتنی مددِ الہی زیادہ		دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةَ
32	خالص عمل تھوڑا بھی زیادہ ہے	6	پیش لفظ
33	جیسی نیت ویسی مدد	10	تعارف مؤلف
33	عمل کا چھوٹا یا بڑا ہونا	20	مُقَدِّمَةٌ
33	عمل نیت کا محتاج ہے	24	باب نمبر: 1
33	اچھی نیت اچھے عمل کی طرف لاتی ہے	24	اخلاص اور نیت کا بیان
33	عمل سے پہلے نیت سیکھئے	24	اخلاص کے بارے میں حکم خداوندی
34	کوئی بھی لمحہ نیکی سے خالی نہ گزرے	25	اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں گوشت نہیں عمل پہنچتا ہے
34	اچھی نیت کی وجہ سے بخشش	25	کائنات کا ایک ذرہ بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں
35	مَدَنِي كَلِمَةٌ	26	حدیث نمبر: 1
37	حدیث نمبر: 2	26	ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے
37	ہر شخص اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا	27	جیسی نیت ویسا صلہ
37	بُری صحبت کی نحوست	27	ایک تہائی اسلام
38	صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے	27	دین کو کفایت کرنے والی چار حدیثیں
39	اَبْرَہَہ اور اس کا گنہگار	28	فقہ کے 70 ابواب
40	گنہگار پر گندگی	28	نیت کی تعریف
41	نورِ مصطفیٰ کی چمک	28	خالص عمل ہی قبول ہوگا
42	بادب ہاتھی	28	زیادہ عمل والا بھنس گیا کم عمل والا بخشا گیا
42	چمچک کی ابتدا	29	بغیر عمل کے ثواب و عذاب
43	اَبْرَہَہ اور اس کے وزیر کا عبرتناک انجام	29	چار طرح کے لوگ
43	گنہگار کی بربادی	30	صرف نیت پر کامل نیکی کا ثواب
44	مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ یَدِی کا عبرتناک انجام	30	نیت کی وجہ سے جنت و دوزخ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
71	غَزْوَةُ تَبُوك	46	کعبہ گرتے ہی قیامت قائم ہو جائے گی
72	جہاد کی ہیئت پر بھی ثواب ملا	46	بد بخت حبشی
73	شیطان نے نماز کے لیے جگایا!	47	مدنی گلدستہ
74	مدنی گلدستہ	50	حدیث نمبر: 3
75	حدیث نمبر: 5	50	جہاد و ہیئت
75	سرداردو جہاں کا فیصلہ	50	ہجرت سے کیا مراد ہے؟
76	نیکی کی نیت پر ثواب ضرور ملتا ہے	51	”فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں“ کا مطلب
76	رزق ملے مصیبتیں نلیں	52	مکہ مکرمہ سے ہجرت میں حکمت
77	بادل سے نیبی آواز	52	ہجرت کی اقسام
78	صدقہ قبر کی گرمی کو دور کرتا ہے	52	مکہ شریف سے ہونے والی تین ہجرتیں
78	دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں	52	مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت
79	ڈرے ڈرے پر اجر ہے	53	کفار مکہ اور نجاشی
79	ایک روٹی کا ثواب	54	نجاشی دامن اسلام میں
79	مومن کا صدقہ اس کے لئے سایہ ہوگا	56	مکہ مکرمہ سے سوئے مدینہ
80	مدنی گلدستہ	56	خونی منصوبہ
81	حدیث نمبر: 6	58	والی دو جہاں کی ہجرت
81	اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے	59	کاشانہ نبوت کا مُحاصِرہ
82	وصیت سے کیا مراد ہے؟	62	جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے
83	وصیت کی اقسام	64	گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے
83	وصیت لکھنا مستحب ہے		کسریٰ کے کنگن حضرت سیدنا سقرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
84	وصیت تہائی مال میں جاری ہوگی	65	کے ہاتھ میں
84	رؤوف رحیم آقا	66	مدنی جلوں
86	رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا ثواب	66	مانع شرعی نہ ہو تو تحفہ قبول کرنا سنت مبارکہ ہے
	آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا	67	سرکار کی آمد، مرحبا!
87	علم غیب	69	وہ ہجرت جو مکہ مکرمہ سے شام کی طرف ہوگی
88	دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری	69	مدنی گلدستہ
88	حضرت سیدنا سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	71	حدیث نمبر: 4
89	مدنی گلدستہ	71	بغیر جہاد کے جہاد کا ثواب

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
107	دنیا میں سب سے پہلا قتل	91	حدیث نمبر: 7
108	انسان کو مُردہ دفن کرنا کس نے سکھایا؟	91	اللہ عَزَّوَجَلَّ لوں کو دیکھتا ہے
109	سات دن تک زلزلہ	92	ظاہر و باطن دونوں کا درست ہونا ضروری ہے
109	آگ کا سب سے پہلا پجاری	92	بُری نیت اعمال کو برباد کر دیتی ہے
110	روئے زمین پر سب سے پہلا نافرمان انسان	92	تین ریاکاروں کا انجام
110	قائیل کا عبرتناک انجام	92	حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی
110	حضرت سیدنا شیبث علی نبیتنا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ	93	گریہ و زاری
	وَالسَّلَام	94	معاملہ نہایت تشویشناک ہے!
111	دنیا میں پہلا ”ناحق قتل“، کس وجہ سے ہوا؟	95	ریا کاری کی تباہ کاری
111	حسد کی تباہ کاری	97	مدنی گلدستہ
111	بُرائی پر یقہ رانج کرنے کا وبال	99	حدیث نمبر: 8
112	مدنی گلدستہ	99	سچا مجاہد کون؟
113	حدیث نمبر: 10	99	اچھی نیت سے اعمال اچھے بنتے ہیں
113	باجماعت نماز کا ثواب	100	نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں
113	چار درجات	101	ریا کار کے چار نام
	جماعت کی فضیلت کے بارے میں مختلف روایات کی	101	ریا کار کی تین نشانیاں
114	وضاحت	101	ریا کار اپنے رب سے مذاق کرتا ہے
115	عظیم الشان انعام	102	نیکی کر کے لوگوں سے تعریف چاہنا کیسا؟
115	زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو!	102	نیک عمل کے ذریعے اپنی تعریف نہ چاہو!
116	نماز کے لیے مسجد جانے کی چالیس نیتیں	102	اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی شریک نہیں
118	باجماعت نماز کے فضائل	103	مجھے موتیوں والا چاہیے
119	دوا زادیاں	103	مدنی گلدستہ
119	سنت کو چھوڑو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے	104	حدیث نمبر: 9
120	ستائیس مرتبہ نماز دہرائی	104	قاتل و مقتول دونوں جہنمی
121	ترک جماعت کی وعیدیں	104	قاتل و مقتول کب جہنمی ہوں گے؟
121	تارک جماعت پر قہر و غضب	105	دنیا کی وجہ سے قتل
122	کان میں پگھلا ہوا سیسہ	106	قتل ناحق کا عذاب
122	مدنی گلدستہ	106	قتل ناحق کی مذمت میں 3 روایات

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
147	زہر میں بجھا ہوا تیر	124	حدیث نمبر: 11
147	بدنگاہی بربادی ایمان کا سبب بن گئی	124	ایک کے بدلے سات سو سے بھی زیادہ نیکیاں
148	بدنگاہی سے بچنے کی فضیلت	124	بندوں پر خاص کرم
148	عبادت کی لذت	125	رضائے الہی ضروری ہے
149	عورتوں کے لئے جنت کتنی آسان!	125	نیک نیت پر ملنے والی نیکی بھی کامل ہوتی ہے
149	بے داغ جوانی والا جنتی ہے	126	نیکیاں اور برائیاں لکھنے سے کیا مراد ہے؟
149	سایہ عرش ملے گا	127	اُمّتِ محمدیہ پر ربّ کریم کا خاص فضل و کرم
150	کفّل بخشا گیا	127	خیالات کی پانچ قسمیں
151	سمجھدار و پارساعتورت	129	ایک ہی نیکی پر مختلف ثواب کیوں؟
151	عورت سے زیادتی کرنے والے کی توبہ	130	مُذّکی مقدار کتنی ہے؟
152	حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی زیارت	130	مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نمازوں کا ثواب
153	توشل (وسیلے) کی برکتیں	130	مسجد نبوی اور اقصیٰ میں نیک اعمال کا ثواب
154	عرش اعظم پہ لکھا ہمارا نبی	131	مسجد قبا میں نماز کا ثواب
155	حیات ظاہری میں وسیلہ پکڑنا	132	مبارک راتیں
155	وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہو گئیں	132	سُؤَالُ الْمُكْرَمِ میں روزے رکھنے کا ثواب
156	فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے	133	عَزَّة کے روزے کا ثواب
156	دعائے نبی	134	محرم اور شعبان کے روزوں کی فضیلت
157	وسیلے کی برکت سے بارانِ رحمت	136	اچھی اور بُری نیت کا اثر
158	وصال ظاہری کے بعد مشکل کشائی	136	مدنی گلدستہ
158	70 ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں	138	حدیث نمبر: 12
160	مدنی گلدستہ	138	نیک اعمال کا وسیلہ
162	باب نمبر: 2	140	اعمالِ صالحہ کے وسیلے سے دعا
162	توبہ و استغفار کا بیان	142	والدین کے ساتھ حسن سلوک
162	توبہ کی شرائط	142	والدین کو اُف تک نہ کہو!
163	توبہ سے متعلق ”3“ فرامین باری تعالیٰ	144	مقبول حج کا ثواب
164	حدیث نمبر: 13	144	زخمی انگلی
164	استغفار کی اہمیت	145	پاک دامنی کی برکات
164	حدیث نمبر: 14	145	اسبابِ مہیا ہوتے ہوئے گناہ چھوڑنا کمال ہے

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
182	الہی میں تیری رحمت کے قربان	165	توبہ کسے کہتے ہیں؟
183	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شانِ عَقَّارِی	165	سچی توبہ کی علامات
184	کون سا گناہ گار بہتر ہے؟	165	توبہ و استغفار کی حقیقت
185	مَدَنی گلدستہ	167	نَبِیِّ کریم کے استغفار کرنے کی توجیہات
186	حدیث نمبر: 16:	167	استغفار عبادت ہے
186	دستِ رحمت	168	سر دارِ دو جہان اُمت کے لئے امان ہیں
186	اللہ عَزَّوَجَلَّ جسم سے پاک ہے	169	میں صدقے یا رسول اللہ
187	حدیث نمبر: 17:	170	اُمت کے لئے تین دعائیں
187	سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ	170	ہر نبی کے لئے ایک ٹھوس مقبول دعا ہوتی ہے
187	قبول ہے	170	پانچ نمازوں پر پچاس کا ثواب
187	قیامت کی نشانی	171	نبی کے مثل کوئی نہیں
188	کس کی توبہ قبول نہیں؟	171	امت پر شفقت
188	سورج کے مغرب سے طلوع کرنے میں کیا حکمت ہے؟	171	گناہ گاروں کے لئے خوشخبری
189	نوجوان کی توبہ پر جنت سجائی جاتی ہے	172	دبدبہ نبوی اور ابو بکرؓ کی بدحواسی
190	کمالِ درجہ کی عطا	172	غلاموں اور خادموں پر کرمِ مصطفیٰ
192	خوفِ خدا ہو تو ایسا!	173	کتنی مرتبہ معاف کیا جائے؟
192	توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا	173	جانوروں پر کرمِ مصطفیٰ
192	ستار بجانے والی کی توبہ	174	ہرنی کی فریاد
193	سانپِ خدمت کرنے لگا	175	اُونٹ پر شفقتِ نبوی
194	مدنی گلدستہ	175	سَيِّدًا لِاسْتِغْفَارٍ پڑھنے والے کے لئے جنت کی
196	حدیث نمبر: 18:	177	بشارت
196	مرتے وقت توبہ	178	مدنی گلدستہ
196	آخری سانس تک توبہ قبول ہے	179	حدیث نمبر: 15:
197	قبضِ روح پیروں سے شروع ہوتی ہے	179	توبہ کرنے والے پر رضائے الہی کی برسات
197	استغفار کے فضائل پر مشتمل سات روایات	179	جو ہوش میں نہ ہو اس پر مؤاخذہ نہیں
199	توبہ کی راہ میں رکاوٹ بننے والے اُمور اور اُن کا حل	180	توبہ کرنا کس پر فرض ہے؟
200	گناہوں کے انجام سے غفلت	180	اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوش ہونے سے کیا مراد ہے؟
200	لُدَّتِ گناہ کا دل و دماغ پر غلبہ	182	بڑے سے بڑے گناہ گار کی توبہ بھی قبول ہے

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
229	گناہوں پر ندامت کی برکت	202	لمبی امیدیں
229	شیطان افسوس کرے گا	203	رحمتِ الہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا
229	میں اسی سے ڈرتا تھا	204	توبہ پر استقامت نہ ملنے کا خوف
230	پلک جھپکنے سے پہلے توبہ قبول	205	کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جانا
230	توبہ کرنے والوں کے دل نرم ہوتے ہیں	207	بُری صُحبت
230	صبحِ شام توبہ	208	اپنے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہونا
230	توبہ سے محرومی	208	کسی فتنے کا شکار ہونا
230	بیس سال بعد توبہ	210	دنیاوی ترقی سے محروم ہونے کا خوف
231	صالحین سے محبت کی فضیلت پر مشتمل 7 روایات	211	اہل خانہ اور دوستوں کی تنقید
233	مدنی گلدستہ	211	گھر میں ’مدنی ماحول‘ بنانے کے 19 مدنی پھول
235	حدیث نمبر: 20	214	بے وقوفانہ شرم و جھجک
235	سوقل کرنے والے کی توبہ	215	مدنی گلدستہ
236	قاتل کی توبہ بھی قبول ہے	217	حدیث نمبر: 19
237	ربِ راضی تو سب راضی	217	طالب علم کا مرتبہ و مقام
238	صالحین کی صحبت سے توبہ پختہ ہوتی ہے	218	انبیاء کے وارث
238	رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی	219	علم و علماء کی شان
239	اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَامُ کی بستی	220	علماء کی سیاہی اور شہداء کا خون
240	حدیث مذکور سے متعلق سوال، جواب	220	عابد و عالم
240	اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صلح کروائے گا	221	موزوں پر منح کے مسائل
242	قَضَاب کی توبہ	222	منح کا طریقہ
243	فاحشہ کی توبہ	222	منح ٹوٹنے سے متعلق چند مسائل
245	ماں سے بھی زیادہ مہربان	223	اپنے گناہ گار کو اپنے ہی دامن میں لو
245	جاہم نے تجھے بخش دیا	224	بارگاہِ رسالت کے آداب
247	مدنی گلدستہ	226	گستاخِ رسول کی سزا
249	حدیث نمبر: 21	227	بُری صحبت سے بچو، ایمان کی حفاظت کرو
249	حضرت کعب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ کی توبہ کا ایمان	228	توبہ کا دروازہ
249	افروز واقعہ	229	بار بار گناہ بار بار توبہ
262	کسی کی مصیبت دور ہونے پر اسے خوشخبری دینا	229	توبہ کرنے والے گناہ گاروں کے لئے خوشخبری

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
282	دنیا کی حقیقت	263	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جذبہ ایمانی
283	دنیا سے بے رغبتی کا صلہ	264	سیدنا کعب بن مالک
283	مال کی زیادتی دشمنی کا باعث ہے	264	سیدنا مزارہ بن ربیع عامری
284	عارف باللہ کی پہچان	264	سیدنا ہلال بن اُمیہ
285	مدنی گلدستہ	264	سچائی میں نجات ہے
286	حدیث نمبر: 24	264	جنتی عمل
286	قاتل جنت میں کیسے گیا؟	266	لحیرہ فکریہ
286	شہید جنتی ہے	266	مدنی گلدستہ
286	”ضحک“ سے کیا مراد ہے؟	267	حدیث نمبر: 22
289	ہر انسان کے ساتھ ایک محافظ ہوتا ہے	269	اللہ عزوجل کی خاطر جان کی قربانی
289	حضرت سیدنا وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام	269	جو توبہ کر لے اُسے ملامت نہیں کرنی چاہئے
289	تائبین کے لئے خوشخبری	270	گناہوں پر دنیوی سزائیں کیوں رکھی گئیں؟
291	آخری دم تک توبہ قبول ہے	270	انوکھی سزا
292	صرف تین کلمات کی وجہ سے مغفرت ہوگئی	273	شرابی نوجوان کی توبہ
292	گناہ گاروں کی تین حالتیں	274	مدنی گلدستہ
293	دور رکعت نماز، سارے گناہ معاف	275	حدیث نمبر: 23
294	شیطان مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتا	277	حرص مال کی مذمت
295	نیکیاں فوراً نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں	277	انسان کی حرص ختم نہیں ہوتی
296	مدنی گلدستہ	277	حرص کسے کہتے ہیں؟
296	باب نمبر: 3	277	حرص کسی بھی چیز کی ہو سکتی ہے
298	صبر کا بیان	278	مال کے حریص کی توبہ بھی قبول ہے
298	اے ایمان والو! صبر کرو!	278	انسان فطرتاً حریص ہے
298	مومنوں کی آزمائش	278	گناہوں کی حرص سے بچنے کا نسخہ
299	صابرین کے لئے بے حساب اجر و ثواب	280	حرص مال بھی ایک باطنی بیماری ہے
300	صبر کرنا باہمت لوگوں کا کام ہے	280	حرص مال کا علاج کیسے کیا جائے؟
301	اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کے ساتھ	280	چھھر سے بھی زیادہ حقیر
302	صابرین اور مجاہدین کا امتحان	281	صدق اکبر کی گریہ و زاری
302		281	

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
319	قرآن پاک سے صبر کی اقسام	303	حدیث نمبر: 25
320	رحمت کاملہ کے سائے میں	303	نیک اعمال کے فضائل
320	ایمان کی خلعت	305	قبر کا اُجالا
320	میزانِ عمل سے نجات کا نسخہ	305	حکم کے اعتبار سے صبر کی اقسام
320	دیدارِ الہی	306	صبر کے مختلف نام
321	صبر جمیل کیا ہے	307	صبر اور دیگر نقلی عبادات
321	ناخن ٹوٹنے پر خوشی کا اظہار	308	جنت الفردوس میں ٹھکانہ
322	مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے	308	مومن کی پہچان
322	اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اور اس کے حق کی معرفت	309	مدنی گلستہ
322	حضرت سیدنا یُوب علیہ السلام کا صبر	310	حدیث نمبر: 26
324	کم مال والا پہلے جنت میں چلا گیا	310	سوال کرنے سے، صبر کرنا بہتر
324	مدنی گلستہ	312	بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے
326	حدیث نمبر: 28	312	بلا ضرورت مانگنے والے کے چہرے پہ گوشت نہ ہوگا
326	موت کے وقت صبر	312	بھیک مانگنے والا انگارہ مانگتا ہے
328	حضرت فاطمہ کا گریہ دزاری کرنا نوح و بے صبری نہیں	313	سائل کو دیکر اُسے سوال سے روکنا
328	کیا نزع کے وقت صرف گناہ گاروں کو تکلیف ہوتی ہے؟	314	زیادہ مال والوں کے لئے مقامِ غور
329	آخری وقت میں بھی صبر کی تلقین	314	انسان کے تین دوست
330	مصائب پر صبر کیسے کریں؟	315	پلنِ صراط پر مالداروں کی حالت
330	صبر ہو تو ایسا ہو	315	شیطان کا غلام
331	رونا صبر کے خلاف نہیں	315	ہر مال بُرا نہیں ہوتا
331	میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے	316	فرمانِ مشکل کُشا
332	مدنی گلستہ	316	صبر سے متعلق جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْہَادِی کا
333	حدیث نمبر: 29	316	فرمانِ عالیشان
333	اولاد کی موت پر صبر کرنے پر ثواب	316	بچھو کے کاٹنے پر صبر
334	حضرت سیدتنا زینب رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا	317	مدنی گلستہ
334	صبر کرو اور چرا پاؤ	318	حدیث نمبر: 27
334	شفیق اور رحم دل آقا	318	مومن کو اچھا ثابت کرنے والا عمل
335	فاحشہ عورت کی بخشش ہوگئی		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
353	مدنی گلدستہ	335	پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولادِ کرام
354	حدیث نمبر: 32:		
354	صابر کی جزا جنت ہے	336	بچوں کے انتقال پر صبر کا ثواب
354	محبوب شے کے بدلے جنت	336	آگ سے بچانے والی مضبوط دیوار
355	پسندیدہ چیز کے چلے جانے پر صبر کی فضیلت	337	ایک بچے کے انتقال پر صبر کا انعام
356	بیٹے کی موت پر مسکراہٹ	338	مدنی گلدستہ
356	صبر کرنے والوں کا مرتبہ	339	حدیث نمبر: 30:
356	صابرین کو علم و حلم عطا کیا جاتا ہے	339	آگ کی خندق
357	مدنی گلدستہ	343	بادشاہ کا نام کیا تھا؟
358	حدیث نمبر: 33:	343	لڑکا کون تھا؟
358	طاہعون پر صبر کرنے کا ثواب	343	اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کا مصیبت پر صبر
358	طاہعون (Plague) کیا ہے؟	343	کراماتِ اولیا
359	شہید کے برابر ثواب	344	اپنے قتل پر معاونت کیوں کی؟
359	دو حدیثوں میں تطہیق	344	کتنے بچوں نے بہت چھوٹی عمر میں کلام کیا؟
359	شہید کی مثل ثواب	344	راہب نے جھوٹ بولنے کا مشورہ کیوں دیا؟
360	اُمّتِ محمدیہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم	345	مدنی گلدستہ
360	طاہعون والے علاقے میں صبر و استقلال سے ٹھہرنا	346	حدیث نمبر: 31:
361	جانور نے انسانی بچے کی پرورش کی	346	مصیبت کے وقت صبر
361	طاہعون والے علاقے میں نہ جاؤ!	347	صدّ مدہ کسے کہتے ہیں؟
362	عقل مند غلام	347	مدہوشی کا کفر معتبر نہیں
363	طاہعون سے بھاگنے والی جماعت کا انجام	348	والی دو جہاں کا دربار عالی
363	شانِ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام	349	سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حسنِ اخلاق
365	گناہوں کی وجہ سے طاہعون	350	نبی کی دعوت
367	دین کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے		
368	مدنی گلدستہ	350	پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غنودرگزر فرماتے تھے
369	حدیث نمبر: 34:	351	ایذا دینے والے پر انعام کی بارش
369	بینائی ختم ہونے پر صبر	352	قبروں کی زیارت کرنا
371	عجیب و غریب مریض	352	عورتوں کو قبروں پر جانا منع ہے

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
393	ہر وقت نیکیاں ہی نیکیاں	374	صبر نہ کرنا بھی مصیبت ہے
394	پہاڑ کے برابر گناہ معاف	374	نایدیا بزرگ کی نظر و لایت
394	مدنی گلستہ	375	آنکھوں سے پیاری رضائے الہی
395	حدیث نمبر: 39	376	نایدیاؤں پر خصوصی کرم
395	مصیبت بھلائی کی علامت ہے	376	مدنی گلستہ
395	گناہوں کا کفارہ	377	حدیث نمبر: 35
396	مدنی گلستہ	377	جنتی عورت
397	حدیث نمبر: 40	378	دُعاؤں سے علاج
397	موت کی تمنا نہ کرو!	379	مرگی (Epilepsy) کیلئے؟
397	لمبی عمر مومن کے لئے بہتر ہے	379	مرگی کے اسباب
401	موت کی تمنا کرنے کی جائز صورتیں	380	مرگی کا علاج
404	مدنی گلستہ	380	اذان کے ذریعے مرگی کا علاج
405	حدیث نمبر: 41	380	بچوں کو مرگی کے مرض سے بچانے کا نسخہ
405	ظلم پر صبر	381	طبیعیوں کے طبیب نے مرگی زدہ کا علاج فرمایا
405	مصیبت پر صبر کرو	381	مرگی کی بیماری بغداد سے بھاگ گئی
406	مومنوں پر ظلم	382	مدنی گلستہ
407	بارگاہ رسالت میں دعا کی درخواست	383	حدیث نمبر: 36
407	جسم کی کھال اتار دی گئی	383	پتھر مارنے والوں کو دعائیں
409	مصائب پر صبر کا صلہ	384	طائف کا سفر
410	جان دے دی مگر ایمان نہ دیا	388	مدنی گلستہ
412	سب سے پہلے سُولی کس نے دی؟	390	حدیث نمبر: 37
412	حضرت سیدتنا آسیہ بنت مراحم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا	390	گناہوں کا کفارہ
413	حضرت سیدنا بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا صبر	391	مومن کے لئے خیر ہی خیر ہے
414	حضرت سیدنا خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی مبارک پیٹھ	391	مدنی گلستہ
414	مدنی گلستہ	392	حدیث نمبر: 38
416	حدیث نمبر: 42	392	بخارا سے گناہ چھڑتے ہیں
416	صبر مصطفیٰ	393	بخارا گناہوں کو دور کر دیتا ہے
417	صبر کا اجر تمام اعمال سے بڑھ کر	393	صرف اچھائی باقی رہ جاتی ہے

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
444	غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے	418	نبی کی توہین کفر ہے
444	مدنی گلدستہ	419	غیبت کی جائز صورتیں
445	حدیث نمبر: 47	420	غصہ پینے کے فضائل
445	غصہ پینے کا انعام	421	سب سے زیادہ اجر والا گھونٹ
445	غصہ پینے والے پر فخر کیا جائیگا	422	دین کی خاطر غصہ نیک لوگوں کو ہی آتا ہے
446	نیک لوگ غصے سے کس طرح بچتے تھے؟	422	مدنی گلدستہ
446	گالی مجھے نقصان نہ دے گی	423	حدیث نمبر: 43
447	دشوار گزار گھائی	423	بڑی مصیبت پر بڑا اجر
447	سخت کلامی پر صبر	425	مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے
447	غصہ دلانے کے اسباب	426	صبر کی فضیلت پر مشتمل 4 روایات
448	غصہ دلانے والے امور کا علاج	427	مدنی گلدستہ
449	مدنی گلدستہ	428	حدیث نمبر: 44
450	حدیث نمبر: 48	428	صبر و ریاض کا انوکھا انداز
450	رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ کی وصیت	431	بچے کا حقیقہ کرنا اور نام رکھنا
450	غصہ نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟	432	پہلے سے بہتر جزا
451	جیسا مریض ویسا علاج	432	کھجور کی گھٹی مستحب ہے
451	سب سے زیادہ سخت چیز	434	اچھے نام رکھنے کی فضیلت پر 4 فرامینِ مصطفیٰ
451	رَبِّ سَكَّارٍ وَعَزَّوَجَلَّ پر وہ پوشی فرمانے گا	435	مدنی گلدستہ
452	مسلمانوں کی عمدہ صفات	436	حدیث نمبر: 45
452	فکر صدیقی	436	بڑا پہلوان کون؟
452	تو نے مجھے پہچان لیا	437	شریعت کو مطلوب و محبوب کون؟
453	برائی کرنے والے کے لئے دعائے مغفرت	437	غصہ برداشت کرنے سے متعلق 12 روایات
453	ایک جملے میں تمام اخلاق	441	مدنی گلدستہ
454	مومن کا غصہ	441	حدیث نمبر: 46
454	غصے کے اثرات	441	غصے کا علاج
455	جنت کی بشارت	442	غصہ شیطان کا بہت بڑا کمر ہے
455	کیا ہر غصہ حرام ہے؟	443	جہنمی دروازہ
456	مدنی گلدستہ	443	غصہ کب نقصان دہ ہے؟

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
474	دنیا و آخرت میں عافیت	457	حدیث نمبر: 49
474	عافیت کا سوال محبوب ہے	457	مصیبت زدہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے
474	جسے عافیت ملی وہ کامیاب ہو گیا	457	صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں
475	مدنی گلدستہ	458	بیمار نہ ہو تو فکر کرے
476	باب نمبر: 4	458	مدنی گلدستہ
476	صدق کا بیان	459	حدیث نمبر: 50
476	سچوں کے ساتھ ہو جاؤ	459	قرآن سن کر غصہ جاتا رہا
477	سچائی ایمان کی علامت ہے	461	تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج
477	سچ میں بھلائی ہے	462	بُرد باری ہر درد کا علاج ہے
477	حدیث نمبر: 54	462	تھوڑے ذریعے غصے کا علاج
477	سچ جنت کی طرف لے جاتا ہے	463	مسکین پر رحم کرو!
478	صدق کیا ہے؟	463	مدنی گلدستہ
478	سچ مومن کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے	464	حدیث نمبر: 51
479	برائیوں کی جڑ	464	ناپسندیدہ امور پر صبر
480	جھوٹا ہونا سب پر ظاہر کر دیا جاتا ہے	464	حدیث نمبر: 52
480	فرشتے دور ہو جاتے ہیں	464	حوض کوثر پر ملاقات
480	بڑے گناہ	465	مستقبل کی خبر
481	سب سے زیادہ ناپسندیدہ لوگ	467	بادشاہوں کی تختی ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں
481	منافق کی علامتیں	467	بُرے کام کا بُرا انجام
482	سچ کو لازم کر لو!	468	حوض کوثر
482	سچ میں نجات ہے	468	ہر نبی علیہ السلام کیلئے حوض ہوگا
482	ڈاکوؤں کے سردار کی توبہ	468	خُلفائے راشدین سے محبت کا صلہ
484	سچائی کی بدولت درجات کی بلندی	470	مدنی گلدستہ
484	مدنی گلدستہ	471	حدیث نمبر: 53
485	حدیث نمبر: 55	471	عافیت کی دعائیں!
485	سچ میں اطمینان ہے	472	تین نعمتیں
485	مومن کا دل صحیح کام پر مطمئن ہوتا ہے	473	عافیت مانگنے میں ہی عافیت ہے
487	قیص اتار کر صدقہ کر دی	473	ایمان کے بعد سب سے بہتر چیز

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
507	حدیث نمبر: 58	487	حلال کھانا شہ کی وجہ سے نہیں کھایا
507	خیانت کا انجام	488	اپنا دینار نہ اٹھایا
508	جہاد سے ممانعت کی وجہ	488	شہ کی وجہ سے تحفہ قبول نہ کیا
	حضرت سیدنا یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے	488	جان دے کر لوگوں کو فتنے سے بچایا
508	سورج کا ٹھہرنا	490	مدنی گلدستہ
	نبی آخر الزماں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے	491	حدیث نمبر: 56
509	سورج کاڑکنا	491	سر دار دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم
510	غزوہ خندق میں سورج کی واپسی	491	پرہیز کون تھا؟
	مولانا علی کَرَمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لئے	495	مکتوب نبی کی برکت
510	سورج واپس ہوا	495	روم و ایران فتح ہوئے
	سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے طُلُوعِ آفتاب	495	قیصر و کسرعی کے خزانے
511	کا موخر ہونا	496	مختلف ممالک کے بادشاہوں کے القابات
511	آسمان سے آگ آکر کھا لیتی تھی	496	جھوٹ ترک کیا تو دیگر گناہوں کی عادت جاتی رہی
512	اُمتِ محمدیہ پر خاص کرم	497	جھوٹ کی سُجُوسْت
512	خائن کی رسوائی	498	سچ میں بے مثال خوبیاں
513	خیانت مُنافقت کی علامت ہے	498	مدنی گلدستہ
513	مومن خائن نہیں ہو سکتا	500	حدیث نمبر: 57
513	مدنی گلدستہ	500	شہادت کی سچی طلب
514	حدیث نمبر: 59	500	حضرت سہیل بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
514	سچ باعثِ برکت ہے	500	سچی نیت مطلوب و مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے
514	جھوٹ بولنے سے برکت اٹھ جاتی ہے	501	شہادت کی دعا کرنا مستحب ہے
514	عقد بیع (سودا) کب مکمل ہوتا ہے	501	شہد اکا مرتبہ
516	تجارت سے برکت ختم	502	راہِ خدا میں شہید ہونے کا ثواب
516	مدنی گلدستہ	503	شہید کون؟
517	باب نمبر: 5	503	شہید کی اقسام
517	مُراقبہ کا بیان	503	موت کی تمنا ناجائز اور شہادت کی تمنا مستحب
517	گناہوں سے بچنے کا بہترین نسخہ	505	کیوں؟
518	کائنات کی کوئی شے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے پوشیدہ نہیں	506	مدنی گلدستہ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
548	بروز قیامت قُربِ مصطفیٰ	518	تم جہاں بھی ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے ساتھ ہے
549	مدنی گلدستہ	518	اللہ عَزَّوَجَلَّ بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے
550	حدیث نمبر: 62	519	وہ دلوں کے احوال سے باخبر ہے
550	سچی نیت کا بدلہ	519	حدیث نمبر: 60
551	حَبْرُ الْأُمَّةِ مُقْتَرِرٌ قِرَانَ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ	519	حدیث جبریل
551	جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ہو جاتا ہے	522	مراقبہ کی حقیقت
553	تقدیر کی اقسام	523	مراقبہ کے بارے میں بزرگانِ دین کے اقوال
555	مدنی گلدستہ	527	حدیث مبارکہ کی مزید وضاحت
556	حدیث نمبر: 63	536	اسلام اور ایمان
556	صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کی احتیاطیں	537	تقدیر پر ایمان
556	گناہِ صغیرہ، کبیرہ بن جاتا ہے	538	قیامت کی نشانیاں
557	صغیرہ گناہ کا وبال	538	پہلی نشانی:
557	صغیرہ گناہ کرنے والے کی مثال	539	دوسری نشانی:
558	منہ میں انگلی ڈال کرتے کر دی	539	بہترین نصیحت
558	فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی احتیاط	539	دنیا کی اشیاء کی 25 اقسام
559	حق تلفی سے بچنے کے لئے قطار میں کھڑے رہے	540	ہمارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو معلوم تھا
560	نمک چکھنے پر معافی مانگ لی	540	کہ قیامت کب آئے گی
560	مدنی گلدستہ	542	کون جنتی کون جہنمی سب بتا دیا
561	حدیث نمبر: 64	542	قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر
561	اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے شایانِ شان) غیرت فرماتا ہے	543	آنے والے فتنوں کی خبر
561	غیرت کی تعریف	543	جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو!
561	غیرتِ الہی سے کیا مراد ہے؟	543	مدنی گلدستہ
561	حیا و غیرت	545	حدیث نمبر: 61
562	غیرت سے متعلق تین فرامینِ مصطفیٰ	545	نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے
563	بندوں کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے غیرت کرنا	545	تین نصیحتیں
563	اولیائے کرام کے دلوں کی حالت	545	خوفِ خدا
564	اللہ عَزَّوَجَلَّ عَمُودٌ ہے	546	گناہ کے بعد فوراً نیکی کر لو!
564	ولی کی دعا سے بیماروں کو شفاء	548	حُسْنِ اخلاق سے پیش آؤ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
583	حدیث نمبر: 68	565	اپنے دلوں کو غیر کی محبت سے خالی کر لو
583	اپنی زوجہ پر سختی کا حکم	565	مدنی گلدستہ
585	مارکیسی ہونی چاہیے؟	566	حدیث نمبر: 65
585	ٹیزھی پبلی کی پیداوار	566	بخل کا انجام
585	زوجہ کے ساتھ نرمی کی فضیلت	569	عقل مند نابینا
586	شوہر کے حقوق	570	مدنی گلدستہ
586	عالم شوہر کا بھی گھر نہ چھوڑے	573	حدیث نمبر: 66
586	اکثر عورتیں جہنمی ہونے کا سبب	573	عقل مند کون ہے؟
587	مدنی گلدستہ	574	عمل کے بغیر جنت کی طلب کیسی؟
588	باب نمبر: 6	574	باطل آرزوئیں
588	تقویٰ و پرہیزگاری کا بیان	574	حُاسَبَہ کیا ہے؟
588	ایمان والوں کو حکم خداوندی	575	نیکی کر کے بھول جاؤ
589	جہاں تک ہو سکے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو!	575	آج ”کیا کیا“ کیا؟
589	اے ایمان والو! سیدھی بات کرو	575	فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عاجزی
589	نجات کی راہ	576	قیامت سے پہلے حساب
590	حق و باطل میں پہچان	576	انوکھا حساب
590	حدیث نمبر: 69	576	بچپن کی خطا یاد آگئی
590	سب سے زیادہ عزت والا کون؟	577	چراغ پر انگوٹھا
592	فقہ کی تعریف	577	مدنی گلدستہ
593	دنیا و آخرت میں کامیابی کے بہترین اصول	578	حدیث نمبر: 67
595	مدنی گلدستہ	578	اسلام کی خوبی
596	حدیث نمبر: 70	578	دین کو کفایت کرنے والی چار حدیثیں
596	دنیا کا سب سے پہلا قنٹہ	579	مومن کو بے فائدہ باتوں سے بچنا چاہیے
596	دنیا جلد فنا ہونے والی ہے	579	بے فائدہ کلام کی تعریف
599	عورتوں کا قنٹہ	580	فضول باتوں کا نقصان
599	شیطان کے خطرناک ہتھیار	581	ایک صحابی کے جنتی ہونے کا راز
600	نفس پرستی کا عبرتناک انجام	581	گفتگو کی اقسام
		582	مدنی گلدستہ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
625	باب الرِّیَان	602	بے وفا عورت کا انجام بد
625	روزے جیسا کوئی عمل نہیں	604	مدنی گلدستہ
625	جنت کی بشارت	605	حدیث نمبر: 71
626	تین باتوں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا	605	تقویٰ و پاکدامنی کی دعا
626	اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم کا حق دار	606	تقویٰ کیا ہے؟
627	مدنی گلدستہ	606	تقویٰ انمول خزانہ ہے
628	تفصیلی فہرست	606	حصولِ تقویٰ کا طریقہ
644	ماخذ و مراجع	607	غنی (توگری)
650	المدينة العلمية کی کتب و رسائل کی فہرست	609	عفت (پاکدامنی)
☆☆☆		609	جنت الفردوس کے وارث
		610	سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے
		610	جنت کی ضمانت
		611	مدنی گلدستہ
		612	حدیث نمبر: 72
		612	بہتر کام کرنے کے لئے قسم توڑنا
		614	جھوٹی قسموں کی مذمت
		614	جھوٹی قسمیں کھانے والے جہنم میں
		616	اگر کسی کو تکلیف پہنچانے کی قسم کھائی تو؟؟؟
		617	قسم کے کفارے سے متعلق ضروری احکام
		620	مدنی گلدستہ
		621	حدیث نمبر: 73
		621	جنت میں لے جانے والے اعمال
		622	ابراہیم کا وعدہ
		623	جنت کی بشارت
		623	دین کا بہترین عمل
		624	سب سے بہتر عمل
		624	پتوں کی طرح گناہ جھڑتے ہیں

ماخذ و مراجع

سردیس	نام کتاب	مؤلف / مصنف / مثنوی	مطبوعات / ناسن طبعات
1	قرآن مجید	کلام الہی	ملکتہ المدینہ، کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، مثنوی ۱۳۳۰ھ	ملکتہ المدینہ، کراچی

کتاب التفسیر

3	تفسیر الطبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، مثنوی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۰ھ
4	تفسیر البغوی	امام ابو محمد الحسن بن مسعود فراء بغوی، مثنوی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۴ھ
5	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، مثنوی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۰ھ
6	تفسیر القرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، مثنوی ۶۷۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
7	تفسیر البیضاوی	مام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، مثنوی ۶۸۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
8	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، مثنوی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
9	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، مثنوی ۷۷۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۹ھ
10	الدر المنثور	امام جلال الدین ابن ابی بکر سیوطی، مثنوی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۰۳ھ
11	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حتی بروی، مثنوی ۱۱۳۷ھ	کونہ ۱۳۱۹ھ
12	حاشیہ الصاوی علی الجلالین	احمد بن محمد صاوی ماکنی خلونی، مثنوی ۱۴۳۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۳۲۱ھ
13	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، مثنوی ۱۴۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۰ھ
14	حزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، مثنوی ۱۳۶۷ھ	ملکتہ المدینہ، کراچی
15	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، مثنوی ۱۳۹۱ھ	نسیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کتاب الحدیث

16	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عینی، مثنوی ۲۳۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۱۴ھ
17	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، مثنوی ۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۱۴ھ
18	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، مثنوی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۹ھ
19	صحیح مسلم	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری، مثنوی ۲۶۱ھ	دارالمغنی، عرب شریف ۱۳۱۹ھ
20	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، مثنوی ۲۷۳ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۳۲۰ھ
21	سنن أبی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، مثنوی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۱ھ
22	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، مثنوی ۲۷۹ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۳۱۴ھ

23	الموسوعة لابن ابی الدینا	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ
24	مکارم الاخلاق	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
25	سنن الدار قطنی	امام علی بن عمرو دارقطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
26	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
27	السنن الکبری	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
28	صحیح ابن خزیمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمة، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۱۶ھ
29	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
30	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
31	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۴ھ
32	المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
33	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصغری شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
34	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
35	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
36	فردوس الأخیار	حافظ ابو شجاع شیرازی بن شہر دار بن شیرازی دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
37	تاریخ دمشق لابن عساکر	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
38	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی مندری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
39	حسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
40	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
41	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر یحییٰ، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
42	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
43	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
44	جامع الاحادیث	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
45	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، ربان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتب شروح الحدیث

46	شرح النووی علی المسلم	امام محمد بن ابوزکر یاکب بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
47	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
48	عمدة القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ

49	شرح صحیح البخاری لابن ہذا	ابو الحسن علی بن خلفہ بن عبد اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ	مکتبۃ الرشید، ریاض ۱۲۲۰ھ
50	اکسالہ المعلم شرح مسلم	الحافظ ابو القاسم عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصی متوفی ۵۲۳ھ	دار الوفاء، ۱۲۱۹ھ
51	شرح سنن ابی داؤد	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد شیبی، متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشید، ریاض ۱۲۲۰ھ
52	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۲۱۴ھ
52	اربعین نوری	بہمنی بن شرف الدین نوادی، متوفی ۶۷۵ھ	مکتبۃ المدینہ، ۲۲۵ھ
54	شرح الطہری	امام شرف الدین ابن کثیر، بن محمد بن عبد اللہ الطہری، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
55	فیض القدر	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
56	أشعة المعاني	شیخ محقق عبدالرحمن محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
57	دلیل الفالحین	محمد علی بن محمد علان بن ابراہیم شافعی، متوفی ۱۰۵۷ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۳۱ھ
58	مرآة المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	فضیاء القرآن پبلی کیشنز
59	نزهة القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی
60	تفہیم البخاری	علامہ غلام رسول رضوی	تفہیم البخاری پبلی کیشنز، فیصل آباد
61	فیوض الباری	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان، داتا دربار روڈ، لاہور
62			

کتاب العقائد

63	شفاء السقام	امام تقی الدین علی بن عبد الکافی یسعی، متوفی ۷۵۶ھ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور ۱۲۲۵ھ
64	شرح العقائد النسفیة	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین آفتاب زانی، متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
65	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	فضیاء القرآن پبلی کیشنز
66	الیواقیت و الجواهر	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرائی، متوفی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۲۱۹ھ
67	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر کلبی یسعی، متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان

کتاب الفقه

68	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد ترمذی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
69	نور الإيضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
70	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلماء الدین حنفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
71	رد المحتار	محمد امین ابن عابد بن شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
72	مختصر القدوری	علامہ ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیاء تیرا و پبلیڈی

73	الفتاویٰ الرضویة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۲۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
74	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی عظمیٰ، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
75	نماز کے احکام	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی
76	رفیق الحرمین	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی
77	ہمارا اسلام	مولانا مفتی محمد ظلیل خان برکاتی، متوفی ۱۴۰۵ھ	فریڈ پبک اسٹال لاہور

کتاب التصوف

78	قوت القلوب	شیخ ابوطالب محمد بن علی کفی، متوفی ۳۸۶ھ	مرکز اہل السنۃ ۱۴۲۳ھ
79	الرسالة القشیریة	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری، متوفی ۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
80	إحیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
81	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجیہ ۱۳۷۹ھ
82	بہجۃ الأسرار	ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف شطرنی، متوفی ۷۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
83	الطبقات الکبری	عبدالوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
84	الحدیقة الندیة	سیدی عبدالغنی ناسی حنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور
85	اتحاف السادة المتقین	سید محمد بن محمد حسینی زبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
86	الفتوحات المکیة	شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابن عربی، متوفی ۶۳۸ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
87	ہمعات	حجۃ الاسلام الشاہ ولی اللہ دیوبلی، متوفی ۱۱۷۶ھ	اکادمیہ الشاہ ولی اللہ دہلوی، حیدرآباد
88	منن الکبری	ابوالوہاب عبدالوہاب بن احمد بن علی اشعرائی	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
89	لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود والمحمدیہ	عبدالوہاب بن احمد بن علی اشعرائی الحنفی المصری متوفی ۹۷۳ھ	دار احیاء التراث بیروت

کتاب السیرة

90	السیرة النبویة لابن ہشام	ابومحمد عبدالملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
91	دلایل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی تہمتی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
92	الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ	القاضی ابوالفضل عیاض ماکلی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز ایسٹن برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
93	الروض الانف	الامام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ الشیخی السہیلی، متوفی ۵۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
94	الخصائص الکبری	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
95	المواہب اللدیة	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ

شرح الشفا	96	ملّا علی قاری ہروی حنفی، متوفی ۱۰۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
مدارج النبوة	97	شیخ محقق عبدالقیوم محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
شرح المواہب	98	محمد زرقانی بن عبدالباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
حجة الله على العالمین	99	امام یوسف بن اسماعیل بیہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
نسبہ الریاض	100	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
سیرت مصطفیٰ	101	عبدالمصطفیٰ اعظمی متوفی	مکتبہ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ

کتاب الأعلام

الثقات لابن حبان	102	الحافظ محمد بن حبان، متوفی ۳۵۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
الاصابة فی تمییز الصحابة	103	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
أسد العابة	104	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
الأعلام	105	خیر الدین زکریا، متوفی ۱۳۹۶ھ	دارالعلم للہدایہ، بیروت
سیر أعلام النبلاء	106	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
تہذیب الاسماء	107	ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۶ھ

الکتاب المتفرقة

تنبیہ الغافلین	108	فقیر ابو الیث نصر بن محمد سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ	دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
کتاب الکیافہ	109	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	پشاور پاکستان
روض الریاحین	110	امام عبد اللہ بن اسعد الباقی، متوفی ۶۸۷ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
نزهة المجالس	111	الطلامہ عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی، متوفی ۸۹۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
عمیون المحکمانہ	112	ابوالفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
تاریخ الخلفاء	113	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	فضاء القرآن، علی کیشنر
أحسن الوعاء	114	رئیس مستعملین مولانا تقی علی خان بن علی رضا، متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
المفروض (ملفوظات اعلیٰ حضرت)	115	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	مشتاق بک کارنر، لاہور
حدائق بخشش	116	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبہ المدینہ، ۱۴۱۵ھ
۱۰ مسائل بحثش	117	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
دوق نعت	118	حضرت علامہ مولانا تاج محمد رضا خان، ۱۳۳۶ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا،
مغلاویہ شامیہ بہاریہ	119	مفتی شمس الدین محمد امجدی	مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، ۱۴۲۷ھ

ذیل المدعا لأحسن الوعاء	۱۲۰	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
نیکی کی دعوت	۱۲۱	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
فیضان سنت	۱۲۲	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
غیبت کی تباہ کاریاں	۱۲۳	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
سمندری گنبد	۱۲۴	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
قوم لوط کی تباہ کاریاں	۱۲۵	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
بھیانک اونٹ	۱۲۶	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی
سیاہ فام غلام	۱۲۷	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبہ المدینہ، کراچی

کتاب اللغات

معجم البلد ان	۱۲۸	امام شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ بغدادی، متوفی ۶۲۶ھ	دار احیاء التراث العربی
لسان العرب	۱۲۹	العلامة ابو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن منظور الافريقي، متوفی ۷۱۱ھ	مؤسسہ الاعلیٰ للطباعة، بیروت ۱۳۲۶ھ
التعريفات للرحر جانی	۱۳۰	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، متوفی ۸۱۶ھ	دار المنار للطباعة والنشر
القاموس المحيط	۱۳۱	محمد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، متوفی ۸۱۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۱۷ھ
فیروز اللغات	۱۳۲	الحاج فیروز الدین	فیروز سنز ۲۰۰۵م
أردولغت	۱۳۳	ادارہ ترقی اردو بورڈ	ترقی اردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء
فرہنگ آصفیہ	۱۳۴	احمد بلوی	سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء



مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ 234 کتب و رسائل مع عنقریب آنے والی 14 کتب و رسائل

﴿شعبہ کتب اعلیٰ حضرت﴾

اردو کتب:

- 01..... راہِ خدائیں خرچ کرنے کے فضائل (رِزَادُ الْفَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: 40)
- 02..... کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ فِي أَحْكَامِ قُرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: 199)
- 03..... فضائل دعا (أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِآذَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدْعَاءِ لِأَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: 326)
- 04..... عمیرین میں گلے ملنا کیسا؟ (وَسَّاحُ الْجِدْفِي تَحْلِيلُ مُعَانَقَةِ الْعِيدِ) (کل صفحات: 55)
- 05..... والدین، زمین اور ساستہ کے حقوق (الْحَقُوقُ لِطَرَحِ الْمُعْتَرِقِ) (کل صفحات: 125)
- 06..... الملقوظ المعروف بملفوظات اعلیٰ حضرت (کامل چار حصے) (کل صفحات: 561)
- 07..... شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شُرُوعِ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات: 57)
- 08..... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (أَلْيَا قُوَّةُ الْوَأَسْطَةِ) (کل صفحات: 60)
- 09..... معاش ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدریج فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- 10..... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْمَجْلِي) (کل صفحات: 100)
- 11..... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (أَعَجَبُ الْإِمْدَادِ) (کل صفحات: 47)
- 12..... ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: 63)
- 13..... اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْإِزْشَادِ) (کل صفحات: 31)
- 14..... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)
- 15..... الْوَلُطِيفَةُ الْكَرِيمَةُ (کل صفحات: 46)
- 16..... کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات: 1185)

عربی کتب:

- 17، 18، 19، 20، 21..... جَدُّ الْمُتَّارِ عَلَى رَدِّ الْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثاني والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 483، 650، 713، 672، 570)
- 22..... التَّلَاقُ الرِّضْوِيُّ عَلَى صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ (کل صفحات: 458)
- 23..... كِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات: 74)
- 24..... الْإِحْزَانُ الْمَيْتَمَةُ (کل صفحات: 62)
- 25..... الرِّمَزَةُ الْقَمَرِيَّةُ (کل صفحات: 93)
- 26..... الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (کل صفحات: 46)
- 27..... تَمْهِيدُ الْإِيمَانِ (کل صفحات: 77)
- 28..... أَجْلَى الْإِعْلَامِ (کل صفحات: 70)

29..... اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ (کل صفحات: 60)

عنقریب آنے والی کُتب

01.....جد المآثر جلد ۵، ۶، ۷

﴿شعبہ تراجم کُتب﴾

- 01..... اللّٰهُ وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) (کل صفحات: 896)
- 02..... اللّٰهُ وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) وَالْوَالِدُ الْبَاقِي (جلد ۱) (کل صفحات: 625)
- 03..... مدنی آقا کے روشن فیصلے (الْبَاهِرُ فِي حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات: 112)
- 04..... سایہ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تَمَهِيدُ الْقُرْشِ فِي الْخِصَالِ الْمُوجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات: 28)
- 05..... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرْأَةُ الْعُيُونِ وَمُفْرَحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُونِ) (کل صفحات: 142)
- 06..... نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلہ احادیث رسول (الْمَوَاعِظُ فِي الْأَحَادِيثِ الْقُدْسِيَّةِ) (کل صفحات: 54)
- 07..... جنت میں لے جانے والے اعمال (الْمُنْتَجِرُ الرَّابِعُ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات: 743)
- 08..... امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَامِ اَعْظَمِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ) (کل صفحات: 46)
- 09..... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (الزَّوْجِرُ عَنْ اَقْتِرَافِ الْكِبَائِرِ) (کل صفحات: 853)
- 10..... نیکی کی دعوت کے فضائل (الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ) (کل صفحات: 98)
- 11..... فیضانِ مزارات اولیاء (كشْفُ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ) (کل صفحات: 144)
- 12..... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الزُّهُدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ) (کل صفحات: 85)
- 13..... راہِ علم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ) (کل صفحات: 102)
- 14..... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات: 412)
- 15..... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم، حصہ دوم) (کل صفحات: 413)
- 16..... احیاء العلوم کا خلاصہ (بَابُ الْإِحْيَاءِ) (کل صفحات: 641)
- 17..... کابیتیں اور نصیحتیں (الرَّوْضُ الْفَائِقُ) (کل صفحات: 649)
- 18..... اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمَذَاكِرَةِ) (کل صفحات: 122)
- 19..... شکر کے فضائل (الشُّكْرُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ) (کل صفحات: 122)
- 20..... حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ) (کل صفحات: 102)
- 21..... آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوعِ) (کل صفحات: 300)
- 22..... آدابِ دین (الْأَدَبُ فِي الْمَدِينِ) (کل صفحات: 63)
- 23..... شاہراہ اولیا (مِنْهَاجُ الْعَارِفِينَ) (کل صفحات: 36)

- 24..... بئب كوئصحت (أئبها الوؤكء) (كل صفءات: 64)
- 25..... أءءعوءة إلب الفكؤر (كل صفءات: 148)
- 26..... اصلاء اءمال ءلءاول (أءءبفة النءبفة شرء طرئفة المءمءبفة) (كل صفءات: 866)
- 27..... ءبءم بئب لء ءانب والء اءمال (ءلءوم) (الؤؤوا ءر عن أفبءراف الكئابؤ) (كل صفءات: 1012)
- 28..... عاشقان ءرئب كئ ءكائاب (أءرءلة فب طءب ءءبء) (كل صفءات: 105)
- 29..... اءبءاء العلمو ءلءاول (اءبءاء علوم الءبب) (كل صفءات: 1124)

عنقرب آنء والب كئب

01..... قوء القلوب ءلءاول

﴿شعبء درئ كئب﴾

- 01..... مرآء الارواء مع ءاشبء ضبءاء الاصباء (كل صفءات: 241)
- 02..... الاربعبب النوءبء فب الأءاءبء النبوءبء (كل صفءات: 155)
- 03..... اءقان الفراسءة شرء ءبوان ءءماسء (كل صفءات: 325)
- 04..... اصول الشاشب مع اءسن ءءواشب (كل صفءات: 299)
- 05..... نور الالبضآء مع ءاشبء النور والضبءاء (كل صفءات: 392)
- 06..... شرء العقائء مع ءاشبء ءءم الفرائءء (كل صفءات: 384)
- 07..... الفرء الكامل على شرء مءة عامل (كل صفءات: 158)
- 08..... عئابء النءو فب شرء ءءابءء النءو (كل صفءات: 280)
- 09..... صرف ببائب مع ءاشبء صرف ببائب (كل صفءات: 55)
- 10..... ءروس البلاءة مع شموس البراءة (كل صفءات: 241)
- 11..... مقءمءة الشبء مع ءءءفة المرضببء (كل صفءات: 119)
- 12..... نزهء النظر شرء نءبء الفكر (كل صفءات: 175)
- 13..... نءو مرء ءاشبء نءو منبب (كل صفءات: 203)
- 14..... ءلءبب اصول الشاشب (كل صفءات: 144)
- 15..... نصاب النءو (كل صفءات: 288)
- 16..... نصاب اصول ءرئبء (كل صفءات: 95)
- 17..... نصاب ءءوببءء (كل صفءات: 79)
- 18..... المءاءءة العربببء (كل صفءات: 101)
- 19..... ءءرفبء نءوببء (كل صفءات: 45)
- 20..... ءآاصبء ابواب (كل صفءات: 141)
- 21..... شرء مءة عامل (كل صفءات: 44)
- 22..... نصاب الصرء (كل صفءات: 343)
- 23..... نصاب المنطق (كل صفءات: 168)
- 24..... انوار ءءبءء (كل صفءات: 466)
- 25..... نصاب الاءب (كل صفءات: 184)

- 26..... تفسیر الجلالین مع حاشیہ انوار الحرمین (کل صفحات: 364)
 27..... خلفائے راشدین (کل صفحات: 341)
 28..... قصیدہ بردہ مع شرح خرپوٹی (کل صفحات: 317)
 29..... فیض الادب (مکمل حصہ اول، دوم) (کل صفحات: 228)
 30..... احیاء العلوم (عربی) (کل صفحات: 173)

﴿شعبہ تحزین﴾

- 01..... صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عشق رسول (کل صفحات: 274)
 02..... بہار شریعت، جلد اول (حصہ اول تا ششم، کل صفحات: 1360)
 03..... بہار شریعت جلد دوم (حصہ 7-13) (کل صفحات: 1304)
 04..... اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن (کل صفحات: 59)
 05..... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422)
 06..... گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 244)
 07..... بہار شریعت (سواہواں حصہ، کل صفحات: 312)
 08..... تحقیقات (کل صفحات: 142)
 09..... ایتھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56)
 10..... جنتی زیور (کل صفحات: 679)
 11..... علم القرآن (کل صفحات: 244)
 12..... سوانح کربلا (کل صفحات: 192)
 13..... اربعین حقیہ (کل صفحات: 112)
 14..... کتاب العقائد (کل صفحات: 64)
 15..... منتخب حدیثیں (کل صفحات: 246)
 16..... اسلامی زندگی (کل صفحات: 170)
 17..... آئینہ قیامت (کل صفحات: 108)
 18..... 24 تا 24..... فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)
 25..... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: 50)
 26..... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: 249)
 27..... جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)
 28..... کرامات صحابہ (کل صفحات: 346)
 29..... اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78)
 30..... سیرت مصطفیٰ (کل صفحات: 875)
 31..... آئینہ عبرت (کل صفحات: 133)
 32..... بہار شریعت جلد سوم (3) (کل صفحات: 1332)
 33..... جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات: 470)
 34..... فیضانِ نماز (کل صفحات: 49)
 35..... 19 دُرود و سلام (کل صفحات: 16)
 36..... فیضانِ یس شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم (کل صفحات: 20)

﴿شعبہ فیضان صحابہ﴾

- 01..... حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 56) 02..... حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 72)

- 03..... حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 89) 04..... حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 60)
- 05..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 132) 06..... فیضانِ سعید بن زید (کل صفحات: 32)
- 07..... فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: 720)

عنقریب آنے والی کتب

01..... فیضانِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

- 01..... نحوٹ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106)
- 02..... تکبر (کل صفحات: 97)
- 03..... فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات: 87)
- 04..... بدرگمانی (کل صفحات: 57)
- 05..... قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات: 115)
- 06..... نور کا کھلونا (کل صفحات: 32)
- 07..... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: 49)
- 08..... فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164)
- 09..... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32)
- 10..... ریاکاری (کل صفحات: 170)
- 11..... قومِ جنت اور امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 262)
- 12..... عشر کے احکام (کل صفحات: 48)
- 13..... توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: 124)
- 14..... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: 150)
- 15..... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66)
- 16..... تربیتِ اولاد (کل صفحات: 187)
- 17..... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: 63)
- 18..... ٹی وی اور مومی (کل صفحات: 32)
- 19..... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30)
- 20..... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96)
- 21..... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: 120)
- 22..... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات: 215)
- 23..... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات: 39)
- 24..... خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات: 160)
- 25..... تعارفِ امیرِ اہلسنت (کل صفحات: 100)
- 26..... انفرادی کوشش (کل صفحات: 200)
- 27..... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62)
- 28..... نیک بنے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات: 696)
- 29..... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325)
- 30..... ضیائے صدقات (کل صفحات: 408)
- 31..... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: 152)
- 32..... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)
- 33..... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33)
- 34..... حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات (کل صفحات: 590)
- 35..... حج و عمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات: 48)
- 36..... جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات: 168)
- 37..... قصیدہ بردہ سے روحانی علاج (کل صفحات: 22)

﴿شعبہ امیر اہلسنت﴾

- 01..... سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات: 49)
- 02..... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: 48)
- 03..... اصلاح کاراز (مدنی جینیل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات: 32)
- 04..... 25 کرچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات: 33)
- 05..... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: 24)
- 06..... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: 48)
- 07..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط سوم (سنت نکاح) (کل صفحات: 86)
- 08..... آداب مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)
- 09..... بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: 48)
- 10..... قبور کھل گئی (کل صفحات: 48)
- 11..... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: 48)
- 12..... گونگا مبلغ (کل صفحات: 55)
- 13..... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: 220)
- 14..... گمشدہ دو لہا (کل صفحات: 33)
- 15..... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: 33)
- 16..... جنوں کی دنیا (کل صفحات: 32)
- 17..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات: 48)
- 18..... غافل درزی (کل صفحات: 36)
- 19..... مخالفتِ محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات: 33)
- 20..... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: 32)
- 21..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات: 49)
- 22..... کفن کی سلامتی (کل صفحات: 32)
- 23..... تذکرہ امیر اہلسنت (قسط 4) (کل صفحات: 49)
- 24..... میں حیا دار کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32)
- 25..... چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات: 32)
- 26..... بد نصیب دو لہا (کل صفحات: 32)
- 27..... معذور بچی مبلغ کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32)
- 28..... بے قصور کی مدد (کل صفحات: 32)
- 29..... عطاری جن کا غسل میت (کل صفحات: 24)
- 30..... ہیرو نیچی کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 31..... نو مسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات: 32)
- 32..... مدینے کا مسافر (کل صفحات: 32)
- 33..... خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات: 32)
- 34..... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 35..... ساس بہو میں صلح کاراز (کل صفحات: 32)
- 36..... قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)
- 37..... فیضانِ امیر اہلسنت (کل صفحات: 101)
- 38..... حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: 32)
- 39..... ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 40..... کرچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات: 32)
- 41..... صلوة و سلام کی عاشقہ (کل صفحات: 33)
- 42..... کرچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32)
- 43..... میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات: 32)
- 44..... نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات: 32)
- 45..... آنکھوں کا تارا (کل صفحات: 32)
- 46..... ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات: 32)
- 47..... بابرکت روٹی (کل صفحات: 32)
- 48..... انوشدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات: 32)

- 49..... میں نیک کیسے بنا (کل صفحات: 32)
- 50..... شرابی، موذن کیسے بنا (کل صفحات: 32)
- 51..... بدکردار کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 52..... خوش نصیبی کی کریمیں (کل صفحات: 32)
- 53..... ناکام عاشق (کل صفحات: 32)
- 54..... میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟ (کل صفحات: 32)
- 55..... چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات: 32)
- 56..... علم و حکمت کے 125 مدنی پھول (تذکرہ امیر اہلسنت قسط 5) (کل صفحات: 102)
- 57..... حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیر اہلسنت قسط 6) (کل صفحات: 47)
- 58..... نادان عاشق (کل صفحات: 32)
- 59..... سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات: 32)
- 60..... گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب قسط پنجم (5) (کل صفحات: 23)
- 61..... ڈانس نعت خواں بن گیا (کل صفحات: 32)
- 62..... گلوکار کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: 32)
- 63..... نشے باز کی اصلاح کاراز (کل صفحات: 32)
- 64..... کالے پھوکا خوف (کل صفحات: 32)
- 65..... بریک ڈانس کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: 32)
- 66..... عجیب الحائق بچی (کل صفحات: 32)

عقرب آئے والی کُتب

01..... اجنبی کا تحفہ

02..... جیل کا گویا



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَقْرَبِهِ بِإِذْنِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُنَّتِ كِي بهاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّتِ كِي عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی كے مہمكے مہمكے مَدَنِي ماحول ميں بكثر تَسْتِيحِي سِيكِي اور سَكھائی جاتی ہيں، ہر شَعْرَاتِ مَغْرِبِ كِي نَمَاز كے بعد آپ كے شہر ميں ہونے والے دعوتِ اسلامی كے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتماع ميں رضائے الہي كیلئے اٹھي اٹھي نيتوں كے ساتھ ساری رات گزارنے كِي مَدَنِي التجاہے۔ عاشقانِ رسول كے مَدَنِي قافلوں ميں ہديتِ ثواب سُنَّتوں كِي تربيت كیلئے سفر اور روزانہ قلمِ مدينے كے ذريعے مَدَنِي انعامات كا رسالہ پُر كر كے ہر مَدَنِي ماہ كے اچھائی دس دن كے اندر اندر اپنے يہاں كے ذمے دار كو جمع كروانے كا معمول بنا ليئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اس كِي بركت سے پابند سُنَّت بننے، گناہوں سے نفرت كرنے اور ايمان كِي حفاظت كیلئے گولھنے كا ذمہ بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذمہ بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا كے لوگوں كِي اصلاح كِي كوشش كرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح كِي كوشش كے ليے ”مَدَنِي انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا كے لوگوں كِي اصلاح كِي كوشش كے ليے ”مَدَنِي قافلوں“ ميں سفر كرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ



فیضانِ مَدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المَدینہ (کراچی)

فون: +923 111 25 26 92. Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net